عمدۃ السلوک

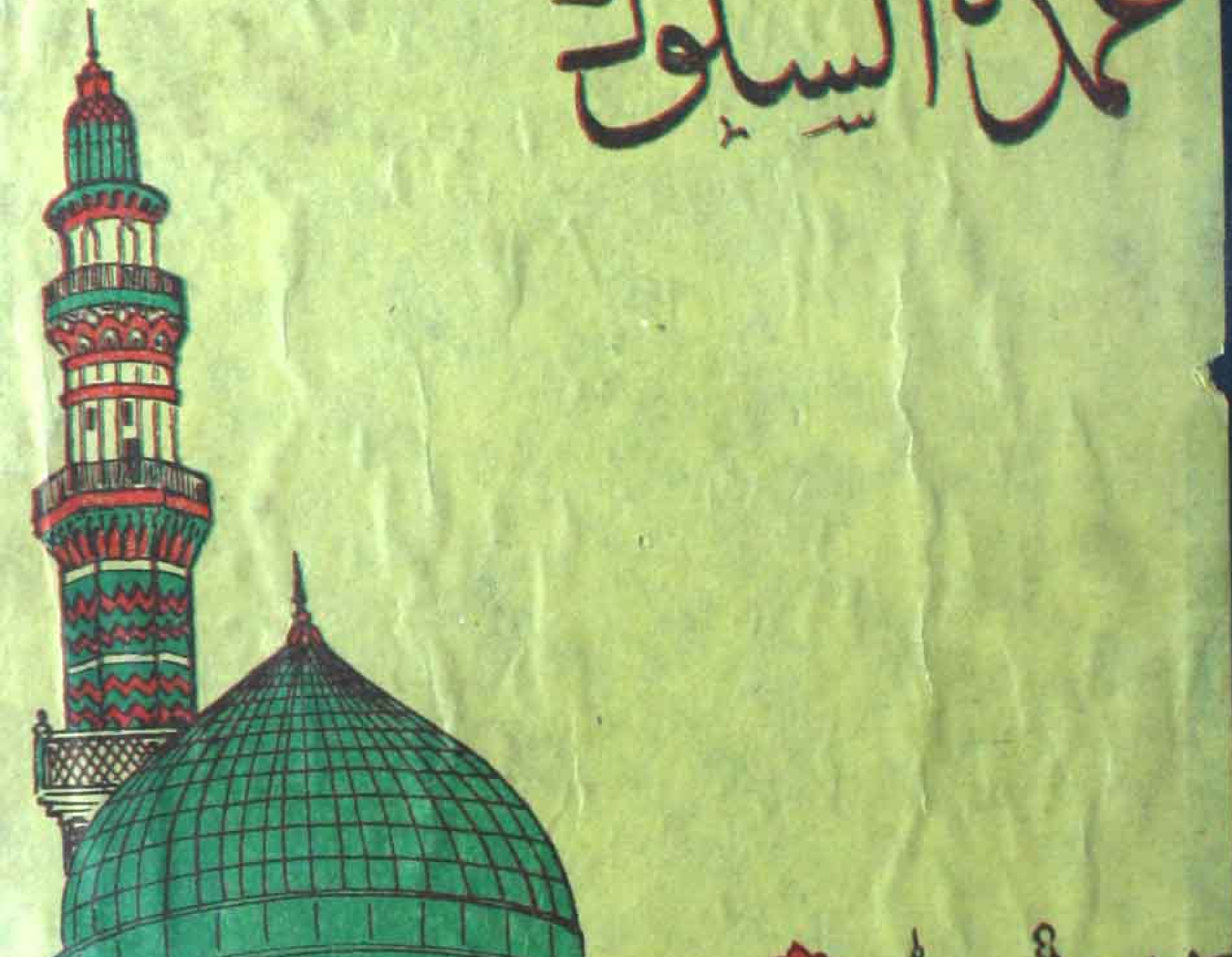

مؤلفہ

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب مدظلہ

۷۸٦

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا،

(اور جن لوگوں نے ہمارے راستے میں مجاہدات کئے ہم ان کو اپنی راہوں کی ہدایت کر دیں گے)

الحمد للہ والمنۃ کہ حسب ارشاد و رہنمائیے مرشدی و مولائی بقیۃ السلف حجۃ الخلف حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت حضرت حاجی محمّد سعید قریشی ہاشمی نقشبندی مجددی فضلی قدس اللہ سرہٗ ساکن احمد پور شرقیہ محلہ کٹڑہ احمد خاں صاحب۔ اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب ریاست بھاولپور

یہ رسالہ نافعہ مشتملہ بر عمدہ مضامینِ سلوک و منتخب مسائلِ تصوف

الموسومہ

عمدۃ السّلوک

حصہ اول

فقیر حقیر ذرۂ بیمقدار لاشیٔ راجی الی رحمۃ رب المشرقین والمغربین خاکسار زوّار حسین بن سید احمد حسین غفر اللہ لہ ولوالدیہ ساکن گوہلہ ضلع کرنال، حال مقیم ۲۰/۱۲-۱ ایچ۔ ناظم آباد ۳ کراچی (پاکستان) نے بغرضِ رفاہِ عام مختلف کتبِ تصوف سے اخذ کر کے تالیف کیا۔

اور اب چوتھی مرتبہ بہ ترمیم و اضافہ

ادارۂ مجدّدیہ. ناظم آباد ۳ کراچی ۱۸

سے شائع کیا۔

marfat.com

Marfat.com

سنہ طباعت — سنہ ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

مقام طباعت — یحریشنل پریس کراچی

تعداد طبع — ایک ہزار

قیمت ہر دو حصہ یکجا مجلد — ۱۵/- پندرہ روپے

ناشر — محمد اعلیٰ قریشی

مقامِ اشاعت

ادارۂ مجددیہ، ۲/۵ ایچ، ناظم آباد ۳ کراچی ۱۸

marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

انتساب	۵	استخارہ کا جواز اور ترکیب اور فال کی ممانعت	۴۹
حمد و نعت	۶	حقیقتِ طریقت	۵۱
دیباچہ	۷	حقوقِ طریقت	۵۳
ترغیب و ترہیب	۹	آدابِ شیخ	۵۷
فضائلِ ذکر	۱۷	اعتقادات برائے مریدین	۵۹
ولایت کا ثبوت	۲۶	تحقیق خوارقِ عادات وکشف وکرامات	٦۷
ولایت کی تحقیق	۲۹	دل کی بیماریاں اور اُن کا علاج	۷۷
طلبِ طریقت واجب ہے	۳۰	زیادہ کھانے کی بُرائی اور اس کا علاج	۷۷
بیعتِ طریقت کی ضرورت	۳۲	زیادہ بولنے کی بُرائی اور اس کا علاج	۷۸
حکایتِ مورچہ	۳۳	غیبت اور اس کا علاج	۷۹
ثبوتِ بیعت	۳۴	غصے کی بُرائی اور اس کا علاج	۸۰
شریعت میں بیعت کا حکم	۳٦	حسد کی بُرائی اور اس کا علاج	۸۰
بیعت مشروط ہونے میں حکمت	۳۷	دنیا اور مال کی محبت کی بُرائی اور اس کا علاج	۸۱
طریقِ تلاشِ مرشدِ کامل	۳۷	کنجوسی کی بُرائی اور اس کا علاج	۸۳
فیض حاصل ہونے کی صورتیں	۳۹	نام اور تعریف چاہنے کی بُرائی اور اس کا علاج	۸۳
حکمِ تکرارِ بیعت	۴۱	غرور اور شیخی کی بُرائی اور اس کا علاج	۸۴
شرائطِ مرشد	۴۳	اترانے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کی بُرائی	
شرائطِ مسترشد	۴٦	اور اس کا علاج	۸۴
اقسامِ بیعتِ صوفیائے کرام	"	نیک کام دکھلاوے کے لئے کرنے کی بُرائی	
پیر کا اپنے مرید کو عاق کرنا	۴۷	اور اس کا علاج	۸۵

marfat.com
Marfat.com

ضروری اور بتانے کے قابل بات	۸۶	نماز میں دل لگانے کا طریقہ	۹۶
ایک اور ضروری کام کی بات	۸۶	وسوسہ اور اس کا علاج	۹۷
چند اخلاقی باتیں	۸۷	شغل ذکر رابطہ یعنی تصور شیخ	۹۸
اخلاق درست ہونے کا مطلب	۸۹	مراقبہ یعنی دل سے خدائے تعالیٰ کا دھیان رکھنا	۱۰۱
توبہ اور اس کا طریقہ	۹۰	توجہ و تصرف معمولہ اہل طریقت	۱۰۳
خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کا طریقہ	۹۱	حقیقت و ثبوت جذب و حال و	۱۰۳
اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ	۹۲	وجد و استغراق اہل طریقت	
صبر اور اس کا طریقہ	۹۲	مخصوص دعائیں	[illegible]
شکر اور اس کا طریقہ	۹۳	تتمہ فضائل ذکر	۱۳۱
محاسبہ اور اس کا طریقہ	۹۳	شجرۂ مبارکہ بلسانِ عربی مبین	۱۵۱
تفکر اور اس کا طریقہ	۹۴	شجرۂ مبارکہ اردو منظوم	۱۵۳
تواضع اور اس کی اہمیت	۹۴	شجرۂ شریف منظوم و مختصر	۱۵۶
خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کا طریقہ	۹۴	نظم خمسہ ظفر	۱۵۷
خدائے تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ	۹۵	نعت شریف	۱۵۹
صدق یعنی سچی نیت اور اس کا طریقہ	۹۵	نصیحت (نظم)	۱۵۹
قرآن مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ	۹۶	قطعۂ تاریخ (ختم شد)	۱۶۰

marfat.com

Marfat.com

انتساب

میں اپنی ناچیز مساعی کے اِس سبک مایہ مگر مفید اُخروی نتیجہ کو نہایت خلوص و ارادت کے ساتھ سالکِ مسالکِ طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت سیدنا و مرشدنا حضرت حاجی محمد سعید صاحب[1] قریشی ہاشمی نقشبندی مجددی فضلی قدس سرہ کے اسمِ گرامی سے معنون کرکے فخر و مباہاتِ اُخروی کا سرمایہ بہم پہنچاتا ہوں۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

خاکسار **زوّار حسین** مجددی سعیدی عفی عنہ

---

[1] یہ کتاب پہلی بار ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء میں شائع ہوئی تھی اور حضرت پیرومرشدنا رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں اُنہی کے ارشاد کی تعمیل میں لکھی گئی تھی، کتاب پریس میں طبع ہو رہی تھی کہ آپ نے بروز جمعہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء کو بمقام پانی پت وصال فرمایا۔ مفصل حالات "حیاتِ سعیدیہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com
Marfat.com

حمد و نعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِمَنْ قَدَّرَ خَيْرًا وَّ خَبَالًا ۔۔۔ وَالشُّكْرُ لِمَنْ صَوَّرَ حُسْنًا وَّ جَمَالًا

اس خدا کی ہزار ہزار تعریف جس نے خیر و شر کو پیدا کیا۔ اور اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر جس نے حُسن اور خوبصورتی پیدا کی

فَرْدٌ صَمَدٌ عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِيٌّ ۔۔۔ رَبٌّ اَزَلِيٌّ خَلَقَ الْخَلْقَ كَمَالًا

وہ ایک ہی بے نیاز ہی مخلوقات کی صفتوں سے بری ہی۔ پروردگار ہے ازل سے۔ اس نے مخلوقات کو اپنے کمال سے پیدا کیا

لَاضِدَّ وَلَانِدَّ وَلَاحَدَّ لِمَوْلٰى ۔۔۔ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

اس کا کوئی مقابل نہیں کوئی مثل نہیں اس کی کوئی حد نہیں۔ وہ جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی

لَامِثْلَ وَلَاصَوَّرَ مِثْلًا وَّ نَظِيْرًا ۔۔۔ مَنْ قَالَ سِوٰى ذَالِكَ قَدْ قَالَ مُحَالًا

اس کا کوئی مثل نہیں ہے اس نے اپنی مثال اور نظیر پیدا ہی نہیں کی ۔۔ جو لوگ اس کی نظیر کے قائل ہوئے وہ ایک محال چیز کے قائل ہوئے

لَاشِبْهَ وَلَامِثْلَ وَلَاكُفْوَ لِمَوْلٰى ۔۔۔ لَاوُلْدَ وَلَاوَالِدَ لَاعَمَّ وَخَالًا

کوئی اس کے مانند نہیں اور مثل نہیں اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ نہ اسکی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اس کے نہ چچا ہے نہ ماموں

لَاقَبْلَ وَلَابَعْدَ وَلَاوَقْتَ زَمَانًا ۔۔۔ لَامَانِعَ لَاحَاجِبَ لِلّٰهِ تَعَالٰى

نہ اس سے پہلے کوئی ہے اور نہ اس کے بعد اور نہ اس کے زمانے کیلئے کوئی وقت معین ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کو روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے

اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ حَقًّا ۔۔۔ وَالْبَاطِنُ مَوْلَاهُ بِلَاقِيْلٍ وَّقَالًا

سب سے پہلے وہی اور سب سے آخر بھی وہی ہے اور ظاہر بھی وہی ہے اور یہ حقیقت ہے۔ باطن بھی وہی ہے بلا قیل و قال سب کا مالک ہے

اٰمِنْ بِاللّٰهِ وَلَارَبَّ سِوَاهُ ۔۔۔ اٰمِنْ بِرَسُوْلٍ تَجِدُ الْقُرْبَ كَمَالًا

خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے سوا کوئی پرورش کرنے والا نہیں ۔۔ رسول پر ایمان لاؤ اللہ سے ملنے کا کامل ذریعہ یہی ہے

اِشْهَدْ بِاللّٰهِ هُوَالْوَاحِدُ حَقًّا ۔۔۔ ثُمَّ اشْهَدْ بِالْاَحْمَدِ فَضْلًا وَّ جَلَالًا

خدا کی الوہیت کی شہادت دو، درحقیقت وہی ایک ہے۔ پھر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرو

صَلِّ عَلٰى اَفْضَلِ رُسُلٍ وَّ نَبِيٍّ ۔۔۔ فِيْ كُلِّ صَبَاحٍ وَّمَسَاءٍ وَّ زَوَالًا

تمام نبیوں سے افضل اور تمام رسولوں سے بہتر رسول پر صبح و شام دن رات درود بھیجو۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر حقیر لاشئ خاکسار زوار حسین بن سید احمد حسین الترمذی حنفی نقشبندی مجددی سعیدی گوپاموی (حال مقیم ۲۰/۱۲ ۔ ایچ ۔ ناظم آباد ۳ کراچی) عرض کرتا ہے کہ اس زمانے میں جبکہ گمراہی اور بے دینی کا چاروں طرف زور ہے اور بدعات و رسومات کا غلبہ عام ہے۔ لوگ مسئلہ ولایت کے بارے میں مختلف رائے اور متفرق خیالات رکھتے ہیں۔ ایک گروہ تو سرے ہی سے ولایت کا منکر ہے۔ اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ مطلق منکر تو نہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں ولی تھے مگر اب اس بُرے زمانے میں ولی نہیں رہے۔ دوسرے گروہ کے لوگ مبالغے میں اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ کو غیب دان اور معصوم خیال کرتے ہوئے ان سے مرادیں طلب کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اور جو کچھ نہیں چاہتے نہیں ہوتا اسی خیال کو اپنے دل میں لئے ہوئے اولیاء کے مزارات پر جاتے ہیں اور اُن سے اپنی دلی آرزوئیں مانگتے ہیں جو صریح شرک ہے۔ نیز ایسے لوگ جب زندہ اولیائے کرام اور مقربانِ خداوندی میں یہ صفتیں نہیں پاتے تو اُن سے بدظن ہو جاتے ہیں جس کے سبب یہ ان کے فیض سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ایسے گمراہوں کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں جو کفر و اسلام میں فرق نہیں کر سکتے اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اولیائے کرام کے پُر اسرار کلمات نہ سمجھنے کے سبب سے (جو کہ ان سے حالتِ سکر یعنی غلبۂ حال میں سرزد ہوتے ہیں اور جن کے ظاہری معنی مقصود بھی نہیں) ان کو کافر سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی ولایت سے منکر ہو جاتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو انہی کلماتِ سُکریہ کو ظاہری معنوں پر محمول کر کے قرآن مجید، حدیث شریف اور اجماعِ امت سے ثابت شدہ عقائدِ حقّہ سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو علومِ ظاہری ہی کو کافی و وافی سمجھتے ہوئے طریقت حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے، بعض ایسے بے ادب ہوتے ہیں جو اولیائے کرام کی شان

marfat.com
Marfat.com

حمد و نعت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِمَنْ قَدَّرَ خَیْرًا وَّ خَبَالًا　　وَالشُّکْرُ لِمَنْ صَوَّرَ حُسْنًا وَّ جَمَالًا

اس خدا کی ہزار ہزار تعریف جس نے خیر و شر کو پیدا کیا۔ اور اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر جس نے حسن اور خوبصورتی پیدا کی

فَرْدٌ صَمَدٌ عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِیٌّ　　رَبٌّ اَزَلِیٌّ خَلَقَ الْخَلْقَ کَمَالًا

وہ ایک ہی، بے نیاز ہے، مخلوقات کی صفتوں سے بری ہے۔ پروردگار ہے ازل سے۔ اس نے مخلوق کو اپنے کمال سے پیدا کیا

لَاضِدَّ وَلَانِدَّ وَلَاحَدَّ لِمَوْلٰی　　اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالًا

اس کا کوئی مقابل نہیں کوئی مثل نہیں اس کی کوئی حد نہیں۔ وہ جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی

لَامِثْلَ وَلَا صَوَّرَ مِثْلًا وَّ نَظِیْرًا　　مَنْ قَالَ سِوٰی ذَالِکَ قَدْ قَالَ مُحَالًا

اس کا کوئی مثل نہیں ہے اس نے اپنی مثال اور نظیر پیدا ہی نہیں کی ـــ جو لوگ اس کی نظیر کے قائل ہوئے وہ ایک محال چیز کے قائل ہوئے

لَاشِبْہَ وَلَامِثْلَ وَلَاکُفْوَ لِمَوْلٰی　　لَاوُلْدَ وَلَاوَالِدَ لَاعَمَّ وَّخَالًا

کوئی اس کے مانند نہیں اور مثل نہیں اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اس کے نہ چچا ہے نہ ماموں

لَاقَبْلَ وَلَابَعْدَ وَلَا وَقْتَ زَمَانًا　　لَامَانِعَ لَاحَاجِبَ لِلّٰہِ تَعَالٰی

نہ اس سے پہلے کوئی ہے اور نہ اس کے بعد اور نہ اس کے زمانے کیلئے کوئی وقت معین ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کو روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے

اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ حَقًّا　　وَالْبَاطِنُ مَوْلَاهُ بِلَا قِیْلَ وَّ قَالًا

سب سے پہلے وہی اور سب سے آخر بھی وہی ہے اور ظاہر بھی وہی ہے اور یہ حقیقت ہے۔ باطن بھی وہی ہے بلا قیل و قال سب کا مالک ہے

اٰمِنْ بِاللّٰہِ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ　　اٰمِنْ بِرَسُوْلٍ تَجِدُ الْقُرْبَ کَمَالًا

خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے سوا کوئی پرورش کرنے والا نہیں ـــ رسول پر ایمان لاؤ اللہ سے ملنے کا کامل ذریعہ یہی ہے

اِشْهَدْ بِاللّٰہِ هُوَ الْوَاحِدُ حَقًّا　　ثُمَّ اشْهَدْ بِالْاَحْمَدِ فَضْلًا وَّ جَلَالًا

خدا کی الوہیت کی شہادت دو، درحقیقت وہی ایک ہے۔ پھر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرو

صَلِّ عَلٰی اَفْضَلِ رُسُلٍ وَّ نَبِیٍّ　　فِیْ کُلِّ صَبَاحٍ وَّ مَسَاءٍ وَّ زَوَالًا

تمام نبیوں سے افضل اور تمام رسولوں سے بہتر رسول پر صبح و شام دن رات درود بھیجو۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر حقیر لاشئ خاکسار زوار حسین بن سید احمد حسین الترمذی حنفی نقشبندی مجددی سعیدی گوپاموی (حال مقیم ۲۰/۱۲، ایچ، ناظم آباد ۳ کراچی) عرض کرتا ہے کہ اس زمانے میں جبکہ گمراہی اور بے دینی کا چاروں طرف زور ہے اور بدعات و رسومات کا غلبہ عام ہے۔ لوگ مسئلۂ ولایت کے بارے میں مختلف رائے اور متفرق خیالات رکھتے ہیں۔ ایک گروہ تو سرے ہی سے ولایت کا منکر ہے۔ اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ مطلق منکر تو نہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں ولی تھے مگر اب اس بُرے زمانے میں ولی نہیں رہے۔ دوسرے گروہ کے لوگ مبالغے میں اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ کو غیب دان اور معصوم خیال کرتے ہوئے ان سے مرادیں طلب کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اور جو کچھ نہیں چاہتے نہیں ہوتا اسی خیال کو اپنے دل میں لئے ہوئے اولیاء کے مزارات پر جاتے ہیں اور اُن سے اپنی دلی آرزوئیں مانگتے ہیں جو صریح شرک ہے۔ نیز ایسے لوگ جب زندہ اولیائے کرام اور مقربانِ خداوندی میں یہ صفتیں نہیں پاتے تو اُن سے بدظن ہو جاتے ہیں جس کے سبب یہ ان کے فیض سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ایسے گمراہوں کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں جو کفر و اسلام میں فرق نہیں کر سکتے اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اولیائے کرام کے پُراسرار کلمات نہ سمجھنے کے سبب سے (جو کہ ان سے حالتِ سکر یعنی غلبۂ حال میں سرزد ہوتے ہیں اور جن کے ظاہری معنی مقصود بھی نہیں) ان کو کافر سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی ولایت سے منکر ہو جاتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو انہی کلماتِ سُکریہ کو ظاہری معنوں پر محمول کر کے قرآن مجید، حدیث شریف اور اجماعِ امت سے ثابت شدہ عقائدِ حقّہ سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو علومِ ظاہری ہی کو کافی و وافی سمجھتے ہوئے طریقت حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے، بعض ایسے بے ادب ہوتے ہیں جو اولیائے کرام کی شان

marfat.com
Marfat.com

نہ سمجھتے ہوئے اور ان کے حقوق پر نظر نہ رکھتے ہوئے اُن کی شان میں سوء ادبی اور گستاخی کرتے ہیں اور بعض اس قدر تعظیم و تکریم کی جانب مشغول ہو جاتے ہیں کہ گویا اُن کو پوجنے لگتے ہیں اور ان سے منتیں مانگتے اور ان کی قبروں کا بیت اللہ کی طرح طواف کرتے ہیں۔ الغرض دونوں طرف افراط و تفریط کا بازار گرم ہے اور غلوِ محبت اور شدتِ مخالفت کے مظاہرے ہو رہے ہیں۔

القصہ جب اس فقیر نے یہ امور دیکھے تو ارادہ کیا کہ ایک ایسی کتاب ترتیب دی جائے کہ جس کے پڑھنے سے لوگوں پر ولایت کی اصل حقیقت ظاہر ہو جائے تاکہ ایسے لوگ افراط و تفریط سے باز آجائیں۔ اگرچہ اس فن میں علمائے سلف و خلف نے مفصل و مبسوط کتابیں لکھی ہیں اور مختصر اور عام رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں لیکن یا تو وہ اتنی بڑی بڑی کتابیں ہیں کہ عام لوگ اُن کے خریدنے اور پڑھنے اور دقتِ فن کے باعث سمجھنے سے بھی قاصر ہیں، یا وہ اتنی مختصر ہیں کہ اکثر و بیشتر ضروری مسائل سے بھی خالی ہیں، نیز تصوف کے ایسے مسائل جن کی سالک کو دن رات ضرورت پڑتی ہے اور اس راستے کی گہرائیوں کی وجہ سے ہر وقت بھٹکنے کا خطرہ لگا رہتا ہے اور دوسری ضروری چیزوں مثلاً ادعیۂ موقوتہ ماثورہ وغیرہ سے بھی اکثر کتبِ تصوف عاری ہوتی ہیں اس لئے حسب ارشاد و رہنمائیِ مرشدی و مولائی بقیۃ السلف حجۃ الخلف حامیِ سنت ماحیِ بدعت حضرت خواجہ محمد سعید صاحب قریشی ہاشمی نقشبندی مجددی فضلی احمد پوری مد ظلہم العالی لا زالت شموس برکاتہ بازغۃ علی قلوب المسترشدین اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے وہ امور و مسائل جو عوام سے تعلق رکھتے ہیں حصۂ اول میں درج کئے جاتے ہیں اور خواص سے تعلق رکھنے والے مسائل ان شاء اللہ العزیز حصۂ دوم میں پیش کئے جائیں گے۔

حضرت مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب[1] پانی پتی و مستری محمد رمضان صاحب پانی پتی و دیگر معاونین و مشیرین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اب اصل مضمون شروع کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ منظور و مقبول فرمائے، آمین۔ وما توفیقی الا باللہ

---

[1] افسوس کہ ہر دو موصوف انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

marfat.com

Marfat.com

ترغیب و ترہیب

اے عزیز با تمیز! ہوشیار رہو، اور اپنی چند روزہ زندگی کو غنیمت جان خداوند تعالیٰ کی طرف دھیان لگا۔ تو کس چیز پر دھوکا کھا گیا ہے اور کس امید پر بھروسہ کر بیٹھا ہے۔ جب عمر کے لئے کوئی خاص مہلت مقرر نہیں ہے تجھے کیا خبر ہے کہ کس وقت تو دنیا سے کوچ کر جائیگا آج کے دن ہمیشہ کی نیکی کوشش کے ساتھ حاصل کر اور جب وہ وقت آجائے جس کی قرآن مجید میں خبر دی ہے یعنی "اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ" یعنی جب ان کی موت آجاتی ہے تو وقت معین سے نہ ایک ساعت آگے ہوتی ہے اور نہ پیچھے اور ابھی تیرے سب کام ادھورے ہی ہوتے ہیں کہ تجھ کو اس دنیا سے اٹھا لیجاتے ہیں، اس وقت تو کیا بہانہ کرے گا اور اپنے چھٹکارے کے لئے کونسی دلیل پیش کرے گا۔ ماں باپ، بیوی بچے، بھائی بہن، دوست احباب، مال و مرتبہ، شان و شوکت سب کے سب نیکی کے راستے کی رکاوٹیں ہیں جنھوں نے تجھے اصل مقصود سے دور ہٹا دیا ہے۔ آخر کار سب کو اسی جگہ چھوڑ کر مٹی کے نیچے جانا ہے۔

نقل ہے کہ شہنشاہ سکندرِ اعظم نے اپنے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے دونوں ہاتھوں کو کفن سے باہر رکھنا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، اس نے کہا اسلئے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہوں اور کسی چیز کو اپنے ساتھ نہیں لے جاتا۔ اشعار

بے زری کا نہ کر گلہ غافل — رکھ تسلی کہ یوں مقدر تھا
کتنے منعم جہان میں گذرے — وقت رحلت کے کس کنے زر تھا
صاحب جاہ و شوکت و اقبال — دیکھا از انجملہ اک سکندر تھا
تھی یہ سب کائنات زیرِ نگیں — ساتھ مور و ملخ سا لشکر تھا
لعل و یاقوت ہم زر و گوہر — چاہئے جس قدر میسر تھا
آخر کار جب جہاں سے چلا — ہاتھ خالی کفن سے باہر تھا

پس عبرت کی آنکھ سے دیکھ، ہمارے وہ ساتھی جو دنیا کے مال و دولت سے خوش تھے

marfat.com
Marfat.com

اس کا تابع اور فرمانبردار ہوتا ہے وہ ہزاروں خرابیوں میں پھنس جاتا ہے چھوٹے اور بڑے گناہوں میں لگ جاتا ہے اور آخرت کی نیکی حاصل کرنے سے بالکل خالی رہ جاتا ہے، اگرچہ آج انسان کو نفس کی برائیاں اور مکاریاں معلوم نہیں ہوتیں اور جو کچھ وہ حکم دیتا ہے اس کے مطابق کرتا ہے لیکن کل (مرنے کے بعد) بدلے کے دن ایسے کاموں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور جو کچھ آج کر رہا ہے سب کا سب اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا پس جب تک نفس امارہ کی خود رائی اور مَیں پن زندہ ہے اور اس کا حکم قائم ہے اسلام کے کارخانے میں خرابی پر خرابی ہو رہی ہے البتہ جب نفسِ امارہ کی حالت نفسِ مطمئنہ کے رنگ میں رنگی جاتی ہے اور وہ ریاضت و مجاہدہ سے قابو میں آجاتا ہے فرمانبردار اور اطاعت شعار ہو جاتا ہے اسوقت انسان کے لئے امن ہی امن ہے اور وہی مقام اعلیٰ علیین ہے قولہ تعالیٰ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی رکوع سورۃ النازعات (لیکن جو شخص اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روک رکھا پس بیشک بہشت ہی اس کے رہنے کی جگہ ہے) یہی وجہ ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو کافروں کے ساتھ جہاد کرنے پر بزرگی اور برتری دی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ (اب ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد (اصلاحِ نفس) کی طرف متوجہ ہوتے ہیں) تاکہ یہ خدائے تعالیٰ کے احکام کے سوا کوئی کام نہ کرے بندگی کے راستے سے منہ نہ موڑے اور اپنی سرکشی کو چھوڑ کر مکار دشمن (نفسِ امارہ) سے بیزار ہو کر خدائے تعالیٰ کی غلامی اور فرمانبرداری میں لوٹ آئے اور رات دن خدائے تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کوشش کرے۔

پس اس مطلب کو بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا آزمائش اور امتحان کا مقام ہے اس کے ظاہر کو طرح طرح کی خوبصورتیوں سے سجایا اور چمکایا گیا ہے، دیکھنے میں میٹھی اور تروتازہ نظر آتی ہے لیکن اصل میں عطر لگا ہوا مُردار اور مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا کوڑا اور پانی کی طرح دکھائی دینے والا سراب اور زہر کی مانند شکر ہے۔ اس کا باطن بالکل خراب اور بہت بُرا ہے اور اسقدر گندہ ہوتے ہوئے اس کا معاملہ دنیا والوں کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

اس سے بھی زیادہ بُرا ہے جو بیان ہو سکے، اس کا چاہنے والا جادو کا مارا ہے۔ جو اس میں پھنسا اس نے دھوکا کھایا اور وہ دیوانہ ہے۔ جو شخص اس کے ظاہر پر فریفتہ ہوا ہمیشہ کا گھاٹا اس کے ہاتھ آیا اور جس نے اس کی مٹھاس اور تروتازگی پر نظر کی ہمیشہ کی شرمندگی اُسے نصیب ہوئی۔ سرورِ کائنات حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَا الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ اِلَّا ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِيَتْ اِحْدٰهُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰى (یعنی دنیا اور آخرت آپس میں سوتن ہیں اگر ایک راضی ہو گئی تو دوسری ناراض) پس جس نے دنیا کو راضی کیا آخرت اس سے ناراض ہو گئی اور وہ آخرت سے بے نصیب ہو گیا حق تعالیٰ ہم کو دنیا اور اہلِ دنیا کی محبت سے بچائے۔ آمین

اے عزیز! کیا تو جانتا ہے کہ دنیا کیا ہے؟ دنیا وہی ہے جو تجھے حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہٹائے رکھے مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

چیست دنیا از خدا غافل بُدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

پس زن و مال، جاہ و ریاست، لہو و لعب اور بیہودہ کاروبار میں مشغول ہونا سب خدائے تعالیٰ سے غافل کرنے والے ہیں اس لئے سب دنیا میں داخل ہیں اور وہ علوم جو آخرت میں کام آنے والے نہیں سب دنیا ہی میں داخل ہیں۔ اگر نجوم و ہندسہ و منطق و حساب وغیرہ علموں سے بھلائی اور نیکی مقصود نہ ہو تو ایسے علوم کا حاصل کرنا کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا اگر ان کا حاصل کرنا فائدہ دیتا تو فلاسفہ خدا کے عذاب سے چھٹکارا پانے والے ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " عَلَامَةُ اِعْرَاضِهٖ تَعَالٰى عَنِ الْعَبْدِ اِشْتِغَالُهٗ بِمَا لَا يَعْنِيْهِ (یعنی بندہ کا فضول کاموں میں مشغول ہونا خدائے تعالیٰ کے منہ پھیر لینے کی نشانی ہے)۔

ہرچہ جز عشقِ خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جاں کندن است

اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ علمِ نجوم وقت کے پہچاننے کے لئے درکار ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ علم نجوم کے بغیر وقت پہچانے نہیں جاتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ علمِ نجوم وقت پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ بہت لوگ علمِ نجوم نہیں جانتے مگر نماز کے وقتوں کو نجوم کے جاننے والوں سے بہتر جانتے ہیں۔ اور علمِ منطق و حساب وغیرہ کے حاصل کرنے کی بھی جن کا مختصر طور پر حاصل کرنا شرع شریف کے علموں میں ضروری ہے یہی وجہ بیان کرتے ہیں

marfat.com

Marfat.com

غرضکہ بہت سے حیلوں سے بعد ان علموں میں مشغول ہونے کا جواز ثابت ہوجاتا ہے مگر اس شرط پر کہ شرع کے حکموں کو پہچاننے اور علم کلام کی دلیلوں کو مضبوط بنانے کے سوا ان کے حاصل کرنے سے اور کوئی غرض نہ ہو۔

انصاف کرنا چاہیئے کہ جب ایک جائز کام جس کے اختیار کرنے سے دوسرے واجب فوت ہوجائیں اباحت سے نکل جاتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ جن علوم میں مشغول ہونے سے شرع شریف کے علوم میں مشغول ہونا ترک ہوجائے کیوں کر جائز ہوں گے بہرحال غرض یہ ہے کہ فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے اور ضرورت کے مطابق کفایت کی جائے اور ان میں یہ نیت ہونی چاہیئے کہ عبادت کے ادا کرنے کی طاقت حاصل ہو مثلاً کھانے سے مقصود عبادت ادا کرنے کی طاقت اور پوشاک سے ستر عورت اور گرمی سردی کا دور کرنا ہے، باقی ضروری مباحات کو بھی اسی پر قیاس کرلینا چاہیئے کیونکہ عملوں کا دارومدار نیت پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی الحدیث (بیشک عملوں کا دارومدار نیت پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت کے مطابق پھل ملتا ہے) اپنا عمل عزیمت پر اختیار کرنا چاہیئے اور رخصت سے جہاں تک ہوسکے پرہیز کرنا چاہیئے اور عزیمت یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق کو کافی سمجھے۔ اگر یہ دولت حاصل نہ ہو تو مباحات اور رخصت کے دائرے سے پاؤں باہر نہ نکالنا چاہیئے اور حرام اور شبہ والی چیزوں کے نزدیک نہ جانا چاہیئے۔ حق تعالیٰ نے اپنی نہایت مہربانی سے مباح چیزوں کے ساتھ پورے طور پر لذت حاصل کرنا جائز فرمایا ہے اور اس قسم کی نعمتوں کو بہت زیادہ کردیا ہے، ان نعمتوں اور لذتوں سے ہٹ کر کونسا عیش اس کے برابر ہے کہ بندہ کا مالک اس کے کام سے راضی ہوجائے۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی جنت سے بہتر ہے اور دوزخ میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی دوزخ سے بھی بری ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یہ خزاں کی فصل کیا ہی نقصان کی چشم پوشی — وہ ذرا نقاب الٹ دیں تو ابھی بہار آئے

یہ انسان اپنے مالک کے حکم کا تابع غلام ہے اس کو اس طرح خود مختار نہیں بنایا کہ جو چاہے کرے اس سے کچھ سوال ہی نہ ہوگا۔ غور کرنا چاہیئے اور خوب عقل سے کام لینا چاہیئے،

marfat.com
Marfat.com

تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی اور نقصان حاصل نہ ہو۔ کام کا وقت جوانی کا زمانہ ہے اور جواں مردوہ ہے جو اس وقت کو ضائع نہ کرے اور فرصت کو بہتر جانے۔ ممکن ہے کہ اس کو بڑھاپے تک پہنچنے نہ دیں، اگر پہنچنے بھی دیں تو اطمینان حاصل نہ ہو اور اگر حاصل بھی ہو تو کمزوری اور سستی کی وجہ سے کچھ نہ کرسکے۔ اس وقت اطمینان کے سامان موجود ہیں، فرصت کا زمانہ اور طاقت کا وقت ہے کسی بہانے سے آج کا کام کل پر نہیں ڈالنا چاہئے اور دین کے کام میں تسویف (تاخیر) نہیں کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ[1] (سوف افعل کہنے والے یعنی آج کل کرنے والے ہلاک ہوگئے) ہاں اگر کمینی دنیا کے کاموں کو کل پر ڈال دیں اور آج آخرت کے عملوں میں لگ جائیں تو بہت ہی اچھا ہے جیسا کہ اس کا خلاف بہت ہی بُرا ہے جوانی کے وقت جبکہ دین کے دشمنوں یعنی نفس و شیطان کا غلبہ ہے تھوڑا عمل بھی اسقدر مقبول ہے کہ ان کا غلبہ نہ ہونے (بڑھاپے وغیرہ) کے وقت کئی گنا زیادہ عمل اتنا مقبول نہیں فوج میں دشمنوں کے غلبہ کے وقت کام کرنے والے سپاہیوں کی تھوڑی سی محنت اسقدر پسند اور مقبول ہوتی ہے کہ دشمنوں کی شرارت سے امن کے وقت بہت سی محنت ویسی نہیں ہوتی چنانچہ انسان کے پیدا کرنے سے (جو تمام موجودات کا مجموعہ اور نچوڑ ہے) صرف کھیل کود اور کھانا سونا مقصود نہیں بلکہ اس سے مقصود عبادت کے طریقوں کا ادا کرنا اور عجز و انکساری، احتیاج و التجا اور خداوند تعالیٰ کی جناب میں گریہ وزاری کرنا ہے قولہ تعالیٰ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورۃ ۵۱ آیت ۵۶) (یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا) پس وہ عبادتیں جو آنحضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع شریف نے ہمیں بتائی ہیں اور ان کے ادا کرنے سے بندوں کے فائدے اور منافع مقصود ہیں اور خداوند تعالیٰ کی جناب ان کی احتیاج سے پاک ہے۔ دل و جان کے ساتھ احسان مانتے ہوئے ادا کرنی چاہئیں۔ حق تعالیٰ نے بالکل بے پرواہ ہوتے ہوئے بندوں کو امر و نواہی کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ ہم محتاجوں کو اس نعمت کا شکر پوری طرح ادا کرنا چاہئے اور بڑی احسان مندی سے احکام بجا لانے میں کوشش کرنی چاہئے۔

---

[1] المسوف من یقول سوف افعل یعنی مسوف وہ ہے جو سوف افعل (اب کرتا ہوں) کہا کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اے عزیز باتمیز! اگر دنیا داروں میں سے کوئی شخص جو ظاہری شان و شوکت اور مرتبہ رکھتا ہے، اپنے سے نیچے کام کرنے والے ملازم کو کسی خدمت سے سرفراز فرمائے حالانکہ اس خدمت میں حکم دینے والے کا بھی نفع ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ماتحت اس حکم کو کتنا پیارا جانتا ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ خدمت اس کو ایک بڑے مرتبہ والے شخص نے تفویض فرمائی ہے بڑی احسانمندی کے ساتھ بجا لاتا ہے تو پھر کیا بلا پڑی کہ خدائے تعالیٰ کی بزرگی اس شخص کی بزرگی سے کم نظر آتی ہے کہ خدائے تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرنے میں کوشش نہیں کی جاتی۔ شرم کرنی چاہیئے اور خوابِ خرگوش سے اپنے آپ کو ہشیار کرنا چاہیئے۔

نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصریؒ کے پاس بادشاہ کا ایک وزیر آیا اور کہا کہ میرے لئے آپ دعا فرمائیں کہ میں ہمیشہ بادشاہ کی خدمت کرتا اور اس کا بھلا چاہتا رہوں اور اس کی خفگی اور سزا سے ڈرتا رہوں۔ ذوالنون مصریؒ یہ سن کر بہت روئے اور کہا کہ اگر میں خدائے تعالیٰ سے اتنا ڈرتا جتنا کہ وزیر اپنے بادشاہ سے ڈرتا ہے تو صدیقوں میں سے ہوتا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر نبودے امید راحت و رنج — پائے درویش بر فلک بودے
گر وزیر از خدا بترسیدے — ہمچناں کز مَلِک، مَلَک بودے

خدا کے حکموں پر نہ چلنا دو باتوں سے خالی نہیں، یا شرعی خبروں کو جھوٹا جانتا ہے اور یقین نہیں کرتا، یا خدائے تعالیٰ کی بزرگی اور شان دنیا داروں کی شان کی نسبت اس کو بہت ادنیٰ نظر آتی ہے۔ اس بات کی برائی اچھی طرح معلوم کرنی چاہیئے۔ اے دوست اگر ایسا شخص بھی جس کا جھوٹ کئی دفعہ تجربہ میں آچکا ہو کہدے کہ دشمن غلبہ پاکر فلاں قوم پر چھاپہ ماریں گے تو اس قوم کے عقلمند اپنی حفاظت کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اس مصیبت کے دور کرنے کی فکر کریں گے حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ وہ خبر دینے والا شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا رہا ہے لیکن کہتے ہیں کہ خطرے کے خیال کے وقت عقلمندوں کے نزدیک احتیاط ضروری ہے پس جب ہمیشہ سچ بولنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کے ساتھ آخرت کے عذاب کی خبر دی ہے تو لوگوں پر کیوں اثر نہیں ہوتا۔

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ اگر اثر ہوتا تو اس کے دُور کرنے کی فکر کرتے حالانکہ اس کے دور کرنے کا علاج بھی سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے۔ پس یہ کیا ایمان ہے کہ سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر کو اس جھوٹے کی خبر کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔ صرف ظاہری اسلام عذاب سے چھٹکارا نہیں دلاتا۔ یقین حاصل کرنا چاہئے اور یہاں یقین تو دور رہا گمان بلکہ وہم بھی نہیں ہے کیونکہ عقلمند خطرے کے وقت وہم کا بھی اعتبار کر لیتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (یعنی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اس کو جو تم عمل کرتے ہو) اس کے باوجود بُرے بُرے فعل واقع ہوتے ہیں اگر ہمیں معلوم ہو کہ کوئی ادنیٰ شخص ہمارے عملوں سے خبردار ہے تو ہرگز بُرا فعل اس کی نظر کے سامنے نہ کریں۔ پس ان کا حال دو صورتوں سے خالی نہیں یا حق تعالیٰ کی خبر کا یقین نہیں کرتے یا حق تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ تو خود ہی سوچنا چاہئے کہ اس قسم کے فعل ایمان سے ہیں یا کفر سے۔ پس اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اپنے ایمان کو تازہ کرو) اور خدائے تعالیٰ کی ناپسندیدہ باتوں سے سچے دل سے توبہ کر کے جن کاموں سے منع فرمایا ہے اور جن کو حرام فرمایا ہے اُن سے بچنا چاہئے۔ پانچوں وقت نماز کو جماعت سے ادا کرنا چاہئے اور اگر تہجد کی نماز کے لئے رات کا جاگنا حاصل ہو جائے تو بڑی خوش قسمتی ہے۔ روزہ، زکوٰۃ، حج و دیگر شعائر اسلام کے بجا لانے میں سستی نہ کرنی چاہئے، حلال کی روزی حاصل کرنا، طمع کے پیچھے نہ پڑنا، اور قدرِ کفایت پر بس کرنا چاہئے کیونکہ

کارِ دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

تاکہ اس دنیا کو چھوڑتے وقت افسوس نہ ہو۔

اب ذکر کے فضائل اور اس کے مناسب امور بیان کئے جاتے ہیں۔

❖ ❖

❖

marfat.com
Marfat.com

فضائلِ ذکر اللہ جلّ جلالہٗ

اے عزیز! خوب جان لے کہ جس شخص نے غفلت کا پردہ اپنے دل سے اٹھا دیا اور دل کے شیشے کو ذکر کی جلا سے صاف و شفاف کر لیا اُس کا سینہ خدائے تعالیٰ کے بھیدوں کا خزانہ ہو گیا اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے انوار کا مطلع بن گیا۔ ہر ایک چیز کے صاف کرنے کیلئے ایک صیقل (ریتی) ہوا کرتا ہے اور دل کا صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر اور موت کی یاد ہے۔ اگر تو خدائے تعالیٰ کی دوستی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس دولت کو اپنے قبضے میں لانا چاہتا ہے تو سب تعلقوں کو اپنے سر سے پھینک کر اُس کی یاد میں مستغرق ہو جا کیونکہ خدائے تعالیٰ کی دوستی کا یہی نشان ہے کہ اسی کو یاد کیا جائے، اسی لئے کہا گیا ہے " مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ " (یعنی جو شخص کسی چیز سے محبت رکھتا ہے تو وہ اس کا بہت ہی ذکر کرتا ہے) خدائے تعالیٰ کی دوستی کی حقیقت اس کی یاد میں لگے رہنا ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات میں کہا، اے خداوندا مجھے کیونکر معلوم ہو کہ کون تیرا دوست ہے اور کون دشمن؟ حکم ہوا کہ میرا ذکر کرنے والا میرا دوست ہے اور مجھ سے غافل میرا دشمن۔ پس طالبِ حق کا فرض ہے کہ اپنے دل کو جو حضرت کبریا جلّ جلالہٗ کے نوروں اور بھیدوں کے ظاہر ہونے کا مقام ہے اللہ پاک کے ذکر کے ساتھ مجلّی کرے اور اسے دنیا کی محبت اور اس کی کثافت سے پاک و صاف کرے تاکہ دوستی کے مرتبے پر فائز ہو سکے۔ خدا کے بھیدوں کے مظہر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ذکرِ الٰہی کلہاڑے کی طرح ہے جو خطروں کے تمام کانٹوں کو دل کے جنگل سے تراش دیتا ہے اور دل میں غیر کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا۔ جب دل خدائے تعالیٰ کے سوا سب سے پاک ہو جائے اور ماسوا کی پکڑ سے چھٹکارا پا جائے اور ذکر کرنے والے کا مطلوب و معشوق غیر نہ رہے تو ظاہر و باطن میں اس کا مطلوب رونق افروز ہوتا ہے۔ پس ایک لمحہ بھی خدائے تعالیٰ کی یاد سے ہرگز غافل نہ ہونا چاہئے اور اپنے رات دن کے تمام وقتوں کو ذکرِ الٰہی میں لگا دینا چاہئے

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ اس کے راستے کی بنیاد بہت ذکر کرنے پر ہی موقوف ہے اور آخرت کی بھلائی بکثرت یادِ الٰہی پر ہی منحصر ہے قولہ تعالیٰ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آیت س ۶۲) (یعنی خدائے تعالیٰ کا بہت ہی ذکر کیا کرو تاکہ تمہیں بھلائی نصیب ہو) پس آدمی کے لئے اس سے بہتر اور کچھ نہیں ہے کہ ہمیشہ اس کے دل میں خدائے تعالیٰ کی یاد ہو۔ تاکہ اس کی برکت (ذکر کی کثرت) سے غیر اللہ کا خیال ہی جاتا رہے اور اپنے مظہر میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ (حدیثِ قدسی) (میں اس شخص کا ساتھی ہوں جو مجھے یاد کرے) یہیں سے ہمنشینی ظاہر ہوتی ہے اور اعلیٰ درجے اور بڑے بڑے رتبے حاصل ہوتے ہیں لیکن طبیعت کے جال کے گرفتاروں کو اس دولت کی کیا خبر اور غفلت کی نیند کے نشہ میں ڈوبے ہوؤں کو اس بیان سے کیا اثر؎

عندلیبِ مست داند قدرِ گل — جُغد را از گوشۂ ویرانہ پرس

(یعنی پھول کی قدر مست بلبل ہی خوب جانتی ہے۔ ویرانہ جنگل کے کونے کی بات (اگر کچھ دریافت کرنا ہو) تو اُلّو سے پوچھو)

خدا کی محبت کے فدائی جب دم بھر بھی حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں تو ایسے بے آرام و بے چین ہوتے ہیں جیسے خشکی پر مچھلی، بلکہ اس دم کو مُردہ دم اور بھاری گناہ جانتے ہیں؎

فراقِ دوست اگر اندک است اندک نیست — میانِ دیدہ اگر نیم موست کم نیست

(یعنی دوست کی جدائی اگرچہ تھوڑی دیر کی ہو وہ تھوڑی نہیں جیسا کہ اگر آنکھ میں آدھا بال بھی ہو تو کم نہیں ہے)۔

اس کا سبب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی یاد ایسی چیز ہے کہ ہر دم ایک تازہ درد اور بے اندازہ شوق بڑھاتی ہے اور ذاکر کے باطن کو صاف و مصفیٰ کرتی ہے۔ اندرونی سیاہی اور نفس کی سختی کو دور کرتی ہے اور ماسوی اللہ کے خیالات کو دل سے دور کرتی ہے اور اس پاک ذات کو اپنے دل میں حاضر رکھنے کی خبر دیتی ہے اور فنا اور مستی کا مزہ چکھاتی ہے یعنی تجھ کو تجھ سے غائب کر کے خدا کی طرف بُلاتی ہے اور تجھ کو تجھ سے چھڑا کر معشوقِ حقیقی کا راستہ دکھاتی ہے اور یہ مطلب سارے سالکوں کا مقصود اور تمام طالبوں کا مطلوب ہے۔

اے عزیز! جو سانس غیر اللہ کے بغیر محبت و شوق کی رو سے خدا کی یاد میں آتا ہے وہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے بلکہ اس سانس پر دنیا اور اس کی چیزوں کو قربان کر دیا جائے

marfat.com
Marfat.com

(یعنی اگر ہر ایک شخص کا راستہ خزانے کی طرف ہوتا تو ہر ایک بھیک مانگنے والا اس راستہ میں شہنشاہ بن جاتا وہ آنکھ کہاں ہے جو اس خزانے کو دیکھے اور وہ کان کہاں ہیں جو اس کے اوصاف کو سنیں)

پس خدائے تعالیٰ جس کو نہایت مہربانی اور بندہ پروری سے اپنی محبت کا ایک گھونٹ چکھاتا ہے اور اپنی پہچان کا لباس پہناتا ہے اس کو اپنی یاد میں مستغرق کر دیتا ہے اور نیکی کی ہمت کو اس کا ساتھی بنا دیتا ہے اس لئے کہ ہمیشہ کی نیکی اور اصلی بھلائی خدائے تعالیٰ کے ذکر سے حاصل ہوتی ہے اور لاکھوں برکتیں، خوبیاں اور نیکیاں ذکر سے ہی اپنا مبارک چہرہ دکھاتی ہیں مثلاً اوّل جب بندہ خدا کا ذکر شروع کرتا ہے تو اس کا دل خدا کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور پھر اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ دوم خدائے تعالیٰ ذکر کی برکت سے ذکر کرنے والے کو گناہوں سے دور رکھتا ہے۔ سوم جب بندہ بہت ذکر کرتا ہے تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی دوستی کی عظمت و بزرگی اس کے دل میں مضبوط ہو جاتی ہے۔ چہارم جو شخص خدائے تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ بھی اس کو یاد کرتا ہے۔ پنجم جو شخص خدائے تعالیٰ کے ذکر میں اس فنا ہونے والی دنیا سے چل بسے تو خدائے تعالیٰ کا ذکر قبر میں بھی اس کو تسلّی دیتا اور اس کا غم دور کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا "میں نے اپنے بندے کو وہ چیز عنایت کی ہے کہ اگر جبرئیل اور میکائیل کو بھی عطا کرتا تو ایک بڑی نعمت ان پر تمام کرتا وہ یہ ہے قولہ تعالیٰ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (آیت ۱۵۲ س ۲) (پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)

پس اس سے زیادہ نیک بختی کیا ہوگی کہ حق تعالیٰ اس بندے پر اپنی یاد سے مہربانی کرے اور برخلاف اس کے اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوگی کہ انسان بڑے رتبوں اور اونچے درجوں پر پہنچنے کی قابلیت کے ہوتے ہوئے بھی اپنی ذات کو ان نعمتوں سے بے نصیب رکھے۔ دیکھو! آدمی کے خیال میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بیہودہ خیالات گذرتے ہیں اگر ان کی جگہ ذکرِ الٰہی کو اختیار کرے اور بیٹھتے اٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، بولتے چالتے، تنہائی اور مجلس وغیرہ میں خدائے تعالیٰ کی یاد میں ہی مشغول رہے

marfat.com
Marfat.com

تو اس کے لئے کچھ مشکل نہیں لیکن اس میں پوری پوری کوشش اور ہمت کی ضرورت ہے اور اس کی ترکیب یہی ہے (جیسا کہ ہم آگے چل کر مفصل بیان کریں گے) کہ ہر کام کے کرتے وقت خدائے تعالیٰ کی مرضی یا نامرضی کو معلوم کرے یعنی یہ معلوم کرے کہ شرع شریف نے اس کام کے کرنے کا حکم یا اجازت دی ہے اور خدائے تعالیٰ اس سے خوش ہوگا، یا اجازت نہیں دی اور وہ ناخوش ہوگا۔ پس ناپسندیدہ کاموں کو چھوڑ کر پسندیدہ کاموں کو خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے اور اپنی نیت کو اس کے لئے خالص کر دے کیونکہ عملوں کا دار و مدار نیت پر ہے۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ نیز حدیث شریف میں ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ" (مسلم عن ابی ہریرہؓ)

(بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے قلوب اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے) اور ہر کام کے شروع اور خاتمے پر اُن دعاؤں کو پڑھے جو کہ آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور جن کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں درج کریں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اہلِ بہشت پر اس سے زیادہ کوئی حسرت نہ ہوگی کہ دنیا میں خدائے تعالیٰ کی یاد کے بغیر ایک لحظہ بھی ان پر کیوں گذرا تھا۔ پس جو شخص اپنے دل کو ایک طرف لگا کر اور اِدھر اُدھر بھٹکنے کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی یاد میں (جو اولیاء کی پونجی اور پرہیزگاروں کا لباس ہے) ہمیشہ لگا رہے اور کسی وقت بھی خدائے تعالیٰ کے ذکر کے بغیر آرام نہ لے اور اس کے سوا اس کے دل کو چین نہ آئے۔ وہ ایسی دولت کو پاتا ہے جس میں کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ اور حقیقت میں وہی ذکر ہے جو دل کے کام کو لذت اور ذوق بخشتا ہے، یہی ذکر ہے جو مفلسوں کی پونجی ہے اور عاشقوں کے جھونپڑوں کا چراغ ہے، یہی ذکر ہے جو مُردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور طالبوں کو مطلوب تک پہنچاتا ہے، یہی ذکر ہے جو سالکوں کو اُن کی ہستی سے الگ کرتا اور حق تعالیٰ کے جمال کا مشاہدہ کراتا ہے۔

اے عزیز! حضرتِ ربّ العزت کی بارگاہ میں سب سے بڑھ کر عمل اور خدائے تعالیٰ تک پہنچنے کا سب سے آسان طریقہ یہی ذکر ہے چنانچہ ہر گروہ کے بزرگوں کا اس بات پر

marfat.com
Marfat.com

اتفاق ہے کہ طالبِ مولیٰ کو شروع میں ذکر کے سوا اور کسی کام میں لگنا حرام ہے۔ قولہ تعالیٰ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (آیت ۷۲ س ۱۷) (یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ عالم آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور وہ راستے سے بہت دور جا پڑا ہوگا)

اب، دل کے کان سے سُن اور ہوش رکھ کہ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ (سب سے بہتر ذکر "ذکرِ خفی" ہے) یعنی دل سے خدائے تعالیٰ کو یاد کرنا (بغیر آواز کے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذکرِ خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں (ذکرِ جہر سے) ستّر درجے بڑھا ہوا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائے گا اور کراماً کاتبین اعمال نامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندے کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں ؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو، تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں، وہ ذکرِ خفی ہے (مسندِ ابو یعلی بروایتِ عائشہؓ) پس پوشیدہ ذکر یا دل کی یاد خدائے تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک ایسا خزانہ ہے کہ ہر وہ شخص جو دوسروں کی نظر سے اس کو چھپا کر رکھے اور خدائے تعالیٰ کی یاد میں پوشیدہ سانس لے اس جیسا کوئی نیک بخت نہیں ہے۔ اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو اس راستے میں بہادرانہ آ، اور خدائے تعالیٰ کے ذکر کی چابی سے غفلت کا قفل کھول، زندگی بہت تھوڑی ہے اور سفر بہت لمبا ہے، موت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے اور ایک سخت ڈراؤنی جگہ میں جانا ہے وہاں نہ کوئی دوست ہوگا جو دوستی کا حق ادا کر سکے، نہ کوئی مددگار ہوگا جو کسی قسم کی مدد کر سکے، صرف فضلِ الٰہی کے ساتھ نیک اعمال کام آئیں گے۔ اگر آج کے دن تجھے خدائے تعالیٰ کے ذکر کی عادت ہو جائے تو حقیقت میں دونوں جہان کی دولت اور نیک بختی تجھے حاصل ہو جائے گی۔ جب ذکرِ الٰہی کی برکت سے انسان کا دل ماسوٰی کے میل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس کی صفائی حد درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کے جمال کا مظہر ہو جاتا ہے اور خدائے پاک کی درگاہ کا مقبول بن جاتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ السامی خدائے تعالیٰ کی یاد میں ایسے محو رہتے تھے کہ آپ کا ایک مرید بیس برس تک ہر روز آپ کی خدمت میں جاتا رہا

marfat.com
Marfat.com

لیکن وہ ہر روز اس سے پوچھتے کہ تمہارا کیا نام ہے؟ ایک دن اس نے کہا اے حضرتِ شیخ! میں بیس برس سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں اور ہر روز جس وقت بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو آپ میرا نام پوچھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اے عزیز! میں تم سے مذاق نہیں کرتا بلکہ دراصل ایک نام (اللہ کا) میرے دل پر غالب آگیا ہے اور باقی تمام ناموں کو اُس نے بھلا دیا ہے۔ جس وقت تیرا نام لینا چاہتا ہوں اس نام کی شرم سے تیرا نام میری یاد سے چُوک جاتا ہے۔ پس اے عزیز! جو شخص خدا کا طالب ہے وہ ہر وقت اس کے ذکر میں لگا رہتا ہے۔ اور اللہ والوں کی جماعت اس بات پر متفق ہے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے ذکر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اب اصل مدعا ظاہر کیا جاتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ ویسے تو ہر قسم کی عبادت اور ہر کام شریعت کے مطابق اور سنت کے موافق کرنا ذکر ہی ہے لیکن ہماری مراد یہاں مخصوص ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا ورد رکھنا اور ان میں سب ذکروں سے بہتر اور بڑھ کر کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ذکر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ثواب ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساتوں زمینوں اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے ان سب کو رکھا جائے تو کلمۂ طیبہ والے پلڑے کا وزن بہت بھاری پایا جائے گا۔

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی نے فرمایا ہے کہ لوگ کلمۂ طیبہ کی برکتوں سے واقف نہیں ہیں۔ اگر تمام دنیا کو ایک بار کلمہ پڑھنے پر بخشدیں اور بہشت میں بھیج دیں تو گنجائش رکھتا ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ کلمۂ طیبہ کی برکتیں اگر تمام جہان میں بانٹ دی جائیں تو ہمیشہ سب کو کفایت کریں اور تر و تازہ رکھیں اور انسان جان لے کہ کفر اور کدورت کے دور کرنے کے لئے کلمۂ طیبہ سے بہتر اور کوئی شفاعت کرنے والا عمل نہیں ہے اس لئے ہمیشہ کی نیک بختی اور دولت کا راز یہی کلمۂ طیبہ ہے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

marfat.com
Marfat.com

کیا ہی اچھی نعمت ہے کہ جو فتح ہے اسی سے حاصل ہے اور جو بھید ہے اسی سے حل ہو جاتا ہے اور طالب کا مطلب بھی اسی سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر تجھ میں ہوش اور سننے کے کان ہیں تو اس ذکر کی فضیلت حدیث شریف سے سُن۔ حدیث عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ مُوْسٰی یَارَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَذْکُرُکَ بِہٖ وَاَدْعُوْکَ بِہٖ قَالَ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ یَارَبِّ کُلُّ عِبَادِکَ یَقُوْلُ ھٰذَا قَالَ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ اِنَّمَا اُرِیْدُ شَیْئًا تَخُصُّنِیْ بِہٖ قَالَ یَا مُوْسٰی لَوْاَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ کَفَّۃٍ وَّلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ کَفَّۃٍ مَالَتْ بِھِمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ رواہ النسائی وابن حبان والحاکم کلھم من طریق دراج عن ابی الھیثم عنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد کذا فی الترغیب) (یعنی: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں؟ ارشادِ خداوندی ہوا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کرو۔ انھوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار یہ تو ساری دنیا ہی کہتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو۔ عرض کیا میرے رب میں تو کوئی ایسی چیز مانگتا ہوں جو میرے لئے مخصوص ہو۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھدی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ کو رکھدیا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا)

اخلاص پیدا کرنے کے لئے جس قدر اس کلمہ کی کثرت مفید ہے اتنی کوئی دوسری چیز نہیں، اس کلمہ کا نام ہی جلاء القلوب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (رواہ الطبرانی واحمد) (یعنی: ایمان کی تجدید (تازہ) کرتے رہا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھا کرو۔

اسی وجہ سے حضرات صوفیائے کرام اس کلمہ شریف کا ورد کثرت سے بتاتے ہیں اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں روزانہ کا معمول تجویز کرتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

اے عزیز! یہی کلمہ طیبہ ہے کہ سو برس کے کافر کو ایک بار کے پڑھنے سے دوزخ کی آگ سے بچا دیتا ہے اور بہشت کا حق دار بنا دیتا ہے، یہی کلمہ ہے جو دردمندوں کے زخم کا مرہم ہے اور مسکینوں کے دکھ کی دوا ہے، یہی کلمہ ہے جو عاشقوں کا وظیفہ اور مشتاقوں کی جان کا غمخوار ہے، یہی کلمہ ہے جو اس راستے کے چلنے والوں کو اپنے آپ سے دور اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک کرتا ہے، یہی کلمہ ہے جو انسان کے دل کو لَا کے ذریعہ پاک و صاف کرتا ہے اور سالک کو غیروں کی پکڑ سے چھڑا کر اپنے سے بھی بے خبر کر دیتا ہے چنانچہ ہر گروہ کے بزرگوں نے الفاظ اور معانی دونوں کے ساتھ فرمایا ہے اور لکھ دیا ہے کہ حق تعالیٰ کے طالب کے لئے تمام ذکروں سے کلمۂ طیبہ کا ذکر بہت بہتر ہے۔ اشعار

عاشقاں جان و دل نثار کنند — بر سرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ
افضل و بہترین ذکرِ خدا — کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

(یعنی: جو لوگ خدائے تعالیٰ کے سچے عاشق ہیں وہ اپنی جان و دل کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پر قربان کر دیتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کا افضل اور سب سے بہتر ذکر کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے)۔

اور جاننا چاہئے کہ اس کلمۂ طیبہ کا مغز اسمِ ذات لفظِ اللہ ہے اور اس کو اسمِ ذات اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے باقی نام صفاتی ہیں۔ پس اسمِ ذات کو اسمائے صفات پر وہی فضیلت ہے جو ذات کو صفات پر ہوتی ہے۔ ذکر کا طریقہ ہم آگے چل کر مفصل بیان کریں گے۔ یہاں صرف یہ بتانا ضروری ہے کہ افضل اور زیادہ مناسب یہی ہے کہ کسی کامل مردِ ولی اللہ سے اس ذکر کی اجازت حاصل کرے تاکہ بہت جلد اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔

اب اس بات کو واضح کرنے کے لئے کہ ولایت کیا چیز ہے؟ شریعت سے اس کا کیا ثبوت اور کیا حکم ہے؟ کامل مردِ ولی اللہ سے ہماری کیا مراد ہے اور اس کی کیا پہچان ہے وغیرہ۔ اس باب کو چند فصلوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فصلِ اوّل: ولایت کا ثبوت

اے عزیز! (اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو دونوں جہان کی نیک بختی نصیب فرمائے) جاننا چاہیئے کہ انسان میں کچھ ظاہری خوبیاں ہیں اور وہ قرآن مجید، حدیث شریف اور اجماعِ اہلِ سنت وجماعت کے موافق صحیح عقیدے اور نیک عمل ہیں، یعنی فرض، واجب، سنتوں اور مستحبات کا بجالانا، اور حرام، مکروہ، شبہ والی باتوں اور بدعتوں سے بچنا ہے۔ اسی طرح انسان میں اندرونی خوبیاں بھی ہیں جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ ایک اجنبی آدمی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت! اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کلمۂ شہادت، نماز، زکوٰۃ کا ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا، اور طاقت ہوتے ہوئے حج کرنا اسی کا نام اسلام ہے۔ اس اجنبی آدمی نے کہا آپؐ نے بالکل درست فرمایا۔ اس پر ہم (صحابہؓ) نے تعجب کیا کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی۔ پھر ایمان کے متعلق پوچھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم قیامت پر یقین رکھنے اور اس امر پر یقین رکھنے کا نام ایمان ہے کہ تمام خیر و شر خدائے تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں۔ اس سائل نے کہا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ پھر سوال کیا کہ یہ تو فرمائیے احسان کیا چیز ہے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ احسان اس کا نام ہے کہ خدا کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو یہ خیال کرو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے (الحدیث)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیدوں اور عملوں سے الگ ایک خوبی ہے جس کا نام احسان ہے اور اسی کو ولایت کے نام سے پکارتے ہیں۔ صوفیائے کرام پر جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے جس کو صوفیہ فنائے قلب کہتے ہیں اس وقت اس کا دل اصلی محبوب کے دیدار اور مشاہدہ میں ڈوبا ہوتا ہے اور وہ اس کے غیر کی طرف خیال نہیں کرتا اگرچہ وہ اس حالت میں خدائے تعالیٰ کو نہیں دیکھتا، کیونکہ اس کا دیدار دنیا میں عادۃً

marfat.com
Marfat.com

محال ہے لیکن صوفی پر اسوقت ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے گویا کہ وہ خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اس کیفیت کے حاصل ہونے کیلئے صوفی اول اپنے آپ کو تکلف سے اس حالت پر رکھتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیال کر کہ خدائے تعالیٰ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

دلیلِ دوم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست اور نیک ہوجائے تو تمام بدن نیک اور ٹھیک ہوجاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم خراب ہوجاتا ہے، خبردار! وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے، اور اس جملہ کو تاکید کے لئے تین مرتبہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا شبہ دل کی اصلاح سارے جسم کی اصلاح کا سبب ہے، جب دل خدائے تعالیٰ کی یاد میں فنا ہوجاتا ہے تو تمام بدن شریعت کا فرمانبردار ہوجاتا ہے اور نفس سرکشی سے ہٹ جاتا ہے[1]

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی جس نے اُسے سنبھال لیا وہ سنبھل گیا

دلیلِ سوم اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام اُمت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے افضل اور بہتر کوئی نہیں حالانکہ ان کے عمل اور علم میں اور لوگ بھی شریک ہیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کوہِ اُحد کی برابر بھی خدائے تعالیٰ کے راستے میں سونا دے تو اس کا یہ صدقہ صحابۂ کرامؓ کے نصف صاع جَو کے برابر بھی نہ ہوگا جو انھوں نے خدائے تعالیٰ کی راہ میں دیئے۔ صحابۂ کرامؓ کو یہ بزرگی کسی اور وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر وسیلے کے فیض حاصل کیا تھا اور اُن کے دل نبوت کے چراغ سے نور حاصل کرتے تھے اور انھوں نے اسلام کی خدمت اسوقت کی جبکہ اس کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اولیائے کرامؒ کو اگر یہ نعمت نصیب ہوئی تو صرف اپنے پیروں کی صحبت میں بیٹھنے سے اور

[1] یہاں ایک شبہ ہوسکتا ہے کہ قلب کی اصلاح ایمان اور نیک عملوں کا نام ہے نہ کوئی اور چیز۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر قلب کی اصلاح صرف ایمان ہی کو کہا جائے تو جاننا چاہئے کہ ایمان بغیر اصلاحِ قلب بھی ہوتا ہے اور اگر ایمان اور عملوں کے مجموعے کو قلب کی اصلاح کہا جائے تو ایسی صورت میں اس کو بدن کی اصلاح کا سبب ٹھہرانا صحیح نہ ہوگا کیونکہ عمل تو جوارح (بدن کے اعضا) سے صادر ہوتے ہیں نہ کہ قلب سے۔

marfat.com
Marfat.com

اُن کی خدمت کرنے سے۔ پس اِس صحبت اور اُس صحبت میں بہت فرق ہے چنانچہ اب بات واضح ہوگئی کہ ظاہری خوبیوں کے علاوہ اندرونی خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور ان میں ایک دوسرے سے بہت فرق ہے۔ حدیثِ قُدسی بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہونا چاہتا ہے تو میں اس سے گز بھر نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو شخص مجھ سے ایک گز نزدیک ہونا چاہتا ہے تو میں اس سے ایک باع (ساڑھے تین گز) نزدیک ہو جاتا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ بندہ ہمیشہ نفل عبادتوں سے میری نزدیکی ڈھونڈتا ہے یہاں تک کہ میں خود بھی اس کو اپنا دوست کر لیتا ہوں اور جب اس کو اپنا دوست کر لیا تو سمجھ لو کہ میں اس کی آنکھ، کان غرضکہ ہر طرح کی طاقت بن جاتا ہوں۔

دلیلِ چہارم علمائے دین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جس کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا اور شرع شریف کے خلاف بات پر جمع ہونا عقل اور عادت کے نزدیک محال ہے اور ان میں سے ہر شخص پرہیزگاری اور علم کے سبب سے اس قسم کا ہے کہ اس کی نیت پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا جاتا، انھوں نے ہمیں زبانی اور لکھ کر اس بات کی خبر دی ہے کہ ہم کو ان بزرگوں کی صحبت سے جن کی صحبت کا سلسلہ آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے (ظاہری عملوں اور عقیدوں کے علاوہ) ایک خاص اندرونی کیفیت حاصل ہوئی ہے جو اس صحبت سے پہلے حاصل نہ تھی، اگرچہ ہمارے دلوں میں فقہ اور عقائد اس سے پہلے بھی جلوہ گر تھے اور اس حالت سے خدائے تعالیٰ اور اس کے دوستوں کی محبت اور نیک عملوں اور اچھی باتوں کی توفیق اور سچے عقیدوں میں مضبوطی حاصل ہوگئی ہے اور یہ حالت ایک خوبی ہے جو دوسری خوبیوں کے حاصل ہونے کی جڑ ہے۔

دلیلِ پنجم خرقِ عادت، یعنی اولیائے کرامؒ سے عادت کے خلاف باتوں کا ظاہر ہونا ہے۔ اگرچہ یہ دلیل کمزور ہے مگر جب پرہیزگاری کے حصول کے ساتھ یہ چیز جادو سے الگ پہچانی جاتی ہے تو کمال کے لئے دلیل بن جاتی ہے۔ اس کا بیان انشاء اللہ العزیز تفصیل کے ساتھ آگے آئے گا۔

marfat.com
Marfat.com

فصلِ دوم: ولایت کی تحقیق میں

اے عزیز! اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے، اب جاننا چاہیئے کہ ولایت اُس قرب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کو بندوں کے ساتھ ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (آیۃ ۱۵ س ۵۰) (یعنی ہم اس کی طرف اس کی شاہ رگ (گردن کی رگ) سے بھی زیادہ قریب ہیں)۔ اور فرمایا: وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (آیۃ س ۵۷) (جہاں کہیں تم ہو گے خدائے تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے) یہ قُرب عام تھا۔ اس کے علاوہ ایک قُرب خاص ہے جو خاص خاص آدمیوں اور فرشتوں کے ساتھ ہے اسی کو ولایت کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (آیۃ ۱۹ س ۹۶) (سجدہ کر اور خدا کی نزدیکی ڈھونڈ)۔ اور یہ حدیثِ قُدسی ہے "لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ" (یعنی میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میری نزدیکی حاصل کرتا ہے یہانتک کہ میں اس کو اپنا دوست کر لیتا ہوں) اور اس دوسرے قُرب یعنی ولایت کے شروع کے مرتبے تو صرف ایمان سے حاصل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (آیۃ ۶۸ س ۳) (اللہ تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے)۔ لیکن بھروسے کے قابل وہ ولایت ہے جس کو ولایتِ خاص کہا گیا ہے اور اسی کا نام مرتبۂ محبوبیت ہے جو حدیثِ قُدسی مذکورہ یعنی لَا یَزَالُ عَبْدِیْ الخ میں آیا ہے اور اس کے مقام اور مرتبے بے شمار ہیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ بے عیب اور بے مثال ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ فِی الذَّاتِ وَلَا فِی الصِّفَاتِ وَلَا فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْاِعْتِبَارَاتِ (یعنی اللہ تعالیٰ کی مثل نہ کوئی چیز ذات میں ہے نہ صفات میں اور نہ اعتبارات میں سے ہے) پس یہ دونوں قُرب جو کہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک نسبت ہیں یعنی قُربِ زمانی اور قُربِ مکانی بھی بے چون اور بے مثل ہیں اور یہ قُرب عقل اور احساس سے حاصل نہیں ہوتا اگر ہو سکتا ہے تو علمِ موہوب (عطائے الٰہی) ہی سے حاصل ہو سکتا ہے کہ جو علمِ حضوری کے مناسب ہے اور یہ دونوں قُرب ہمارے لئے قطعی دلیل سے ثابت ہیں کہ ان پر ایمان لانا واجب ہے اگرچہ وہ عقل اور احساس سے نہ پائے جا سکیں، جیسا کہ خدائے تعالیٰ کا دیکھنا بے جہت اور بے کیف قطعی دلیلوں سے ثابت ہے نہ کہ عقل سے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فصلِ سوم: اس بیان میں کہ طلبِ طریقت واجب ہے

دلیلِ اوّل طریقت کی تلاش اور اندرونی کمالات کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا واجب ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (آیت ۱۰۲ س ۳) (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے) یعنی ظاہر اور باطن میں عقیدوں اور اخلاق میں سے کوئی ایسی چیز نہ ہو جو کہ خدائے تعالیٰ کی خفگی کا سبب ہو۔ تقویٰ کو کامل طریقے سے اختیار کرنا چاہیے۔ آیۂ مذکورہ میں امر کا صیغہ ہے اور امر واجب ہونے کی دلیل ہے لہٰذا ہر مسلمان پر تقویٰ لازم ہوگیا اور تقویٰ کمالِ ولایت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حسد، کینہ، غیبت، ریا، غرور، تکبر وغیرہ نفس کی برائیاں ہیں کہ جن کا حرام ہونا قرآنِ مجید، حدیث شریف اور اجماع سے ثابت ہے۔ پس جب تک یہ نفس کی برائیاں دور نہ ہو جائیں پورا پورا تقویٰ حاصل نہیں ہوتا اور نفس کا فنا ہونا اور گناہوں سے بچنا جسم کی اصلاح سے حاصل ہوتا ہے اور جسم کی اصلاح دل کی اصلاح پر منحصر ہے اور اسی کا نام ولایت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (مسلم عن ابی ہریرہ) (یعنی بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا ولیکن وہ تمہارے قلوب اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔)

دلیلِ دوم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (آیت ۱۳ س ۴۹) (یعنی: تحقیق تم میں سب سے زیادہ تقویٰ کرنے والا خدائے تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ ہے)۔ نیز فرمایا ہے: فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (آیت ۱۶ س ۶۴) (یعنی: پس تم ڈرو اللہ تعالیٰ سے جہانتک تم سے ہو سکے) نیز صحیح حدیث میں آیا ہے: اِنَّ اَعْلَمَکُمْ وَاَتْقٰکُمْ بِاللّٰہِ اَنَا (تحقیق میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ جانتا اور تم سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں)۔ پس اُن چیزوں سے پرہیز کرنا جن سے خدائے تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے

marfat.com
Marfat.com

تقویٰ کہلاتا ہے، جتنا زیادہ پرہیز کرے گا اتنا ہی متقی ہوگا، اتنا ہی نفس کی برائیاں فنا ہوں گی اور قلب کی صفائی حاصل ہوگی۔

دلیلِ سوم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (آیت ۱۱۴ س ۲۰) (یعنی: اے رب میرے میرا علم زیادہ فرما)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم یعنی علم ظاہر و باطن کی زیادتی طلب کرنے کی تعلیم کی جا رہی ہے تو دوسروں کو تو بدرجۂ اولیٰ لازم ہوا کہ ظاہری اور باطنی قُرب کے مرتبوں کی طلب کرتے رہیں، اور کاملوں کے لئے قُرب کے مراتب پر قناعت کرنا حرام ہے۔

اب ہم اصل مطلب بیان کرتے ہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اسلئے اس کی طلب کا راستہ بھی لامحدود ہے پس کامل شخص اپنے وصول الی اللہ کے اعتبار سے کامل ہے ورنہ خدائے تعالیٰ کی طلب کے مرتبوں کی کوئی انتہا نہیں ہے جتنا کوئی آگے بڑھتا جائیگا اتنی ہی اس کی وسعت بڑھتی جائیگی۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

(یعنی: نہ اُس کا حسن کوئی حد رکھتا ہے اور نہ سعدیؒ کے کلام کی انتہا ہے، پیاس کی بیماری والا پیاسا ہی مرجاتا ہے اور دریا بھی بدستور باقی رہتا ہے)۔

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ اس پر کھلی دلیل ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (آیت ۶۶ س ۱۸) (موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا اجازت ہے کہ) میں تیری پیروی کروں اس بات کے واسطے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو علم دیا ہے تو وہ مجھ کو بھی سکھادے)۔

دلیلِ چہارم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (آیت ۴۳ س ۱۶) اگر تم نہیں جانتے تو ذکر کرنے والے لوگوں سے پوچھ لیا کرو) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا طریقہ حاصل کرو۔

marfat.com
Marfat.com

فصل چہارم: بیعتِ طریقت کی ضرورت

اے عزیز باتمیز! جب تو نے جان لیا کہ طریقت کی تلاش اور باطنی کمالوں کا حاصل کرنا واجب ہے تو اب جاننا چاہئے کہ اس کے حاصل کرنے کے کئی ایک طریقے ہیں مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور درود شریف کا کثرت سے پڑھنا اور خدائے تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کے ذکر پر ہمیشہ قائم رہنا اور کثرت کرنا وغیرہ جیسا کہ فضائل ذکر میں گزر چکا ہے۔ لیکن چونکہ یہ راستہ (خدائے تعالیٰ تک پہنچنے کا) نہایت نازک اور خطرناک ہے۔ اور نفس و شیطان جو انسان کے کھلم کھلا دشمن ہیں اور ہر وقت انسان کو سیدھے راستے سے گمراہ کرنے میں لگے رہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آیت ۵۳ س ۱۲) (یعنی: بیشک نفس انسان کو برائی کی طرف لے جانے والا ہے مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، بلاشبہ میرا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔ اور اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (آیت ۵ س ۱۲) (یعنی: تحقیق شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے)۔ اس لئے مرشد کی بیعت کئے بغیر چارہ نہیں اور بزرگوں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا سب سے زیادہ آسان اور سب سے زیادہ نزدیک کا راستہ یہی ہے اور خدائے تعالیٰ کا قانون بھی اسی طرح پر جاری ہے کہ جس طرح انسان ظاہری خوبیوں اور ہنروں کو اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل کر حاصل کرتا ہے اور استاد کی شاگردی حاصل کئے بغیر کوئی فن آسانی اور صحیح طریقے کے ساتھ نہیں سیکھ سکتا، برخلاف اور حیوانات کے کہ ان کے کمالات پیدائشی ہیں اور سیکھنے کے طور پر بہت کم حاصل کرتے ہیں، چنانچہ پانی میں تیرنا حیوانات کا پیدائشی کمال ہے اور انسان کو بغیر سیکھے حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح انسان باطنی کمالوں کو بھی طریقت کے پیر کی بیعت کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا (الا ماشاء اللہ)۔ اور جو شخص ظاہری بیعت کے بغیر صاحب کمال ہوتا ہے اس کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اُویسی کہتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر

marfat.com
Marfat.com

اس کی بیعت کا تعلق زندہ پیر سے نہیں ہوتا پھر بھی باطنی تعلق سے وہ بچا ہوا نہیں ہوتا۔

حکایتِ مورچہ بیعت کے تعلق کو خدائے تعالیٰ کے راستوں میں سب سے زیادہ قریب ہونے کے لئے بزرگوں نے ایک چیونٹی کی حکایت نقل کی ہے کہ ایک چیونٹی کے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ میں خانۂ کعبہ میں پہنچوں، مگر خانۂ کعبہ وہاں سے بہت دور تھا۔ اس چیونٹی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ نہ تو میرے پر ہیں اور نہ طاقت و سرمایہ ہے، ایسی عظمت والی جگہ میں جو خدائے تعالیٰ کی خاص تجلیات اور انعامات کے وارد ہونے کی جگہ ہے میں کس طرح پہنچ سکوں گی۔ اسی خیال میں تھی کہ اچانک ایک جگہ جہاں کوئی غلّہ گا ہا گیا تھا کبوتروں کا ایک غول دانے چگنے میں مشغول ہو گیا۔ جب چگنے سے فارغ ہوا تو ایک کبوتر نے کہا کہ اب جو کچھ چگنا ہے جلدی چگ لو، کیونکہ خانۂ کعبہ جہاں ہمیں پہنچ کر اپنے بچوں کی خبر لینی ہے بہت دور ہے اور وقت بہت تھوڑا ہے اگر بہت ہی تیز اُڑیں گے تو کہیں جا کر پہنچیں گے، چیونٹی بھی وہیں تھی اُس نے موقع کو غنیمت جانا کہ اگر ان کا ساتھ حاصل ہو جائے تو میرا مطلب حل ہو جائے کا پَر اُن کے رہے اور پنجہ میرا، چنانچہ وہ جلدی سے جا کر اس کبوتر کے پاؤں میں چمٹ گئی اور کبوتر اُسے اپنے ساتھ اُڑا لے گیا، جب کبوتر خانۂ کعبہ میں پہنچے اور ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ خانۂ کعبہ کی زیارت اور طواف کر لو، چیونٹی سمجھ گئی کہ میری مراد اللہ تعالیٰ نے پوری کی اُس نے فوراً پنجہ چھوڑ دیا، یکایک وہ دیکھتی ہے کہ خانۂ کعبہ سامنے ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ انعامہ واحسانہ۔

پس جس طرح اس چیونٹی نے کبوتر کے پنجے مضبوط پکڑ لئے اور اپنا مقصود حاصل کر لیا اسی طرح اگر خدائے تعالیٰ کا طالب اس راستہ کی منزل طے کئے ہوئے شہباز (مرشد) کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لے تو جہاں وہ پہنچے گا اس کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گا لیکن اگر کمزوری سے پکڑا یا دامن چھوڑ دیا تو نیچے گر کر دوزخ کے گڑھے میں جا پہنچے گا۔ یہی مضمون فارسی کے ایک شعر میں کیا اچھا بیان ہوا ہے ؎

مورِ مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

marfat.com
Marfat.com

(یعنی: ایک مسکین چیونٹی کے دل میں خواہش تھی کہ کعبہ میں پہنچے، اس نے کبوتر کے پاؤں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اچانک پہنچ گئی)۔ حضرت مولانا رومؒ نے اس بارے میں خوب تشریح فرمائی ہے ؎

چوں تو کردی ذاتِ مرشد را قبول ہم خدا آمد ز ذاتش ہم رسول
نفس نتواں کشت الا ذاتِ پیر دامنِ آں نفس کش محکم بگیر

(یعنی: جب تو نے پیر کی ذات کو (پیر کو) قبول کر لیا تو اس سے خدائے تعالیٰ بھی مل گیا اور رسول بھی۔ اس نافرمان نفس کو پیر کی ذات کے سوائے کوئی نہیں مار سکتا، تو اس نفس کے مارنے والے (پیر) کا دامن مضبوط پکڑ)۔

اصحابِ کہف کے کتّے کا قصہ بھی جو قرآن مجید میں ہے اس پر دلیل ہے ؎

سگِ اصحابِ کہف روزے چند پے نیکاں گرفت و مردم شد

(یعنی: اصحابِ کہف کے کتّے نے چند دن نیکوں کی پیروی کی اور آدمی ہو گیا)

اولیائے کرامؒ کی صحبت کا اثر سب کے نزدیک مانا گیا ہے۔ مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(یعنی: خدائے تعالیٰ کے دوستوں کی صحبت میں ذرا سی دیر بیٹھنا سو سال کی بے ریا خالص عبادت سے بہتر ہے)

ثبوتِ بیعت

جب بیعت کے فائدوں اور ضرورت کو جان لیا تو شرع شریف سے اس کا ثبوت تلاش کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام قدیم میں فرماتا ہے:- اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (آیۃ ۲ س ۴۸) (یعنی: بیشک (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جو اپنے اقرار کو توڑتا ہے اس کے توڑنے کا وبال خود اسی کی ذات پر پڑے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے اس عہد کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد ہی بڑا بھاری ثواب اور بدلہ عنایت کرے گا)

مشہور اور صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی اسلام کے ارکان پر قائم رہنے یعنی نماز روزہ، حج، زکوٰۃ کے ادا کرنے پر، کبھی کفار کے ساتھ لڑائی میں ثابت قدم رہنے اور

marfat.com
Marfat.com

جم کر لڑنے پر جیسا کہ بیعتِ رضوان اور کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوط پکڑنے اور بدعت سے بچنے پر، اور عبادتوں پر زیادہ دھیان دینے پر، چنانچہ صحیح روایت سے ثابت ہوا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے مُردے کی لاش پر نہ رونے اور بَین (نوحہ) نہ کرنے پر بیعت لی، اور ابنِ ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند غریب مہاجرین سے اس پر بیعت لی کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ پس ان میں سے بعض لوگوں کا یہ حال تھا کہ ان کا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اُتر کر اس کو اٹھا لیتے تھے اور کسی سے کوڑا اٹھانے کا سوال بھی نہ کرتے تھے۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جو کوئی کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عبادت کے طریق پر اہتمام کے ساتھ ثابت ہوا نہ کہ عادت کے طور پر تو یہ فعل سنّت ہے اور اوپر ذکر کی ہوئی باتوں پر بیعت لینا عبادت کے طریق پر نہایت اہتمام کے ساتھ تھا تو بیعت کے سنت ہونے میں اب کچھ شک وشبہ نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی زمین پر خلیفۃ اللہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنا قرآن اور حکمت اتارا تھا اس کے عالم اور مصلح تھے۔ پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کی بِنا پر کیا وہ آپؐ کے خلفاء کے لئے سنت ہو گیا اور جو کام کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حکمت کی تعلیم کے لئے اور نفس کے تزکیہ کے واسطے کیا وہ علمائے راسخین (جو علمِ ظاہر اور باطن سے آراستہ ہوں) کے لئے سنت ہوا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بیعت تو صرف خلافت اور سلطنت پر منحصر ہے اور جو صوفیوں کی عادت اہلِ تصوف سے آپس میں بیعت لینے کی ہے اس کی شرع شریف میں کوئی حقیقت نہیں، تو جاننا چاہئے کہ یہ خیال بُرا اور غلط ہے اور دلیل اس کی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے ارکان پر قائم رہنے کے لئے بیعت لیتے تھے اور کبھی سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرنے پر، اور یہ حدیث شریف اس پر گواہی دے رہی ہے کہ حضرت جریرؓ پر ان کی بیعت کے وقت شرط کی اور فرمایا کہ ہر مسلمان کے واسطے خیر خواہی لازم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی قوم سے بیعت لی اور شرط کی کہ خدائے تعالیٰ کے کاموں کو پورا کرنے میں کسی بُرا کہنے والے کے بُرا کہنے سے نہ ڈریں اور جہاں رہیں حق بات ہی بولیں۔ پس ان میں سے بعض لوگ حاکموں اور بادشاہوں پر کسی خوف کے بغیر کھل کر ردو انکار کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت لی اور شرط کی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں اور ان کے سوا بہت سی باتوں پر بیعت ثابت ہے اور یہ سب کام نفس کی صفائی اور نیک کام کے حکم اور بُرے کام سے منع کرنے کی قسم سے ہیں چنانچہ اب واضح ہوگیا کہ بیعت صرف خلافت کے منوانے ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ عملوں کی اصلاح اور نفس کی صفائی کے لئے بھی ثابت ہے۔

شبہ: یہاں پر بعض لوگ شبہ پیش کرتے ہیں کہ اگرچہ کئی طرح کی بیعتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئیں لیکن صحابۂ کرامؓ کے وقت میں اتباع اور جہاد کی بیعت کے سوا کوئی اور بیعت نہیں ہوئی تو معلوم ہوا کہ بیعتِ توبہ کی کچھ اصلیت نہ تھی ورنہ خلفاء کے زمانے میں بھی جاری رہتی۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جب ایک فعل حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو اور کے نقل کی کیا ضرورت رہی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صوفیائے کرام کے سلسلوں میں یہ بیعت بھی ثابت ہے۔ یہ ہستیاں اس نسبت کے حاصل کرنے میں کیسے خلاف ہوسکتی ہیں، حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَهٗ مَا اكْتَسَبَ رواہ الترمذی (یعنی آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرے اور اس کے واسطے وہی کچھ ہے جو کچھ وہ کسب کرے)۔

شریعت میں بیعت کا حکم

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ بیعتِ طریقت ہماری روشن شریعت میں سنت ہے واجب نہیں، اس واسطے کہ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے سبب سے نزدیکی چاہی اور کسی دلیلِ شرعی سے بیعت کے چھوڑنے والے پر گنہگار ہونے کا حکم نہیں لگایا اور ائمۂ دین نے بیعت چھوڑنے والے پر انکار نہ کیا اور یہ انکار نہ کرنا گویا اس پر اجماع ہوگیا کہ وہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ سنت کی حقیقت یہی ہے کہ مسنون فعل واجب ہونے کی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہو۔

بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت اور بیعت کے مشروع ہونے میں یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون اسی طرح پر جاری ہے کہ خدائے تعالیٰ کے بھید جو دِلوں کے اندر چھپے ہوئے ہیں وہ ظاہری اقوال وافعال سے ظاہر ہوں اور قول وفعل دل کے بھیدوں کے قائم مقام ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور قیامت کی تصدیق ایک پوشیدہ امر ہے تو ایمان زبان کے اقرار کے ساتھ دل کی تصدیق کا قائم مقام ہوگیا اور اسی اقرارِ زبانی پر ایمان کے احکام جاری ہوئے، جیسا کہ مومن کی جان ومال کی حفاظت اور اس کی امداد کا واجب ہونا، یا بیچنے اور خریدنے والے کی رضامندی قیمت اور چیز کے دینے میں ایک پوشیدہ امر ہے تو ایجاب وقبول کو اسی چھپی ہوئی مرضی کا قائم مقام کردیا اور اسی ایجاب وقبول پر خریدنے اور بیچنے کے احکام جاری ہوئے یعنی قیمتِ فروخت میں قبضہ کرنا اور ہبہ اور وراثت وغیرہ پس اسی طرح توبہ کرنا اور گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا اور پرہیزگاری کی رسی کو مضبوط پکڑنا ایک پوشیدہ امر ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کردیا اور اسی پر عہد کو پورا کرنے کا واجب ہونا اور عہد کو توڑنا حرام ہونا وغیرہ احکام جاری ہوئے۔

طریق تلاشِ مرشدِ کامل پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اگرچہ خدائے تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کے متعدد طریقے ہیں لیکن سب سے زیادہ قریب اور آسان طریقہ توسلِ شیخ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَابْتَغُوٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (آیۃ ۳۵ سورۃ) (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو) اس لئے اب یہ ضروری ہوا کہ پیر کی تلاش کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ درویشوں سے اکثر ملاقات کی جائے اور ان میں سے کسی پر انکار اور عیب جوئی نہ کرے لیکن خود بھی ابھی بیعت نہ کرے بلکہ خوب اچھی طرح سوچ بچار کرکے اول اس میں شرع شریف کی پابندی پر نظر کرے اور جس کو شرع شریف کا پابند نہ دیکھے ہرگز اس کی بیعت نہ کرے، اگرچہ

marfat.com
Marfat.com

اس سے خرقِ عادات[1] ظاہر ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (آیت ۲۴ س ۷۶) (ان میں سے گنہگار اور کافر کی اطاعت مت کر) اور گنہگار کی صحبت کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان دینے والی ہے کیونکہ کافر کا کفر تو ظاہر ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (آیت ۲۸ س ۱۸)

(یعنی: اس شخص کی فرمانبرداری مت کر کہ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے بھلا دیا اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس کا کام شرع شریف کے انداز سے باہر ہے)۔ بات یہ ہے کہ علمِ باطنی ایک پوشیدہ امر ہے اور پوشیدہ امر میں سچ اور جھوٹ، صحیح اور غلط میں تمیز کرنا نہایت مشکل ہے۔ جہاں کہیں بڑے نفع کی امید ہوتی ہے وہیں بڑے بھاری نقصان کا بھی ڈر ہے۔ جہاں خزانہ ہوتا ہے وہیں ڈاکو اور چور کا بھی کھٹکا ہے اور نفس اس خزانہ کا ڈاکو اور شیطان اس کا چور ہے اور بہت سے شیطان جیسی عادتوں والے انسان پیری اور مرشدی کا دعویٰ کرتے ہیں اور جاہلوں اور کم علم لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں۔ جیساکہ مولانا رومی نے فرمایا ہے ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

(یعنی: خبردار! بہت سے شیطان انسانوں کی صورت میں ہیں، پس ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے دینا چاہیے)۔ — اور حضرت سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

نگہدارد آں مرد در کیسہ دُر — کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

(یعنی: وہی شخص اپنی تھیلی میں موتی محفوظ رکھ سکتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ تمام دنیا جیب کتری ہے)

پس جس شخص کے حالات صحیح ہوں اور اس میں ولایت کے اوصاف موجود ہوں (ایسا نہ ہو کہ خود ان اوصاف سے عاری ہو اور اپنے باپ دادا کے کمالات کا دعویدار ہو جیساکہ ہمارے زمانے میں اکثر پیرزادوں کا یہی طریقہ ہے کہ وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں) پس اس ولایت کا دعویٰ کرنے والے میں دلیل تلاش کرے اور شرع شریف کی پابندی کرنے والے شخص سے خرقِ عادت کا

[1] خرقِ عادات اور کشف و کرامات کا مفصل بیان ص ۶۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com
Marfat.com

ظاہر ہونا اس کے ولی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن سب سے بہتر اور قوی دلیل وہی ہے جو کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس کی صحبت میں اس کے دیکھنے سے خدائے تعالیٰ یاد آتا ہے اور دل خدائے تعالیٰ کے غیر سے بیزار ہو جاتا ہے لیکن عام لوگوں کو صحبت کے اثر کا معلوم کرنا نہایت مشکل ہے، اس لئے چاہیئے کہ اس کے مریدوں میں سے جس کو انصاف کرنے والا اور عمل کرنے والا عالم سمجھے اس سے سوال کرے اور اس بزرگ کی صحبت کے متعلق پوچھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (آیت ۴۳ س ۱۶) (یعنی: بیشک اگر تم نہیں جانتے تو ذکر کرنے والوں سے پوچھ لیا کرو)۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ السُّوَالُ (جہالت یعنی عاجزی کی شفا علماء سے سوال کرنا ہے) پس اگر کوئی انصاف کرنے والا عالم اور عمل کرنے والا شخص اس کی صحبت کے اثر پر گواہی دے تو مان لینا چاہیئے اور اگر ایسی خوبیوں والے چند شخص اس تاثیر کی گواہی دیں تو بہت زیادہ اچھا ہے۔ پس ایسے پرہیزگار شخص کی صحبت اختیار کرے اور طریقت کی بیعت حاصل کرے کیونکہ اس کی صحبت میں نقصان نہیں ہے اگرچہ فائدہ یقینی نہ بھی ہو۔ پس اگر اس جگہ مقصود حاصل ہو جائے تو مراد ہی ہے ورنہ دوسری جگہ تلاش کرے۔

فیض حاصل ہونے کی صورتیں

فیض حاصل ہونے کی مختلف صورتیں ہیں اور طرح طرح کی کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً کسی کو نیند آتی ہے حتیٰ کہ لیٹ جاتا ہے۔ کوئی بیخود اور بیہوش ہو جاتا ہے اور کوئی بیخودی کی حالت میں دل میں ذکر جاری پاتا ہے اور اس کی حرکت نبض کی حرکت کے مانند ہے اور ضرب اللہ اللہ دل پر پڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ وہ آواز یہاں تک قوت پکڑ جاتی ہے کہ بغیر آنکھ بند کئے ہوئے بھی بے تکلف آنے لگتی ہے اور لوگوں کا غل غپاڑا اس میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا اور اس میں مصروف ہونے سے جس قدر ذوق شوق بڑھتا ہے اس کے لکھنے کی نہ قلم میں طاقت ہے اور نہ بیان کرنے کا زبان کو یارا۔ پس جب ذکر تمام بدن میں اثر کر جاتا ہے تو سارے بدن سے ایسی آواز آنے لگتی ہے جیسی گنبد

marfat.com
Marfat.com

ہیں سے آتی ہے اس آواز کو صوتِ حسن و ہمس کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (آیت ۱۰۸ س ۲۰) (یعنی:
اور رحمن کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی پھر تو سوائے کھس کھسی (آہستہ) آواز کے کچھ نہ سنے گا)

اور کہتے ہیں کہ یہی آواز تھی کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے درخت سے اور اپنے تمام بدن سے سنی تھی اور ان پر وحی نازل ہونے کی دلیل تھی اور اولیائے کرام بھی اسی آواز کے ساتھ الہام سے بزرگی حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی اسی آواز سے خدائے تعالیٰ کو پایا ہے اور ہمیشہ روز بروز اس ذکر کی آواز غالب ہوتی چلی جاتی ہے اور کبھی گھنٹے جیسی بھی آواز آنے لگتی ہے۔ چنانچہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ اسی طرف اشارہ کرتے ہیں ؎

کس ندانست کہ منزل گہِ آں یار کجاست ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

(یعنی: کوئی نہیں جانتا کہ اس دوست کی منزل کہاں ہے۔ ہاں مگر اتنا ہے کہ قافلے کے ایک گھنٹے کی آواز آتی رہتی ہے)۔ اور کبھی کبھی دوسری طرح کی آواز آتی ہے۔ مثلاً کبھی بھڑ کی کبھی چڑیا کی، کبھی ایسی جیسے شام کو بسیرے کے وقت جانور اڑتے پھرنے کی اور کبھی ڈھول گھنٹے اور ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز، کبھی طنبور، سارنگی، ستار، نقارہ اور دوسرے باجوں کی سی۔ غرض اسی طرح نئی نئی آوازیں ظاہر ہوتی ہیں اور اس کی نشانی یہ ہے کہ ایسی آواز ڈھول اور نوبت خانہ کی آواز پر غالب آجائے اور جب اس کا غلبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ سلطان الاذکار کی آواز ہے کہ کبھی بجلی کی کڑک کی سی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام بدن میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے، کسی کو جذبہ اور دیگر واردات حاصل ہوتی ہیں کسی کے لطیفوں میں بجلی، ستارہ، چاند سورج یا دوسری قسم اور رنگ کے انوار ظاہر ہوتے ہیں[1]۔ لیکن سالک کو چاہئے کہ ان انوار کی طرف توجہ نہ کرے اس لئے کہ بڑا مقصد خدائے تعالیٰ کی ذاتِ بے جہت و بے کیف کا نور حاصل کرنا ہے، کسی کو باطنی سیر شروع ہو جاتی ہے اور ظاہری حسیں بیکار ہو جاتی ہیں، اور کسی کے لطیفوں میں گرمی

[1] ان انوار کی تشریح حصۂ دوم میں لطائفِ عشرہ کی تشریح میں ملاحظہ ہو۔

marfat.com

Marfat.com

مقصود صرف دنیاوی کام ہی نہ تھے بلکہ باطنی خوبیوں کا حاصل کرنا بھی تھا۔

شبہ شبہ: اگر کوئی کہے کہ اولیاء اللہ کا فیض ان کے مرنے کے بعد بھی رہتا ہے اس لئے دوسرے شیخ کے تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا جواب

فیض مرنے کے بعد ضرور ہوتا ہے لیکن اس قدر اور اس طرح پر نہیں ہے کہ ناقص کو کمال کے درجے پر پہنچا سکے (مگر بہت ہی کم یعنی جس کو خدائے تعالیٰ چاہے)۔ اور ایسے شخص کو جس کا زندہ پیر سے بظاہر کوئی بیعت کا تعلق نہیں اویسی کہتے ہیں جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مگر درحقیقت وہ بھی باطن میں اس تعلق سے آزاد نہیں اگرچہ بظاہر معلوم و مفہوم نہ ہو۔ اویسی

بات یہ ہے کہ فیض دینے والے اور لینے والے میں ایک نسبت شرط ہے جو زندگی سے زیادہ تعلق رکھتی ہے اور وفات ہوتے ہی چلی جاتی ہے لیکن فنا اور بقا کے بعد جو مناسبت اندرونی طور پر حاصل ہو جاتی ہے اس کے ذریعہ اہل قبور سے فیض حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس قدر نہیں جتنا کہ زندگی میں یعنی کہ وہ ناقص کو کامل بنا سکے الا ماشاء اللہ مختلف انبیاء علیہم السلام کو بھی دنیاوی زندگی دے کر اس فنا ہونے والی دنیا میں بھیجنے کا یہی مقصد ہے ورنہ ایک نبی بعد ممات بھی تمام رہتی دنیا تک کافی ہوتا۔

اوپر لکھی ہوئی باتوں سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ اگر پہلے پیر کے عقائد اور اعمال میں خلافِ شریعت باتیں داخل ہو گئیں یا اس کی صحبت سے کوئی اثر حاصل نہیں ہوا یا اس کی ملاقات ناممکن ہو گئی ہو خواہ مرنے سے یا فاصلہ اور دوری کی وجہ سے وغیرہ (واضح رہے کہ خط وکتابت بھی ذریعۂ ملاقات ہے) تو دوسرے پیر سے بیعت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضروری ہے اور بغیر عذر کے تو دوسرے پیر سے بیعت کرنا کھیل کے مشابہ ہے اور جگہ جگہ بیعت کرنا برکت کو کھو دیتا ہے اور پیروں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے۔ یعنی اس کو ہرجائی اور ہر دم خیالی سمجھ کر اس پر توجہ نہیں فرماتے اور وہ ناشکری کی وجہ سے فیضان سے بالکل خالی رہ جاتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

شرائطِ مرشد

اگرچہ اوپر کے بیان میں پیر کی تلاش کا ایک بہت آسان طریقہ بتا دیا ہے لیکن پیر کی چند شرطوں کا معلوم کرنا بھی ضروری ہے تاکہ صحیح طور پر کامل پیر کی تلاش ہو سکے۔

شرطِ اوّل

شرطِ اول قرآن مجید اور حدیث شریف کا علم ہے اور اس سے میری یہ مراد نہیں کہ نہایت درجہ کا ہونا ضروری ہے بلکہ قرآن شریف کے علم میں تفسیر مدارک یا جلالین یا اور اسی قسم کی کسی تفسیر کو کسی عالم سے پڑھ لیا ہو اور اس کے معنوں اور ترجمے اور مشکل الفاظ کے معانی اور شانِ نزول، اعراب، قصص۔ دو مختلف چیزوں میں میل (مطابقت) پیدا کرنا، ناسخ و منسوخ کا پہچاننا، قرآن مجید سے ثابت ہونے والے مسائل کا پہچاننا حاصل ہو جائے، اور حدیث شریف کے علم میں کتاب مشکوۃ المصابیح یا مشارق وغیرہ کو پڑھ اور سمجھ چکا ہو۔ اس کے معانی اور عجیب شرحوں یعنی مشکل الفاظ کا ترجمہ اور مشکل اعراب اور تاویل معضّل کی بنا پر مذہب کے فقہا کی رائے معلوم کر چکا ہو اور بیعت لینے کے لئے قرآن مجید کے علم میں اختلافِ قرارت کا یاد رکھنا اور علمِ حدیث میں سندوں کے حال کی تلاش کرنا ضروری نہیں ہے اور اسی طرح علمِ اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث اور جزئیاتِ فقہ اور فتاووں کا یاد رکھنا لازمی نہیں ہے۔ اور پیر کے لئے عالم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ بیعت سے غرض مرید کو شرع کے کاموں کا حکم کرنا اور خلافِ شرع باتوں سے روکنا، دل کو اطمینان اور تسلی کی طرف لیجانا، بری عادتوں سے روکنا، اچھی عادتوں کے حاصل کرنے کے لئے حکم کرنا اور پھر مرید کا ان سب باتوں پر عمل کرنا ہی پس جو شخص ان باتوں سے واقف اور عالم نہیں ہوگا اس سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ شریعت اور طریقت کو الگ الگ خیال کرتے ہیں ان کو جاننا چاہیئے کہ شریعت ایک درخت ہے اور طریقت اس کو پانی دینا اور پرورش کرنا ہے اور معرفت اس کا پھل ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: کُلُّ طَرِیْقَۃٍ رَدَّتْہُ الشَّرِیْعَۃُ فَھُوَ الزَّنْدِقَۃُ (یعنی وہ طریقت جس کو شریعت رد کر دے پس وہ زندقہ ہے)

اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ تصوف تین چیزوں کا نام ہے (۱)

marfat.com
Marfat.com

یہ کہ اس کی معرفت کا نور اس کے پرہیزگاری کے نور کو نہ بجھا دے۔ (۲) یہ کہ اندرونی علم کے ساتھ اس طرح بات نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ظاہر اس کو ناقص کر دے (۳) یہ کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کر دی ہیں ان کی توہین کر کے بزرگی حاصل نہ کرے اور اس کے مانند بزرگوں کے بہت سے اقوال بیان کئے گئے ہیں جس کا جی چاہے بڑی بڑی کتابوں میں دیکھ لے۔ (شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت وغیرہ کی تعریف ہم انشاء اللہ العزیز آگے اصطلاحاتِ صوفیہ کے بیان میں اچھی طرح واضح کریں گے) اسی لئے سب بزرگوں نے کہا ہے کہ سوائے اس شخص کے جس نے استاد سے سبق پڑھا ہو اور حدیث کی روایت کی ہو اور کوئی شخص وعظ نہ کرے۔

لیکن چونکہ اس گئے گذرے زمانے میں ان باتوں کا پایا جانا بہت کم ہے اس لئے ایسا آدمی جس نے پرہیزگار علماء کی بہت مدت تک صحبت حاصل کی ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو، حلال و حرام کی تمیز حاصل کی ہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا کلام سُن کر ڈر جاتا ہو، اور اپنے قول و فعل اور حالات کو قرآن مجید اور سنت کے موافق کر لیتا ہو تو امید ہے کہ مذکورہ بالا علم نہ ہونے کی صورت میں اس قدر معلومات بھی اس کے لئے کافی ہو سکتی ہیں (فقط اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے)۔

شرطِ دوم دوسری شرط عدالت اور تقویٰ ہے یعنی واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اَڑ نہ جاتا ہو۔ اور پیر کے لئے تقویٰ اس لئے شرط ہوا کہ بیعت دل کی صفائی کے لئے شرط ٹھہری اور انسان کی فطرت اپنے ہم جنسوں کی پیروی کرنا ہے، اور دل کی صفائی میں صرف قول بغیر عمل کے کافی نہیں ہے۔ لقولہ تعالیٰ: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (آیت ۲ س ۶۱) (یعنی: اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے) پس جو پیر خود اچھے عمل نہیں کرتا اور زبانی باتیں ہی بناتا ہے تو وہ بیعت کی حکمت کو ضائع کرنے والا ہے۔

شرطِ سوم تیسری شرط یہ ہے کہ دنیا سے نفرت کرنے والا اور آخرت کی طرف لو لگانے والا ہو۔ تاکیدی عبادتوں اور ایسے ذکر اور وظیفوں پر جو کہ صحیح حدیثوں سے

marfat.com
Marfat.com

ثابت ہیں پوری پابندی کے ساتھ عمل کرتا ہو، دل کا تعلق ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہو اور اس کو یادداشت[1] کی پوری پوری مشق ہو (یادداشت کی حقیقت انشاء اللہ آگے بیان ہوگی)۔

شرطِ چہارم چوتھی شرط یہ ہے کہ شرع کی باتوں کا حکم کرتا ہو اور شرع کے خلاف کاموں سے روکتا ہو، اپنی رائے پر مضبوط اور پکا ہو، ہرجائی اور ہر دم خیالی نہ ہو، یعنی وہ اپنی ایک رائے اور ایک ارشاد رکھتا ہو، مروت اور عقلِ سلیم والا ہو تاکہ اُس پر اور اس کے بتائے ہوئے اور روکے ہوئے کاموں پر بھروسہ کیا جائے۔

شرطِ پنجم پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا ایسے کامل پیروں کی صحبت میں رہا ہو جن کا سلسلۂ تعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو اور دل کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو، اور یہ اس واسطے شرط ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قانون اسی طرح سے جاری ہے کہ جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے تب تک مراد نہیں ملتی۔ اور جس طرح انسان کو ظاہری علم عالموں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اسی طرح باطنی علم کے لئے بھی بزرگوں کی صحبت ضروری ہے اور اسی قیاس پر لوہار اور بڑھئی وغیرہ کے پیشے ہیں۔

کرامات اور عادت کے خلاف باتوں کا ظاہر ہونا اس لئے شرط نہیں کہ ان کا دارومدار مجاہدوں اور ریاضتوں پر ہے اور یہ بات شرع شریف کے خلاف چلنے والوں اور کفار مثلاً جوگیوں وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے اس لئے کمال کی شرط نہیں ہے اور پیشہ کا چھوڑ دینا اس لئے شرط نہیں ہے کہ شرع شریف کے خلاف ہے اور وہ جو بعض کمال والے لوگ کسی حالت کے غلبہ کی وجہ سے حلال روزی کمانے کی طرف خیال نہیں کرتے، ان کے فعل کو نہ کمانے پر دلیل نہ پکڑنا چاہئے۔ بزرگوں نے تو یہی لکھا ہے کہ تھوڑے پر صبر کرنا اور شبہ کی چیزوں سے پرہیز کرنا یعنی مکروہ اور شبہ کے مال اور پیشہ سے بچنا ضروری ہے اور پوری طرح سے دنیا کو چھوڑ کر الگ تھلگ پہاڑوں یا جنگلوں میں رہنا اور اپنے اوپر

---

[1] اس سے مراد بے ارادہ اور بے اختیار دل سے اللہ اللہ کرنا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

پیدا کرنا ہے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے۔ پہلے اور دوسرے طریقے میں بیعت کا یہ مطلب ہے کہ کبیرہ گناہوں کو چھوڑ دے اور صغیرہ پر اصرار نہ کرے اور عبادتوں پر مضبوطی سے عمل کرے یعنی واجبوں اور تاکیدی سنتوں کو بجالائے اور ان ذکر کی ہوئی باتوں میں خرابی پیدا کرنے یعنی کبیرہ گناہوں کے کرنے اور صغیرہ پر اصرار کرنے اور عبادتوں کے بجالانے پر تیار نہ رہنے سے یہ بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔ اور تیسرے طریقے میں بیعت کے پورا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ان باتوں یعنی گناہوں کو چھوڑ دے اور مجاہدہ و ریاضت پر قائم رہے یہانتک کہ دل اطمینان کے نور سے روشن ہو جائے اور بغیر کسی ارادے کے اس کی عادت اور دوسری طبیعت بن جائے۔ اس حالت میں کبھی اس کو اس بارے میں اجازت دی جاتی ہے کہ جس کو شرع شریف نے مباح کیا ہے، مثلاً لذتیں وغیرہ اور بعض ان کاموں میں مشغول ہونے کی اجازت دی جاتی ہے جن میں لمبے عرصہ کی ضرورت ہوتی ہے جیسے دین کے علموں کا سبق دینا اور فتاویٰ نویسی وغیرہ۔ اور دل کی نورانیت حاصل ہونے سے پہلے کسی قسم کی خرابی عمل یا اعتقاد میں کرنے کا نام اس بیعت کو توڑنا ہے۔

پیر کا اپنے مرید کو عاق کرنا

سوال: کوئی شیخ اپنے مرید کو عاق کردے اور مرید کا اعتقاد سالم رہے تو اس صورت میں بیعت قائم رہتی ہے یا نہیں؟ جواب: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيْبَهَا (متفق علیہ) (یعنی: حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (پاس رہنے کی) بیعت کی۔ اس کے بعد اعرابی کو مدینہ طیبہ میں شدت کا بخار رہوا اور وہاں سے نکلنا چاہا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری بیعت مجھے واپس کر دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا۔ وہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری بیعت واپس کر دیجئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا۔ وہ پھر آیا اور کہا کہ میری بیعت واپس کر دیجئے، آپ نے پھر انکار فرمایا۔ پس اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

marfat.com
Marfat.com

اجازت کے بغیر) چلا گیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک مدینہ بھٹی کی مانند ہے اپنے میل کو دور کرتا ہے اور اپنے اچھے کو خالص کر دیتا ہے۔)

دوسری روایت کعب بن مالک کی ہے کہ غزوۂ تبوک کے سبب آپ ان سے منقبض ہو گئے مگر ان کا اعتقاد درست رہا۔ پس پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شیخ بیعت واپس نہ کرے لیکن مرید کا اعتقاد جاتا رہے تو بیعت ٹوٹ جاتی ہے، اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شیخ ناراض ہو جائے لیکن مرید کا اعتقاد باقی و قائم رہے تو بیعت باقی رہتی ہے ویسے بھی مدار بیعت کا ارادت پر ہے اور یہ صفت مرید کی ہے نہ کہ شیخ کی، پس اس کے باقی رہنے اور جاتے رہنے کا دار و مدار ارادت کے ہونے یا نہ ہونے پر ہے (واللہ اعلم)۔

لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ شیخ کی مرضی یا نا مرضی اس راستے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اگر مرید شریعت کے مطابق عمل کرے اور شیخ سے محبت اور اس کے طریقہ پر دل سے کاربند رہے تو شیخ کی ناراضگی مضر نہیں ورنہ حصولِ مقصد کے لئے شیخ کی مرضی کو بہت دخل ہے۔ (اور باپ کا بیٹے کو عاق کر دینے کا مسئلہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ فافہم)

حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں "پس اپنی سعادت کو پیر کے قبول کر لینے میں جاننا چاہئے اور اپنی بدبختی کو پیر کے رد کر دینے میں (نعوذ باللہ من ذلک) خدائے تعالیٰ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے میں رکھا گیا ہے، جب تک مرید اپنے پیر کی مرضی میں گم نہ ہو جائے خدا کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا۔ مرید کی آفت پیر کے آزار میں ہے۔ ہر قصور کا جو محبتِ شیخ کے بعد ظاہر ہو تدارک ہو سکتا ہے لیکن پیر کے آزار کو کوئی چیز پورا نہیں کر سکتی۔ پیر کا آزار مرید کیلئے بدنصیبی کی جڑ ہے (عیاذاً باللہ من ذلک) اسلامی اعتقادات میں خلل اور شرعی احکام میں کمی اس کا نتیجہ ہیں۔ اگر پیر کے آزار کے بعد بھی احوال و کشف و خوارق اس سے سرزد ہوں تو یہ استدراج ہے کہ اس کا نتیجہ خرابی اور سراسر نقصان ہے۔ حضرت شاہ بھیکؒ فرماتے ہیں ؎

بھیکا اوہ نرکور ہیں جو گور کو جانیں اور ہر روٹھیں گور ملیں دیں گور روٹھیں نہیں ٹھور

(یعنی: اے بھیک! وہ لوگ بہت ہی بدنصیب ہیں جو پیر کی قدر نہیں کرتے حالانکہ اگر خدائے تعالیٰ ناراض ہو جائے تو پیر کی دعا سے خدائے تعالیٰ کو خوش کرنا ممکن ہے لیکن اگر پیر ہی روٹھ جائے تو کوئی خوش کرنے والا نہیں)۔

marfat.com
Marfat.com

استخارہ کا جواز وترکیب اور فال کی ممانعت

جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ پاک سے صلاح لے لے۔ اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے، کہیں منگنی کرے یا بیاہ یا سفر کرے یا کوئی کام (مثل کسی سے بیعت کرنا وغیرہ کے) کرے، تو بے استخارہ کیے نہ کرے، انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کیے پر پشیمانی نہ ہو گی۔ استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الکفرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھے اور صحیح یہ ہے کہ چاہی جونسی سورتیں پڑھے۔ اس کے بعد خوب دل لگا کر یہ دعا پڑھے۔ دعا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ۝ اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے (جس پر لکیر بنی ہوئی ہے) تو اس کے پڑھنے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کے لیے استخارہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کرکے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات مضبوطی کے ساتھ دل میں آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیے۔ (مسئلہ) اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا کرے اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائیگی (مسئلہ) اگر حج کے لئے جاتا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلاں دن جاؤں کہ نہ جاؤں اور اسی طرح بیعت کیلئے یہ استخارہ نہ کرے کہ کروں یا نہ کروں

marfat.com
Marfat.com

بلکہ یوں کرے کہ فلاں بزرگ سے بیعت کروں یا نہ کروں۔ اوراسی پر دوسرے فرائض وسنن وغیرہ احکامِ شرعی کو قیاس کرلیجئے۔ (مسئلہ) **فال**: یہاں یہ اور معلوم کرلیناچاہیے کہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ خاص طریقوں سے فال کھولتے ہیں اور گذشتہ یا آئندہ کے متعلق خبر دیتے ہیں، یا چور وغیرہ معلوم کرنے کو لوٹا گھمانے کا عمل کرتے ہیں اور کسی کا نام بتادیتے ہیں۔ اُن نتائج کا خود بھی یقین کرلیتے ہیں اور دوسروں کو بھی یقین دلاتے ہیں۔ یا کوئی عمل جس سے کوئی خواب نظر آئے بتا کر جو خواب نظر آئے اس پر پورا وثوق کرلیتے ہیں اور اس کا نام استخارہ رکھتے ہیں اور یہ سب دعویٰ ہے خبرِ غیب کا، لیکن شرع شریف نے ان ذریعوں اور وسیلوں کا علمِ خبری کے لئے مفید ہونا معتبر قرار نہیں دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ (آیت ۳۶ س) (یعنی: اور اس چیز کے نزدیک بھی مت جا جس کا تجھ کو علم نہیں ہے)۔ بخلاف طب کے کہ خود سنت میں اس کا اعتبار وارد ہے گو درجۂ ظن میں سہی۔ حدیث شریف میں بھی ایسی فال کی ممانعت وارد ہے: عَنْ حَفْصَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَئَلَہٗ عَنْ شَیْئٍ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً (مشکوۃ باب الکہانۃ) (یعنی: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آئے اور اس سے (غیب کی) کسی بات کا سوال کرے اور اس کو سچا جانے اس کی چالیس رات (دن) کی نماز قبول نہ کی جائے گی)۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اور حدیث میں جو فال اور استخارہ وارد ہے حقیقت اس فال کی اور ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی اچھا کلمہ کان میں اتفاقاً پڑ گیا اور اس سے نیک شگون لے کر رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوگئے نہ یہ کہ قصداً ایسے دلائل کا تتبع کیا جائے اور اس کا یقین کیا جائے وہ قصد خواہ خیر ہو یا شر۔ اور استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کام کے مصلحت کے خلاف یا موافق ہونے میں تردد ہو تو دعائے خاص پڑھ کر خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اور دل میں جو بات پختگی کے ساتھ آجائے اس میں خیر سمجھیں۔ پس اس میں رفعِ تردد ہے کسی واقعہ کا ظاہر ہونا نہیں ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

حقیقتِ طریقت

بعض ناواقف لوگ طریقت کی حقیقت اور بیعت کی غرض وغایت کے سمجھنے میں بہت دھوکا کھاتے ہیں اور بہت سی غیر ضروری اور غیر متعلق باتوں کو اس میں شامل کر لیتے ہیں اس لئے اس بیان میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ سلوک کا خلاصہ اور بیعت کی غرض وغایت کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ:— (۱) نہ اس میں کشف و کرامات ضروری ہیں — (۲) نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے — (۳) نہ دنیاوی کاموں میں کامیابی کا وعدہ ہے کہ مثلاً تعویذ گنڈوں سے کام بن جائیں یا مقدمات دعا سے فتح ہو جایا کریں، یا روزگار میں ترقی ہو یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے یا ہونے والی بات بتادی جایا کرے — (۴) نہ تصرفات لازم ہیں کہ پیر کی توجہ سے مرید کی اصلاح خود بخود ہو جائے اس کو گناہ کا خیال ہی نہ آئے۔ خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو ارادہ بھی نہ کرنا پڑے، یا علمِ دین و قرآن میں ذہن و حافظہ بڑھ جائے — (۵) نہ ایسی باطنی کیفیات پیدا ہونے کی کوئی میعاد ہے کہ ہر وقت یا کم از کم عبادت کے وقت لذت سے سرشار اور مست رہے۔ عبادت میں خطرات ہی نہ آئیں، خوب رونا آئے۔ ایسی محویت ہو جائے کہ اپنے پرائے کی خبر ہی نہ رہے — (۶) نہ ذکر و شغل میں انوار وغیرہ کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضروری ہے — (۷) نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے۔

بلکہ اصل مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے جس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ہے۔ ان حکموں میں بعضے ظاہر سے متعلق ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ اور جیسے نکاح و طلاق و ادائے حقوقِ زوجین و قسم و کفارۂ قسم وغیرہ اور جیسے لین دین و پیروئ مقدمات و شہادت و وصیت و تقسیمِ ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام و کلام و طعام و منام و قعود و قیام و مہمانی و میزبانی وغیرہ ان مسائل کو علمِ فقہ کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اور بعضے باطن سے متعلق ہیں جیسے خدائے تعالیٰ سے محبت رکھنا، خدائے تعالیٰ سے ڈرنا، خدائے تعالیٰ کو یاد رکھنا، دنیا سے محبت کم ہونا، خدائے تعالیٰ کی مشیت پر راضی رہنا، حرص نہ کرنا، عبادت میں دل کا حاضر رکھنا، دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، خود پسندی نہ ہونا، غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ ان اخلاق کو سلوک کہتے ہیں، اور ظاہری احکام کی طرح ان باطنی احکام پر عمل کرنا بھی فرض و واجب ہے۔ نیز ان باطنی خرابیوں سے اکثر ظاہری اعمال میں بھی خرابی آجاتی ہے جیسے خدائے تعالیٰ کی محبت کم ہونے سے نماز میں سستی ہوگئی یا جلدی جلدی بلا تعدیلِ ارکان پڑھ لی یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی، یا غرور یا غصہ کے غلبہ سے کسی پر ظلم ہوگیا، یا حقوق تلف ہوگئے و مثل ذٰلک۔ اور اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط بھی کی جائے تب بھی جب تک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی وہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی۔

پس نفس کی اصلاح ان دو سبب سے ضروری ٹھہری لیکن یہ باطنی خرابیاں ذرا سمجھ میں کم آتی ہیں اور جو سمجھ میں آتی ہیں ان کی درستی کا طریقہ بہت کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے تو نفس کی کشاکشی سے اس پر عمل مشکل ہوجاتا ہے۔ ان ضرورتوں کی وجہ سے پیرِ کامل کو تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ کر آگاہ کرتا ہے اور ان کا علاج اور تدبیر بھی بتاتا ہے اور نفس کے اندر درستی کی استعداد اور ان کے علاج کے طریقوں میں آسانی اور تدبیروں میں طاقت پیدا ہونے کیلئے کچھ اذکار و اشغال کی بھی تعلیم کرتا ہے اور خود ذکر بھی ایک عبادت ہے۔

پس سالک کو دو کام کرنے پڑتے ہیں ایک[1] ضروری جو کہ شرع کے ظاہر اور باطن حکموں کی پابندی ہے۔ دوسرا[2] مستحب ہے جو کہ ذکر کی کثرت ہے۔ نمبر ایک[1] یعنی حکموں کی پابندی سے خدائے تعالیٰ کی رضا اور قرب، اور نمبر دو[2] یعنی ذکر کی کثرت سے رضا اور قرب میں زیادتی حاصل ہوتی ہے۔ یہ ہے خلاصہ سلوک کے طریقے اور مقصود کا۔ جس کا مفصل بیان سابقہ ورقوں میں گذر چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حقوقِ طریقت

یہ حقوق سب مسلمانوں کے ذمّہ واجب ہیں خواہ وہ کسی سے بیعت بھی نہ ہوں

تمام برادرانِ اسلام کو عموماً اور اصحابِ سلاسلِ اربعہ کو خصوصاً لازمی ہے کہ حدیث اور فقہ کی اچھی طرح معلومات حاصل کریں اور اردو جاننے والے اصحاب معتبر علماء کے اردو میں لکھے ہوئے مسائل کی کتابیں پڑھیں اور جو اَن پڑھ ہیں وہ پڑھے ہوئے لوگوں سے سُنیں اور ان سے فرائض، واجبات، محرمات، مکروہات اور مشتبہات کی واقفیت حاصل کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور عادتوں اور آپ کی عبادتوں کے طریقے معلوم کریں اور جہانتک ہو سکے سنت کی پیروی کریں، خاص کر فرضوں اور واجبوں پر اچھی طرح سے پابند رہیں، مکروہ اور شبہ والے کاموں سے بچنے میں سنت کی پابندی کا خاص خیال رکھیں۔ بدن، کپڑے اور جائے نماز کی پاکی اور نماز کی شرطوں کا اچھی طرح خیال رکھیں لیکن ظاہری پاکیزگیوں کو وسوسہ اور وہم کے درجے تک نہ پہنچائیں اس لئے کہ وسوسہ اور وہم کا پیدا کرنا بہت بُرا ہے۔ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جماعت سے ادا کریں، البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو جماعت معاف ہے اور اگر بلا عذر غفلت سے رہ جائے تو شرمندگی کے ساتھ استغفار کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ تحریمہ (تکبیرِ اولیٰ) نہ جاتی رہے، نمازیوں میں جو سب سے زیادہ بہتر ہو اُس کو امام بنائیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے: اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ (یعنی مقتدیوں کی نماز امام کی ضمانت میں ہے) اس لئے جسقدر امام کامل ہوگا اسیقدر نماز بھی کامل ہوگی۔ جمعہ کی نماز کبھی نہ چھوڑیں۔ نماز کی سنتوں اور آداب کی اچھی طرح نگرانی کریں اور پورے پورے اطمینان کے ساتھ پڑھیں۔ قرآن شریف نہایت صحیح اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھیں اور گا کر نہ پڑھیں۔ نمازوں کو مستحب وقتوں میں ادا کریں۔ سنتِ راتبہ جو بارہ رکعت ہیں اور نمازِ تہجد جو سنت ہے ان کو کبھی نہ چھوڑیں اور نہایت احتیاط کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے ادا کریں۔ تراویح ختمِ قرآن اور رمضان کے آخری دس دن میں اعتکاف کی پابندی کریں۔ لیلۃ القدر کا

marfat.com
Marfat.com

خیال رکھیں اور ذکر و اذکار کے وقتوں میں کوئی اور کام نہ کریں۔ اگر شرعی نصاب کے مالک ہوں تو زکوٰۃ ادا کریں کیونکہ یہ بھی فرض ہے لیکن اس معاملہ میں سنت یہی ہے کہ اپنے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہ رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کو فتحِ خیبر کے بعد سال بھر کی ضرورت کے مطابق جو عنایت فرمائے اور اپنے پاس ایک درم بھی نہ رکھا اور گنجائش کی صورت میں عید الفطر کو صدقۂ فطر اور بقرعید کو قربانی ضرور کریں اور حج کی استطاعت ہو تو حج ادا کریں، حلال روزی کمائیں، خرید و فروخت کے وقت فقہ کے مسئلوں کا خیال رکھیں اور شبہ والی چیزوں سے پرہیز کریں۔ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں پوری پوری کوشش سے کام لیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اگر کوئی کمی یا قصور واقع ہو جائے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بزرگوں اور ولیوں کی سفارش اور وسیلے سے معاف ہو سکتے ہیں۔ برخلاف لوگوں کے حقوق کے کہ وہ معاف نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ بندے خود معاف نہ کریں، اور آخرت میں یہ مشکل ہوگا اسلئے اگر کمی ہو جائے تو زندگی میں ہی معاف کرا لیا جائے۔ نکاح کرنا نبیوں کی سنت ہے لیکن اگر اس کے حقوق پورے طور پر ادا نہ کر سکیں تو نکاح نہ کریں، اگر نکاح کر لیں تو بہتر ہے اس لئے کہ نکاح نہ کرنے سے اکثر بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جانے کا ڈر ہے۔ اس کے متعلق صرف اسی قدر کہہ دینا کافی ہے زیادہ تفصیل حدیث اور فقہ کی کتابوں سے معلوم کریں۔ اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کریں، ان کا یہ بھی دینی حق ہے کہ ان کو ہمیشہ شرع کے احکام بتاتے رہیں۔ پڑھے ہوؤں کے لئے تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دن رات میں تھوڑا سا وقت مقرر کر کے کوئی اردو کی مسئلوں کی کتاب (جو کسی مستند عالم کی ہو) شروع سے آخر تک پڑھ کر سنائیں اور سمجھائیں اور جب وہ ختم ہو جائے تو پھر شروع کر دیں اور جب تک ان کو مسئلے خوب پختہ یاد نہ ہو جائیں سناتے رہیں، اور اَن پڑھ ایسا کریں کہ جو بات دین کی کسی عالم سے سُنیں اس کو یاد کر کے گھر والوں کو ضرور سُنا دیا کریں اور مندرجہ ذیل کاموں کو چھوڑ دیں:- ڈاڑھی منڈانا، ڈاڑھی کٹانا، جبکہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو، ڈاڑھی چڑھانا، سر میں چاند کھلوانا کھڈی رکھنا، یا سر کے بال آگے آگے سے منڈانا یا اونچے نیچے (غیر ہموار) بال کٹوانا (جس کو

marfat.com
Marfat.com

انگریزی حجامت کہتے ہیں) ٹخنے سے نیچے پائجامہ پہننا یا لنگی (تہمد) یا کرتہ، چغہ وغیرہ ٹخنے سے نیچے لٹکانا یا شملہ (صافہ کی لانگ) آدھی کمر سے نیچے چھوڑنا، یا کرتے کی آستین پہنچے سے آگے لمبی کرنا یا لال یا زعفران کا رنگا ہوا یا ناپاک رنگ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا، یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ خود پہننا یا لڑکوں کو پہنانا، یا کافروں کا مخصوص لباس پہننا، یا مردوں کو چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یا زائد یا سونے کی انگوٹھی پہننا، یا عورتوں کے لئے مردانہ وضع کا کھڑا جوتا یا مردانہ لباس یا بجنے والا زیور پہننا یا ایسا باریک یا چھوٹا کپڑا پہننا جس میں بدن کھلا رہے، کسی عورت یا نابالغ لڑکے کو بُری نگاہ سے دیکھنا یا عورتوں اور لڑکوں سے زیادہ میل جول رکھنا یا تنہائی میں مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا یا کسی سخت مجبوری کے بغیر سامنے آجانا خواہ وہ پیر یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور جہاں سخت مجبوری ہو وہاں بھی سر، کلائی، پنڈلی اور گلا کھولنا نامحرم مرد کے سامنے حرام ہے، منہ کے سامنے بھی گھونگٹ رہنا بہتر ہے اور عمدہ پوشاک اور زیور سے تو سامنے آنا بالکل ہی بُرا ہے، اسی طرح نامحرم مرد اور عورت کا باہم ہنسنا بولنا ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب چھوڑ دینا چاہئے۔ ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں جمع ہونا یا برات میں جانا البتہ نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کو جمع کر لینے میں مضائقہ نہیں، یا کوئی کام دکھاوے اور فخر کے لئے کرنا جیسا کہ آجکل رسم و رواج کا کھانا کھلانا لینا دینا ہوتا ہے اسی میں نیوتا بھی آگیا اس کو چھوڑنا ضروری ہے، اسی طرح فضول خرچ کرنا یا کپڑے میں بہت اسراف کرنا کیونکہ یہ بھی فخر اور دکھاوے میں داخل ہے، مُردہ پر چلّا کر رونا، ترکہ کو ورثہ میں تقسیم کرنے سے پہلے ان کی رضامندی کے بغیر خیرات کر دینا خصوصاً نابالغوں کا حصہ خیرات میں دینا حرام ہے۔ ترکہ میں لڑکیوں کا حصہ نہ دینا اور بیاہ شادی اور موت کے وقت کی دوسری بدعتوں کا کرنا، حکومت اور ریاست والوں کا غربا پر ظلم کرنا، جھوٹی نالش کرنا، رہن یا رشوت کی آمدنی کھانا، تصویر اور فوٹو بنانا بنوانا یا رکھنا، یا شوق کے لئے کُتّے پالنا یا پتنگ اُڑانا، آتش بازی، کبوتر بازی و مرغ بازی وغیرہ کرنا، یا بچوں کو ان کاموں کے لئے پیسے یا اجازت دینا، گانا سننا باجے سے یا بغیر باجے کے

marfat.com
Marfat.com

اسی میں گراموفون وغیرہ بھی داخل ہیں۔ ایسے عُرسوں میں جانا جہاں گانا بجانا اور دوسری قسم کی بدعتیں ہوتی ہیں۔ ٹونے ٹوٹکے یا سیتلا وغیرہ کو ماننا یا فال وغیرہ کھلوانا کسی نجومی یا آسیب سے کوئی بات پوچھنا، کسی کے پیٹھ پیچھے برائی کرنا، چغلی کھانا، جھوٹ بولنا، تجارت میں دغا کرنا، بغیر مجبوری کے ناجائز نوکری کرنا، جائز نوکری میں کام خراب کرنا، عورت کا خاوند کے سامنے زبان چلانا یا اس کا مال بلا اجازت خرچ کرنا (واضح رہے کہ بعض معمولی باتیں مثلاً فقیر کو مٹھی بھر دانے دینا وغیرہ میں اجازت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اس لئے کہ ایسی باتوں سے عام طور پر روکا نہیں جاتا) یا بلا اجازت کہیں جانا، حافظوں کا مُردوں پر قرآن پڑھ کر کچھ طے کرکے لینا یا مولویوں کو وعظ یا مسئلہ بتانے پر اجرت لینا، بحث ومباحثہ میں پڑنا یا فقیروں جیسی وضع بنانا، پیری مریدی کی خواہش کرنا یا تعویذ گنڈوں کا مشغلہ رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ فرضوں کے ادا کرنے اور مکروہ اور شبہ والی چیزوں سے بچنے کے بعد صوفی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ذکر کے وقتوں میں ذکر کرے اور بیکار باتوں میں وقت ضائع نہ کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنّت والے کسی چیز کی حسرت نہیں کرینگے سوائے اس گھڑی کے کہ جس میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہوگا۔ پیر کی صحبت کو اپنے اوپر لازم کرے۔ صحابہؓ کہتے تھے اِجْلِسْ بِنَا سَاعَۃً نُؤْمِنْ (یعنی آپ ہمارے ساتھ کچھ دیر بیٹھیں تاکہ ہم (مل کر) ایمان تازہ کریں)۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(یعنی سو سال کی بے ریا عبادت سے اولیاء اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت اچھی ہے) اور حضرت خواجہ احرارؒ فرماتے ہیں ؎

نماز را بحقیقت قضا بود لیکن نمازِ صحبتِ ما را قضا نخواہد بود

(یعنی دراصل نماز کی قضا تو ہوسکتی ہے لیکن صحبت کی نماز کی قضا نہیں ہوسکتی)۔ اگر پیر کی جگہ کا فاصلہ زیادہ ہو اور آنا جانا بہت ہی کم ہوسکتا ہو تو خط وکتابت کو ضروری سمجھے، یہ اس صحبت کی قائم مقام ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ علماء اور صلحاء کے پاس بیٹھنے اور بات چیت کرنے کی سعادت حاصل کرے بشرطیکہ وہ علما بھی ایسے ہوں کہ جو دنیا پرستی سے دور رہتے ہوں

marfat.com

Marfat.com

اور اگر صلحا کی صحبت نصیب نہ ہو تو تنہا بیٹھے رہنا یا سو جانا بہتر ہے ؎

خلوۃ الانسان خیرٌ   من جلیس السوء عندہٗ
وجلیس الخیر خیرٌ   من جلوس المرء وحدہٗ

(یعنی انسان کا اکیلا رہنا اچھا ہے بُرے ساتھی کی صحبت سے، اور اچھا ساتھی اکیلے بیٹھنے سے اچھا ہے) ۔

لہٰذا فاسق اور جاہل لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ نیز دنیا کے کاموں میں بہت حصہ لینے والے اور ایسے صوفی کی صحبت سے جو ابھی مبتدی ہے پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ ایسی صحبتیں ان کیلئے بہت مضر ہیں، کیونکہ تھوڑے ہی پانی کو نجاست پلید کرتی ہے۔ مثنوی

دور شو از اختلاطِ یارِ بد   یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند   یارِ بد بر جان و بر ایماں زند

(یعنی بُرے ساتھی کے میل جول اور صحبت سے دور رہو، اس لئے کہ بُرا ساتھی بُرے سانپ سے بھی بدتر ہے کیونکہ بُرا سانپ صرف جان ہی کو نقصان دیتا ہے اور بُرا ساتھی جان و ایمان دونوں کو غارت کرتا ہے) ۔

نیز اپنے پیر بھائیوں بلکہ جملہ مسلمانوں سے محبت اور میل جول رکھے۔

آدابِ شیخ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ (یعنی میرے رب نے مجھے ادب سکھایا پس بہت ہی اچھا ادب سکھایا) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سالک کے لئے آداب کی رعایت لازمی ہے کوئی بے ادب منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (آیت س۴۹) (یعنی: اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو، اور ان سے اس طرح بے تکلفی کے ساتھ زور سے کلام مت کرو جس طرح ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو)۔ لہٰذا بفحوائے مذکورۂ بالا ذیل میں چند آداب لکھے جاتے ہیں جن کی پابندی مریدین کے لئے ازحد ضروری ہے۔

مرید کو چاہئے کہ پیر کا خوب ادب رکھے۔ اس کی صحبت و خدمت کو اپنے اوپر

marfat.com
Marfat.com

واجب کرلے اور اس کی محبت میں مخمور ہوجائے، اپنی خواہش کو اس کی خوشی کے تابع بنادے اور ذکر کی جو تعلیم و تلقین پیر اس کو کرے اس کا پابند رہے اور اس کی نسبت یوں اعتقاد رکھے کہ جو فائدہ مجھ کو اپنے پیر سے پہنچ سکتا ہے وہ اس زمانے کے کسی اور بزرگ سے نہیں پہنچ سکتا، پیر کو یوں سمجھنا کہ اس کو ہر وقت ہمارا سب حال معلوم ہے سخت گناہ ہے، اور جو فیض اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر واقع میں دیکھے کہ فیض اور بزرگ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے ہی پیر سے جانے اور جان لے کہ وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس کی استعداد کے موافق پیر کے خاص فیض سے ظاہر ہوا ہے جس کو اس نے محبت کے غلبہ کے باعث دوسرا خیال کیا ہے اور اس سے فیض جاتا ہے یہ بڑا بھاری دھوکا ہے، اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اس لغزش سے بچائے۔ آمین

شیخ کی خدمت میں ہر وقت باوضو رہے، کم کھانے، کم سونے اور کم کلام کرنے کی عادت ڈالے، پیر اگر دینی امور میں کچھ حکم کرے تو اس کو بجالائے، پیر کی اگر مالی خدمت کرے تو اس کا اظہار نہ کرے، اور اس بات کی طمع یا مطالبہ نہ کرے کہ پیر مجھ کو کچھ دے اور اپنا احسان شیخ پر نہ جتائے بلکہ اس کا احسان مانے کہ اس نے میری چیز کو قبول کیا اور رد نہیں کیا۔ پیر کے سامنے لوگوں کی باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو، پیر اگر کسی کی تعظیم کو اٹھے تو مرید کو بھی چاہئے کہ پیر کی پیروی کرے اور پیر سے جب گفتگو کرے تو نرمی اختیار کرے بلند آواز سے نہ بولے اور پیر کے روبرو قہقہہ نہ لگائے، اس کی مجلس میں نہایت ادب کے ساتھ بیٹھے اور اپنی حیثیت سے اونچی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے اور جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے، اپنے تئیں حقیر ظاہر کرے اور پیر کے متعلق بداعتقادی کو اپنے سینے میں نہ آنے دے، اگر کوئی آئے بھی تو استغفار کرے۔ پیر کے قرابت داروں اور عزیزوں سے صلہ رحمی رکھے اور جو کچھ واقعہ سامنے آئے پیر سے بیان کرے، پیر کے فرمان کو رد نہ کرے البتہ اگر ممکن نہ ہو تو عذر کرے۔ پیر بھائیوں اور طالبوں کی رعایت کرے اور پیر کی ہر ایک چیز کا ادب و احترام کرے، جو کچھ شیخ کرے اس پر حجت نہ کرے، حتی الامکان تاویل سے کام لے اور پیر جو حکم کرے اس کو دلیل سمجھے، اگر پیر اس جہان سے رحلت کر گیا ہو تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے، پیر کے روبرو بیہودہ باتیں نہ کرے، نہ کسی کے عیب کو

marfat.com
Marfat.com

بیان کرے اور پیر کے روبرو کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کرے جس سے وہ ناراض ہو جائے، اور جب پیر ناراض ہو جائے تو برا نہ مانے اور اس کی رضا جوئی کرے، اس کی باتوں کو کان لگا کر سنتا رہے اور اس کے کاموں اور باتوں پر اعتراض نہ کرے اور بحث اور جھگڑے پر نہ آجائے۔ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور بالکل اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے، پیر کی خدمت میں اس کی اجازت کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو، اس کے وضو کی جگہ میں طہارت نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور جہاں تک ہو سکے ایسی جگہ بھی کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے سایہ یا کپڑے پر پڑتا ہو، اور اس کے مصلّے پر پاؤں نہ رکھے، ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر کی پیروی کرے غرضکہ اَلطَّرِیْقُ کُلُّہٗ اَدَبٌ البتہ اگر کوشش کے باوجود کمی رہ جائے تو معاف ہے۔

اعتقادات برائے مریدین

اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ شیخ کے متعلق اور بعض دیگر امور میں صحیح اعتقاد نہ رکھنے کی وجہ سے پورے طور پر فائدہ حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ اکثر دفعہ نہ صرف فیض سے خالی رہ جاتے ہیں بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بنتے ہیں، اس لئے ذیل میں چند ضروری مسائل اس مطلب کے لئے لکھے جاتے ہیں تاکہ عام لوگ بھی ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

مسئلہ بعض صوفیوں کا یہ خیال ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ وہ اپنے پیر کو دوسرے بزرگوں سے بہتر سمجھے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ عقیدہ بالکل غلط اور بیکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ (آیت ۷۶ س ۱۲) (یعنی ہر علم والے کے اوپر زیادہ علم والا ہے) بات یہ ہے کہ بزرگی دینے کی دو قسمیں ہیں ایک تو اختیاری، اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اپنے پیر کو اپنے لئے دوسرے بزرگوں سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا خیال کرے اگر بزرگی دینے سے یہی مراد ہے تو بیشک ایسا خیال بالکل درست ہے، اور دوسرے بے اختیاری جو کہ بیہوشی کی حالت میں یا پیر سے زیادہ محبت ہونے کے سبب سے ہوتی ہے اس لئے کہ جب

marfat.com
Marfat.com

مرید کی نظروں میں پیر ہی پیارا ہے تو محبت کی وجہ سے محبت کرنے والوں کی نظروں میں محبوب سے زیادہ اور کسی چیز کی قدر نہیں ہوتی اس لئے دوسروں کی بزرگیاں اس کی نظروں میں معمولی دکھائی دیتی ہیں، اس صورت میں مرید معذور ہے کیونکہ وہ ہوش سے باہر ہے، ان دو باتوں کے سوا اس کی اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: مرید کو اپنے پیر کے کسی کام پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے اگر وہ ایسا کرے گا تو پیر کی برکتیں اور فیض اس پر بند ہو جائیں گے اس کی دلیل حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علی نبینا وعلیہما السلام کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فیض حاصل کرنے کی درخواست کی تو انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے یہی کہا اور اسی کا اقرار لیا کہ جو کچھ میں کروں اس پر ہرگز اعتراض نہ کرنا جیسا کہ انھوں نے کہا: قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا، وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا الی قولہ حَتّٰۤى اُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا (آیات ٦٧ تا ٧٠، ١٨)

(یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ تم صبر نہیں کر سکو گے اور اس چیز پر کیسے صبر کر سکتے ہو جس کو کہ تم نہیں جانتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ انشاء اللہ مجھ کو صابر ہی پائیں گے۔ اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ میں کروں اس پر بالکل اعتراض نہ کرنا جب تک کہ میں خود اس کی اصلیت سے آپ کو واقف نہ کر دوں۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض کیا تو حضرت خضر علیہ السلام اُن سے جُدا ہو گئے اور کہا کہ هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنِكَ (یعنی یہ میری تمہاری علیحدگی ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام پر ظاہر شریعت کے اعتبار سے اعتراض کیا تھا اور ان کو حضرت خضر علیہ السلام کی حکمت معلوم نہ تھی۔ لیکن ان کے اعتراض ہی کرنے پر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صاف صاف کہہ دیا کہ اب مجھ میں اور تم میں جدائی ہے۔

(فائدہ) یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ اگر پیر سے اس کی زندگی میں کوئی بات خلافِ شرع واقع ہو جائے (اور یہ پرہیزگاری اور استقامت والا ہو) تب بھی اس پر اعتراض نہ کرے بلکہ تاویل کر لے اور اگر ممکن ہو تو کسی مجبوری پر محمول کرے یا سکر (بے خودی) کی حالت پر یا مجاز پر یا اپنے واقف نہ ہونے پر محمول کرے۔ اور اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کی عادت اور طریقہ ہی فسق و فجور ہو تو بیشک ایسا شخص ہرگز ہرگز ولی نہیں اور نہ ایسے شخص کے کاموں

marfat.com
Marfat.com

اور باتوں کی کوئی وجہ نکالنی اور تاویل کرنی ضروری ہے۔

مسئلہ: جس طرح بزرگوں کی شان گھٹانا اور ان کے آداب بجا نہ لانا اور ان میں نقص نکالنا حرام ہے، اسی طرح ان کی شان حد سے زیادہ بڑھانا بھی گناہ ہے جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہود نے حضرت عُزیر علیہ السلام کو بڑھا کر خدائے تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا تو اس سے خدائے تعالیٰ کی شان میں کمی لازم آتی ہے۔ اسی طرح رافضیوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بڑھا کر یہانتک کہہ دیا کہ (نعوذ باللہ) خدائے تعالیٰ ہی ان میں حلول کر گیا ہے اور ان میں بعض یہانتک بھی قائل ہیں کہ اُن کے پاس وحی آتی تھی اور بعضوں نے ان کو دوسرے صحابۂ کرامؓ سے بڑھا دیا۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ جن سے خدائے تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں کمی آتی ہے جو کہ بہت بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ: اولیاء اللہ علم غیب کُلّی نہیں جانتے، اگرچہ بعض باتوں کا حال عادت کے خلاف کشف اور الہام سے معلوم ہو جاتا ہے اور اولیائے کرامؒ کو کلّی غیب کا جاننے والا کہنا سراسر کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (آیت ۵۰ س ۶) (یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یہ کہہ دیجئے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خدائے تعالیٰ کے خزانے ہیں (کہ جس کو چاہوں دیدوں) اور نہ یہ کہتا ہوں کہ مجھ کو غیب کا علم ہے)۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا: وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ (آیت ۲۵۵ س ۲) (یعنی نبی اور فرشتے خدائے تعالیٰ کے علم کا ہرگز احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس چیز کا خدائے تعالیٰ چاہتا ہے ان کو علم دیدیتا ہے)۔ علاوہ اس کے اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جو کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کو علمِ غیب کُلّی نہ ہونے کیلئے صاف دلیلیں ہیں۔

مسئلہ: غیر اللہ کی عبادت اور ان سے مدد طلب کرنا جائز نہیں: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ کہا کریں کہ "اے خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں"۔ عبادت ہو یا کوئی اور چیز ہو جب اس پر لفظ اِيَّاكَ (بمعنی خاص کر) کا آتا ہے تو اس سے پابندی ثابت ہو جاتی ہے اور خصوصیت آجاتی ہے۔ پس اولیائے کرامؒ کے نام سے منّت ماننا، نذر مقرر کرنا ناجائز ٹھہرا۔ اور اگر کسی نے ایسی نذر کی نیت کر لی ہے تو ہرگز ہرگز پورا نہ کرے جہانتک ہو سکے اس گناہ سے بچنا ضروری ہے

marfat.com
Marfat.com

ہاں نذر واسطے اللہ کے کرنا چاہئے اور وہ غریبوں کو کھلا دینا چاہئے اور اس کا ثواب جن بزرگوں کو چاہے پہنچا دے۔ اور یہاں میری مراد صدقہ دینے اور ثواب پہنچانے سے روکنے کی نہیں ہے کہ وہ بجائے خود جائز اور اچھا ہے بشرطیکہ غریبوں کو کھلایا جائے اور نیت خالص ہو۔ اور قبروں کے گرد پھرنا (طواف کرنا) بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ طوافِ بیت اللہ کے مشابہ ہے اور طوافِ کعبہ بھی نماز ہی کا حکم رکھتا ہے اور نماز خدائے تعالیٰ سے مخصوص ہے اس لئے قبروں کے گرداگرد پھرنا ناجائز ٹھیرا، اور اسی پر زندہ بزرگوں کو یا قبروں کو سجدہ کرنا یا ماتھا لگانا ناجائز ٹھیرا (فافہم)

مسئلہ: مُردہ یا زندہ اولیاء یا انبیاءؑ سے دعا (یعنی مراد) مانگنا جائز نہیں ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (دعا عبادت ہی ہے) اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (آیت ۶۰ س ۴۰) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقیناً وہ لوگ جو کہ میری عبادت سے استکبار کرتے ہیں جلدی ہی ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ (آیت ۱۹۴ س ۷) یعنی خدائے تعالیٰ کے سوا لوگوں سے جو تم مانگتے ہو وہ بھی تمہارے ہی جیسے بندے ہیں۔ ان کو اس کی کیا مجال ہے کہ وہ کسی کی ضرورت پوری کر سکیں) اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ آیت تو اُن کافروں سے تعلق رکھتی ہے جو کہ بتوں کو پوجتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ مِنْ دُونِ اللہ (یعنی اللہ کے سوا) عام ہے، اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ذِكْرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ وَذِكْرُ الْمَوْتِ صَدَقَةٌ وَذِكْرُ الْقَبْرِ تُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ (یعنی نبیوں کا ذکر عبادت ہے اور نیک لوگوں (اولیاء) کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے اور موت کا ذکر کرنا صدقہ اور قبر کا ذکر کرنا تم کو جنت کے قریب کر دیتا ہے)۔ اور صاحبِ مسند الفردوس نے اس کو سندِ ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ (یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر عبادت ہے) اور اس حدیث کو صاحبِ مسند الفردوس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مراد ان احادیث سے یہ ہے کہ ان کے بڑے مرتبے والا ہونے کا ذکر کیا جائے تاکہ لوگ اُن کو اپنے دل میں جگہ دیں جو خدائے تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے، اور لوگ ان کی اچھی عادتوں، حالات اور طرز طریقہ کی پیروی کریں اور اُن کی اور ان کے طریقہ کی مخالفت سے بچیں، مگر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خدائے تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ (مخصوص شرعی موقعوں یعنی نماز، تشہد، اذان واقامت وغیرہ میں) کرنا عبادت ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (آیت ۴ پ ۹۵) (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ کلمہ اذان اور تشہد میں شامل کر دیا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا یہ بزرگی اور کسی کو حاصل نہیں ہے پس اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ساتھ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ یا اَبُوْبَکْرٍ وَلِیُّ اللّٰهِ ملا کر پڑھیں تو یہ فعل واجب التعزیر ہے۔

بعض لوگ "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" یا "یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ" کا ورد کرتے ہیں۔ بعض علماء تاویلات کر کے اس کو جائز کہتے ہیں لیکن چونکہ اس میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے خصوصاً عوام کے حق میں مضرت زیادہ ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے، یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بزرگوں کے وسیلے سے دعا مانگنا البتہ جائز ہے، پس اگر یہ کہا جائے کہ یا الٰہی! خواجہ شمس الدین پانی پتی کے طفیل میری فلاں ضرورت پوری فرما تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: ولی خواہ کتنا ہی بڑھ جائے مگر کسی ادنیٰ نبیؑ کے رتبے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ مسئلہ تو ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ پس اس اتفاق کے خلاف ولایت کو نبوت سے افضل جاننا شرعی طور پر ناجائز ٹھہرا۔ اور یہ بات کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے کشف اور دلیل سے باطل ہے۔ فافہم

مسئلہ: کوئی ولی نہ تو نبی ہی کے درجے کو پہنچ سکتا ہے اور نہ وہ شرع کے حکموں سے بچ سکتا ہے برخلاف مجذوب کے کیونکہ اس سے عقل لے لی گئی ہے اور شرع کے حکموں کے ادا کرنے کے لئے عقل والا اور بالغ ہونا شرط ہے اور مجذوب میں عقل کا نام ونشان نہیں ہوتا اس لئے وہ اس تکلیف (پابندی) سے الگ ہو گیا۔ اور یہ شرع

marfat.com
Marfat.com

کی پابندی تو ایسی ہے جو کہ نبیوں تک سے بھی دور نہیں ہوتی بلکہ سالک جس قدر شرع کی پابندیوں کو برداشت کرے گا اسی قدر خدائے تعالیٰ کی نزدیکی میں ترقی کرتا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد کی نماز بھی واجب تھی اور شرعی پابندیاں بھی آپ پر واجب تھیں۔

مسئلہ: معصوم (بے گناہ) ہونا نبیوں ہی کی خصوصیت ہے اور اولیاء کو معصوم سمجھنا کفر ہے اور اصطلاح میں معصوم ہونے کی یہ تعریف ہے کہ اس سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ جان بوجھ کر یا بھولے سے ممکن نہ ہو۔

مسئلہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امت کے تمام ولیوں سے افضل ہیں۔ انھیں کی شان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آ۔پ ۱۱) (یعنی تم ایک بہترین امت ہو کہ جو لوگوں میں منتخب کرلئے گئے ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (یعنی سب سے بہتر میرا زمانہ ہے اس کے بعد اس سے ملا ہوا زمانہ ہے اس کے بعد اس سے ملا ہوا زمانہ بہتر ہے)۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ (یعنی تمام صحابہؓ عادل ہیں)۔ عبداللہ بن مبارکؒ جو کہ تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں: اَلْغُبَارُ الَّذِيْ دَخَلَ اَنْفَ فَرَسِ مُعَاوِيَةَ خَيْرٌ مِّنْ اُوَيْسِ نِ الْقَرَنِيْ وَعُمَرَ الْمَرْوَانِيْ (یعنی امیر معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں جو گرد و غبار پہنچا وہ اویس قرنیؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے جلیل القدر اولیاء اللہ سے (جو صحابی نہ تھے) کہیں افضل ہے)۔

مسئلہ: اولیاء اللہ کی قبروں کو اونچا بنانا اور ان پر گنبد بنانا، خلافِ شرع طریقہ پر عرس کرنا، چراغاں وغیرہ کرنا (مثل دیوالی وغیرہ کے) یہ سب بدعت ہے، اور بعض ان میں ایسی باتیں بھی ہیں جو کہ حرام ہیں اور کچھ ایسی ہیں جو مکروہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو مسجد اور عید نہ بنانا (عید سال بھر میں لوگوں کے ایک جگہ جمع ہونے کا دن ہے) جس سے عرسِ مروّجہ کی ممانعت کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے اور مسجد سجدہ کرنے کی جگہ ہے جس سے قبروں کو ماتھا لگانا منع ہوتا ہے۔ آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس غرض سے بھیجا کہ بلند قبروں کو برابر کردیں اور جہاں تصویریں دیکھیں ان کو مٹا دیں۔

مسئلہ: سنت تو یہ ہے کہ قبروں کی زیارت کے وقت یہ دعا پڑھے: اَلسَّلَامُ

marfat.com
Marfat.com

عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ (مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور)۔

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابۂ کرامؓ واولیائے عظام وغیرہ کی قبروں کی زیارت کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پوری پوری طہارت اور پاکیزگی حاصل کرے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب اور اتباع پر درود پڑھتا رہے اور اس وقت سے پہلے نفل نماز، روزہ، صدقہ یا کوئی اور نیک کام کیا ہو اُس کا ثواب ان کی ارواح کو بخش دے اور نہایت ہی عاجزی و انکساری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیروکاروں کے لئے دعا کرے اور اگر صاحبِ نسبت ہو یعنی کسی بزرگ سے دل کا تعلق رکھتا ہو تو تمام طرف سے علیحدہ ہو کر فیض حاصل کرنے کی غرض سے مراقبہ میں بیٹھے قبروں پر قرآن شریف پڑھنے میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔

مسئلہ: بعض صوفیہ کا یہ مقولہ کہ شیخ کا باطن ہر جگہ ہے، اس کے معنی سمجھنے میں عام لوگ غلطی کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ پیر ہر جگہ حاضر ناظر ہے، سو یہ یقیناً غلط اور خلافِ واقعہ ہے اگرچہ خرقِ عادت اور کرامت کے طور پر کبھی ایسا بھی واقع ہوا ہے لیکن یہ بات ہمیشہ نہیں ہوتی اور نہ ضروری ہے کہ جب پیر کی شکل نظر آئے تو سچ مچ پیر ہی ہو، بعض وقت کوئی فرشتہ وغیرہ اس کی شکل میں نظر آجاتا ہے بلکہ اس جملہ کے یہ معنی ہیں کہ باطن، اصطلاح میں اسمِ الٰہی کو کہتے ہیں جس کا کسی مخلوق میں ظہور ہو (ظہور کے معنی مسئلہ ظاہر و مظہر میں بیان ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ)۔ پس شیخ کامل میں اسمِ ہادی کا فیض جاری ہوتا ہے سو باطنِ شیخ سے مراد اسمِ ھادی ہوا، چونکہ وہ حق تعالیٰ کی صفت ہے اس لئے مکان اور زمان سے پاک ہے اور اس کا نور و فیض عام اور محیط ہے۔ اس اعتبار سے کہہ دیا جاتا ہے کہ باطنِ شیخ ہر جگہ ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ خدائے تعالیٰ کی صفتِ ہادی کا فیض کسی زمانے یا جگہ کے ساتھ خاص نہیں اور چونکہ اس فیض کے حاصل کرنے کی قابلیت شیخ کی صحبت و تعلیم سے نصیب ہوئی اس لئے باطن کو شیخ کی طرف بادنیٰ تعلق مضاف کر دیتے ہیں (اس قسم کے اور مسائل تصوف کی بڑی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں)۔

marfat.com
Marfat.com

مسئلہ: نہی از اشتغال بہ انوار:- مراقبات و معاملات میں اگر کچھ انوار وغیرہ نظر آئیں تو اپنے اعتقاد اور عمل کو درست رکھنا چاہیئے۔ اعتقاد کی درستی تو یہ ہے کہ اس کو حادث اور مخلوق سمجھے خالق اور قدیم نہ جانے کیونکہ حق تعالیٰ کی رُویت دنیا میں نہیں ہو سکتی اور عمل کی درستی یہ ہے کہ ان انوار میں دل نہ لگائے بلکہ اس کی نفی کر کے مطلوبِ حقیقی (خدائے تعالیٰ) کی طرف متوجہ ہو جائے کیونکہ اگرچہ وہ انوار ملکوتی ہیں لیکن پھر بھی مخلوق ہیں تو اس میں مشغول ہونا ایسا ہی ہے جیسا مال و زر میں مشغول ہونا، اور اس راستہ کی رکاوٹ ہونے میں دونوں برابر ہیں بلکہ ملکوت کے یہ نورانی پردے ناسوت کے ظلمانی پردوں (مال و زر وغیرہ) سے زیادہ شدید ہیں کیونکہ ناسوتی موجودات کو آدمی رکاوٹ سمجھتا اور بیکار جانتا ہے اور ان میں زیادہ لذت بھی نہیں ہوتی اس لئے دل ان میں زیادہ نہیں پھنستا اور انسان ان کے دور کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ملکوتی انوار کو بہت بڑی چیز سمجھتا اور اپنے مجاہدہ کا پھل اور لذیذ جانتا ہے، اس لئے اگر دل اس میں اُلجھ گیا تو عمر بھر بھی اس قید سے نکلنے کی امید نہیں اور ساتھ ہی اگر اُن انوار کو لاہوتی انوار (ذات و صفاتِ حق) سمجھ گیا تو عمل کے ساتھ عقیدہ بھی بگڑا۔ اس مقام پر بہت سے لوگ برباد ہو گئے اس لئے اس کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کیونکہ اعتقاد اور عمل کی حفاظت کا اہتمام واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے آنحضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا اور شرع شریف کے خلاف کسی کام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی یا اجازت معلوم ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں کیونکہ اوّل تو وہ خواب ہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ دشمنِ لعین یعنی شیطانِ رجیم کسی طرح درمیان میں آ کر خلافِ واقع کو واقع کی صورت میں ظاہر کر گیا ہو اور دیکھنے والے کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہو۔ پس ہر مسئلہ میں ظاہرِ شریعت مطابقِ اہلِ سنت وجماعت کا اعتبار کیا جائے۔

مسئلہ: کوئی نئی بات جو طریقت میں پیدا کریں دین کی بدعت سے کم نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

تحقیقِ خوارقِ عادات و کشف و کرامات

اب ہم خوارقِ عادات اور کشف و کرامات کے متعلق ضروری باتیں بیان کرتے ہیں جو ایک مقدمہ، چند مسائل اور ضروری فوائد پر مشتمل ہے۔

مقدمہ: جاننا چاہئے کہ عادت کے خلاف باتوں کا کسی شخص سے واقع ہونا خوارقِ عادات کہلاتا ہے، اس کی چند قسمیں ہیں جن میں سے ایک کشف بھی ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کشفِ کونی: وہ یہ کہ موجودات کے حالات جو اس کی نظر سے غائب ہیں خواہ زمانۂ ماضی کے ہوں یا مستقبل کے اس پر ظاہر ہو جائیں جیسا کہ بیہقیؒ نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے جہاد کے لئے ایک لشکر بھیجا اور اس لشکر کا امیر ساریہ نام کے ایک شخص کو بنایا چنانچہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ عین خطبہ ہی میں آپ نے آواز دی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے ہوشیار ہو جاؤ۔ آپ نے یہ آواز اس وقت دی تھی جبکہ کفار پہاڑ کے پیچھے مسلمانوں کی گھات میں بیٹھے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اتنی منزلوں کی دوری کے باوجود سب نظر آ گیا اسی لئے ساریہ کو خبردار کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو وہاں تک پہنچا دیا۔

(۲) کشفِ الٰہی: یعنی اپنے اور دیگر سالکوں کے احوال سے سلوک کے راستہ میں خبردار ہو جائے اور ہر ایک کے متعلق خدائے تعالیٰ کی نزدیکی کے مرتبہ کا پتہ لگ جائے اور وہ تمام علوم جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق رکھتے ہیں اسی قسم سے ہیں بشرطیکہ عالمِ مثال میں کشف کی آنکھ سے دیکھے۔ خوارق کی ایک قسم الہام بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صوفی کے دل میں کوئی علم القا کردے اور ہاتف (غیبی فرشتے) کا کلام بھی اسی شمار میں ہے۔ اگر دفعۃً نفس اور شیطان کی طرف سے بھی ایک قسم کا القا ہوتا ہے اس کو وسوسہ کہتے ہیں، الہام اور وسوسہ میں یہ فرق ہے کہ الہام سے صوفیہ کے دل کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے اور وسوسہ سے

marfat.com
Marfat.com

اطمینان حاصل نہیں ہوتا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ (یعنی اپنے دل سے بھی فتوی پوچھ لیا کر اگرچہ فتوی دینے والے تجھ کو فتوی دیں) یعنی اگرچہ علماء ظاہر حال پر فتوی دیں لیکن صوفی کو چاہیے کہ اپنے دل سے بھی فتوی پوچھے۔

بات یہ ہے کہ صوفی کا دل حرام سے طبعی طور پر نفرت کرتا ہے اگرچہ باعتبار ظاہر کے علماء اس کو جائز اور مباح کہتے ہوں اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی (ترمذی) (یعنی مومن کی فراست اور عقلمندی سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ تعالی کے نور سے" جو کہ اس کے دل میں ہے" دیکھتا ہے)۔ اس کے علاوہ ایک قسم تاثیر بھی ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) یہ کہ مرید کے دل میں اثر کرے اور اس کو اللہ تعالی کی جانب جذب کرے۔ (۲) عالم کون و فنا کی تاثیر ہے کہ حق تعالی کے تمام امور اس کے ارادے اور مرضی کے موافق ظہور میں آئیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جس وقت حضرت مریم علیہا السلام کے پاس گئے اور ان کے پاس غیب سے رزق پایا، یہ بھی اسی قسم سے ہے۔

مسئلہ اول: اب یہ جاننا چاہیے کہ جو خرق عادت کسی نبی سے زمانہ نبوت میں ظاہر ہو وہ معجزہ کہلاتا ہے اور اگر بعثت سے پہلے ظاہر ہو تو اُسے ارہاص کہتے ہیں، اور جو کسی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی پوری پوری تابعداری کرنے والے سے ظاہر ہو اور قانونِ عادت سے خارج ہو وہ کرامت ہے۔ پس اگر وہ چیز عادت کے خلاف نہ ہو تو کرامت نہیں ہے اور جو خرقِ عادت عام مسلمانوں سے ظاہر ہو اُسے معونت کہتے ہیں اور جس شخص سے وہ چیز ظاہر ہوئی ہے اگر وہ اپنے تئیں کسی نبی کا پیرو نہیں کہتا وہ بھی کرامت نہیں ہے جیسے جوگیوں ساحروں وغیرہ سے بعض ایسی باتیں واقع ہوتی ہیں اور اگر وہ شخص نبی کی تابعداری کا دعوی تو کرتا ہے لیکن اصل میں وہ تابع نہیں ہے خواہ اصول میں اختلاف کرتا ہو جس طرح اہلِ بدعت یا فرع میں جیسے فاسق و فاجر اس سے بھی اگر ایسا امر واقع ہو تو وہ بھی کرامت نہیں ہے بلکہ یہ سب استدراج ہے جس کا نقصان یہ ہے کہ یہ شخص خرقِ عادت کی وجہ سے اپنے آپ کو کامل سمجھتا ہے اور اس دھوکے میں حق تلاش کرنے اور حق کی پیروی کرنے کی کوشش نہیں کرتا نعوذ باللہ کتنا بڑا نقصان ہے۔ پس کرامت اس وقت کہلائے گی جبکہ وہ کسی سنت کی پیروی کرنے والے

معجزہ

کرامت

استدراج

marfat.com
Marfat.com

اور پرہیزگار مومن آدمی سے ظاہر ہو۔ اب ہمارے زمانے میں جس شخص سے کوئی عجیب بات واقع ہوئی لوگ اس کو غوث اور قطب قرار دیدیتے ہیں خواہ اس شخص کے کیسے ہی عقائد ہوں اور کیسے ہی اعمال اور اخلاق ہوں، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بزرگوں نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ اگر کسی شخص کو ہوا میں اُڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھو مگر وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو اس کو بالکل ہیچ سمجھو اور اس سے پرہیز کرو۔

مسئلہ دوم: اور جاننا چاہیئے کہ کرامت کے لئے نہ اس ولی کو اس کا علم ہونا ضروری ہے اور نہ اس کے ارادے کا اس سے تعلق ہونا لازمی ہے اور کبھی علم ہوتا ہے اور ارادہ نہیں ہوتا اور کبھی علم اور ارادہ دونوں ہوتے ہیں۔ اس بنا پر کرامت کی تین قسمیں ہوئیں۔ (۱) جہاں علم بھی ہو اور ارادہ بھی جیسے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا۔ (۲) جہاں علم ہو اور ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میووں کا آجانا۔ (۳) جہاں نہ علم ہو نہ ارادہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دوچند سہ چند ہو جانا، چنانچہ خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا جس سے ان کے علم و ارادہ کا پہلے سے متعلق نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور ایک قسم عقلی شبہ کے طور پر ہے جو واقعے کے خلاف ہے یعنی ارادہ ہو اور علم نہ ہو کیونکہ بغیر علم کے ارادہ ممکن نہیں۔ اور تصرف وہمت و توجہ پہلی قسم کو کہتے ہیں دوسری اور تیسری قسم کو نہیں کہتے البتہ برکت و کرامت ہے۔

مسئلہ سوم: اور جاننا چاہیئے کہ ایک اور لحاظ سے کرامت کی دو۲ قسمیں ہیں: (۱) حسی، (۲) معنوی۔ عوام لوگ اکثر حسی کو جانتے ہیں اور اسی کو کمال سمجھتے ہیں جیسے کسی کے دل کے حال سے واقف ہو جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا وغیرہ اور خواص (کاملوں) کے نزدیک بڑا کمال معنوی کرامت ہے یعنی شریعت پر قائم رہنا اچھے اخلاق کی عادت ہونا، نیک کاموں کا پابندی اور بے تکلفی سے ہونا، حسد و کینہ اور دوسری بُری عادتوں سے دل کا پاک ہو جانا، کوئی سانس غفلت میں نہ گذارنا وغیرہ۔ یہ وہ کرامت ہے جس میں استدراج کا شبہ نہیں پہلی قسم کے برخلاف کہ اس میں شبہ موجود ہے اسی لئے کامل بزرگ کرامت کے ظاہر ہوتے وقت

marfat.com
Marfat.com

بہت ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ استدراج نہ ہو، یا خدانخواستہ اس سے نفس میں غرور نہ پیدا ہو جائے، یا اس کی وجہ سے عام لوگوں میں شہرت و امتیاز پیدا ہو کر ہلاکت کا سبب نہ ہو، اور اُس کو اس طرح چھپاتے ہیں جیسے حیض والی عورت حیض کے کپڑوں کو، بلکہ بعض نے فرمایا ہے کہ بعض اولیاءِ کرامؒ نے مرتے وقت تمنا کی ہے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی کرامت ظاہر نہ ہوئی ہوتی تاکہ اس کا اجر او ربدلہ بھی ہمیں آخرت میں ملتا کیونکہ یہ بات مقرر ہے کہ جس قدر دنیا میں کسی نعمت میں کسی کو کمی رہے گی اس کا بدلہ آخرت میں عنایت ہوگا۔

مسئلہ چہارم: اور جاننا چاہیئے کہ بعض علما نے کرامت کی طاقت کی ایک خاص حد مقرر کی ہے اور جو کام بہت ہی بڑے ہیں جیسے بغیر باپ کے اولاد ہونا یا کسی جمادات کا حیوان بن جانا یا ملائکہ کا باتیں کرنا وغیرہ اس کا ہونا کرامت سے نہیں مانا ہے مگر محققین کے نزدیک کوئی حد نہیں کیونکہ وہ فعل اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے صرف اس کا ظہور ولی کے ہاتھ پہ ہوا ہے تاکہ اس کی بزرگی اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور مقبولیت ظاہر ہو، پس جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوئی حد نہیں تو کرامت کیسے محدود ہو سکتی ہے۔ رہا یہ شبہ کہ معجزہ کے ساتھ برابری شبہ
لازم آنے کا خوف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جب کرامت والا خود کہتا ہے کہ میں نبی کا غلام ہوں جواب
تو جو کچھ اس سے ظاہر ہوا ہے وہ اس نبی کی پیروی سے ہے مستقل نہیں جو اس شبہ کی گنجائش ہو البتہ جس خرقِ عادت کی نسبت نبی کا ارشاد ہو کہ اس کا واقع ہونا بالکل ناممکن ہے وہ بطورِ کرامت واقع نہیں ہو سکتا جیسے قرآن مجید کی مثل لانا۔

مسئلہ پنجم: اور جاننا چاہیئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اپنی کرامت کو چھپانا واجب ہے مگر جہاں اظہار کی ضرورت ہو یا غیب سے اجازت ہو، یا حالت اس قدر غالب ہو کہ اس میں ارادہ اور اختیار باقی نہ رہے، یا کسی طالبِ حق و مرید کے یقین کو پختہ کرنا مقصود ہو تو وہاں اظہار جائز ہے۔

مسئلہ ششم: اور جاننا چاہیئے کہ بعض کامل ولی بندگی اور رضا کے غلبہ کے مقام میں ہوتے ہیں اس لئے وہ کسی چیز میں تصرف نہیں کرتے اس وجہ سے ان کی کرامتیں معلوم

لہ بیرونِ گورلافِ کرامت چہ می زنی ✧ ایمان اگر بگور بری صد کرامت ست

marfat.com
Marfat.com

نہیں ہوتیں اور بعضوں کو قوتِ تصرف ہی عنایت نہیں ہوتی، تسلیم و تفویض ہی ان کی کرامت ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کے لئے کرامت کا پایا جانا یا ظاہر ہونا ضروری نہیں اور نہ خوارق کا کثرت سے ہونا فضیلت کا سبب ہے اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا کامل ولی بھی کسی ادنیٰ سی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا حالانکہ صحابہ کرامؓ سے خوارق بہت کم واقع ہوئے ہیں بخلاف بعض اولیاء کے کہ ان سے بہت کثرت سے ظاہر ہوئے ہیں، بات یہ ہے کہ ثواب کے زیادہ ہونے کا نام بزرگی ہے اور لذتوں اور حظوظ کا نام خوارق ہے خوارق سے کچھ ثواب نہیں ملتا بلکہ عبادت سے ثواب ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ محدثینؒ نے صحابۂ کرامؓ کے کرامات کو ان کے مناقب کے بیان میں ذکر نہیں کیا بلکہ ان کا باب ہی علیحدہ باندھا ہے اور خرقِ عادت تو بعض جوگیوں سے بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ہفتم: اور جاننا چاہیئے کہ بعض اولیاء اللہ سے مرنے کے بعد بھی تصرفات و خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور یہ بات معنوی طور پر تواتر کی حد کو پہنچ گئی ہے جس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔

مسئلہ ہشتم: اور جاننا چاہیئے کہ کرامت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ طبعی (کیمیاوی) اسباب سے نہ پیدا ہوئی ہو خواہ وہ اسباب ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ اس مقام پر لوگوں کو دو قسم کی غلطی واقع ہو جاتی ہے (۱) بعض تو محض عجیب کاموں کو کرامت سمجھتے ہیں اور عامل کے کمال کا اعتقاد کر لیتے ہیں آج کل اس قسم کے بہت قصے واقع ہو رہے ہیں مثلاً مسمریزم، فرمیسن، حاضرات، ہمزاد کا عمل، عملیات و نقوش، طلسمات و شعبدات، تاثیراتِ عجیبۂ ادویات، سحر، چشم بندی وغیرہ کہ اس میں بعض کے آثار تو محض خیالی ہیں اور بعض قوتِ خیالیہ کا کرشمہ ہیں۔ (۲) اور بعض جو واقعی کرامت اور قوتِ قدسیہ سے تعلق رکھتے ہیں تو عام لوگ ان کو اسبابِ طبعیہ سی سمجھ کر سب کو ایک لاٹھی سے ہانکتے ہیں۔ صاحبِ بصیرت (عقلمند) طالبِ حق (حق چاہنے والا) اگر انصاف کی نظر سے دیکھے تو اس کو قرینے سے صاف فرق معلوم ہو جائے گا کہ اس فعل میں قوائے (جمع قوت کی) طبعیہ کو دخل ہے یا محض قوتِ (طاقت) قدسیہ ہے یا کسی قوت کو بھی دخل نہیں ہے محض غیب سے ایسا ہی ہونے والا ہے۔

(فائدہ) مسمریزم قوتِ خیالیہ کا ایک کرشمہ ہے جو اس کے بانی مسمر (MESMER) کے نام کے ساتھ منسوب ہے معمولی سے فرق سے اسی کو ہپناٹزم (HYPNOTISM)

marfat.com

Marfat.com

بھی کہتے ہیں اس کا عامل اپنی قوتِ خیالیہ کی مشق سے معمول پر مصنوعی نیند طاری کر کے ایک عارضی وقت تک کے لئے اس کو بیہوش کر دیتا ہے اور اس سے مختلف سوالوں کے جواب حاصل کر کے حاضرین کو حیرت میں ڈال دیتا ہے عام لوگ بلکہ خود اس کی مشق کرنے والے خیال کرتے ہیں کہ معمول میں روحیں آتی اور جواب دیتی ہیں، اور اصل میں یہ قوتِ خیالیہ کا محض تصرف ہے، یہ فن آجکل کثرت سے رائج ہے، لوٹا گھما کر چور معلوم کرنا وغیرہ بھی مسمریزم کی ایک شاخ ہے، یہی وجہ ہے کہ جس کی طرف زیادہ خیال ہوتا ہے اسی کا نام نکل آتا ہے چنانچہ اگر دو عاملوں کے سامنے دو شخصوں پر چوری کا گمان ظاہر کر دیا جائے اور دونوں الگ الگ اس عمل کو کریں تو دونوں جگہ وہی مختلف مشتبہ نام نکلیں گے جس کا دل چاہے آزمالے یہ قوتِ خیالیہ عجیب چیز ہے اس سے عجیب وغریب چیزیں ظاہر ہوتی ہیں اور انجان لوگ اس کو غلطی سے قوتِ قدسیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ صوفیوں میں جو توجہ کا طریقہ ہے وہ بھی خیال کا تصرف اور کسب سے حاصل ہونے والی چیز ہے لیکن ان کی غرض چونکہ محمود ہے اس لئے ان کی توجہ بھی محمود ہے اگرچہ کوئی کمال نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامت یہ محض وہبی[1] اور غیر مکتسب[2] ہیں ان سب کو ایک سمجھنا سخت غلطی ہے

فری میسن کے متعلق ایک معتبر شخص نے اپنا مشاہدہ بیان کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک مجلس ہے جس کا مقصد ایک جماعت میں باہم اتحاد و اتفاق قائم کرنا ہے اور وہاں یہی معاہدہ لیا جاتا ہے اور اس معاہدہ کی وقعت و شوکت پیدا کرنے کے لئے پوشیدہ رکھنے کا بہت خیال رکھا گیا ہے اور اس پوشیدگی کے لئے خاص اسباب جمع کئے گئے ہیں چنانچہ ہر شخص کو اپنی مجلس میں نہیں لیتے بلکہ جو دنیا کے اعتبار سے معزز ہو کیونکہ عموماً ایسے لوگوں کو اپنے عہد کا پاس ہوتا ہے تو وہ پوشیدگی کے عہد کو بھی پورا کریں گے اور نہ ہی اعتبار سے صانعِ عالم کا قائل تاکہ پوشیدگی پر جو عہد اور قسم اس سے لی جائے وہ خدائے تعالیٰ سے ڈر کر اس کو پورا کرے خدائے تعالیٰ کو نہ ماننے والے دہریے اور لامذہب کو نہیں لیتے، فیس بھی کافی لیتے ہیں کیونکہ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ جو کام مال خرچ کر کے حاصل کیا جاتا ہے گو وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو

---

[1] جو کسی کسب کے بغیر خدائے تعالیٰ کی طرف سے بخشش ہو [2] جو بغیر کسب و محنت کے حاصل ہو۔

marfat.com

Marfat.com

اس کو ظاہر کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے اس کے بعد اس کو اُس مکان میں جو اسی کام کے لئے مقرر ہے پہنچاتے ہیں مکان کی صورت بھی وحشتناک بنائی ہے کہ اونچے اونچے ستون ہیں، اس کے درجوں میں وسعت بہت کم ہے تنگ مکانات ہیں پھر رات کو داخل کرتے ہیں اور اسوقت روشنی بہت دھیمی کر دیتے ہیں کہ اس صورت سے دل پر خوف چھا جانا قدرتی بات ہے اور بڑی ذلت کے ساتھ لے جاتے ہیں کہ پہلا لباس اُتروا کر وہیں کی وردی جو بالکل مردہ کی سی کفنی ہوتی ہے پہنا کر گلے میں رسّی ڈال کر کشاں کشاں لاتے ہیں وہاں ایک آدمی پہلے سے چھپا ہوا ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار یا برچھی ہوتی ہے، یہ فریمیسن ہونے والا شخص جس وقت اس مکان میں قدم رکھتا ہے وہ شخص دفعتًہ اس کی بے خبری میں اس تلوار یا برچھی کی نوک اس کے پہلو پر رکھ دیتا ہے جس سے اس پر ایک عجیب خوف چھا جاتا ہے اور اسوقت اس سے اپنی جماعت کی ہمدردی اور ان کی جانی و مالی امداد کے عہد لئے جاتے ہیں اور اس کی پوشیدگی کا عہد بھی لیا جاتا ہے اور قسم کے ساتھ بددعائیں بھی ہوتی ہیں کہ اگر میں یہاں کا راز ظاہر کروں تو میں ہلاک ہو جاؤں اور یہ برچھی یا تلوار میرے جگر سے پار ہو جائے ومثل ذٰلک۔

اب ظاہر ہے کہ ایک تو مذہبی پابندی کی وجہ سے خدا کا خوف پھر اُن بددعاؤں کا ڈر پھر اتنا مال خرچ کر کے اس کو معلوم کرنا پھر دنیوی عزت کی وجہ سے اپنی اس ذلت کو ظاہر کرتے ہوئے شرمانا یہ سب پوشیدگی کے تاکیدی سبب ہیں پھر کچھ وہاں معماری کے آلات بھی ہوتے ہیں جن کی خاص معنوں کے لئے خاص اصطلاحیں مقرر کی گئی ہیں (مثلاً بسولے کو زور سے زمین پر مارتے ہیں جو عہد کی مضبوطی کی طرف اشارہ ہے) اسی لئے اس کو فری میسن (FREEMASON) (آزاد معمار) کہتے ہیں اور اسی لئے وہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کے بانی نعوذ باللہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں جن کو تعمیرات کا شوق تھا، اور یہ دعویٰ فسانۂ عجائب سے کم نہیں پھر اس میں مختلف درجے ہیں جن میں زمانے اور جگہوں کے اختلاف سے تبدیلی ہوتی رہتی ہے یعنی انگلستان میں کچھ ہے تو جرمن میں کچھ اور اسی طرح کسی سنہ میں کچھ ہے تو دوسرے سنہ میں کچھ اور ہے مگر حاصل اسی قدر ہے باقی نہ وہاں ارواح ہیں نہ جن نہ کوئی عجیب چیز ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ واہمہ کے غلبہ سے کسی دُور کے واقعہ کی اطلاع خطرہ کے طور پر ہو جائے

marfat.com
Marfat.com

جیسا کہ اکثر زیادہ فکر میں ایسا ہو جاتا ہے۔ اس راوی سے دریافت کیا گیا کہ تم نے قسم کے باوجود کیسے ظاہر کیا؟ جواب دیا کہ اتفاقی بات ہے کہ مجھ سے قسم اس قید کے ساتھ لی گئی کہ نا اہل پر ظاہر نہ کروں گا۔ نیز اس سے پوچھا گیا کہ ایک فریمیسن دوسرے سے مل کر پہچان لیتا ہے کہ یہ بھی فریمیسن ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب دیا کہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان میں کچھ خاص اشارے ہیں اگر ایک شخص نے ان کو ادا کیا اور دوسرے نے جواب دیا تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ بھی فریمیسن ہے اگر جواب نہ دیا تو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس روایت کے بعد ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ ایک فریمیسن کے پاس وہاں کی چھپی ہوئی کتاب ملی جس کو انھوں نے پوشیدہ مطالعہ کیا اسے کسی دہریے انگریز نے دھوکے سے فریمیسن ہو کر حلف توڑ کر لکھا ہے سو اس کے مضامین اور یہ روایت بالکل مطابق پائے گئے۔

اب اس کا حکم شرعی یہ ہے کہ ان باریک فسادوں سے قطع نظر کر کے جو کفر تک پہنچا دیتے ہیں محض اس فساد کی بنا پر بھی کہ اس میں کافروں اور فاسق و فاجروں سے بلا ضرورت دوستی کا عہد و التزام کیا جاتا ہے پھر ہمدردی میں حق و ناحق کی کوئی پروا نہیں کی جاتی خواہ اس میں کسی پر ظلم ہی کیوں نہ ہو جائے اور یہ دونوں امور حرام ہیں لہذا بالیقین فریمیسن حرام اور معصیت ہے نیز اپنے مسلمان بھائیوں میں طرح طرح کے شبہوں سے تہمت لگائی جاتی ہے اور تہمت سے بچنا واجب ہے۔ اس بارے میں دانستہ ذرا تطویل و تفصیل سے کام لیا گیا ہے تاکہ اس کی برائی خوب واضح ہو جائے اور اس قسم کی صورتوں میں یہ تقریر مفید ہو

حاضرات مسمریزم کی طرح اس کا عامل بھی انگوٹھے کے ناخن پر یا کسی ڈبیا وغیرہ میں چمکدار سیاہی لگا کر اس میں اپنی شکل کا تصور دیکھنے والے کو کراتا ہے، خاکروب، سقہ اور فراش کے خیالی آمد و رفت اور خدمات انجام دینے کے بعد ارواح یا جنات کے بادشاہ کا آنا تصور کرانا اور اس سے معمول کے ذریعہ حاضرین کے سوالات کا جواب لینا اور ان کو اپنا گرویدہ بنا کر طرح طرح سے پیسے ٹھگتا ہے

ہمزاد عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ (الحدیث عن مشکوٰۃ باب الوسوسہ)

marfat.com

Marfat.com

ہمزاد کا عمل کرنے والے حدیث مذکورہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہی مؤکل ہمزاد ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے دو عمل ہیں ایک جس کے ذریعہ سے فرشتہ (ملہم) مؤکل کو قابو کیا جاتا ہے اور اس کو شرع کے مطابق بیان کرتے ہیں یہ علوی کہلاتا ہے اور دوسرا سفلی ہے جس کے ذریعہ جن (اہرمن) مؤکل کو قابو کرتے ہیں اور اس ہمزاد کے ذریعے مختلف شعبدے (مثلاً روپے منگانا بے موسم پھل منگانا وغیرہ) دکھا کر لوگوں کو اپنا شکار بناتے ہیں یہ سب قوتِ متخیلہ کے کرشمے ہیں اور شرعاً ان کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ان کے ذریعے سے لوگوں کو دھوکا دینا حرام مطلق ہے، خوب سمجھ لیجئے عملیات و نقوش مثلاً چور کو معلوم کرنے کا عمل، زبان بندی و تلوار بندی وغیرہ کے عملیات و نقوش اور طلسمات و شعبدات و تاثیراتِ عجیبۂ ادویات مثلاً (کافور کی ٹکیہ جلا کر پانی میں چھوڑ کر) پانی میں آگ لگانا، پیاز کے پانی سے لکھ کر سایہ میں خشک کر کے آگ سے سینک کر حروف نمودار کرنا وغیرہ اس فن کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں اور لوگ اس کو کمال سمجھتے ہیں۔ سحر یعنی جادو اور چشم بندی جو مداری کا تماشا کرنے والے عام طور پر اس کے اثرات دکھاتے ہیں یہ سب شرع شریف کے خلاف ہے چہ جائیکہ کمال ہوں خوب سمجھ لیجئے۔

مسئلہ نہم: جاننا چاہیئے کہ جن افعال کا ظاہری قوتوں سے کرنا منع ہے ان کا باطنی قوتوں سے کرنا بھی منع ہے جیسے کسی بے گناہ کو قتل کرنا، یا کسی کے قلب پر زور ڈال کر اُس سے کچھ روپیہ لے لینا، یا کسی کا پوشیدہ راز معلوم کرنا۔ بعض لوگ مطلق خرقِ عادت کو ولایت کا جزو سمجھ کر ان سب تصرفات کو حلال اور کرامت میں سے سمجھتے ہیں وہ غلط ہے۔

مسئلہ دہم: جاننا چاہیئے کہ ولی سے اتفاقاً کوئی امرِ ناجائز واقع ہونا اس کی ولایت اور کرامت میں نقص نہیں ڈالتا بشرطیکہ اس پر اصرار نہ ہو اور معلوم ہونے پر توبہ کرلے اور یہی حکم اختلافی مسئلہ کی غلط شق اختیار کرنے میں ہے۔

(فائدہ) اگر اتفاقاً دو شخصوں کے کشف ایک ہی نکل آئیں تو ظنِ غالب کا درجہ ہوگا جیسا اذان کی ابتداء کے سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک پر غسل کپڑوں سمیت دینے کا کشف حدیث شریف سے ثابت ہے اور

marfat.com
Marfat.com

اگر دو کشف باہم مختلف ہوں تو ان میں سے وہی زیادہ اعتبار کے قابل ہے جس کی تائید شرع شریف سے بھی ہوتی ہے اور اگر اس میں شرع چپ ہو اور دونوں کشف ایک ہی شخص کے ہوں تو اخیر کا کشف زیادہ معتبر اور بہتر ہے۔ اگر کشف والے دو شخص ہوں تو اس کا کشف زیادہ معتبر ہوگا جو صحو و ہوش میں ہو بہ نسبت اس کے جو سُکر (مستی) کی حالت میں ہو اور اگر دونوں ہوش اور مستی کی حالت میں برابر ہوں تو اس کا کشف زیادہ بہتر ہوگا کہ جس کا کشف کبھی بھی خلافِ شرع واقع نہ ہوا ہو۔ اسی طرح زیادہ خلاف والے کے مقابلے میں کم خلاف ہونے والے کے کشف کا اعتبار ہوگا۔ پھر اس شخص کا کشف زیادہ معتبر ہوگا جو خدائے تعالیٰ کا زیادہ مقرب ہوگا یعنی زیادہ متقی ہوگا اگر ایک ہی کشف دس آدمیوں پر ظاہر ہو اور دوسرا کشف صرف ایک ہی آدمی پر ہو تو دس آدمیوں والے کشف کو ترجیح دی جائے گی۔ اور اگر وہ ایک آدمی اُن تمام آدمیوں سے زیادہ قوی ہو تو اس کا کشف اس جماعت کے کشف سے زیادہ بہتر ہوگا۔ ان تمام امور میں الہام کا بھی وہی حکم ہے جو کہ کشف کا ہے۔

(ف) جاننا چاہیئے کہ سب سے بڑی اور اصلی کرامت شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر استقامت کا حاصل ہونا ہے۔ بزرگوں کا مقولہ ہے: اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (آیت ۳۰ س ۴۱) (یعنی بیشک جن لوگوں نے دل کے اقرار کے ساتھ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت رہے ان پر فرشتے نازل ہوں گے (اور کہیں گے) کہ تم اندیشہ اور غم نہ کرو اور تم خوشخبری سنو اس بہشت کی کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا)۔ پس اصلی کرامت شریعت کی پابندی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

دل کی بیماریاں اور ان کا علاج

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دل کی اصلاح سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے اس سے نیک عملوں اور عبادت کی رغبت اور اس میں خلوص حاصل ہوتا ہے اور یہ کہ دل کی اصلاح کا سب سے کامیاب ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے۔ اب یہاں دل کی چند مشہور بیماریوں کے خاص خاص علاج اور پرہیز درجِ ذیل کئے جاتے ہیں ان کو سمجھ کر عمل کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

زیادہ کھانے کی بُرائی اور اس کا علاج

بہت سے گناہ پیٹ کے زیادہ پالنے سے پیدا ہوتے ہیں اس میں کئی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے: مزیدار کھانے کے پابند نہ ہو۔ کبھی کبھی کھا لو تو مضائقہ نہیں، پابندی نہ کرو۔ حرام روزی سے بچو، کیونکہ جو جسم حرام غذا سے پلتا ہے جنت اس پر حرام ہوتی ہے مگر بچپن میں جو ماں باپ کھلاتے ہیں وہ گناہ ان کے ذمے ہے یہ اس سے مستثنیٰ ہے، یہ حکم بالغ ہونے کے بعد کا ہے۔ پیٹ حد سے زیادہ نہ بھرو بلکہ دو چار لقمہ کی بھوک رکھ کر کھاؤ اس میں بہت سے فائدے ہیں:- (۱) دل صاف رہتا ہے جس سے خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان ہوتی ہے اور اس سے خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۲) دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے جس سے دعا اور ذکر میں لذت معلوم ہوتی ہے۔

(۳) نفس میں بڑائی اور سرکشی نہیں ہونے پاتی۔

(۴) نفس کو تھوڑی سی تکلیف پہنچتی ہے اور تکلیف کو دیکھ کر عذابِ الٰہی یاد آتا ہے جس سے نفس گناہوں سے بچتا ہے۔

(۵) گناہوں کی رغبت کم ہو جاتی ہے۔

(۶) طبیعت ہلکی رہتی ہے نیند کم آتی ہے تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں ہوتی۔

(۷) بھوکوں اور عاجزوں پر رحم آتا ہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ رحمدلی پیدا ہوتی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

زیادہ بولنے کی بُرائی اور اُس کا علاج

امام غزالی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ انسان کا کلام تین حال سے خالی نہیں، یا تو وہ کلمۂ خیر ہے یا کلمۂ شر یا وہ نہ خیر ہے نہ شر، تو کلمۂ شر کی برائی تو ظاہر ہے اور جو کلمہ نہ خیر ہے نہ شر، تو وہ لغو ہوا اور لغویات سے احتراز عقلاً بھی واجب ہے، رہ گیا کلمۂ خیر تو یہ بھی آفات سے خالی نہیں، ریا، سمعہ، فضیحت، تحقیر، خودنمائی وغیرہ اس کے محرکات ہو سکتے ہیں۔ صرف ان مواقع میں جہاں یہ چیزیں نہ ہوں کلمۂ خیر جائز ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے۔

نفس کو زیادہ بولنے میں بھی مزہ آتا ہے اور اُس سے سینکڑوں گناہوں میں پھنس جاتا ہے جھوٹ، غیبت، کوسنا اور کسی کو طعنہ دینا اپنی بڑائی جتانا، خواہ مخواہ کسی سے بحث کرنا، امیروں کی خوشامد کرنا، ایسی ہنسی کرنا جس سے کسی کا دل دکھے وغیرہ، اِن آفتوں سے بچنا جب ہی ممکن ہے کہ زبان کو روکے، اور اس کے روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ جو بات منہ سے نکالنی ہو جی میں آتے ہی نہ کہہ ڈالو بلکہ پہلے خوب سوچ سمجھ لو کہ اس بات میں کسی طرح کا گناہ ہے یا ثواب، یا یہ کہ نہ گناہ ہے نہ ثواب، اگر وہ بات ایسی ہے کہ جس میں تھوڑا یا بہت گناہ ہے تو اپنی زبان بالکل بند کر لو، اگر نفس اندر سے تقاضا کرے تو اس کو یوں سمجھاؤ کہ اس وقت تھوڑا سا جی کو مار لینا آسان ہے اور دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے، اور اگر وہ بات ثواب کی ہے تو کہہ ڈالو، اور اگر نہ گناہ ہے نہ ثواب تو بھی مت کہو اور بہت ہی دل چاہے تو تھوڑی سی کہہ کر چپ ہو جاؤ۔ ہر بات میں اسی طرح سوچا کرو، تھوڑے دنوں میں بُری بات کہنے سے خود نفرت ہو جائے گی۔ اور زبان کی حفاظت کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ بلا ضرورت کسی سے نہ ملو، جب تنہائی ہو گی خود ہی زبان خاموش رہے گی۔ اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ ط

marfat.com
Marfat.com

غیبت اور اس کا علاج

غیبت گناہِ کبیرہ ہے لیکن بہت عام ہے بلکہ ہماری گفتگو میں دلچسپی ہی اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں غیبت کرنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ "کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتے ہو" حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ "غیبت سے دور رہو کہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے" کیونکہ زنا سے توبہ قبول کر لی جاتی ہے لیکن غیبت سے توبہ قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ شخص (جس کی غیبت کی ہے) معاف نہ کرے غیبت یہ ہے کہ کسی شخص کے متعلق اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہی جائے کہ اگر وہ سُن لے تو اسے ناپسند ہو، جبکہ وہ بات سچ ہو اور اگر وہ سچ نہ ہو تو بہتان ہے۔ غیبت صرف زبان سے نہیں بلکہ آنکھ، ہاتھ، اشارہ اور تحریر سے بھی حرام ہے بلکہ دل سے غیبت کرنا (بدگمانی) بھی حرام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج میں میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہرے نوچ رہے تھے، میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروؤں کے درپے تھے (ابوداؤد)

یہ بھی یاد رکھیں کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال سے خارج کر کے اس شخص کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں جس کی غیبت کی گئی ہے۔ ایک حدیث یہ بھی ہے کہ غیبت نیکیوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جیسے آگ ایندھن کو۔

اگر کسی میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی اچھی توجیہ کر لے اور غور کرے کہ خود مجھ میں بھی تو بہت سے عیب ہیں، اگر خدانخواستہ کسی کی غیبت سرزد ہو جائے تو شرمندگی کے ساتھ توبہ کرے تاکہ خدائے تعالیٰ کے عتاب سے محفوظ رہے اور اس شخص سے معافی مانگے تاکہ اپنے کئے ہوئے ظلم سے نجات پائے۔ اس کے ساتھ مراعات کرے اور اس کے لئے دعا بھی مانگے تاکہ وہ خوش ہو۔ پھر بھی اسے حق حاصل ہے کہ وہ معاف کرے یا نہ کرے۔

marfat.com
Marfat.com

غصّے کی بُرائی اور اس کا علاج

غصے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا اس کی زبان سے بھی جا بیجا نکل جاتا ہے اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے اس لئے اس کو بہت روکنا چاہیے اور اس کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے روبرو سے ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ٹل جائے پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کا قصوروار ہوں اور جیسا میں چاہتا ہوں کہ اللہ پاک میرا قصور معاف کر دے ایسا ہی مجھے بھی چاہیے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے اعوذ باللہ کئی بار پڑھے اور پانی پی لے یا وضو کر لے اور کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس سے غصہ جاتا رہے گا۔ پھر جب عقل ٹھکانے ہو جائے اس وقت بھی اگر اس قصور پر سزا دینا مناسب معلوم ہو مثلاً سزا دینے میں اسی قصور کرنے والے کی بھلائی ہے جیسے اپنی اولاد ہے کہ اس کو سدھارنا ضرور ہے یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہے جیسے اس شخص نے کسی پر ظلم کیا تھا اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطے بدلہ لینا ضرور ہے اس لئے سزا کی ضرورت ہے تو اول خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہیئے۔ جب اچھی طرح شرع کے موافق اس بات میں تسلی ہو جائے تو اسی قدر سزا دیدے۔ چند روز اسی طرح غصہ روکنے سے پھر خود بخود قابو میں آجائے گا اور تیزی نہ رہے گی۔ کینہ بھی اسی غصہ سے پیدا ہو جاتا ہے، جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

حسد کی بُرائی اور اُس کا علاج

کسی کو کھاتا پیتا یا پھلتا پھولتا عزت آبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس کے زوال سے خوش ہونا حسد کہلاتا ہے یہ بہت بری چیز ہے اس میں گناہ بھی ہے اور ایسے شخص کی ساری عمر تلخی میں گذرتی ہے۔ غرض اس کی دنیا اور دین دونوں بدمزہ ہیں اسلئے اس آفت سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہیئے۔ اور علاج اس کا یہ ہے کہ اول یہ سوچے کہ

marfat.com
Marfat.com

میرے حسد کرنے سے مجھ ہی کو نقصان اور تکلیف ہے اس کا کیا نقصان ہے اور میرا نقصان یہ ہے کہ میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے (رواہ ابوداؤد) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی تو یوں سمجھو کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتے ہو، یہ کتنا بڑا گناہ ہوگا اور تکلیف تو ظاہر ہی ہے کہ ہمیشہ رنج و غم میں رہتے ہو، اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ کسی کے حسد کرنے سے وہ نعمت جاتی نہ رہے گی بلکہ اس کا یہ نفع ہے کہ اس حسد کرنے والے کی نیکیاں اس کے پاس چلی جائیں گی جب ایسی باتیں سوچ چکو تو پھر یہ کرو کہ اپنے دل پر جبر کر کے جس شخص پر حسد پیدا ہوا ہے زبان سے دوسروں کے سامنے اس کی تعریف اور بھلائی کرو اور یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ اُس کو اور زیادہ دے، اور اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اس کی تعظیم کرے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے۔ پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہو گی مگر رفتہ رفتہ آسان ہو جائیگی اور حسد جاتا رہے گا۔ (ف) ایک غبطہ (یعنی رشک) ہوتا ہے وہ جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ آرزو کرے کہ خدایا جیسی نعمت اس کے پاس ہے ویسی ہی ہم کو بھی مل جائے بشرطیکہ وہ نعمت نعمت ہو کوئی ناجائز بات نہ ہو اور دوسرے کا زوال نہ چاہے۔

دنیا اور مال کی محبت کی بُرائی اور اس کا علاج

مال کی محبت ایسی بُری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی کیونکہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی اُدھیڑ بُن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیوں کر جمع ہو، اتنے برتن ہو جائیں، اتنی چیزیں بن جائیں، زیور اور کپڑا ایسا ہونا چاہئے ایسا گھر بنانا چاہئے، باغ لگانا چاہئے، جائیداد خریدنا چاہئے، جب دن رات دل اسی میں رہا تو خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی۔ ایک بُرائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں

marfat.com
Marfat.com

اس کی محبت جم جاتی ہے تو مر کر خدائے تعالیٰ کے پاس جانا اسے بُرا محسوس ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی یہ سارا عیش جاتا رہے گا اور کبھی عین مرتے وقت دنیا کا چھوڑنا بُرا معلوم ہوتا ہے اور جب اس کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے تو توبہ توبہ، اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہوجاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔

ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اس کو حلال حرام کا کچھ خیال نہیں رہتا، نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے، نہ جھوٹ اور دغا کی پروا ہوتی ہے، بس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے اور کیسا ہی آئے لے کر بھر لو۔ اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔ جب یہ ایسی بری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے اس کی محبت دُور کردے۔

علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہی ہے پھر اس میں جی لگانے سے کیا فائدہ بلکہ جس قدر زیادہ جی لگے گا اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔ دوسرے بہت سے تعلقات نہ بڑھائے یعنی بہت سے آدمیوں سے میل جول لین دین نہ بڑھائے، ضرورت سے زیادہ سامان، چیز بست، مکان جائیداد جمع نہ کرے کاروبار، روزگار، تجارت حد سے زیادہ نہ پھیلائے۔ ان چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھے غرض سب سامان مختصر رکھے۔ تیسرے فضول خرچی نہ کرے کیونکہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اس کی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ چوتھے موٹا کھانے پہننے کی عادت رکھے۔ پانچویں غریبوں میں زیادہ بیٹھے امیروں سے بہت کم ملے کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔ چھٹے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑی ہے ان کے قصے حکایتیں دیکھا کرے۔ ساتویں جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کو خیرات کردے یا بیچ ڈالے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی تو یہ سب امنگیں کہ یوں جمع کروں، یوں سامان خریدوں، یوں اولاد کے لئے مکان و مال چھوڑوں وغیرہ جاتی رہیں گی۔

marfat.com
Marfat.com

کنجوسی کی بُرائی اور اس کا علاج

بہت سے حقوق جن کا ادا کرنا فرض اور واجب ہے جیسے زکوٰۃ، قربانی، کسی محتاج کی مدد کرنا، اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا وغیرہ کنجوسی میں یہ حقوق ادا نہیں ہوتے اس کا گناہ ہوتا ہے یہ تو دین کا نقصان ہے اور کنجوس آدمی سب کی نگاہوں میں ذلیل اور بے قدر رہتا ہے، یہ دنیاوی نقصان ہے اس سے زیادہ کیا برائی ہوگی۔ اس کا علاج ایک تو یہ ہے کہ مال اور دنیا کی محبت دل سے نکالے۔ دوسرے یہ کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو، اپنی طبیعت پر زور ڈال کر کسی کو دے ڈالے اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس تکلیف کو برداشت کرے اور جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نہ نکل جائے یونہی کیا کرے۔

نام اور تعریف چاہنے کی بُرائی اور اس کا علاج

جب کسی کے دل میں نام اور تعریف چاہنے کی خواہش ہوتی ہے تو دوسرے شخص کے نام اور تعریف سے جلتا ہے اور حسد کرتا ہے جس کی برائی اوپر بیان ہو چکی ہے اور دوسرے شخص کی برائی اور ذلت سن کر دل خوش ہوتا ہے، یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی دوسرے کا بُرا چاہے اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ کبھی ناجائز طریقوں سے نام پیدا کیا جاتا ہے مثلاً نام کے واسطے شادی وغیرہ میں خوب مال اُڑایا، فضول خرچی کی، اور نہ مال کبھی رشوت سے جمع کیا کبھی سودی قرض لیا، یہ سارے گناہ اس نام کی بدولت ہوئے، اور دنیا کا نقصان اس میں یہ ہے کہ ایسے شخص کے دشمن اور حاسد بہت ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس کو ذلیل اور بدنام کرنے اور اس کو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی فکریں لگے رہتے ہیں۔ علاج اس کا اول تو یہ ہے کہ یوں سوچے کہ جن لوگوں کی نگاہوں میں ناموری اور تعریف ہوگی نہ وہ رہیں گے نہ میں رہوں گا تھوڑے دنوں کے بعد کوئی پوچھے گا بھی نہیں، پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی کی بات ہے، دوسرے یہ کہ کوئی ایسا کام کرے جو شرع کے خلاف تو نہ ہو مگر یہ کہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور بدنام ہو جائے مثلاً گھر کی بچی ہوئی باسی روٹیاں غریبوں کے ہاتھ سستی بیچنے لگے اس سے اس کی

marfat.com
Marfat.com

رسوائی ہوگی، یا یہ کہ کبھی کبھار ننگے پاؤں یا پھٹے پیوند والے کپڑے پہن کر لوگوں سے ملے۔

(ف) بعض لوگ خلافِ شرع امور کو عمل میں لاکر ملامت کا ذریعہ بنتے ہیں مثلاً ڈاڑھی منڈانا کٹانا وغیرہ سے، یہ ٹھیک نہیں اس سے بچنا چاہیے۔

غرور اور شیخی کی بُرائی اور اس کا علاج

غرور اور شیخی اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت یا دینداری یا حسب نسب یا مال اور سامان یا عزت و آبرو یا عقل میں یا کسی اور بات میں اوروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے، یہ بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس آدمی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا (بخاری) اور دنیا میں بھی لوگ ایسے آدمی سے دل میں بہت نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں اگرچہ ڈر کے مارے ظاہر میں آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی بُرائی ہے کہ ایسا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا، حق بات کو کسی کے کہنے سے قبول نہیں کرتا بلکہ برا مانتا ہے اور اس نصیحت کرنے والے کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ اپنی حقیقت میں غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں، ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں، اگر وہ چاہے ابھی سب لے لے، پھر شیخی کس بات پر کروں، اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد کرے اس وقت اپنی بڑائی نگاہ میں نہ آئے گی اور جس کو اس نے حقیر سمجھا ہے اس کے سامنے عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کرے شیخی دل سے نکل جائے گی۔ اگر اور زیادہ ہمت نہ ہو تو اپنے ذمے اتنی ہی پابندی کرلے کہ جب کوئی چھوٹے درجے کا آدمی ملے اس کو پہلے خود سلام کرلیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی نفس میں عاجزی آجائے گی۔

اِترانے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کی بُرائی اور اُس کا علاج

(عجب)

اگر کوئی اپنے آپ کو اچھا سمجھے یا کپڑا وغیرہ پہن کر اترائے اگرچہ دوسروں کو بھی برا اور کم نہ سمجھے تو یہ بات بھی بُری ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ خصلت دین کو برباد کرتی ہے اور یہ بھی بات ہے کہ ایسا آدمی اپنی درستی کی فکر نہیں کرتا کیونکہ جب وہ اپنے آپ کو اچھا

marfat.com

Marfat.com

سمجھتا ہے تو اس کو اپنی برائیاں کبھی نظر نہ آئیں گی۔ علاج اس کا یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچا اور دیکھا کرے۔ اور یہ سمجھے کہ جو باتیں میرے اندر اچھی ہیں یہ خدائے تعالیٰ کی نعمت ہیں میرا کوئی کمال نہیں اور یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کرے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ اس نعمت کا زوال نہ ہو۔

(ف) البتہ اچھا کپڑا پہننا، زیبائش کرنا وغیرہ جبکہ اترائے نہیں تو یہ عُجب اور تکبر نہیں بلکہ یہ جمال ہے اور اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ نیز یہ کہ ایسے موقعوں پر مسنونہ دعائیں پڑھا کرے، مثلاً آئینہ دیکھتے وقت پڑھے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔

نیک کام دکھلاوے (ریا) کیلئے کرنے کی بُرائی اور اس کا علاج

یہ دکھلاوا کئی طرح کا ہوتا ہے کبھی صاف زبان سے ہوتا ہے مثلاً ہم نے اتنا قرآن مجید پڑھا، ہم رات کو اٹھے تھے، کبھی اور باتوں میں ملا ہوتا ہے مثلاً کہیں عرب کے بدوؤں کا ذکر ہو رہا تھا کسی نے کہا نہیں صاحب یہ سب باتیں غلط ہیں بلکہ ہمارے ساتھ تو ایسا ایسا برتاؤ ہوا، تو اب بات تو ہوئی اور کچھ لیکن اس میں یہ بھی سب نے جان لیا کہ انھوں نے حج کیا ہے۔ کبھی کام کرنے سے ہوتا ہے جیسے دکھاوے کی نیت سے سب کے سامنے تسبیح لے کر بیٹھ جائے، یا کبھی کام سنوارنے سے ہوتا ہے مثلاً کسی کی عادت ہے ہمیشہ قرآن شریف پڑھتا ہے مگر دوسروں کے سامنے ذرا سنوار سنوار کر پڑھنا شروع کر دیا۔ کبھی صورت شکل سے ہوتا ہے جیسے آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر بیٹھ جائے جس کی وجہ سے دیکھنے والے سمجھیں کہ بڑا اللہ والا ہے ہر وقت اسی دھیان میں لگا رہتا ہے، رات کو بہت جاگتا ہے اس لئے نیند سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ دکھلاوا اور بھی کئی طرح پر ہوتا ہے اور جس طرح بھی ہو بہت ہی بُرا ہے، قیامت کے دن ایسے نیک کاموں پر جو دکھاوے کے لئے کئے ہوں ثواب کے بدلے اور اُلٹا دوزخ کا عذاب ہوگا۔ علاج اس کا وہی ہے جو نام اور تعریف چاہنے کا لکھا گیا ہے کیونکہ دکھلاوا اسی واسطے ہوتا ہے کہ میرا نام ہو اور میری تعریف ہو۔

marfat.com
Marfat.com

ضروری اور بتلانے کے قابل بات

ان بُری باتوں کے جو علاج بتائے گئے ہیں اُن کو دو چار بار برت لینے سے کام نہیں چلتا اور یہ برائیاں دور نہیں ہوتیں مثلاً غصے کو دو چار بار روک لیا تو اس سے اس بیماری کی جڑ نہیں گئی یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا تو اس دھوکے میں نہ آئے کہ میرا نفس سنور گیا ہے بلکہ ہمیشہ ان [illegible] پر کاربند رہے کیونکہ نفس بہت مکار ہے دھوکا دے کر مارتا ہے، اس کی چالیں بہت ہیں، آدمی ان سے بڑی مشکل سے بچ سکتا ہے اور جب غفلت ہو جائے تو افسوس اور رنج کرے اور آئندہ کو خیال رکھے، مدتوں کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان برائیوں کی جڑ جاتی رہے گی لیکن پھر بھی اپنی عادتوں کا امتحان ضرور کرتا رہے اور چوکنا رہے۔

ایک اور ضروری کام کی بات

نفس کے اندر جتنی برائیاں ہیں اور ہاتھ پاؤں سے جتنے گناہ ہوتے ہیں اُن کا ایک آسان علاج یہ بھی ہے کہ جب نفس سے کوئی شرارت اور برائی یا گناہ کا کام ہو جائے اس کو کچھ سزا دیا کرے اور دو سزائیں آسان ہیں کہ ہر شخص کر سکتا ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ اپنے ذمہ آنہ دو آنہ روپیہ دو روپیہ جیسی حیثیت ہو جرمانے کے طور پر ٹھہرائے اور جب کبھی بری بات ہو جایا کرے تو وہ جرمانہ غریبوں کو بانٹ دیا کرے، اگر پھر ہو تو پھر اسی طرح کرے۔

دوسری سزا یہ ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھانا نہ کھایا کرے یا نفلی روزہ یا نماز کی سزا اپنے اوپر مقرر کرے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جب نفس سے کوئی خطا ہو جاتی تھی تو اس کو سزا دیا کرتے تھے کبھی پیروں پر کوڑے مارا کرتے کبھی کھانا نہ کھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا (یعنی اپنا حساب لو قبل اس کے کہ تمہارا حساب لیا جائے)۔

marfat.com
Marfat.com

مثل باپ کے سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے اعزّا واقارب سے سلوک کرنا چاہیئے۔ بڑے بھائی کا حق مثل باپ کے ہے۔ اولاد کی پرورش میں ثواب حاصل ہوتا ہے مگر لڑکیوں کی پرورش کی زیادہ فضیلت ہے۔ بیواؤں اور غریبوں کی خبر گیری کا ثواب جہاد کے برابر ہے۔ یتیم کی کفالت سے بہشت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل ہو گی۔ اولاد کا حق یہ ہے کہ اس کو علم ولیاقت سکھائی جائے۔ پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ جسقدر ہو سکے اس کو نفع پہنچایا جائے۔ حاجتمندوں کی حتی الامکان مدد کی جائے اگر استطاعت نہ ہو تو کسی سے سفارش ہی کر دی جائے بشرطیکہ جس شخص سے سفارش کی جائے اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ ظالم کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اس کو ظلم سے باز رکھا جائے اور مظلوم کی مدد بہت ہی ضروری ہے۔ کسی کا عیب دیکھیں تو چھپانے کی کوشش کریں، کسی کو حقیر نہ سمجھا جائے اور نہ کسی کی جان ومال یا آبرو کا نقصان گوارا کیا جائے۔ جو چیز اپنے لئے پسند کی جائے وہی دوسرے کے لئے پسند کی جائے۔ جس جگہ صرف تین آدمی ہوں دو آدمی تیسرے سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں، وہ یہی سمجھے گا کہ میرے بارے میں کچھ کہتے سنتے ہوں گے یا مجھ کو غیر سمجھا، اس سے اس کو رنج ہو گا، اگر ایسی ہی کوئی ضروری بات کہنا ہے تو ایک اور شخص کو بلا لیں یہ دونوں علیحدہ ہو جائیں گے اور وہ دونوں علیحدہ۔ سب کی خیر خواہی کریں اور سب کے ساتھ رحم وشفقت سے پیش آئیں۔ چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کی تعظیم کریں خصوصاً بوڑھوں کی۔ اگر کسی کی غیبت ہو رہی ہو تو حتی الامکان اس کو روکنا چاہیئے اور اس شخص کی طرف سے جواب دینا چاہیئے۔ کسی میں کوئی عیب ہو تو نرمی اور لطف سے اس کو مطلع کر دیں۔ ہر شخص کی اس کے رتبہ کے مطابق قدر ومنزلت کی جائے۔ یہ بڑا ظلم ہے کہ ہمارا پڑوسی بھوکا رہے اور ہم پیٹ بھر کر کھانا کھائیں۔ اللہ کے واسطے دوستی اور محبت رکھنا چاہیئے غرض کی دوستی نہیں کرنی چاہیئے۔ جس سے محبت ہو اس کو خبر کر دینا چاہیئے تاکہ اس کو بھی محبت ہو جائے اس کا نام پتہ اور نسب بھی دریافت کر لینا چاہیئے۔ اس سے محبت اور بڑھ جاتی ہے اگر اتفاقاً کسی سے رنجش ہو جائے تو تین دن تک غصہ ختم کر دینا چاہیئے اور اس سے مل جانا چاہیئے ورنہ گناہ ہے اور جو پہلے ملاقات کرے گا اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔ کسی پر بدگمانی یا کسی کی

marfat.com
Marfat.com

عیب جوئی نہ کی جائے، حسد، بغض، قطعِ تعلق، حرص احرص ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ اگر کوئی معذرت کرے اور معافی چاہے تو معاف کر دینا چاہیے۔ کوئی مشورہ لے تو وہی صلاح دینی چاہیے جو بہتر معلوم ہو۔ کفایت اور انتظام سے خرچ کرنا گویا آدھی معاش ہے، لوگوں کی نظروں میں محبوب رہنا گویا نصف عقل ہے اور اچھی طرح کسی بات کا دریافت کرنا گویا نصف علم ہے لوگوں سے ملنا ان کے کام آنا اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرنا اس سے بہتر ہے کہ گوشۂ عافیت میں اپنی جان بچا کر بیٹھ جائے اور کسی کے کام نہ آئے، البتہ اگر نفس کو بالکل برداشت نہ ہو تو پھر مجبوری ہے۔ غصہ کو روکنا، تواضع سے رہنا، لوگوں سے اپنا کہا سنا، لیا دیا معاف کرا لینا اچھے اخلاق کی نشانی ہے۔

اخلاق کے درست ہونے کا مطلب

ریاضت سے بُرے اخلاق کی جڑ نہیں جاتی بلکہ ان کی درستی ہو جاتی ہے جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ان اخلاق کا موقع اور مصرف بدل جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص میں بُرے اخلاق میں سے کنجوسی اور غصہ موجود ہے تو ریاضت سے اس کی جڑ نہیں جاتی کہ کنجوسی اور غصہ ہی نہ رہے بلکہ درستی اس طرح ہو جاتی ہے کہ پہلے نیکی کے موقعوں میں کنجوسی کرتا تھا اور نیک بندوں پر غصہ کرتا تھا اب شرع کی منع کی ہوئی جگہ میں کنجوسی کرے گا اور خدائے تعالیٰ کے نافرمان بندوں پر اور اپنے نفسِ سرکش پر غصہ کرے گا۔ پس اس طرح سے خدائے تعالیٰ سے دور کرنے والے اخلاق خدائے تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائیں گے، اخلاقِ ذمیمہ سے اخلاقِ حمیدہ کی طرف منتقل ہونے کو فنائے حسّی کہتے ہیں اور صفاتِ حمیدہ کے حصول کو بقا کہتے ہیں۔ پس معلوم ہو گیا کہ جڑ تو نہیں جاتی چنانچہ حدیث شریف میں ہے: اِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهٖ فَلَا تُصَدِّقُوْهُ فَاِنَّهٗ يَصِيْرُ اِلٰى مَاجُبِلَ عَلَيْهِ (یعنی "جب تم کسی آدمی کے متعلق سنو کہ وہ اپنی فطرت سے بدل گیا تو اس کو سچ نہ مانو اس لئے کہ وہ اپنی فطرت پر ہی چلے گا) البتہ اس کی نشانیاں اور موقع بدل جاتے ہیں اس لئے ریاضت اور مجاہدہ کا حکم ہے۔

اب ان باتوں کا بیان ہوتا ہے جن سے دل سنورتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

توبہ اور اس کا طریقہ

توبہ ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا تو دیکھے گا کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی گناہ کی بات ہو ہی جاتی ہے اس لئے توبہ کی ہر وقت ضرورت ہے۔ گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ فی الفور توبہ کرنا فرض ہے اور تاخیر ہرگز جائز نہیں۔ بعضے لوگ گناہ کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب بوڑھے ہوں گے توبہ کرلیں گے یہ دوسرا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ تاخیر کرنا حرام ہے۔ توبہ کی اصل، پشیمانی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ توبہ کرنے والا ہمیشہ اندوہ وحسرت میں رہے گریہ وزاری وتضرع اس کی عادت ہو جائے۔ توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو اس پشیمانی کے سبب سے پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانوں سے تعلق رکھتا ہے حال، ماضی، مستقبل۔ حال سے توبہ تعلق ہے کہ وہ سب کو ترک کردے اور جو کچھ اس پر فرض و واجب ہے اس میں مشغول رہے۔ مستقبل سے یہ تعلق ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہوں سے صبر کروں گا اور ظاہر وباطن میں حق تعالیٰ سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤں گا اور فرض وواجب کی بجا آوری میں کمی نہ کروں گا اور زمانہ ماضی سے ارادہ اس طرح تعلق رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہوں پر نادم ہو اور اس کا تدارک کرے اور قرآن وحدیث میں جو جو عذاب کے ڈراوے گناہوں پر آئے ہیں اُن کو سوچے اور یاد کرے اس سے گناہ پر دل دکھے گا اس وقت چاہیے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ وغیرہ فرض عبادت قضا ہوئی ہو اس کی بھی قضا کرے اور اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں تو ان کو بھی ادا کرے یا معاف کرالے، پس ان کے تدارک میں جھٹ پٹ مشغول ہو جائے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر بہت رنج کرے اور گڑ گڑا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ آٹھ کام ہیں کہ جب گناہ کے بعد کئے جائیں تو گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے، چار دل میں ہیں (۱) توبہ یا توبہ کا قصد۔ (۲) اس بات کا عزم کہ پھر ایسا نہ کرونگا (۳) اس گناہ کے سبب عذاب کا خوف (۴) عفو کی امید۔ اور چار بدن میں ہیں (۱) دو رکعت نماز توبہ پڑھے (۲) ستر بار استغفار کرے (۳) سَو بار کہے سُبْحَانَ اللہِ

marfat.com
Marfat.com

الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ (۴) صدقہ دے جسقدر ہو سکے، ایک دن کا روزہ رکھے اور بُری صحبت کو چھوڑ دے۔ اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بعض گناہوں سے توبہ کرے سب گناہوں سے نہ کرے تو یہ درست ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ جس گناہِ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اس کا کفارہ ہو جاتی ہے اور وہ گناہ نیست و نابود ہو جاتا ہے سب گناہوں سے ایک ہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے اور جسقدر گناہوں سے توبہ نصیب ہوگی اسی قدر ثواب ملے گا اور جس گناہ سے توبہ نہیں کی اس کا وبال اس پر باقی رہے گا اور جس نے یہ کہا کہ بعضے گناہوں سے توبہ درست نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو اللہ پاک نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (خدائے تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے) بظاہر یہ محبت کا مرتبہ اسی توبہ کرنے والے کو حاصل ہوگا جو سب گناہوں سے توبہ کرے۔ نیز جاننا چاہئے کہ زبانی استغفار جس کو دل میں دخل نہ ہو بہت مفید نہیں ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت دل میں ہراس اور تضرع ہو اور دل خجلت و ندامت سے خالی نہ ہو جب یہ حالت پیدا ہوئی تو اگرچہ توبہ کرنے کا مصمم قصد بھی نہ ہو مگر آدمی بخشدیئے جانے کا امیدوار ہے۔ بہرحال غفلتِ دل کے ساتھ زبانی استغفار بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے کہ زبان کو بیہودہ باتوں ہی سے روکے گا اور چُپ رہنے سے بھی بہتر ہے اس لئے کہ جب زبان کو نیک عادت پڑی تو گالی اور بیہودہ بات وغیرہ کی بہ نسبت استغفار کی بہت رغبت ہوگی اور تیرا ایک عضو تو استغفار میں لگا رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کبھی نہ کبھی عزم بالجزم اور حضورِ قلب بھی حاصل ہو ہی جائے گا ؎

دردمندانِ گنہ را روز و شب
شربتے بہتر ز استغفار نیست

خدائے تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ (یعنی اور مجھ ہی سے ڈرو) اور خوف ایسی اچھی چیز ہے کہ آدمی اس کی بدولت گناہوں سے بچتا ہے طریقہ اس کا وہی ہے جو توبہ کا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے عذاب کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (آیت ۵۳، پ ۲۴) (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو) اور امید ایسی چیز ہے کہ اس سے نیک کاموں کے لئے دل بڑھتا ہے اور توبہ کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

صبر اور اس کا طریقہ

نفس کو دین کی بات پر پابند رکھنا اور دین کے خلاف اس سے کوئی کام نہ ہونے دینا اس کو صبر کہتے ہیں اور اس کے کئی مواقع ہیں۔ ایک موقع یہ ہے کہ آدمی امن چین کی حالت میں ہو، خدائے تعالیٰ نے صحت دی ہو، مال و دولت، عزت و آبرو، نوکر چاکر، آل اولاد، گھر بار، ساز و سامان دیا ہو، ایسے وقت کا صبر یہ ہے کہ دماغ خراب نہ ہو، خدائے تعالیٰ کو بھول نہ جائے، غریبوں کو حقیر نہ جانے، ان کے ساتھ نرمی اور احسان کرتا رہے۔ دوسرا موقع عبادت کا وقت ہے کہ اس وقت نفس سستی کرتا ہے جیسے نماز کے لئے اٹھنے میں، یا نفس کنجوسی کرتا ہے زکوٰۃ خیرات دینے میں۔ ایسے موقع پر تین طرح کا صبر درکار ہے۔ (۱) عبادت سے پہلے کہ نیت درست رہے، اللہ ہی کے واسطے وہ کام کرے نفس کی کوئی غرض نہ ہو۔ (۲) عبادت کے وقت کم ہمتی نہ ہو، جس طرح اس عبادت کا حق ہے ادا کرے۔ (۳) عبادت کے بعد کہ اس کو کسی کے روبرو ذکر نہ کرے۔ تیسرا موقع گناہ کا وقت ہے اس کا صبر یہ ہے کہ نفس کو گناہ سے روکے۔ چوتھا موقع وہ وقت ہے کہ اس شخص کو کوئی مخلوق تکلیف پہنچائے، برا بھلا کہے، اس وقت کا صبر یہ ہے کہ بدلہ نہ لے خاموش ہو جائے۔ پانچواں موقع مصیبت اور بیماری اور مال کے نقصان یا کسی عزیز کے مر جانے کا ہے۔ اس وقت کا صبر یہ ہے کہ زبان سے خلافِ شرع کلمہ نہ کہے، بیان کرکے نہ روئے، طریقہ سب قسم کے صبروں کا یہ ہے کہ ان سب موقعوں کے ثواب کو یاد کرے اور سمجھے کہ یہ سب باتیں میرے فائدے کے واسطے ہیں، اور سوچے کہ بے صبری کرنے سے تقدیر تو ٹلتی نہیں ناحق ثواب بھی کیوں کھویا جائے۔

marfat.com

Marfat.com

شکر اور اس کا طریقہ

اللہ پاک کا حکم ہے: وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (آیت ۱۵۲) (اور میرا شکر کرو اور میری نعمتوں کا انکار مت کرو) خدائے تعالیٰ کی نعمتوں سے خوش ہو کر خدائے تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہونا اور اس محبت سے یہ شوق ہونا کہ جب وہ ہم کو ایسی ایسی نعمتیں دیتا ہے تو اس مالک کی خوب عبادت کرو اور ایسے نعمت دینے والے کی نافرمانی بڑے شرم کی بات ہے۔ یہ خلاصہ ہے شکر کا۔ یہ ظاہر ہے کہ بندے پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں ہیں اگر کوئی مصیبت بھی ہے تو اس میں بھی بندے کا فائدہ ہے اور وہ بھی نعمت ہے کیونکہ اس پر صبر کرنے سے ثواب بھی ہوتا ہے اور نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے کہ وہ ذلیل ہوتا ہے اور کبھی کوئی عمدہ بدلہ دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ جب ہر وقت نعمت ہی تو ہر وقت یہ خوشی اور محبت رہنی چاہئے اور کبھی خدائے تعالیٰ کے حکم بجالانے میں کمی نہ کرنی چاہئے پس طریقہ اس کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرے اور سوچا کرے اور اس کی تابعداری اختیار کرے اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کرے۔ صرف زبان سے کہہ دینا کہ "اللہ تیرا شکر ہے" کافی نہیں۔ نیز شکر نعمت کی زیادتی کا سبب ہے لقولہ تعالیٰ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

محاسبہ اور اس کا طریقہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حَاسِبُوْٓا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا (یعنی اپنے نفس کا حساب لو قبل اس کے کہ تمہارا احساب (مرنے پر) لیا جائے) پس چاہئے کہ ہر روز سوتے وقت اپنے دن بھر کے اچھے برے تمام کاموں پر نظر ڈالے۔ فرائض کا ادا کرنا سرمایہ ہے، نوافل بطور منافع ہیں اور گناہ مثل ٹوٹے کے ہیں۔ چنانچہ دیکھنا چاہئے کہ صبح سے شام تک کیا سرمایہ جمع کیا ہے، کونسا منافع حاصل ہوا ہے اور کس قدر ٹوٹا ہوا ہے۔ ٹوٹے پر اپنے نفس کو سزا دینی چاہئے۔ مثلاً اگر کوئی چیز شبہ کی استعمال کی ہے تو اس کے پرہیز سے نفس کو قابو میں کیا جائے۔ اگر کسی نامحرم پر نظر ڈالی ہے تو نظر بالکل بند رکھ کر نفس کو عقوبت دی جائے، اسی طرح دوسرے اعضا کے ساتھ کیا جائے کاہلی ہوا و ہوس اور بے راہ روی ہمارے نفس کی خصوصیات میں سے ہیں جن کا ترک لازمی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

تفکّر اور اس کا طریقہ

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ (یعنی ایک ساعت کا تفکّر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے) قرآن پاک میں جگہ جگہ تفکّر کے لئے حکم آیا ہے۔ تفکّر دراصل کسی علم کی طلب ہے اور وہ علم اللہ پاک کے افعال اور مصنوعات کے متعلق چاہئے کیونکہ ایسے علم کے تفکر سے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور عبودیت کا جوہر چمک اٹھتا ہے۔ عجائباتِ عالم یا اپنی ذات کے متعلق تفکر کرنا بھی ایسے علم میں داخل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ اللہ پاک کے متعلق تفکر کرتے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک کی مخلوق میں تفکر کرو اُس کی ذات میں نہ کرو کہ تم میں اتنی طاقت نہیں ہے اور اس کے مقام کو تم نہیں پہچان سکتے۔

تواضع اور اس کی اہمیت

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کَرَم (بزرگی) تقویٰ میں ہے، شرف تواضع میں، اور دولت یقین میں ہے۔ حضرت فُضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تواضع یہ ہے کہ حق کو لے لو کسی سے ہو، خواہ بچہ ہو یا جاہل ترین شخص ہو۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے تواضع کی تعریف یہ فرمائی ہے کہ کسی شخص کو یہ نہ سمجھو کہ وہ تم سے افضل نہیں ہے (یعنی ہر شخص کو اپنے سے افضل جانو) چنانچہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کی برکت سے انسان کی اکثر و بیشتر برائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ تواضع کا بے مثل نمونہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ "میری ابتدا قطرۂ ناپاک ہے اور انتہا ایک مشتِ خاک ہے"۔

خدائے تعالیٰ پر بھروسا رکھنا اور اس کا طریقہ

یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر نہ کسی کو کوئی نفع ہو سکتا ہے نہ نقصان پہنچ سکتا ہے، اس واسطے ضرور ہوا کہ جو کام کرے اپنی تدبیر پر بھروسا نہ کرے بلکہ

marfat.com

Marfat.com

خدائے تعالیٰ پر نظر رکھے اور کسی مخلوق سے زیادہ امید نہ رکھے نہ کسی سے زیادہ ڈرے، یہ سمجھ لے کہ خدا کے چاہے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کو بھروسا اور توکّل کہتے ہیں۔ طریقہ اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو اور مخلوق کے ناچیز محض ہونے کو خوب سوچا اور یاد کیا کرے

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (آیت ۳ پ ۲۸)

خدائے تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی طرف دل کا کھچنا اور اس کے کلام اور اس کی حمد و ثنا کو سن کر اور اس کے کمالات اور انعامات کو دیکھ کر دل کو مزہ آنا، یہ محبت ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ کا نام بہت کثرت سے پڑھا کرے اور اس کی خوبیوں کو یاد کیا کرے اور اس کو بندے کے ساتھ جو محبت ہے اس کو سوچا کرے، نیز اللہ والوں کے پاس بیٹھا کرے اور ان سے بھی محبت کیا کرے۔ ان کی محبت خدائے تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ اور جب دنیا میں کسی سے محبت کرے تو اللہ تعالیٰ ہی کی وجہ سے کرے اور جب کسی سے دشمنی کرے تو بھی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کرے۔

صدق یعنی سچّی نیت اور اس کا طریقہ

دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا مطلب کوئی نہ ہو، نہ دکھاوا ہو نہ کوئی اور جیسے کسی کے پیٹ میں گرانی ہے اس نے کہا لاؤ روزہ رکھ لیں، روزہ کا روزہ ہو جائے گا اور پیٹ بھی ہلکا ہو جائے گا، یا نماز کے وقت پہلے سے وضو ہو مگر گرمی بھی ہے تو اس نیت سے تازہ وضو کر لیا کہ وضو بھی تازہ ہو جائے گا اور ہاتھ پاؤں بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے، یا کسی فقیر کو دیا کہ تقاضا سے جان بچی اور یہ بلا ٹلی۔ یہ سب باتیں بھی نیت کے خلاف ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا کرے اگر کسی ایسی بات میں میل پایا جائے اس سے دل کو صاف کرے۔

marfat.com
Marfat.com

قرآنِ مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ

قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی تم سے کہے کہ "ہم کو تھوڑا سا قرآن سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتے ہو" تو اس وقت جہاں تک ہوسکتا ہے خوب بنا سنوار کر پڑھتے ہو۔ اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن مجید پڑھنے کا ارادہ کرو، پہلے دل میں یہ سوچ لو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمایش کی ہے کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتے ہو۔ اور یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خود سن رہا ہے، اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہیے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (آیت) (یعنی قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر سنوار کر پڑھا کرو) یہ سب باتیں سوچ کر پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتے رہو یہی باتیں دھیان میں رکھو، اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل اِدھر اُدھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے پڑھنا بند کر کے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کر لو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا۔ اگر اسی طرح پڑھتے رہو گے تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

نماز میں دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام اور کوئی پڑھنا بے ارادہ نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور خیال سے ہو، مثلاً اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑا ہو تو یوں سوچے کہ میں اب سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ رہا ہوں پھر سوچے کہ اب وَبِحَمْدِكَ کہہ رہا ہوں۔ پھر دھیان کرے کہ اب تَبَارَكَ اسْمُكَ منہ سے نکل رہا ہے اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرے۔ پھر الحمد سورۃ، رکوع اور سجدے اور ان کی تسبیحوں میں غرضیکہ ساری نمازوں میں یہی طریقہ رکھے، اور اگر نماز میں پڑھے جانے والے اذکار کے معنی سمجھتا ہو تو معنی کا بھی خیال رکھے، اس سے ثواب بھی بڑھ جائے گا اور نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کے معنی چند دن میں یاد ہوسکتے ہیں۔ بعض لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی تو جواب یہ دیتے ہیں کہ اسوقت دل حاضر نہیں تھا اور بغیر دل حاضر ہوئے نماز صحیح نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ یہ ایک غلط حیلہ ہے نماز چھوڑنے کا جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں کیونکہ حدیث لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ سے مراد یہ ہے کہ بغیر حضور دل کے کامل نماز نہیں ہوتی، نفس نماز تو ہو جاتی ہے اس لئے اس کی وجہ سے نماز چھوڑنا درست نہیں البتہ جہاں تک ہوسکے خیالات کو دور کرنے کی بطریق بالا کوشش کرے۔

وسوسہ اور اس کا علاج

نفس کا کسی بُری چیز کی طرف متوجہ ہونا وسوسہ کہلاتا ہے خواہ وہ بات کفر کی ہو یا گناہ کی، اور اچھی فکر کو الہام کہتے ہیں۔ وسوسہ دو قسم پر ہے ضروری اور اختیاری۔ ضروری وہ ہے کہ ناگہاں بے اختیار نفس میں آجائے اس کو ہاجس کہتے ہیں پھر جب ٹھہرے اور دل میں خلجان ہو تو اس کو خاطر کہتے ہیں، ضروری کی یہ دونوں قسمیں اس امت سے معاف ہیں۔ اور اختیاری وہ ہے کہ وسوسہ دل میں پڑے اور باقی رہے اور اس پر دوام اور اصرار ہو اور ہمیشہ دل میں خلجان کرے اور اس کے کرنے کی خواہش ہو اور اس کی لذت اور محبت پیدا ہو، اس قسم کو ہمّ کہتے ہیں، یہ بھی اس امتِ مرحومہ سے معاف ہے اور اس پر مواخذہ نہیں اور جبتک اس پر عمل نہ کرے نامۂ اعمال میں نہیں لکھا جاتا بلکہ اگر قصد کے بعد اپنے آپ کو باز رکھے تو اس کے مقابلہ میں نیکی لکھی جاتی ہے اور اختیاری کی ایک قسم عزم ہے کہ نفس اس کو دل میں خود ٹھہرائے اور اس کے کرنے پر دل کا عزم بالجزم ہو اور کوئی مانع نہیں سوائے اس کے کہ اسبابِ خارجی اس کے میسّر نہ ہوں اور اس کے نفس میں کچھ کراہت اور نفرت نہ ہو اگر اسباب بالفعل (اسی وقت) موجود ہوں تو ضرور عمل میں لائے، اس قسم پر مواخذہ ہے لیکن مواخذہ فعل سے کم یعنی جب تک یہ عزم بالجزم دل میں ہے کم گنہگار ہوگا اور جب اس کو کرے گا تو زیادہ گنہگار ہوگا اور یہ تقسیم ان افعال کی ہے جو اعضا سے واقع ہوتے ہیں مثلاً زنا وغیرہ کا وسوسہ، اور جو متعلق دل کے ہیں مثلاً بُرے عقیدے اور دل کے اعمال یعنی حسد تکبر ریا وغیرہ اس میں داخل نہیں بلکہ ان کے واسطے ہمیشگی (استمرار) پر مواخذہ ہوتا ہے۔ پس وسوسہ اگرچہ مواخذہ کی چیز نہیں ہے اور شرعی بیماری نہیں ہے

marfat.com
Marfat.com

اس لئے اس کا علاج ضروری نہیں ہے لیکن اس کا غلبہ اور کثرت طبیعت کو بہت پریشان کردیتا ہے اور دل پر حد درجہ کا رنج و غم چھا جاتا ہے اس لئے طبیعت کی سخت درجہ کی بیماری ہے اس لحاظ سے اس کا آسان، مجرب اور مختصر علاج عرض کیا جاتا ہے وہ یہ کہ بغیر اختیار کے نفس کا کسی بری چیز کی طرف متوجہ ہونا وسوسہ کہلاتا ہے چونکہ یہ مسئلہ عالموں اور فلسفیوں کے نزدیک عقلی طور پر ثابت ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کسی بری چیز کا خیال دل میں آئے تو اس کو دور کرنے کا ارادہ نہ کرے اور نہ اس بیخ اس کے اسباب میں غور کرے کیونکہ اس طرح وسوسہ زیادہ لپٹتا ہے بلکہ فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال لگائے اس سے وہ برا خیال خود بخود دور ہو جائے گا اور اگر پھر خیال آئے پھر ایسا ہی کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کا اثر ہلکا ہو کر خود وسوسہ ہی خیال سے بالکل نکل جائے گا۔ اس کا علاج کلی یہی ہے۔ حدیث شریف میں جو ایسے وقت میں بعض اذکار یا مطلق ذکر کی ترغیب دی گئی ہے اس سے یہ علاج لیا گیا ہے، باقی علاج جو بزرگوں کے نزدیک معمول ہیں جیسے تصورِ شیخ یا پاسِ انفاس یا تخیلِ نقشِ اسم ذات، وہ سب اسی کلیہ کے جزئیات ہیں۔ اگر خطرات اور وسوسوں سے پریشان ہو کر دل کی کمزوری یا خفقان یا جسم کی کمزوری یا کسی اور جسمانی بیماری کی نوبت آگئی ہو تو علاجِ مذکور کے ساتھ دل کو طاقت اور فرحت دینے والی دوائیں اور غذائیں اور دوسرے امراض کے لئے دواؤں کا استعمال کیا جانا بھی ضروری ہے چونکہ بعض سالکوں کو یہ مشکل پیش آتی ہے جس سے ان کے ظاہری اور باطنی انتظام میں خرابی پڑ جاتی ہے اس لئے اس کی اصلاح عرض کردی گئی اس علاج کو بے قدری سے نہ دیکھیں بلکہ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔

شغلِ ذکرِ رابطہ یعنی تصورِ شیخ

اس سے یہ مراد ہے کہ شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل میں نگاہ رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے جب یہ رابطہ (تعلق) بڑھ جاتا ہے تو ہر ایک چیز شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے اور اسی کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ مشائخِ طریقت نے فرمایا ہے کہ رابطہ کا طریقہ

marfat.com

Marfat.com

کہ سالک اپنے شیخ کی محبت سے مغلوب ہو کر اس کے افعال و حرکات بھی اپنے اندر محسوس کرنے لگتا ہے اور اس کی طبیعت میں سے انا الشیخ کی آواز آنے لگتی ہے۔ امیر خسروؒ بھی اپنے شیخ کے لئے لکھتے ہیں:-

خسرو رین سہاگ کی سوئی میں پی کے سنگ تن مورا من پیو کا، دونوں ایک ہی انگ

فنا فی الشیخ کے بعد فنا فی الرسولؐ کی منزل آتی ہے جب کہ سالک اپنی ذات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر و شکر ہو جاتا ہے اسی منزل کے بعد فنا فی اللہ کی منزل آتی ہے۔

مرشد کے ساتھ رابطہ و محبت عمدہ چیز ہے لیکن حد سے زیادہ کمی و زیادتی ہر چیز میں بُری ہے۔ پس ایسی زیادتی بھی بہتر نہیں جس میں صورت پرستی کی نوبت پہنچے یا اعتقاداً اس کو حاضر ناظر جاننے لگے کیونکہ اس میں شریعت کی مخالفت ہے جو شرک تک پہنچ جاتی ہے لیکن جہالت کے غلبہ کی وجہ سے آجکل اکثر عقیدہ یا عمل میں ایسی خرابیاں ہو جاتی ہیں اس لئے اکثر محققین اس سے پرہیز کرانے اور منع کرنے لگے ہیں۔ حق تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے، آمین۔

خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ ربطِ قلب بالشیخ کی حقیقت شیخ سے محبت کا زیادہ ہونا ہے کیونکہ اس سے برکات و انوار میں زیادتی ہوتی ہے اور اس کی صورت شیخ کا تصور ہے جو بسا اوقات محبت کا ذریعہ بنتا ہے اور اس سے وسوسے دور ہوتے ہیں مگر حقیقت اور صورت دونوں میں شرط یہ ہے کہ شرع شریف کی حد سے عقیدہ یا عمل میں باہر نہ ہو ورنہ معصیت (گناہ) و بدعت کا سبب ہو کر نسبتِ باطنی خراب ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

پاسِ انفاس:- اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سانسوں پر آگاہ رہے جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لَآ اِلٰہَ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جانے کے ساتھ ہی اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ طریقت کے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاسِ انفاس ہے اور خطروں اور وسوسوں کے دور ہونے میں اس کا بڑا اثر ہے ؎

اگر تو پاس داری پاسِ انفاس بسلطانی رساندت ازیں پاس

(یعنی اگر تو پاسِ انفاس کا لحاظ رکھے گا تو تجھ کو اس کے بدلہ میں بادشاہی تک پہنچا دیں گے)

marfat.com

Marfat.com

تخیلِ نقشِ اسمِ ذات: بعض بزرگ وسوسوں کو دور کرنے کے لئے اسمِ ذات (اللہ) کے تصور کا ارشاد فرماتے ہیں اس طرح پر کہ لفظ اللہ کو کسی کاغذ پر جلی قلم سے لکھ کر یا دل کی تختی پر لکھا ہوا تصور کرکے اس پر خیال جمائے یا کثرت سے لکھا کرے تاکہ اسمِ ذات اس کے تصور میں خوب جم جائے۔ (واللہ اعلم)۔

مراقبہ یعنی دل سے خدائے تعالیٰ کا دھیان کرنا

مراقبہ رقوب سے مشتق ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ مراقبہ کی تعریف جو اس کی تمام قسموں پر حاوی ہے یہ ہے کہ اکثر حالات میں اپنے خیال کو ایک خاص وقت تک پوری پوری توجہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی صفات کی طرف یا روح کے جسم سے بے تعلق ہونے کی طرف یا اسی قسم کے اور خیال کی طرف اس طرح سے لگانا کہ عقل و وہم و خیال اور تمام حواس اس توجہ کے تابع ہو جائیں تاکہ وہ غیر محسوس جس کی طرف تم نے خیال لگایا ہے وہ تمہارے سامنے بمنزلہ محسوس کے ہو جائے اور اس کے غلبہ سے تمہارے منشا پر عمل ہونے لگے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی ایک مفہوم میں اس طرح ڈوب جائے کہ سوائے اس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (آیت ۱۸ پ ۵۹) (اور ہر ایک کو چاہئے کہ دیکھ بھال کرے کہ وہ کل قیامت کے لئے کیا بھیج رہا ہے) نیز فرمایا: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ (آیت ۲۰۵) (اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کر)۔ یہ آیتیں اور اسی قسم کی دوسری آیات مراقبہ کے مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (یعنی: احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح پر کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر ایسا نہ کر سکے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے تو یوں خیال کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے) یہ مراقبہ کی اصل ہے۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ وَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ اخرجہ الترمذی والبخاری وزاد الترمذی بعد قولہ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ (یعنی حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ

marfat.com
Marfat.com

دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے یا راہ میں گذر رہا ہے (روایت کیا اس کو بخاری و ترمذی نے) اور ترمذی نے عابر سبیل کے بعد یہ جملہ اور زیادہ روایت کیا ہے کہ اپنے آپ کو اہلِ قبور میں سے شمار کرو)۔

اس حدیث میں اپنے آپ کو اہلِ قبور میں سے شمار کرنا دل کا عمل ہے اور اس سے دنیا کے تعلقات میں کمی اور مردہ کی طرح شہوت غصہ اور دوسرے بُرے اخلاق سے دوری پیدا ہوتی ہے اور فرمانبرداری اور رضا کا غلبہ ہوتا ہے اور یہی مقصد ہے مراقبہ سے، چنانچہ بزرگوں کا قول کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (یعنی اپنے مرنے سے پہلے مرجاؤ) اسی حدیث شریف کے مطابق ہے اور دوسرے موقع پر حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَكَ (یعنی اے لڑکے اللہ تعالیٰ کا خیال رکھا کر تو اس کو اپنے سامنے پائیگا) اس حدیث کا مطلب بھی وہی ہے جو مراقبہ کا حاصل ہے، باقی رہی وہ خاص ہیئت جو صوفیوں میں رائج ہے وہ اس کی پختگی کے لئے ہے اس لئے ہیئت کے واسطے نص کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بھی بہت سی آیات و احادیث مفہوم مراقبہ پر دلالت کرتی ہیں مثلاً حدیث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ وَّالْوَاقِعَۃُ الحدیث اخرجہ الترمذی (یعنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یارسول اللہؐ آپ تو بوڑھے ہوگئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور سورۂ واقعہ نے بوڑھا کردیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے) سورۂ ہود میں پہلی امتوں کے غضبِ الٰہی کے عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر ہے اور سورۂ واقعہ میں دوزخ اور جنت والوں کا تفصیلی ذکر ہے۔ اس حدیث میں ان واقعات میں حضور کا پورا پورا غور و فکر کرنے کا ذکر ہے اور یہی مراقبہ کا مفہوم ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت جگہ اس مفہوم کا ذکر ہے کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اَرْبَابِہٖ یہاں بوجہ اختصار اسی کو کافی سمجھا گیا ہے۔

طریقہ: بزرگوں نے مراقبہ کے مختلف طریقے لکھے ہیں لیکن یہاں ایک ایسا طریقہ پیش کیا جاتا ہے جو ہر شخص کے لئے خواہ وہ کسی سلسلے میں داخل ہو یا نہ ہو ضروری اور مفید ہے۔ چاہیئے کہ ہر وقت کثرت سے یہ سوچا کرے کہ اگر میں نے بُرا کام کیا یا بُرا خیال جمایا تو اللہ تعالیٰ دنیا یا آخرت میں سزا دیں گے اور عبادت کے وقت یہ خیال کرے کہ

marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ میری عبادت کو دیکھ رہا ہے اس لئے اچھی طرح بجالانی چاہئے اور دن رات میں ایک خاص وقت مقرر کرکے اپنے اعمال کا جائزہ لیا کرے اور نیک کاموں پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور برے کاموں سے استغفار کرے، اس کو محاسبہ کہتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (یعنی دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد (کی زندگی) کے لئے کام کرے) اور صفاتِ الٰہی کے تدبر میں اپنے خیال کو محو کردے انشاء اللہ العزیز تھوڑے دنوں میں اس کا دھیان بندھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہوگی۔

توجّہ و تصرّفِ معمولۂ اہلِ طریقت

اپنی قوتِ ارادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توجہ یا تصرف یا ہمّت کہلاتا ہے۔ مسمریزم و ہپناٹزم وغیرہ کرنے والے بھی اسی سے کام لے کر لوگوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں اور اہلِ طریقت بھی اسی کے ذریعہ سالکوں کے دلوں پر ان کی اصلاح کا اثر ڈالتے ہیں۔

حکم: جو مواقع شرع شریف میں جائز اور محمود ہیں ان میں توجہ و تصرف کا استعمال جائز اور مستحسن ہے اور جو مواقع ممنوع یا مکروہ ہیں ان میں تصرف کا استعمال ممنوع یا مکروہ ہے مثلاً اصلاحِ امراضِ باطنیہ (حسد، کینہ و غرور وغیرہ) میں اور سلبِ امراض و کشفِ نسبت وغیرہ میں جائز اور مستحسن ہے اور کسی کے دل پر زور ڈال کر اس کے دل کا حال معلوم کرنا یا اس سے کوئی رقم حاصل کرنا وغیرہ میں ممنوع ہے۔

دلیل: حدیث عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ قَالَ کُنْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ یُّصَلِّیْ فَقَرَءَ قِرَاءَۃً اَنْکَرْتُھَا عَلَیْہِ ثُمَّ دَخَلَ اٰخَرُ الحدیث (مسلم) حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا۔ ایک شخص آکر نماز پڑھنے لگا اور قرآن مجید اس طرح سے پڑھا کہ میں اس کو غلط سمجھا (کیونکہ کچھ کلمات ان کی یاد کے خلاف پڑھے تھے) پھر ایک اور شخص آیا اس نے اور ہی طرح قرآن مجید پڑھا۔ جب ہم سب نماز پڑھ چکے

marfat.com
Marfat.com

توہم سب کے سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے اس طرح پڑھا تھا کہ میں اس کو غلط سمجھا اور یہ دوسرا جو آیا تو اس نے اور ہی طرح پڑھا۔ آپؐ نے ان دونوں سے فرمائش کی اور ان دونوں نے پڑھا، تو آپؐ نے دونوں کا پڑھنا ٹھیک بتایا میرے دل میں تکذیب (کی حالت درجۂ وسوسہ میں) واقع ہوئی، وہ بھی حالتِ جاہلیت کی سی نہیں (بلکہ اس سے بھی زیادہ) جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی جو مجھ پر چھائی جا رہی تھی تو آپؐ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف سے میری یہ حالت ہوئی کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے ان سب قراءتوں کی وجہ تحسین بتائی کہ ان سب طریقوں سے پڑھنے کی اجازت ہے۔" اس حدیث میں ارادے سے ہاتھ مارنا جس سے یہ حالت ہو گئی تصرف ہے۔

دوسری حدیث جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اس میں ہے کہ جس وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی تھی اور حضورؐ نے فرشتہ سے فرمایا تھا مَآ اَنَا بِقَارِیٍٔ (یعنی میں پڑھا نہیں جانتا) قَالَ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ الحدیث (آپ نے فرمایا کہ اس فرشتے نے مجھ کو پکڑا اور بھینچا (دبایا) اور اس میں مبالغہ کیا یہاں تک کہ میں نے اُن کے دبانے سے بڑی مشقت اٹھائی) اور یہ عمل تین دفعہ فرمایا جیسا کہ پوری حدیث میں ہے یہ فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے، اُن کا پڑھنے کے لئے کہنا اس لئے نہیں تھا کہ جو پہلے سے یاد ہو وہ پڑھئے بلکہ یہ کہنا ایسا تھا جیسے استاد بچے کے سامنے ا ب ت رکھ کر کہتا ہے کہ پڑھو یعنی جو میں بتاؤں گا وہ پڑھو۔ پھر آپؐ کا فرمانا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں یا تو اس بنا پر ہے کہ آپؐ کا ذہنِ مبارک اِقْرَأْ کے اس معنی کی طرف نہیں گیا اور یا آپؐ کو قرینے سے یہ گمان ہوا کہ کوئی ایسی چیز پڑھوائیں گے کہ جس کے حاصل کرنے اور یاد رکھنے کے لئے پہلے سے پڑھا لکھا ہونے کی ضرورت ہے۔ بہرحال اس کی ضرورت تھی کہ اس کے پڑھنے کے لئے آپؐ کی استعداد کی طاقت کو پورا کیا جائے۔ اس غرض سے فرشتے نے آپ کو کئی بار دبایا تاکہ قوتِ توجہ و ہمت سے آپؐ کے قلب میں تصرّف کریں۔ اس طرح اس حدیث سے اس عمل کا بھی اثبات ہوتا ہے نیز چونکہ غیبی فیض اور برکتوں سے دل پر اثر ہوتا ہے اور دوسرے اعضا دل کے تابع ہیں پس اگر فیض قوی ہوتا ہے تو باقی جسم پر بھی اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض وقت غیبتِ محض

marfat.com

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں آپ کا کپڑا اوڑھنا اس لئے تھا کہ بدن پر لرزہ تھا پس اس سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔

ف۔ حال، وجد و استغراق۔ ہاتھ مارنے سے جو حالت ہوئی یہ وجد ہے اور اس کا غلبہ حد درجہ کا استغراق ہے، اور یہ حد درجہ ہونا ابی بن کعبؓ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر الی اللہ سے تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف دیکھنے کا وقوع اس دنیا میں ہوتا تو ہرگز ہوش و حواس بجا نہ رہتے۔ حدیث عبداللہ بن ہشام کُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا نَفْسِيْ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحديث (یعنی ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آپ حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ البتہ آپ مجھے سوائے میری جان کے ہر چیز سے عزیز تر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تو مومن کامل نہیں ہوگا جبتک کہ میں تجھ کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں"۔ پس حضرتؐ کی توجہ کی برکت سے اس وقت ان کے دل میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی ایسی تاثیر ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے کہا "قسم ہے اللہ پاک کی اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں" پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عمر اب تو پورا مومن ہوا" (البخاری) اس حدیث میں حضورؐ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑ کر تصرف کیا اور ان کے دل سے اپنی جان کی محبت دور فرمائی جو ظاہر ہے۔ فافہم۔

اقسام توجہ: بعض بزرگوں نے توجہ و تصرف کی اقسام اس طرح بیان فرمائی ہیں:

(۱) **انعکاسی:** وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس میں آئے اور اس عطر کی خوشبو سب اہل مجلس کے دماغوں کو معطر کر دے پس اس قسم کا اثر ضعیف ہے اور صحبت کے باقی رہنے تک باقی رہتا ہے اور پھر کچھ بھی نہیں۔

(۲) **القائی:** جیسے کوئی شخص بتی اور تیل ایک برتن میں ڈال کر لایا اور دوسرے کے پاس آگ تھی اس نے روشن کر دیا بس چراغ تیار ہو گیا۔ یہ تاثیر البتہ کچھ طاقت رکھتی ہے کہ صحبت کے بعد بھی اس کا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی صدمہ پہنچ جائے جیسے چراغ کے لئے آندھی یا کوئی اور آفت تو اس کا اثر جاتا رہتا ہے اس لئے کہ یہ تاثیر نفس اور لطائف کی درستی نہیں کر سکتی جیسے ناکارہ تیل اور بتی اور برتن کہ اس کو آگ درست نہیں کر سکتی۔

marfat.com
Marfat.com

(۳) اصلاحی: اور وہ اس طرح کہ جیسے پانی کو دریا سے یا کنوئیں سے لاکر کسی حوض میں جمع کردیں، حوض کے راستے کو بالکل صاف کردیں۔ اس حوض میں فوارہ بھی ہو اس کا راستہ بھی خوب صاف کردیں اور پانی کو چھوڑدیں وہ پانی خوب زور سے حوض میں پہنچے اور فوارہ خوب زور سے باہر ادھر اُدھر چھوٹنے لگے۔ اس قسم کی تاثیر پہلی تاثیروں سے بہت طاقتور ہے کیونکہ اس میں نفس کی اصلاح اور لطیفوں کی صفائی بھی ہوتی ہے لیکن پانی کے خزانے کی مقدار اور راستہ کے موافق (یعنی کنوئیں اور دریا کے برابر) اور ان سب باتوں کے ساتھ ہی اگر خزانے میں کوئی فتور یا آفت واقع ہو جائے تو البتہ نقصان آجاتا ہے۔

(۴) تاثیر اتحادی: وہ یہ ہے کہ شیخ اپنی کمال والی روح کو طالب کی روح پر پوری قوت کے ساتھ ملا دے تاکہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح میں اثر کر جائے اور یہ مرتبہ سب قسموں میں زیادہ طاقت رکھتا ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں روحوں کے ملنے اور ایک ہو جانے سے جو کمالات شیخ کی روح میں ہیں وہ طالب کی روح میں سما جاتے ہیں اور بار بار فائدہ لینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ سوا اولیاء میں اس قسم کی تاثیر بہت کم پائی گئی ہے جیسے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی نسبت ایک نانبائی کے ساتھ ظہور میں آئی کہ نانبائی کے سخت اصرار پر آپ نے اسے توجہ سے اپنے جیسا بنا دیا اور وہ ضبط نہ کر کے فوت ہو گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء وحی کے وقت سینے سے چمٹا کر دبانے میں تاثیر اتحادی تھی (توجہ کا طریقہ دوسرے حصے میں ملاحظہ فرمائیے)

حقیقت و ثبوتِ جذب و حال و وجد و استغراقِ اہلِ طریقت

تعریف: کسب و مجاہدہ کے بغیر جو باطنی احوال حاصل ہو جاتے ہیں ان کو جذب کہتے ہیں اور انہی کو اجتباء و محبوبیت و مرادیت بھی کہتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ۝ (آیہ ۱۳/۴۲) (یعنی اللہ تعالیٰ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص (خدائے تعالیٰ کی طرف) رجوع کرے اس کو اپنی طرف راہ دکھاتا ہے) کسی عجیب و غریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو ریا اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے اختیاری سے ہو اصطلاح میں

marfat.com
Marfat.com

وجد یا حال یا جذبہ کہلاتا ہے[1]۔ یا یوں کہئے کہ یہ جذب و اجتبار کا ثمرہ ہے اور وجد حال کا کمال درجہ یعنی اس حال میں محو و بے خبر ہو جانا استغراق کہلاتا ہے۔

حقیقتِ جذب: جذب کی دو قسمیں ہیں (۱) جذبِ بتدی (۲) جذبِ منتہی۔

جاننا چاہئے کہ وہ مجذوب جنھوں نے ابھی سلوک کو پورا نہیں کیا اگرچہ وہ قوی جذب رکھتے ہوں اور خواہ کسی راستے سے جذب کئے گئے ہوں وہ قلب والوں کے گروہ میں داخل ہیں کیونکہ سلوک اور تزکیۂ نفس کے بغیر مقامِ قلب سے نہیں گذر سکتے اور مقلّبِ قلب (خدائے تعالیٰ) تک نہیں پہنچ سکتے، ان کا جذب قلبی ہے اور ان کی محبت عرضی ہے نہ ذاتی، اور عرضی ہے نہ اصلی، کیونکہ اس مقام میں نفس روح کے ساتھ ملا ہوا ہے اور ظلمت نور کے ساتھ خلط ملط ہوتی ہی جبتک روح مطلوب حقیقی کی طرف توجہ کرنے کے لئے نفس سے الگ اور آزاد نہ ہو جائے اور نفس روح سے جدا ہو کر بندگی میں نہ اُتر آئے تب تک مقامِ قلب کی تنگی سے پورے طور پر نہیں نکل سکتے اور قلب کے پھیرنے والے (خدائے تعالیٰ) تک نہیں پہنچ سکتے، اور اس چھٹکارے کے بعد جب طالب سیر فی اللہ کے ساتھ تعلق رکھتا اور فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کرلیتا ہے تو اس کو جو محبت اور انجذاب حاصل ہوتا ہے وہی حقیقی اور اصلی جذب ہے اسی کو منتہی کا جذب کہا گیا ہے، اگرچہ دونوں جذب ایک ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا کہ دونوں میں بہت فرق ہے۔ وَمَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

ثبوتِ حال و وجد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (آیۃ ۸۳) (یعنی اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا) قرآن مجید کی آیتوں کو سن کر رونا آجانا اور دلوں کا نرم ہو جانا ہی جذبہ اور وجد کی کیفیت ہے جو آیتِ مذکورہ سے ظاہر ہے۔ دیگر فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (آیۃ ۱۴۳) (یعنی پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے)۔ اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام کا خدائے تعالیٰ کی تجلی کے پرتو سے بیہوش ہو جانا کمال جذبہ و وجد کی دلیل ہے۔

---

[1] پس جو وجد کہ بے اختیار ہو یا مجلسِ سماع میں امورِ نامشروع پر ہو وہ ہمارے طریقے کے خلاف ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سالک بھی خدائے تعالیٰ کی تجلیات کے پرتو کو برداشت نہیں کرسکتا اور اس پر وجد اور بیہوشی چھا جاتی ہے اور بعض وقت اس حال کے کمال غلبہ میں محو ہوجاتا ہے جس کو استغراق کہتے ہیں۔ اور بھی بہت سی آیتیں وجد وحال پر دلالت کرتی ہیں مثلاً اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ الآیہ (۲۳/۳۹) (اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں اور دل نرم (اور تابع) ہوکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں)۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا الآیہ (۱۰۷/۱۷) (یعنی بیشک جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا، یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں)۔ یہ سب وجد کی حالتیں ہیں۔ حدیث: عَنْ شُفَيِّ الْاَصْبَحِيِّ قُلْتُ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَسْئَلُكَ بِحَقٍّ وَّبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِيْ حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهٗ وَعَلِمْتَهٗ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَفْعَلُ لَاُحَدِّثَنَّكَ حَدِيْثًا حَدَّثَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهٗ وَعَلِمْتُهٗ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْهُرَيْرَةَ نَشْغَةً الحديث (ترمذی) (شفی اصبحی سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ میں آپ سے حق کیلئے اور پھر حق کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا اور بوجھا ہو ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا کروں گا۔ میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کرونگا جس کو میں نے سمجھا اور بوجھا ہوگا پھر ابوہریرہؓ نے ایک چیخ ماری (یہ کیفیت بیتابی یا تو شدتِ خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلا کم وکاست بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے اور یا شدتِ شوق سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا) الحدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بڑے زور سے چیخ مارنا، بیہوش ہوجانا اور پسینہ آجانا وجد حال کی کھلی دلیل ہے، اس قسم کا وجد متوسطین کو ہوتا ہے مگر کبھی کاملین میں بھی ایسا ہوتا ہے جیسا کہ حدیثِ بالا سے ظاہر ہے البتہ کاملین کا وجد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر غشی ہونے کے مانند ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے: عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ مَا كَانَ اَحَدٌ مِّنَ السَّلَفِ يُغْشٰى عَلَيْهِ وَلَا يُصْعَقُ عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَاِنَّمَا كَانُوْا يَبْكُوْنَ وَيَقْشَعِرُّوْنَ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (رزین) (یعنی حضرت اسماء سے روایت ہے کہ سلف (صحابہ وتابعین) میں سے تلاوتِ قرآن کے وقت نہ کسی پر بیہوشی ہوتی تھی اور نہ کوئی چیختا تھا صرف رویا

marfat.com
Marfat.com

کرتے تھے اور ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے پھر خدائے تعالیٰ کی یاد کی طرف ان کی کھال اور دل نرم ہو جاتے تھے) قرآن پاک کی آیت مذکورہ بالا بحوالہ سورۂ زمر بھی کاملین کے اسی وجد کی تائید کرتی ہے اور دوسری حدیثیں بھی بہت ہیں جو وجد و حال کی تائید کرتی ہیں۔ کما لا یخفی علی المتجس۔

مثلاً عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْهِ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَفِیْ صَدْرِهٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُکَاءِ رواہ ابوداؤد (جمع الفوائد و مشکوٰۃ) یعنی حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے چکی کی آواز کی مانند آواز آ رہی تھی)۔

مختلف سلاسل کے اولیاء کے یہاں بھی ایسے وجد کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات سے بعض لوگوں کا وجد میں وصال پانا بھی مروی ہے۔ خواجہ ہاشم کشمیؒ نے بھی برکاتِ احمدیہ میں ایسے واقعات درج کئے ہیں مثلاً (۱) حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں ہے کہ ان کی خدمت میں ایک صاحب خواجہ برہان حاضر ہوئے جو پہلے کسی دوسرے سلسلے میں نسبت اور اجازت حاصل کر چکے تھے وہ تصورِ شیخ کی نگہداشت سے اس قدر سکر سے مغلوب ہوئے کہ بڑھاپے کے باوجود وہ قریب دو ہاتھ اوپر اچھلتے تھے اور خود کو دیوار و درخت پر مارتے تھے اور کسی طرح قابو میں نہ آتے تھے۔ (۲) رمضان کی ایک رات حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں ایک سادہ لوح دہقانی کے ہمراہ فالودہ ارسال کیا۔ اُس نے درِ اقدس پر پہنچکر زنجیر کھٹکھٹائی، حضرت خواجہ بہ نفسِ نفیس تشریف لائے اور فالودہ لیکر دہقانی سے اس کا نام دریافت کیا۔ اس نے "بابا" بتایا حضرت نے فرمایا "چوں خادم شیخ احمدی بابائی" یعنی جب تو ہمارے شیخ احمدؒ کا خادم ہے تو ہمارے ساتھ ہے۔ یہ فرماتے ہی دہقانی پر جذب طاری ہو گیا اور آہ و فغاں کرتا ہوا حضرت مجدد صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا اور حال دریافت کرنے پر عرض کیا کہ مجھے زمین و آسمان، شجر و حجر غرض ہر چیز میں ایک بیرنگ و بے نہایت نور نظر آ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ غالباً حضرت خواجہؒ اس کے سامنے آ گئے ہیں اور ان کے آفتاب کا ایک پرتو اس ذرہ پر پڑ گیا ہے۔

یاد رہے کہ جو وجد و تواجد اختیاری ہو یا ناجائز امور پر مرتب ہو وہ درست نہیں البتہ غیر اختیاری وجد پر ممانعت یا درست نہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ ایسی صورت میں انسان مکلّف ہی نہیں رہتا۔

marfat.com
Marfat.com

مخصوص دعائیں

جو زندگی کے مخصوص اوقات و حاجات و حالات میں پڑھی جاتی ہیں۔

(۱) صبح و شام پڑھنے کی دعائیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ
الْعَلِیْمُ (تین بار) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ
التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَللّٰهُمَّ بِكَ
اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰی وَ
بِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ
لَّا یَمُوْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ
بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
نَبِیًّا اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَ
كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰی
مِلَّةِ اَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّ
مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ

شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ
کہ جس کے نام کے ساتھ نہیں نقصان پہنچا سکتی کوئی
چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا جانتا ہے
پناہ چاہتا ہوں میں حق تعالیٰ کے کامل کلمات کی تمام
مخلوق کی برائی سے۔ یا اللہ آپ ہی کی قدرت سے صبح
کی ہم نے اور آپ ہی کی قدرت سے شام کی ہم نے اور
آپ ہی کی قدرت سے ہم زندہ ہیں اور آپ ہی کی قدرت
سے ہم مرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف اٹھنا ہے۔ نہیں کوئی
معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے، اکیلا ہے وہ، نہیں کوئی
شریک اس کا، اسی کا ملک ہے اور اسی کیلئے تعریف ہے
جِلاتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے نہیں موت اس کو
اور وہ سب چیزوں پر قادر ہے۔ راضی ہیں ہم سب
اللہ تعالیٰ سے باعتبار رب ہونے کے اور اسلام سے
باعتبار دین ہونے کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
باعتبار نبی ہونے کے۔ صبح کی ہم نے دینِ اسلام پر اور
کلمۂ اخلاص پر اور دین پر اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ کے اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ طریقے پر جو کہ خاص مطیع تھے اور نہ تھے مشرکوں
اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ میں سے، یا اللہ تو ہی ہے رب میرا، نہیں ہے کوئی

marfat.com

Marfat.com

فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط (حسبی اللہ سے عظیم تک سات بار پڑھے)۔

معبود سوائے تیرے، پیدا کیا تو نے مجھے اور میں بندہ ہوں تیرا اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر ہوں جہاں تک استطاعت رکھتا ہوں اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا اپنے اوپر اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا پس بخشدے تو مجھے، کیونکہ نہیں بخشتا ہے گناہوں کو کوئی سوائے تیرے، پناہ پکڑتا ہوں میں تیری اپنے اعمال کی برائی سے، کافی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ، نہیں کوئی معبود سوائے اس کے، اسی پر بھروسہ کیا میں نے اور وہ رب ہے عرشِ عظیم کا۔

(۲) جب آفتاب طلوع ہو تو یہ دعا پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا ھٰذَا وَلَمْ یُھْلِکْنَا بِذُنُوْبِنَا۔

شکر ہے خدائے تعالیٰ کا جس نے آج ہمیں معافی دی اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہیں کیا۔

(۳) غروب آفتاب کے وقت یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَاِدْبَارُ نَھَارِکَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْ لِیْ۔

یا اللہ یہ وقت ہے آپ کی رات کے آنے کا اور آپ کے دن کے جانے کا اور آپ کے سائلوں کی پکار کا پس بخشدے مجھے۔

(۴) جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔

یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے بھلائی اندر جانے کی اور بھلائی باہر نکلنے کی، خدائے تعالیٰ کے نام سے اندر جاتے ہیں ہم اور خدائے تعالیٰ کے نام سے باہر نکلتے ہیں ہم اور اپنے رب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہم نے۔

(۵) جس وقت گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔

خدائے تعالیٰ کے نام کے ساتھ خدا پر بھروسہ کیا میں نے

(۶) سوتے وقت یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی۔

یا اللہ میں تیرے نام کو یاد کرتے ہوئے مرتا ہوں اور جاگتا ہوں

(۷) جب کوئی برا خواب دیکھے تو یہ دعا پڑھے:۔

marfat.com
Marfat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ وَشَرِّ ھٰذِہٖ پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی شیطان سے اور

الرُّؤْیَا تین بار کہے اور بائیں طرف تھتکار دے پھر کروٹ اس خواب کی برائی سے۔۔۔۔۔۔۔

بدل لے اور کسی سے وہ خواب بیان نہ کرے) اور جب

چونک جائے یا وحشت چھا جائے یا بیخوابی ہو تو یہ کہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ پناہ پکڑتا ہوں میں خدائے تعالیٰ کی پکی باتوں کی اس کے

عِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ غصہ اور اس کے عذاب سے اور اس کی مخلوق کی برائی سے

وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔ اور شیطانوں کی چھیڑ سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

(۸) سوکر اُٹھے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں زندہ کیا بعد مار دینے کے

وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

(۹) جب پاخانہ میں جانے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ شروع اللہ کے نام کے ساتھ یا اللہ میں پناہ پکڑتا ہوں تیری

الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔

(۱۰) جب پاخانے سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھے:۔

غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ بخشش چاہتا ہوں میں آپ کی شکر ہے اللہ کا جس نے

عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ دور کر دی مجھ سے گندگی اور صحت دی مجھ کو۔

(۱۱) جب وضو شروع کرے تو یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے

جَعَلَ الْمَاءَ طَھُوْرًا۔ کلی کرتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ مہربان کے سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے پانی کو

اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَتِلَاوَۃِ کِتَابِکَ پاکی کا ذریعہ بنایا ــــ یا اللہ مدد کر میری اپنے ذکر پر اور

ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ شکر پر اور تلاوت قرآن پر ــــ یا اللہ سنگھا مجھ کو

رَآئِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَآئِحَۃَ النَّارِ جنت کی خوشبو اور نہ سنگھا مجھے دوزخ کی بو ــــ

منہ دھوتے وقت کہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یا اللہ روشن کر دے میرا منہ جس دن

marfat.com

Marfat.com

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ۔ دایاں ہاتھ روشن ہوں گے چہرے اور سیاہ ہوں گے چہرے۔
دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِىْ كِتَابِىْ ـــــ یا اللہ دے مجھ کو میرا اعمالنامہ میرے داہنے
بِيَمِيْنِىْ وَحَاسِبْنِىْ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ جب بایاں ہاتھ میں اور لے حساب مجھ سے آسان ـــــ
ہاتھ دھوئے تو کہے اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِىْ كِتَابِىْ ..... یا اللہ نہ دے مجھ کو میرا اعمالنامہ میرے
بِشِمَالِىْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِىْ وَلَا تُحَاسِبْنِىْ بائیں ہاتھ میں اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے اور نہ حساب لے
حِسَابًا عَسِيْرًا۔ سر کے مسح کے وقت کہے اَللّٰهُمَّ مجھ سے حساب مشکل ـــــ یا اللہ محفوظ رکھ آگ سے
حَرِّمْ شَعْرِىْ وَبَشَرِىْ عَلَى النَّارِ وَاَظِلَّنِىْ میرے بالوں کو اور میرے جسم کو اور لے مجھے اپنے عرش
تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ۔ کے سایہ کے نیچے اس دن کہ تیرے سوائے اور کسی کا
کانوں کے مسح کے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ سایہ نہ ہوگا ـــــ یا اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر لے
الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ وَيَتَّبِعُوْنَ مَا جو سنتے ہیں تیرے قول کو اور پیروی کرتے ہیں اسکی
اَحْسَنَهٗ۔ گردن کے مسح کے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ اچھی طرح سے ـــــ یا اللہ میری گردن کو آگ سے
رَقَبَتِىْ مِنَ النَّارِ۔ جب پاؤں دھوئے تو کہے بچا لیجئے ـــــ یا اللہ مضبوط رکھ میرے
اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَىَّ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ قدم اوپر صراط کے جس دن کہ لغزش کھائیں گے
تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ۔ قدم اس میں۔

(۱۲) وضو کے درمیان میں یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذَنْبِىْ وَوَسِّعْ لِىْ فِىْ دَارِىْ یا اللہ بخش دے میرے گناہ اور کشائش دے مجھے میرے
وَبَارِكْ لِىْ فِىْ رِزْقِىْ۔ گھر میں اور برکت دے میری روزی میں۔

(۱۳) وضو کے بعد یہ دعا پڑھے :۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ دل سے اقرار کرتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود سوائے
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اللہ کے، اکیلا ہے وہ، نہیں ہے کوئی شریک اس کا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ اور اقرار کرتا ہوں میں کہ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔ اے اللہ بنا مجھ کو
بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ توبہ کرنے والوں میں سے اور کر مجھے پاک صاف لوگوں میں سے

marfat.com
Marfat.com

اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں آپ کی اور تعریف کرتا ہوں آپ کی دل سے اقرار کرتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا آپ کے بخشش چاہتا ہوں آپ سے اور توبہ کرتا ہوں آپ کے سامنے۔

(۱۴) جب تہجد کے لئے اٹھے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاۗؤُكَ حَقٌّ وَّقَوْلُكَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

یا اللہ واسطے آپ کے ہی ہے تعریف، آپ ہی ہیں قائم رکھنے والے آسمانوں اور زمین کے اور ان کے جو اُن میں ہیں، اور آپ ہی کیلئے حمد ہے آپ ہی بادشاہ ہیں آسمانوں اور زمین کے اور جو اُن میں ہے، اور آپ ہی کیلئے حمد ہے آپ ہی منور کرنے والے ہیں آسمانوں اور زمین کے اور ان کے جو اُن میں ہے، اور آپ ہی کیلئے حمد ہے آپ برحق ہیں اور وعدہ آپ کا برحق ہے اور حضوری آپ کے سامنے برحق ہے اور ارشاد آپ کا حق ہے۔ اور جنّت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے اور سب نبی برحق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور قیامت برحق ہے یا اللہ آپ ہی کا فرمانبردار ہوں اور آپ ہی پر ایمان لایا ہوں اور آپ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتا ہوں میں آپ ہی کے زور پر مقابل ہوتا ہوں دشمنانِ دین کے، اور آپ ہی کی طرف فیصلہ لاتا ہوں میں، آپ ہی ہیں رب ہمارے اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے پس بخش دیجئے جو کچھ میں نے آگے کیا ہو اور جو کچھ میں نے پیچھے کیا ہو اور جو کچھ پوشیدہ کیا ہو اور جو کچھ ظاہر کیا ہو اور جو کچھ آپ زیادہ جاننے والے ہیں مجھ سے، آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں، آپ ہی ہیں معبود میرے، نہیں کوئی معبود سوائے آپ کے، اور نہیں ہے پھرنا گناہ سے اور نہ طاقت عبادت کی مگر ساتھ اللہ کے۔

(۱۵) جب اذان سُنے تو جو کچھ مؤذن کہے اس کے جواب میں وہی کلمات کہے اور جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے (آؤ طرف نماز ۔۔۔ ۔۔۔ طرف بھلائی کے)

marfat.com

Marfat.com

تو سننے والا کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ تکبیر ۔ نہیں ہے طاقت اور نہیں ہے قوت مگر اللہ کے ساتھ

اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دے اور قَدْ قَامَتِ .... نماز قائم ہوگئی ....

الصَّلٰوۃ کے جواب میں کہے اَقَامَهَا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا ۔ ... اللہ سے قائم کرے اور ہمیشہ رکھے ....

اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا جواب کہے صَدَقْتَ نماز بہتر ہے نیند سے ...... تو نے سچ کہا اور تیری

وَبَرَرْتَ ۔ نجات ہوئی ۔

(۱۶) اذان کے بعد یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوۃِ یا اللہ اس پوری اذان اور قائم نماز کے پروردگار محمد

الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت دے اور درجہ

وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ بلند عطا کر اور اس کو مقام محمود میں اٹھا جس کا تو نے

نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ اِنَّكَ وعدہ کیا ہے اور اس کی شفاعت بھی ہم کو نصیب کر

لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۔ بیشک تو وعدہ خلاف نہیں ہوتا ۔

(۱۷) جس وقت صبح کی نماز کے لئے نکلے تو یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا یا اللہ کر دیجئے میرے دل میں نور اور میری زبان میں نور

وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ اور میری بینائی میں نور اور میری سماعت میں نور اور

نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے پیچھے نور

لِیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ اور کر دیجئے میرے لئے ایک خاص نور اور میرے پٹھوں میں نور

دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے

نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا بال میں نور اور میری کھال میں نور اور میری زبان میں نور

وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ اور کر دیجئے میری جان میں نور اور بڑا دیجئے مجھ کو نور

مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اور کر دیجئے مجھ کو سراپا نور اور کر دیجئے میرے اوپر نور اور میرے

اَعْطِنِیْ نُوْرًا ۔ نیچے نور یا اللہ دیجئے مجھ کو خاص نور ۔

(۱۸) جب مسجد میں داخل ہو تو کہے :-

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔ یا اللہ کھول دے میرے لئے دروازے اپنی رحمت کے ۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۹) جب مسجد سے نکلے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ — یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ کا فضل۔

(۲۰) ہر نماز کے بعد اپنے سر پر داہنا ہاتھ پھیرے اور یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔ — اللہ کے نام کے ساتھ وہ اللہ کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے بخشش والا مہربان ہے وہ، یا اللہ دُور کردیجئے مجھ سے فکر اور غم۔

(۲۱) صبح اور مغرب کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر سات مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ — نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اکیلا ہے وہ نہیں کوئی شریک اس کا اسی کا ملک ہے اور اسی کیلئے حمد ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اسی کے ہاتھ میں ہے بھلائی اور ہماری ہر چیز پر قادر ہے ۔ یا اللہ پناہ دیجئے مجھے دوزخ سے۔

(۲۲) چاشت کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ۔ — اے اللہ تیرے ہی سہارے چلتا پھرتا ہوں اور تیرے ہی بھروسے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیرے ہی زور پر لڑتا ہوں۔

(۲۳) خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ — سب تعریف اللہ کیلئے ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنی جانوں کی برائی اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے تو اس کا کوئی ہادی نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

marfat.com
Marfat.com

بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰهَ شَیْئًا وَنَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یَّجْعَلَنَا مِمَّنْ یُّطِیْعُهٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَّبِعُ رِضْوَانَهٗ وَیَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهٖ وَلَهٗ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ہ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ نے ان کو رسولِ برحق کیا بشارت دینے والا اور قیامت سے ڈرانیوالا۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو بیشک اس نے ہدایت پائی اور جو ان کی نافرمانی کرے تو وہ اپنی جان کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچائیگا اور اللہ کا کچھ نقصان نہ کریگا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو ان لوگوں میں سے کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی رضا کے تابع ہوتے ہیں اور اس کے غصے سے بچتے ہیں پس ہم اس کے ساتھ اور اسی کے واسطے ہیں۔ اے لوگو اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت پھیلائے۔ اور اس سے ڈرو جس کے وسیلے سے آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع رحم سے بیشک اللہ تم پر محافظ ہے۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ مسلمان ہو۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کہو، وہ تمہارے عمل تمہارے لئے سنوار دیگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی مراد پائی۔

(۲۴) دولھا کو مبارکباد کے لئے یہ کہے:-

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَجَمَعَ بَیْنَكُمَا فِیْ خَیْرٍ

اللہ تعالیٰ تیرے واسطے برکت کرے اور اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت کرے اور تم دونوں کو بہتری پر جمع کرے۔

(۲۵) جب دولھا دُلہن کے پاس جائے تو یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا

خداوندا! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطانِ مردود سے

marfat.com
Marfat.com

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

(۲۶) خلوت کے وقت یا غلام خریدتے وقت یا جانور خریدتے وقت چاہیے کہ اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ۔ یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے بھلائی اس کی اور بھلائی اس کی پیدائشی عادتوں کی اور پناہ چاہتا ہوں میں آپ سے اس کی برائی سے اور اس کی پیدائشی عادتوں کی برائی سے۔

(۲۷) جب قربت کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ خدا کے نام کے ساتھ یا اللہ دور رکھئے ہم کو شیطان سے اور دور رکھئے شیطان کو اس بچہ سے جو نصیب کریں آپ ہم کو۔

(۲۸) جس وقت انزال ہو تو اپنے دل میں کہے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْمَا رَزَقْتَنِیْ نَصِيْبًا۔ یا اللہ جو بچہ آپ ہمیں عنایت کریں اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ رکھئے۔

(۲۹) جب روزہ افطار کرے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (اور افطار کے بعد یہ دعا پڑھے) ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر میں نے افطار کیا۔ جاتی رہی پیاس اور تر ہو گئیں رگیں اور ثابت ہو گیا ثواب انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۰) جب کسی کے ہاں روزہ افطار کرے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ۔ افطار کیا کریں تمہارے پاس روزہ دار لوگ اور کھایا کریں تمہارے کھانے کو نیک اشخاص اور رحمت کی دعا کیا کریں تمہارے لئے فرشتے۔

(۳۱) جب کھانا شروع کرے تو یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ۔ خدا کے نام سے اور اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔

(۳۲) جب کھانا کھا چکے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور

marfat.com
Marfat.com

جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کیا ہمیں مسلمانوں میں سے ۔

(۳۳) جب پیٹ بھر جائے تو یہ دعا پڑھے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا وَاَفْضَلَ ۔ سب تعریفیں اس اللہ کو جس نے ہمارا پیٹ بھرا اور ہم کو سیراب کیا اور ہم پر انعام اور فضل کیا۔

(۳۴) اگر کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی بھول گیا تو یہ دعا پڑھے :۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ ۔ ساتھ نام اللہ کے شروع اور آخر طعام کے ۔

(۳۵) اگر کوڑھی یا کسی آفت رسیدہ (بیمار) کے ساتھ کھائے تو یہ پڑھے :۔

بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ ۔ اللہ کے نام سے اللہ پر بھروسہ اور اسی پر اعتماد کرتے ہوئے

(۳۶) کھانا کھانے کے بعد کی دیگر دعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ خداوندا ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے بہتر کھلا ۔

(۳۷) اگر دودھ پیئے تو یہ پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ خداوندا ہمیں اس میں برکت دے اور اس کو ہمارے لئے زیادہ کر

(۳۸) اگر دعوت کا کھانا کھائے تو یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ ۔ اور یہ بھی زیادہ کرے وَبَارِكْ لَهٗ فِیْ مَالِهٖ وَرِزْقِهٖ ۔ یا یہ دعا پڑھے

یا اللہ کھانا دے اس کو جس نے مجھے کھانا کھلایا اور پانی پلا اس کو جس نے مجھے پانی پلایا ——— اور برکت دے اس کے مال اور رزق میں ———

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ ۔ اے اللہ کھانے کے مالک کو بخش دے ۔

(۳۹) جب کوئی کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ۔ سب تعریف اس اللہ کو جس نے مجھے یہ پہنایا اور مجھے یہ دیا بغیر میری قوت اور طاقت کے ۔

(۴۰) جب نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيٰوتِیْ ۔ سب تعریف اس خدا کو جس نے مجھے ایسا کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں

marfat.com

Marfat.com

(۴۱) جب اپنے دوست کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو کہے:-

تُبْلِیْ وَیُخْلِفُ اللّٰهُ اَبْلِ وَاَخْلِقْ ثُمَّ اَبْلِ وَاَخْلِقْ ثُمَّ اَبْلِ وَاَخْلِقْ۔ پرانا کر اللہ اس کا بدل دیگا پرانا کر اور پرانا کر پھر پرانا کر اور پرانا کر پھر پرانا کر اور پرانا کر۔

(۴۲) جب کسی کو رخصت کرے تو اس کو یہ دعا دے:-

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین کو اور تیری قابلِ حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں کو۔

(۴۳) جب سفر کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِیْرُ۔ اے اللہ آپ ہی کی مدد سے حملہ کرتا ہوں اور آپ ہی کی مدد سے حملہ روکتا ہوں اور آپ ہی کی مدد سے چلتا ہوں۔

(۴۴) جب پیر رکاب میں رکھے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ اور جب سواری پر اچھی طرح بیٹھ جائے تو یہ پڑھے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ جب چلنا شروع کرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا هٰذَا السَّفَرَ وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ۔ شکر ہے اللہ کا پاکی ہے اس کو جس نے ہمارے قبضہ میں کر دیا اس کو اور نہ تھے ہم اس کو قابو میں کرنے والے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں ـــــ اے اللہ آسان کر دیجئے ہم پر اس سفر کو اور کم کر دیجئے ہم پر دراز ی اس سفر کی اے اللہ آپ ہی ہیں رفیق سفر میں اور خبر گیراں ہیں گھر بار میں۔ یا اللہ میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی سفر کی مشقت سے اور بری حالت دیکھنے سے اور واپس آکر بری حالت پانے سے مال میں اور بیوی بچوں میں۔

(۴۵) جب سفر سے لوٹے تو اوپر والی دعا پڑھے اور یہ اور زیادہ کرے:-

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ سَآئِحُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ہم رجوع کرنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے پھرنے والے اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں سچ کر دکھایا اللہ نے اپنا وعدہ اور اپنے بندہ کو غالب کیا اور گروہ کفار کو تنہا شکست دی۔

marfat.com
Marfat.com

(۴۶) جب سفر سے آکر گھر میں جائے تو کہے:-

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا۔ توبہ کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے۔

(۴۷) جب کشتی میں سوار ہو تو کہے:-

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بیشک میرا رب غفور رحیم ہے اور انھوں نے اللہ کی اتنی تعظیم نہیں کی جتنا اس کی تعظیم کا حق ہے اور قیامت کے روز ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان لپٹی ہوئی حالت میں اس کی داہنی مٹھی میں ہوں گے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جس کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

(۴۸) جب کسی شہر کے اندر جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا (تین بار پڑھے) اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا یا اللہ برکت دیجئے اس شہر میں ہمیں۔ یا اللہ نصیب کر دیجئے ہمیں ثمرات اس کے اور عزیز کر دیجئے ہمیں اہل شہر کے نزدیک اور محبت دیجئے ہمیں اہل شہر کے نیک لوگوں کی۔

(۴۹) جب کسی منزل میں اُترے تو یہ دعا پڑھے:-

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ پناہ میں آتا ہوں خدائے تعالیٰ کی کامل باتوں کی تمام مخلوق کی برائی سے۔

(۵۰) نو مسلم کو یہ دعا تعلیم کرے:-

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ اے اللہ بخش دیجئے مجھے اور رحم کیجئے مجھ پر اور ہدایت کیجئے مجھے اور رزق دیجئے مجھے۔

(۵۱) مصیبت کے وقت یہ دعا کثرت سے پڑھے:-

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا۔ کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے اللہ پر بھروسہ کیا ہم نے۔

marfat.com
Marfat.com

(۵۲) صدمہ کے وقت یہ دعا پڑھے :۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ عِنْدَکَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْھَا وَاَبْدِلْنِیْ مِنْھَا خَیْرًا۔

بیشک ہم اللہ کے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ میں آپ کے پاس ثواب مانگتا ہوں اپنی مصیبت کا پس اجر دیجئے مجھے اس میں اور بدلہ میں دیجئے مجھے بہتر اس سے۔

(۵۳) جب ظالم کا خوف ہو تو یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اے اللہ جس طرح تو چاہے ہماری طرف سے اس کو کافی ہو اے اللہ میں کرتا ہوں آپ کو مقابلے میں ان کے اور پناہ چاہتا ہوں آپ کی ان کی بدی سے۔

(۵۴) دعائے توبہ۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (تین بار پڑھے)

یا اللہ مغفرت آپ کی زیادہ وسیع ہے میرے گناہوں سے اور رحمت آپ کی زیادہ امید کی چیز ہے میرے نزدیک میرے عمل سے۔

(۵۵) دعا قلت بارش

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا (تین بار) اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا (تین بار) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ عَلَیْنَا قُوَّۃً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا مُّرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَآرٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ رَائِثٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ

اے اللہ پانی پلا دیجئے ہمیں ۔ یا اللہ مینہ برسایئے ہم پر۔ سب تعریف اللہ کو جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ رحمٰن اور رحیم ہے قیامت کا مالک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ خداوندا! تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج۔ ہم پر مینہ برسا اور وہ خیر جو تو ہم پر نازل کرے اس کو قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کر۔ خداوندا ہم پر ایسا مینہ برسا جو قحط سے بچانے والا بہت اگانے والا نفع دینے والا ضرر نہ کرنے والا جلدی والا دیر میں نہ رُکا ہوا خداوندا اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر اور اپنی رحمت فراخ کر

marfat.com
Marfat.com

وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ اور اپنے مردہ شہر کو زندہ فرما۔ خداوندا ہماری زمین پر
الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰى اَرْضِنَا زِيْنَتَهَا اس کی زینت نازل کر اور اس کے رہنے والوں کو
وَسَكَنَهَا۔ تسلّی دے۔

(۵۶) جب بادل آتا دیکھے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَآ اُرْسِلَ بِهٖ۔ اے اللہ ہم پناہ چاہتے ہیں آپ کی، اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ یہ بھیجا گیا ہو۔

(۵۷) بارش کے وقت یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔ یا اللہ نفع دینے والی بارش برسا۔

(۵۸) جب زیادہ بارش سے نقصان کا اندیشہ ہو تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ یا اللہ برسائیے آس پاس ہمارے اور نہ برسا اوپر ہمارے یا اللہ ٹیلوں پر اور نیستانوں پر اور پہاڑوں پر اور وادیوں پر اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر۔

(۵۹) گرج اور کڑک کے وقت یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ۔ اے اللہ قتل نہ فرمائیے ہمیں اپنے غصے سے اور نہ ہلاک کیجئے ہمیں اپنے عذاب سے اور معافی دیجئے ہمیں پہلے ان سے۔

(۶۰) آندھی کے وقت یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ۔ یا اللہ ہم مانگتے ہیں آپ سے بھلائی اس ہوا کی اور بھلائی اس کی جو اس میں ہے اور بھلائی اس کی جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے اور پناہ چاہتے ہیں ہم آپ سے برائی سے اس ہوا کی اور برائی سے اس چیز کی جو اس میں ہے اور برائی سے اس کی جس کا اس کو حکم کیا گیا ہے۔

(۶۱) مرغ کی آواز سنے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ کا فضل۔

marfat.com
Marfat.com

(۶۲) گدھے یا کتے کی آواز سن کر کہے:-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔

(۶۳) سورج یا چاند گرہن ہو تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ بہت پڑھے، نماز پڑھے، خیرات کرے اور اللہ سے دعا مانگے۔

(۶۴) پہلی رات کا چاند دیکھے تو یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَ السَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ ۔ یا اللہ نکالنا اس کو ہم پر برکت اور ایمان کے ساتھ اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور اعمالِ مرغوب اور پسندیدہ کے ساتھ رب میرا اور تیرا (اے چاند) اللہ ہے۔

(۶۵) جب چاند پر نظر پڑے تو یہ دعا پڑھے:-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الْغَاسِقِ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی اس تاریک ہو جانے والے کی برائی سے۔

(۶۶) جب شب قدر دیکھے تو یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔ یا اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں پسند کرتے ہیں عفو کو پس درگذر کیجئے مجھ سے۔

(۶۷) آئینہ دیکھے تو کہے:-

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ یا اللہ آپ نے اچھا بنایا میری صورت کو پس اچھا کر دیجئے میری سیرت کو

(۶۸) مسلمان کو ہنستا دیکھے تو کہے:-

اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ ۔ خدائے تعالیٰ تجھ کو ہنستا ہی رکھے۔

(۶۹) احسان کے بدلے میں یہ کہے:-

جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ۔ جزا دے اللہ تجھ کو بہتر۔

(۷۰) اپنا قرض وصول ہو تو کہے:-

اَوْفَیْتَنِیْ اَوْفَی اللّٰہُ بِکَ ۔ تو نے میرا حق پورا کیا اللہ تعالیٰ تیرا حق پورا کرے۔

(۷۱) خوشی کے موقع پر یہ دعا پڑھے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ۔ شکر ہے اللہ کا جس کے انعام سے اچھی چیزیں کمال کو پہنچتی ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

(۷۲) خلافِ طبع بات ہو تو یہ دعا پڑھے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۔ شکر ہے اللہ کا ہر حال میں۔

(۷۳) وسوسہ کے وقت یہ دعا پڑھے :-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی شیطان سے ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے رسول پر

(۷۴) غصہ کے وقت پڑھے :-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی شیطانِ مردود سے۔

(۷۵) جب مجلس سے اٹھے تو یہ دعا پڑھے :-

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ۔ پاکی ہے اللہ کی اور اس کی تعریف ہے پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری حمد کے ساتھ دل سے اقرار کرتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے بخشش چاہتا ہوں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں تیرے سامنے

(۷۶) بازار پہنچے تو یہ دعا پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا یَمِیْنًا فَاجِرَۃً اَوْ صَفْقَۃً خَاسِرَۃً ۔ اللہ کے نام سے یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے بھلائی اس بازار کی اور بھلائی اس چیز کی جو اس میں ہے اور پناہ چاہتا ہوں میں برائی سے اس کی اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے۔ یا اللہ میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی اس سے کہ پڑجاؤں اس بازار میں جھوٹی قسم میں یا کسی معاملہ خسارے والے میں۔

(۷۷) جب نیا پھل سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا ۔ یا اللہ برکت دیجئے ہمارے پھلوں میں اور برکت دیجئے ہمارے شہر میں اور برکت دیجئے ہمارے پیمانے میں اور برکت دیجئے ہمارے ناپ میں۔

(۷۸) کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر اپنے جی میں کہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۔ شکر ہے اللہ کا جس نے بچایا مجھ کو اس مصیبت سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور فضیلت دی مجھ کو اپنی مخلوق میں سے بہتیروں پر ظاہر فضیلت۔

marfat.com
Marfat.com

(۷۹) گم شدہ اور بھاگے ہوئے شخص کے لئے پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ رَادَّ الضَّآلَّةِ وَهَادِيَ الضَّلَالَةِ	یا اللہ لوٹانے والے گم شدہ چیز کے اور ہدایت کرنے والے گمراہی سے
اَنْتَ تَهْدِيْ مِنَ الضَّلَالَةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ	آپ ہی ہدایت کرتے ہیں گمراہی سے پھیر لائیے میری کھوئی ہوئی
ضَالَّتِيْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ	چیز کو اپنی قدرت اور اپنے غلبہ سے کیونکہ وہ آپ ہی کا عطیہ
عَطَائِكَ وَفَضْلِكَ۔	اور فضل تھا۔

(۸۰) کسی شگون پر دل میں خطرہ ہو تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا	یا اللہ نہیں لاتا بھلائیوں کو کوئی سوا آپ کے اور نہیں
يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ	دور کرتا برائیوں کو سوا آپ کے اور نہیں ہے پھرنا گناہ سے
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔	اور نہ طاقت عبادت کی مگر ساتھ تیرے۔

(۸۱) نظر لگے ہوئے پر یہ دعا پڑھ کر دم کرے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا	اللہ کے نام سے اے اللہ دور کر اس کی گرمی اور اس
وَوَصَبَهَا۔	کی سردی اور اس کی تکلیف۔

(۸۲) کسی کا کولھا اتر جائے تو یہ دعا پڑھ کر اس پر دم کرے:۔

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ	دور کر تکلیف کو اے پروردگار آدمیوں کے، شفا دے
الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ۔	تو ہی شافی ہے نہیں ہے شفا دینے والا کوئی تیرے سوا۔

(۸۳) آگ لگی ہوئی دیکھے تو بکثرت اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔

(۸۴) پیشاب رک جائے یا پتھری ہو تو یہ دعا پڑھے:۔

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ	رب ہمارا اللہ ہے جس کا ظہور آسمانوں میں ہے پاک ہے
اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ	نام تیرا حکم تیرا آسمانوں اور زمین میں ہے جیسے کہ رحمت
فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ	تیری آسمانوں میں ہے اسی طرح کر دے رحمت اپنی زمین میں
وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ	اور بخش دے ہمارے گناہ اور خطائیں تو رب ہے اچھے
الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ وَ	لوگوں کا پس اتار دے ایک شفا اپنی شفا میں سے اور
رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ۔	ایک رحمت اپنی رحمت میں سے اس تکلیف پر۔

marfat.com
Marfat.com

(۸۵) پھوڑے پھنسی کے لئے انگشتِ شہادت پر اپنا لب لگا کر مٹی لگائے پھر انگلی پھنسی پر ملتا جائے اور یہ کہتا رہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔
حق تعالیٰ کے نام کے ساتھ یہ مٹی ہے ہماری زمین کی ہم میں سے ایک کے تھوک کے ساتھ تاکہ ہمارے بیمار کو شفا ہو جائے ہمارے رب کی اجازت سے۔

(۸۶) پاؤں سو جائے تو یہ پڑھے:۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
رحمت کاملہ نازل فرما اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(۸۷) ہر دکھ تکلیف کی جگہ ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اور سات بار یہ پڑھے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔
پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی اور اس کی قدرت کی اس برائی سے جو پاتا ہوں میں اور جس کا مجھے ڈر ہے۔

(۸۸) آنکھ دکھنے آجائے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ۔
یا اللہ کارآمد رکھئے میرے لئے میری نگاہ اور کیجئے اس کو باقی بعد میرے اور دکھلائیے مجھے دشمن میں بدلہ میرا اور فتح دیجئے مجھے اس پر جو مجھ پر ظلم کرے۔

(۸۹) بخار کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ
خدائے بزرگ کے نام کے ساتھ، پناہ چاہتا ہوں میں عظمت والے اللہ کی ہر اچھلنے والی رگ کی برائی سے اور آگ کی گرمی کے نقصان سے۔

(۹۰) قربانی ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَ
اللہ کے نام سے خداوندا! مجھ سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے قبول کر، میں اس ذات کی طرف متوجہ ہوا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، ابراہیم علیہ السلام کے دین پر اس اللہ کی طرف یکسو ہو کر اور میں مشرک نہیں ہوں بیشک میری نماز اور میری قربانی اور

marfat.com
Marfat.com

مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور یہی حکم کیا گیا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں خداوندا یہ تیرے فضل سے ہے اور تیرے واسطے، اللہ کے نام سے اور اللہ بہت بڑا ہے۔

(۹۱) اونٹ کی قربانی کے وقت یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ ۔

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے خداوندا یہ تیرے فضل سے ہے اور تیرے واسطے۔

(۹۲) دعاءِ عقیقہ

بِسْمِ اللّٰهِ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ

اللہ کے نام کے ساتھ یہ فلاں کا عقیقہ ہے۔

(۹۳) دشمن کے شہر سے گزرے تو پڑھے:-

اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ (پھر اس شہر کا نام جس کا ارادہ ہو) اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ (تین بار)

اللہ بہت بڑا ہے یہ شہر اجڑ جائے .... جب ہم قوم کے کسی میدان میں اُترے تو ان کے بُرے دن ہوئے۔

(۹۴) دعاءِ وقتِ ناامیدی:-

بِقَدَرِ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ ۔

اللہ کی تقدیر سے ہے اور جو اس نے چاہا وہی ہوا۔

(۹۵) کسی کو سلام کرے تو کہے:-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

سلامتی ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکت اس کی۔

اور سلام کے جواب میں کہے: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ - اہل کتاب کے جواب میں یوں کہے وَعَلَيْكَ ۔

.... تم پر بھی سلامتی ہو اور رحمت اللہ کی اور برکت اس کی .... اور تم پر بھی ہو۔

(۹۶) کسی کی طرف سے کوئی سلام پہنچائے تو یوں کہے:-

وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

اور تم پر بھی اور اس پر بھی سلامتی ہو اور رحمت اللہ کی اور برکت اس کی۔

marfat.com

Marfat.com

(۹۷) چھینکنے والے کو کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ رحمت کرے تم پر اللہ ....

پھر چھینکنے والا یوں کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ یَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ وَ یَغْفِرُ لَنَا وَلَکُمْ۔ اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہیں سنوار دے، رحمت کرے اللہ ہم پر اور تم پر اور بخش دے ہم کو اور تم کو۔

(۹۸) کسی مسلمان کو دوست بنائے تو اس سے کہے:-

اِنِّیْ اُحِبُّکَ فِی اللّٰہِ۔ اور وہ اس کو یوں جواب دے اَحَبَّکَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَہٗ۔ اللہ کے واسطے تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔ تو جس کے واسطے مجھ کو دوست رکھتا ہے وہ تجھ کو دوست رکھے

(۹۹) جب یوں کہا گیا غَفَرَ اللّٰہُ اللہ تجھ کو بخشے ....

تو جواب میں کہے وَلَکَ۔ اور تجھ کو بھی۔

(۱۰۰) جب کوئی مزاج پرسی کرے تو کہے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا۔

(۱۰۱) جب کوئی پکارے تو کہے:-

لَبَّیْکَ۔ حاضر ہوتا ہوں۔

(۱۰۲) کسی کی بیمار پرسی کرے تو کہے:-

لَا بَأْسَ طَھُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰہُ لَا بَأْسَ طَھُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ۔ کچھ ڈر نہیں کفارۂ گناہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ڈر نہیں کفارۂ گناہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ، یا اللہ اس کو شفا دیجئے یا اللہ اسے اچھا کر دیجئے۔

(۱۰۳) ماتم پرسی کرے تو سلام کے بعد کہے:-

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَ کُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔ بیشک اللہ نے جو لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا ایک مقررہ وقت ہے تو تو صبر کر اور اجر طلب کر۔

(۱۰۴) جب کوئی مرنے لگے تو یہ تلقین کرے:-

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں

marfat.com
Marfat.com

(۱۰۵) میت کو چارپائی پر رکھے تو پڑھے:-

بِسْمِ اللّٰهِ — اللہ کے نام کے ساتھ۔

(۱۰۶) نمازِ جنازہ کی دعاء:-

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا — خداوندا! ہمارے زندہ اور مردہ اور چھوٹے اور بڑے
وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا — اور مرد اور عورت اور حاضر اور غائب کو بخش دے۔
وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا — خداوندا! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو
فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ — اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے موت دے
مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔ — تو اس کو ایمان پر مار۔

(۱۰۷) میت قبر میں رکھے تو کہے:-

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ — اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر

(۱۰۸) جب مٹی ڈالے تو یہ پڑھے:-

(پہلی مٹھی کے وقت) مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ — ہم نے اسی سے تم کو پیدا کیا ......
(دوسری مٹھی کے وقت) وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ — اور اسی میں ہم تم کو لے جائیں گے ......
(تیسری مٹھی کے وقت) وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ — اور پھر دوبارہ اسی سے تم کو اٹھائیں گے ......

(۱۰۹) اور دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا پہلا اور آخری رکوع پڑھے۔

(۱۱۰) جب قبرستان میں جائے تو یہ پڑھے:-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ — اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو اور اللہ ہم کو اور تم کو
لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ — بخشے اور تم آگے جانے والے ہو اور ہم تمہارے قدم بہ قدم ہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

تتمہ فضائلِ ذکر

جاننا چاہئے کہ ذکر کی حقیقت غفلت کو دور کرنا ہے یعنی جو امر غفلت کا دور کرنیوالا ہو خواہ وہ فعل زبان سے ہو یا قلب سے یا خیال سے پس وہ ذکر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کے منہیات سے بچنے کے ساتھ جو کام بھی کیا جائے غفلت کو دور کرنے والا ہے اور ذکر ہے۔ خرید و فروخت، نکاح و طلاق، خورد و نوش نشست و برخاست وغیرہ جملہ امور شرع کی رعایت کے ساتھ جبکہ نیت یہ ہو کہ حکمِ الٰہی کی تعمیل کر رہا ہے سب ذکر ہی ہے۔ پس جب غفلت دل سے بالکل دور ہو جاتی ہے اور مذکور کی تجلّی دل پر دائمی ہو جاتی ہے اور ذاکر منتہی ہو جاتا ہے اس وقت کَاَنَّکَ تَرَاہُ[1] اس پر صادق آتا ہے اور فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهَا (الحدیث)[2] کا مظہر و مصداق ہو جاتا ہے۔

پس ذکر کی چند قسمیں ہوئیں (۱) دل سے (۲) زبان سے (۳) دل اور زبان دونوں سے (۴) اعضا اور جوارح کے ساتھ۔ افضل یہ ہے کہ دل اور زبان دونوں سے ہو اور اگر ایک سے ہو تو دل کا افضل ہے محض زبان سے ذکر کرنا جبکہ دل غافل ہے فائدہ سے خالی نہیں اس لئے محض اس بنا پر اسے ترک نہیں کر دینا چاہئے کہ ایک عضو تو ذاکر ہے اور اس دوران میں کبھی کبھی تو حضوری بھی ہو جاتی ہے تمام وقت تو غافل نہیں رہے گا نیز یہ حضورِ قلب کا ذریعہ بن جائیگا۔ اعضا و جوارح کے ذکر میں بھی حضورِ قلب ضروری ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ شروع کرنے وقت رضائے الٰہی یا احکامِ الٰہی کی تعمیل وغیرہ کی نیت کا حضور ہو۔

دل کا ذکر بھی دو طرح پر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت و ملکوت میں فکر کرنا اور اس کی قدرت کی نشانیوں یعنی زمین و آسمان و ما فیہا میں غور و تدبر کرنا اس کو ذکرِ خفی کہتے ہیں

[1] گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ [2] اللہ پاک فرماتا ہے پس میں اس کی شنوائی ہوتا ہوں کہ وہ اس کے ساتھ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہوتا ہوں کہ اس کے ساتھ چلتا ہے۔ مطلب یہ کہ کسی عضو کو بغیر رضائے حق کے استعمال نہیں کرتا اور یہ حصولِ رضا اس کو آسان کر دیا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اور یہی مراقبہ کی حقیقت ہے۔ دوسری قسم دل کے ذکر کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے بجالاتے وقت اس کو یاد کرنا۔ اور پہلی قسم افضل و اعلیٰ ہے۔

واضح رہے کہ بعض وقت محض دل سے ذکر کرنا افضل ہوتا ہے بلکہ زبان سے وہاں جائز بھی نہیں ہوتا جیسا کہ بیت الخلا میں یا غسل کرتے وقت یا خلوتِ صحیحہ کے وقت جس کی تصریح فقہ میں موجود ہے پس ذکرِ قلبی قوی تر اور بزرگتر ہے اور دائمی ذکر اسی سے ہوتا ہے لیکن جہاں شرع میں زبان سے ذکر کرنا ہے جیسا کہ نماز کی قرات و تسبیحات وغیرہ وہاں دل سے ذکر کرنا کفایت نہیں کرتا بلکہ زبان سے کرنا چاہئے ورنہ وہ عبادت مقبول نہ ہوگی۔ اور بعض فقہا نے جو یہ لکھا ہے کہ "ذکر نہیں ہوتا مگر زبان کے ساتھ" پس شاید اُن کا مقصود ایسے ہی مواقع سے ہو جن میں شرع شریف میں زبان سے ذکر کرنا آیا ہے واللہ اعلم۔ زبان کے ذکر کا ادنیٰ درجہ مختار قول کے بموجب یہ ہے کہ وہ خود سُن سکے، اس کے بغیر معتبر نہیں۔

اب کچھ قرآنِ پاک کی آیات کا حوالہ مع ترجمہ ذکر کے فضائل میں درج کیا جاتا ہے اس کے بعد احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درج کی جاتی ہیں جو چالیس یا اس سے کچھ اوپر ہیں۔ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ جو شخص دین کی چالیس باتیں (حدیثیں) یاد کرلے اللہ تعالیٰ اس کا حشر علماء کے ساتھ کریگا۔ کوشش کی گئی ہے کہ فضائلِ ذکر کی اس چہل حدیث میں آسان اور مختصر متن والی صحیح احادیث لی جائیں تاکہ یاد کرنے والوں کو آسانی ہو۔ اور بھی فضائلِ ذکر میں بہت احادیث وارد ہیں جو بخوفِ طوالت ترک کردی گئی ہیں، ناظرینِ کرام اس دولت کو غنیمت سمجھیں اور ان آیات و احادیث کو یاد کرلیں، ان کے مطالب کو سمجھیں اور ان کا ہر روز ورد رکھیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

(۱) فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ٥ (آیت ۱۵۲ پ ۲) (ترجمہ: پس تم میری یاد کرو (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو)۔

(۲) فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ (آیت ۱۹۸ پ ۲) (ترجمہ: پھر جب تم (حج کے موقع پر) عرفات سے واپس آجاؤ تو مزدلفہ میں (ٹھہر کر) اللہ کو یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتا رکھا ہے اور درحقیقت تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔)

(۳) فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (آیت ۲۰۰ پ ۲)

marfat.com
Marfat.com

(ترجمہ: پھر جب تم حج کے اعمال پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آبا (واجداد) کا ذکر کرتے ہو (کہ ان کی تعریفوں میں زبان تر رکھتے ہو) بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہئے

(ف) حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی (۱) جو کثرت سے ذکر کرتا ہو۔ (۲) مظلوم (۳) وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔ (جامع الصغیر)

(۴) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ (آیت ۲۰۳، پ ۲) (ترجمہ: اور حج کے زمانہ میں (منیٰ میں بھی ٹھہر کر) کئی روز تک اللہ کو یاد کیا کرو۔ (اس کا ذکر کیا کرو)۔

(۵) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ (آیت ۴۱، پ ۳) (ترجمہ: اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کیا کیجئے اور صبح و شام تسبیح کیا کیجئے)۔

(۶) اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِھِمْ (آیت ۱۹۱، پ ۴) (پہلے عقلمندوں کا ذکر ہے) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور کے بعد یہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا کیا نہیں۔ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچائیے)

(۷) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ (آیت ۱۰۳، پ ۵)

ترجمہ: جب تم نماز (خوف جس کا ذکر پہلے سے ہے) پوری کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی (یعنی کسی حال میں بھی اس کی یاد سے غافل نہ رہو)۔

(۸) وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (آیت ۱۴۲، پ ۵) (منافقوں کی حالت کا بیان ہے) اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو اپنا نمازی ہونا دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر یونہی تھوڑا سا۔)

(۹) اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (آیت ۹۱، پ ۷) (ترجمہ: اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں آپس میں عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ بتاؤ اب بھی (ان بری چیزوں سے) باز آجاؤ گے)۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۰) وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط (آیت ۵۲) اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں جس میں خاص اس کی رضا کا ارادہ کرتے ہیں۔

(۱۱) وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط (آیت ۲۹) (ترجمہ) اور پکارا کرو اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

(۱۲) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (آیت ۵۵ و ۵۶) (ترجمہ: تم لوگ اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارتے رہو بیشک حق تعالیٰ شانہ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور دنیا میں بعد اس کے کہ اس کی اصلاح کردی گئی ہے فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ جل شانہ کو (عذاب سے) خوف کے ساتھ اور (رحمت میں) طمع کے ساتھ پکارا کرو، بیشک اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں کے بہت قریب ہے

(۱۳) وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (آیت ۱۸۰) (ترجمہ: اور اللہ ہی کے واسطے اچھے اچھے نام ہیں پس ان کے ساتھ اللہ کو پکارا کرو۔)

(۱۴) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (آیت ۲۰۵) (ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں بھی اور ذرا دھیمی آواز سے بھی اس حالت میں کہ عاجزی بھی ہو اور اللہ کا خوف بھی (ہمیشہ) صبح کو بھی اور شام کو بھی یاد کرو اور غافلوں میں سے نہ ہو۔

(۱۵) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (آیت ۲) (ترجمہ: ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اس کی بڑائی کے تصور سے) ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُن پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکل رکھتے ہیں (آگے ان کی نماز وغیرہ کا ذکر کرکے ارشاد ہے) یہی سچے لوگ ایمان والے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس بڑے بڑے درجے ہیں اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۶) وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (آیت ۲۸،۲۷ / ۱۳) (ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(۱۷) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (آیت ۱۱۰ / ۱۷) (ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو گے (وہی بہتر ہے) کیونکہ اس کے لئے بہت سے اچھے نام ہیں)۔

(۱۸) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (آیت ۲۴ / ۱۸) (ترجمہ: اور جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجئے)۔

(۱۹) وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (آیت ۲۸ / ۱۸) (ترجمہ: آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا پابند رکھا کیجئے۔ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں محض اس کی رضا جوئی کے لئے اور محض دنیا کی رونق کے خیال سے آپ کی نظر (یعنی توجہ) ان سے ہٹنے نہ پائے (رونق سے مراد یہ ہے کہ رئیس مسلمان ہو جائیں تو اسلام کو فروغ ہو) اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہشات کا تابع ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے)۔

(۲۰) وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا (آیت ۱۰۰، ۱۰۱ / ۱۸) (ترجمہ: اور ہم دوزخ کو اس روز (یعنی قیامت کے دن) کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن نہ سکتے تھے)۔

(۲۱) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ (آیت ۲، ۳ / ۱۹) (ترجمہ: یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا (علیہ السلام) پر، جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو چپکے سے پکارا)۔

marfat.com
Marfat.com

(۲۲) وَاَدۡعُوۡا رَبِّیۡ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا ۝ (آیت ۴۸ / ۱۹) (ترجمہ: اور میں اپنے رب کو پکارتا ہوں (قطعی) امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

(۲۳) اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ (آیت ۱۴ / ۲۰): (بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم (اے موسٰی) میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کرو۔

(۲۴) وَلَا تَنِیَا فِیۡ ذِکۡرِیۡ ۝ (آیت ۴۲ / ۲۰) (حضرت موسٰی و ہارون علیہما السلام کو ارشادِ) اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

(۲۵) وَنُوۡحًا اِذۡ نَادٰی مِنۡ قَبۡلُ (آیت ۷۶ / ۲۱) (ترجمہ: اور جبکہ نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا، حضرت ابراہیمؑ کے قصے سے پہلے۔

(۲۶) وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (آیت ۸۳ / ۲۱) (ترجمہ: اور ایوب (علیہ السلام کا ذکر کیجئے) جبکہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو بڑی تکلیف پہنچی اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

(۲۷) وَذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّہَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَیۡہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ (آیت ۸۷ / ۲۱) (ترجمہ: اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کیجئے) جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہو کر چلے گئے اور سمجھے کہ ہم اُن پر دارو گیر نہ کریں گے پس انھوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہر عیب سے پاک ہیں بیشک میں قصور وار ہوں۔

(۲۸) وَزَکَرِیَّاۤ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ۝ (آیت ۸۹ / ۲۱) (ترجمہ: اور زکریا (علیہ السلام کا ذکر کیجئے) جبکہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے لاوارث نہ چھوڑیئے (اور یوں تو) سب وارثوں سے بہتر (اور حقیقی وارث) آپ ہی ہیں۔

(۲۹) اِنَّہُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَیَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَہَبًا ؕ وَکَانُوۡا لَنَا خٰشِعِیۡنَ ۝ (آیت ۹۰ / ۲۱) (ترجمہ: بیشک یہ سب (انبیاء جن کا پہلے سے ذکر ہو رہا ہے) نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور پکارتے تھے ہم کو (ثواب کی) رغبت اور عذاب کا خوف کرتے ہوئے اور سب کے سب ہمارے لئے عاجزی کرنے والے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

(۳۰) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (آیت ۳۴ و ۳۵ / ۲۲)
(ترجمہ: اورآپ ایسے خشوع کرنے والوں کو (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنادیجئے جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں)

(۳۱) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (آیت ۳۷ / ۲۴) (ترجمہ: (کامل ایمان والوں کی تعریف کے ذیل میں ہے) وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت)

(۳۲) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (آیت ۴۵ / ۲۹) (اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے)

(۳۳) تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (آیت ۱۶، ۱۷ / ۳۲) اُن کے پہلو خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں اس طرح پر کہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانۂ غیب میں محفوظ ہے، یہ بدلہ ہے اس کا جو کچھ وہ کرتے تھے۔)

(۳۴) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (آیت ۲۱ / ۳۳) (ترجمہ: بیشک تم لوگوں کیلئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نمونہ موجود ہے یعنی ہر اس شخص کیلئے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو)

(۳۵) وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (آیت ۳۵ / ۳۳) (ترجمہ: (پہلے سے مومنوں کی صفات کا بیان ہے اس کے بعد ارشاد ہے) اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں ان سب کیلئے اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔)

(۳۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (آیت ۴۱، ۴۲ / ۳۳)
(ترجمہ) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو)

(۳۷) وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ (آیت ۷۵ / ۳۷) (ترجمہ: اور پکارا ہم کو نوح (علیہ السلام) نے پس ہم خوب فریاد سننے والے ہیں)۔

marfat.com
Marfat.com

(۳۸) فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آیت ۲۲، ۳۹) (ترجمہ: پس ان لوگوں کیلئے ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔)

(۳۹) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ يَهْدِیْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آیت ۲۳، ۳۹) (ترجمہ: اللہ جل جلالہ نے بڑا عمدہ کلام یعنی قرآن نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی جس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے سے ہدایت فرما دیتا ہے۔)

(۴۰) فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (آیت ۱۴، ۴۰) (ترجمہ: پس پکارو اللہ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو گو کافروں کو ناگوار ہو۔)

(۴۱) هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ (آیت ۶۵، ۴۰) (ترجمہ: وہی زندہ ہے اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں تم خالص اعتقاد کر کے اس کو پکارا کرو)۔

(۴۲) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (آیت ۳۶، ۴۳) (ترجمہ: جو شخص رحمٰن کے ذکر سے (جان بوجھ کر) اندھا ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے)

(۴۳) اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (آیت ۱۶، ۵۷) (ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدائے تعالیٰ کی یاد کیلئے جھک جائیں)۔

(۴۴) اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (آیت ۱۹، ۵۸) (ترجمہ: ان پر شیطان کا تسلط ہو گیا پس اس نے ان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خوب سمجھ لو یہ بات محقق ہے کہ شیطان کا گروہ خسارہ والا ہے)

(۴۵) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آیت ۱۰، ۶۲) (ترجمہ: پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہو چکے

marfat.com
Marfat.com

تو تم کو اجازت ہے) کہ تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو (لیکن اس میں بھی) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔)

(۴۶) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (آیت ۹ پ ۲۸) (ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ والے ہیں)۔

(۴۷) وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ (آیت ۱۷ پ ۲۹) (ترجمہ۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی اور اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔)

(۴۸) قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۙ (آیت ۲۰ پ ۲۹) (ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔)

(۴۹) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۙ (پ ۲۹) (ترجمہ: اور اپنے رب کا نام لیتے رہا کیجئے اور سب تعلقات توڑ کر اسی کی طرف متوجہ رہیے (یعنی اللہ کا تعلق سب تعلقوں پر غالب رہے)۔

(۵۰) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۚ (آیت ۲۵ پ ۲۹) (ترجمہ: اور اپنے رب کا صبح و شام نام لیتے رہا کیجئے۔)

(۵۱) وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۘ (آیت ۵۱ پ ۲۹) (ترجمہ: یہ کافر لوگ جب ذکر (قرآن) سنتے ہیں تو (شدتِ عداوت سے) ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ تو مجنون ہیں)۔

(۵۲) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۭ (آیت ۱۵ پ ۳۰) (ترجمہ: بیشک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔)

اب چند احادیث شریف فضائلِ ذکر کے سلسلہ میں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ

marfat.com
Marfat.com

إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً (رواہ احمد و البخاری و المسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و غیرہم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر (یعنی فرشتوں کے) مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) اس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں ایک باع[1] بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں — (ف) اس حدیث میں کئی مضمون وارد ہیں (۱) اللہ تعالیٰ بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ سے اس کے لطف و کرم کی امید رکھنی چاہئے اور اس کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے اور ہر معاملہ میں اللہ پاک سے نیک گمان رکھنا چاہئے۔ (۲) ذاکر پر اللہ کی خاص توجہ اور رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ (۳) اللہ پاک فرشتوں کے مجمع میں تفاخر کے طور پر اس کا ذکر کرتا ہے۔ (۴) اللہ پاک ذکر کرنے والے کی طرف اس کی توجہ سے کہیں زیادہ توجہ و لطف فرماتا ہے وغیرہ۔

(۲) عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ (متفق علیہ) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے — (ف) یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے، مراد دل کی زندگی اور موت ہے یا نفع اور نقصان کے اعتبار سے تشبیہ ہے یا بعد الموت ہمیشہ کی زندگی ہے جیسا کہ شہداء کے متعلق ارشاد ہے: بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ؎

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست　　زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

(۳) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنْجَىٰ لَهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (اخرجہ احمد و فی روایۃ انجی لہ من عذاب اللہ)

[1] یعنی دونوں بازوؤں کے پھیلاؤ کی مقدار۔ مراد ہے رحمت و لطف (مؤلف)

Marfat.com

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔

(۴) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں گذرو تو خوب میوے کھاؤ۔ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔ (ف) ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغ اس لئے کہا کہ ان کے سبب سے بہشت کے باغوں میں داخل ہوتا ہے، نیز یہ کہ جنت کی طرح یہ مجالس بھی ہر آفت سے محفوظ رہتی ہیں خوب کھاؤ یعنی باوجود دنیاوی تفکرات اور موانع کے ذکر کے حلقوں میں شامل رہو اور منہ نہ موڑو جس طرح ذکر کرنا مستحب ہے ویسے ہی حلقۂ ذکر میں بیٹھنا بھی مستحب ہے۔

(۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ (رواہ احمد وغیرہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔ (ف) لوگوں کے مجنوں یا ریاکار کہنے کی وجہ سے ذکر کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا اور شیطان کا دھوکا ہے۔

(۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمًا وَّمُتَعَلِّمًا (رواہ الترمذی وابن ماجہ بیہقی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور) ہے مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہے اور عالم اور طالب علم۔ (ف) ذکر کے قریب ہونے سے وہ چیزیں مراد ہوں گی جو اللہ کے ذکر میں معین و مددگار ہوں یعنی بقدرِ ضرورت کھانا پینا زندگی کے اسبابِ ضروریہ اور ہر چیز جو شریعتِ مقدسہ کے مطابق ہو ذکر ہے اور اگر مراد اللہ تعالیٰ کا قرب ہو تو ساری عبادتیں اس میں داخل ہوں گی۔

marfat.com
Marfat.com

(۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ (رواہ الترمذی) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو، اس لئے کہ اللہ کے ذکر کے بغیر بہت کلام کرنا دل کی سختی کا موجب ہے اور آدمیوں میں اللہ سے زیادہ دور وہ ہے جو سخت دل ہوتا ہے۔ (ف) یعنی سخت دل آدمی خوفِ خدا کم رکھتا ہے، آخرت سے غافل اور دنیا میں مشغول رہتا ہے حق بات نہیں سنتا۔

(۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ (بیہقی از مشکوۃ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے ہر چیز کا صیقل (صفائی) ہے اور دلوں کا صیقل (صفائی) ذکر الٰہی ہے۔

(۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ (رواہ البخاری) ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں (یعنی مدد کرتا ہوں اور توفیق دیتا اور رحمت و رعایت کرتا ہوں) جس وقت مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ اپنے دونوں ہونٹ ہلاتا ہے (یعنی دل اور زبان سے یاد کرتا ہے)۔

(۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ (بخاری) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدمی (انسان) کے دل پر جما ہوا بیٹھا ہے جب آدمی اللہ تعالیٰ کو (دل سے) یاد کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔

(۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔

marfat.com
Marfat.com

(رواہ الترمذی وابن ماجہ) عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک اسلام کے احکام (یعنی نوافل) مجھ پر بہت غالب ہوئے ہیں (یعنی بہت ہیں کہ اپنے ضعف کے سبب سب کے کرنے سے عاجز ہوں) پس مجھے ایسی چیز کی خبر دیجئے کہ میں اس کے ساتھ چمٹ جاؤں (یعنی ایسا عمل فرمایئے کہ بہت سے ثواب کا باعث اور جامع اور آسان ہو اور کسی مکان و زمان اور حال پر موقوف نہ ہو کہ اس کو بعد ادائے فرائض اپنا ورد بنالوں اور سب نوافل سے اس کے سبب مستغنی ہو جاؤں) آپؐ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ تر (جاری) رہے —
(ف) زبان سے مراد بدن کی زبان یا دل کی زبان ہے۔

(۱۲) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاجِلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ (بیہقی) اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیشک ان دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح کہ لوہے کو جبکہ اس کو پانی پہنچ جاتا ہے زنگ لگ جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس کی جلا کس چیز سے ہوتی ہے فرمایا موت کو بکثرت یاد کرنے سے اور قرآن مجید کی تلاوت سے۔

(۱۳) عَنْ اَنَسٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّاٰتُكُمْ حَسَنَاتٍ ؕ (اخرجہ احمد والبزار وابو یعلی والطبرانی) حضرت انسؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں — (ف) ذکر کی برکت سے برائیاں بھی نیکیوں سے بدل دی جاتی ہیں۔

(۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ (رواہ ابوداؤد) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے اس پر ایسا بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے

marfat.com
Marfat.com

افسوس اور نقصان ہوگا اور جو شخص خوابگاہ میں لیٹے اس طرح کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے افسوس و نقصان ہوگا ۔ (ف) یعنی اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے اور شب و روز ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیئے اور جو وقت ذکر سے خالی ہوگا وہ قیامت میں موجب حسرت و ندامت ہوگا۔

(۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ (رواہ الترمذی) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی کہ نہ اس میں اللہ کا ذکر کیا ہو اور نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہو مگر وہ مجلس ان پر افسوس ہوگی پھر اگر خدا چاہے ان کو عذاب کرے اور اگر چاہے ان کو بخشدے ۔ (ف) یعنی بسبب اگلے پچھلے گناہوں کے عذاب کرے یا از راہِ فضل و رحمت بخشدے۔ اس میں اشارہ ہے کہ جب اہلِ مجلس اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں کرتا بلکہ یقیناً بخشدیتا ہے۔

(۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ یَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ فِیْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِیْفَةِ حِمَارٍ وَکَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً (رواہ احمد و ابوداؤد) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی ایسی مجلس سے کھڑے ہوں جس میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو وہ گویا ایک گدھے کی لاش پر سے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ امر ان کے لئے موجبِ ندامت ہوگا ۔ (ف) یعنی جس مجلس میں خدا کو یاد نہ کیا ہو وہ مجلس مردار گدھے کی مانند ہے اور جو لوگ وہاں سے اٹھے گویا وہ مردار کھا کر اٹھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (حصن)

marfat.com
Marfat.com

(۱۷) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَرَّتْ بِھِمْ لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فِیْھَا۔ (طبرانی و بیہقی) معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہلِ جنت کو کسی چیز کی حسرت نہ ہوگی سوائے اس گھڑی (لمحہ) کے جو اُن سے بغیر ذکر اللہ کے گذری ہوگی۔

(۱۸) عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ کَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَیْہِ وَبَالٌ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَھْیٌ عَنْ مُنْکَرٍ اَوْ ذِکْرُ اللّٰہِ (رواہ الترمذی)
ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا ہر کلام وبال ہے اس پر مگر نیکی کا امر کرنا یا برائی سے منع کرنا یا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ (ف) اس حدیث میں ایسے مباح کلام سے جس میں عقبیٰ کا نفع نہ ہو بچنے کی تاکید پر مبالغہ ہے اور جو باتیں امرِ معروف و نہی منکر و ذکر اللہ کے مانند یا معاون ہوں وہ منع نہیں۔

(۱۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَذْکُرُ عَنْ رَبِّہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُذْکُرْنِیْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَۃً اَکْفِکَ فِیْمَا بَیْنَھُمَا (اخرجہ احمد)
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر میں ان دونوں کے درمیانی حصہ میں تیری کفایت کرونگا (ف) ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کرو وہ تیری مطلب براری میں معین ہوگا انہی وجوہ سے صبح اور عصر کی نماز کے بعد اوراد کا معمول ہے اور حضرات صوفیہ کے یہاں تو ان وقتوں کا خاص اہتمام ہے بالخصوص فجر کے بعد تو بھی اہتمام فرماتے ہیں۔

(۲۰) وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَلذِّکْرُ الَّذِیْ لَا تَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ یَزِیْدُ عَلَی الذِّکْرِ الَّذِیْ تَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا (بیہقی) اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ذکر جس کو حفظہ (حفاظت کرنے والے فرشتے) نہیں سنتے (یعنی ذکر خفی) اس ذکر پر جس کو حفظہ سنتے ہیں (ذکر جلی) پر ستر درجے فضیلت رکھتا ہے۔ (ف) ذکرِ خفی کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں اور ذکرِ جہر بھی مشروع ہے دونوں مستقل چیزیں ہیں جو حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کو شیخ تجویز کرتا ہے کہ کس شخص کے لئے کس وقت کیا مناسب ہے اور ہر سلسلہ میں

marfat.com
Marfat.com

مزاج کی رعایت کرتے ہوئے دونوں کو اعتدال کے ساتھ لیا گیا ہے۔

(۲۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ (جامع اصول الاولیاء)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر ذکر خفی ذکر ہے۔

(۲۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ (مسلم ترمذی واحمد وغیرہ) ابوہریرۃؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جماعت ذکر الٰہی میں مشغول نہیں ہوتی مگر اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی جماعت ملائکہ میں ان کا ذکر (تفاخر کے طور پر) کرتا ہے۔ (ف) امام نووی فرماتے ہیں کہ سکینہ کوئی ایسی مخصوص چیز ہے جو طمانینت ورحمت وغیرہ سب کو شامل ہے اور ملائکہ کے ساتھ اترتی ہے۔

(۲۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ (حلیۃ الاولیاء) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آجائے ــــ (ف) یہ بات جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ کوئی شخص کثرت سے ذکر کا عادی ہو اور جس کو خود ہی توفیق نہ ہو اس کو دیکھ کر کسی کو کیا اللہ کی یاد آسکتی ہے۔

(۲۴) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ فَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهَ وَاِنْ قَلَّتْ صَلٰوتُهٗ وَصِيَامُهٗ وَتِلَاوَتُهٗ لِلْقُرْاٰنِ وَمَنْ عَصَى اللّٰهَ لَمْ يَذْكُرْهُ وَاِنْ كَثُرَتْ صَلٰوتُهٗ وَصِيَامُهٗ وَتِلَاوَتُهٗ لِلْقُرْاٰنِ (طبرانی) اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کی اس نے حقیقت میں خدائے تعالیٰ کو یاد کیا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے اور تلاوتِ قرآن کم ہوں (یعنی اگرچہ نفلی عبادات کم ہوں) اور جس نے خدائے تعالیٰ کے (احکام) کی نافرمانی کی تو اس نے حقیقت میں خدائے تعالیٰ کو یاد نہیں کیا، اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے اور تلاوتِ قرآن زیادہ ہوں (ف) حقیقت میں ذاکر وہی شخص ہے جو خداوند عالم کے اوامر کو بجالائے اور منہیات سے بچے اگرچہ اس کی نفلی عبادات کم ہوں اور جو لوگ نفلی طاعات زیادہ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجا نہیں لاتے

marfat.com
Marfat.com

اور منہیات سے نہیں بچتے اور اپنے معاملات کو درست نہیں کرتے ایسے لوگ حقیقت میں غافلوں میں شمار ہیں

(۲۵) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب سے بہتر دعا الحمد للہ ہے ۔ (ف) لا الٰہ الا اللہ اس لئے افضل ہے کہ اس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور باطن کے پاک کرنے میں عجیب تاثیر رکھتا ہے ۔

(۲۶) وَفِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ لِاَبِیْ ذَرٍّ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ رَاْسُ الْاَمْرِ کُلِّہٖ وَعَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ ذِکْرٌ لَّکَ فِی السَّمَآءِ وَنُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ (الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی) ایک طویل حدیث میں ابوذرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں تیرے لئے نور کا سبب بنے گا۔

(۲۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ دَرَاہِمُ یَقْسِمُھَا وَاٰخَرُ یَذْکُرُ اللّٰہَ لَکَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰہِ اَفْضَلَ (طبرانی) ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے ۔ (ف) اللہ کے راستے میں خرچ کرنا کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ کی یاد اس سے بھی افضل ہے پھر جو مالدار اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا اللہ کا ذکر بھی کرتا ہو وہ کسقدر خوش نصیب ہے ۔

(۲۸) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْاَعْمَالِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی (جامع اصول الاولیاء) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے ۔ (ف) یہ مراد نہیں کہ اور اعمال کو چھوڑ دو بلکہ یہ مراد ہے کہ ذکر کا ثمرہ سب عملوں سے زیادہ ہے ۔

(۲۹) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ فَقَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطْبٌ بِذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (طبرانی وبیہقی بروایتِ معاذؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اعمال میں سے کونسا عمل بہتر ہے آپؐ نے فرمایا کہ جب تجھ کو موت آئے تو

marfat.com
Marfat.com

تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (ف یعنی ہر وقت اللہ کی یاد میں لگا رہے تاکہ اس کے نتیجے کے طور پر مرتے وقت بھی زبان و دل سے ذکر جاری رہے۔

(۳۰) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلذِّکْرُ خَیْرٌ مِّنَ الصَّدَقَۃِ (جامع اصول الاولیاء عن ابی ہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر صدقہ سے بہتر ہے۔

(۳۱) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا صَدَقَۃٌ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (طبرانی جامع اصول الاولیاء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی صدقہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے افضل نہیں (یعنی ذکر ہر صدقہ سے افضل ہے)

(۳۲) قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ اَعْظَمُ دَرَجَۃً قَالَ الذَّاکِرُوْنَ (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بلند مرتبہ لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ذکر کرنے والے۔

(۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ (رواہ الطبرانی عن ابی ہریرۃؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدمی جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو میرا شکرِ نعمت کرتا ہے اور جب تو مجھ کو بھول جاتا ہے تو میری نعمت کا کفران کرتا ہے۔ (ف) ؎

ہر آں کو غافل از وے یک زمان ست	در آں دم کافر ست اما نہان ست
اگر آں غافلی پیوستہ بودے	درِ اسلام بروے بستہ بودے

مگر چونکہ وہ غافلی ہمیشہ نہیں ہے اس لئے درِ اسلام (ذکرِ حق کا کرنا) کھلا ہوا ہے۔

(۳۴) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ شَغَلَہٗ ذِکْرِیْ عَنْ مَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ (احیاء، بیہقی بروایت حضرت عمرؓ و بخاری در تاریخ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دیگا (یعنی میرے ذکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجھ سے کچھ مانگنے کی فرصت نہ ہوگی) میں اس کو مانگنے والوں سے افضل و بہتر دوں گا۔ (ف) ذکر کی برکت سے خاص عطیۂ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

(۳۵) عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ فِیْ حَدِیْثٍ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالَ وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتُ (رواہ مسلم)

marfat.com
Marfat.com

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفردون الگ ہو کر (آگے جانے والے) سبقت لے گئے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مفردون کون ہیں فرمایا کہ وہ مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ (ف) اصلی سبقت کثرتِ ذکر سے بیراہی حاصل کرنا ہے۔

(۳۶) قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذِّكْرُ نِعْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَادُّوْا شُكْرَهَا (اخرجہ الدیلمی فی الفردوس جامع اصول الاولیاء) حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی نعمت ہے اس نعمت کا شکر ادا کرو۔

(۳۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ (مسلم ورسالہ قشیریہ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَّقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ (رسالہ قشیریہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئیگی یہاں تک کہ (زمین) دنیا ایسی ہو جائے گی کہ اس میں اللہ اللہ نہ کہا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک کوئی اللہ اللہ کہے گا اس پر قیامت نہیں آئے گی۔ (ف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محض کلمہ "اللہ" کا تکرار مشروع ہے اگرچہ اس سے محض تبرک واستحضار ہی مقصود ہو خواہ کسی معنیٰ خبری یا انشائی کو مفید نہ بھی ہو۔۔۔ ذکرِ اسمِ ذات کی فضیلت ظاہر ہے خواہ وہ جہری ہو یا خفی وسرّی۔

(۳۸) عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّيْنَ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِيْ شَجَرٍ يَابِسٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِثْلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِيْ وَسَطِ الشَّجَرِ[1] وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِيْ بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ يُرِيْهِ اللّٰهُ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ حَيٌّ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ يُغْفَرُ لَهٗ بِعَدَدِ كُلِّ فَصِيْحٍ وَّاَعْجَمٍ وَالْفَصِيْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَهَائِمُ (رواہ رزین۔ مشکوٰۃ شریف) وَفِيْ رِوَايَةٍ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَالْحَيِّ بَيْنَ الْاَمْوَاتِ (مذاق العارفین) امام مالکؒ سے

---

[1] وفی روایۃ كالشجرة الخضراء في وسط الهشيم۔ احیاء، وبیہقی بروایت ابن عمرؓ

marfat.com
Marfat.com

روایت ہے کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا بھاگنے والوں کے پیچھے لڑنے والا (یعنی ایک جماعت تو لڑائی سے بھاگ گئی اور ان کے بعد ایک شخص کافروں سے لڑتا رہا، یہ بڑی فضیلت رکھتا ہے) اور فرمایا غافلوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسا سوکھے اور ٹوٹے درختوں میں سرسبز درخت ہوتا ہے (ظاہر ہے کہ پھل سرسبز درخت کو ہی لگتا ہے سوکھے درخت کو نہیں لگتا) اور فرمایا غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اندھیرے گھر میں چراغ اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانا جنت میں (حالتِ زندگی میں) دکھا دیتا ہے (یعنی مکاشفہ کے ساتھ یا خواب میں یا ایسا یقین بخشتا ہے کہ گویا دیکھتا ہے) اور فرمایا غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کے گناہ کل فصیح و اعجم کی تعداد کے بقدر بخشے جاتے ہیں فصیح سے مراد اولادِ آدمؑ ہے اور اعجم سے مراد جانور۔ (یہ کئی حدیثوں کی جامع ہے)۔

(۳۹) مَا مِنْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا وَلِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ صَدَقَةٌ يَمُنُّ بِهَا عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا مَنَّ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ بِاَفْضَلَ مِنْ اَنْ يُّلْهِمَهٗ بِذِكْرِهٖ (رواہ ابن ابی الدنیا)

کوئی دن اور کوئی رات نہیں ہوتی مگر اللہ عزوجل اس میں اپنے جس بندہ پر چاہتے ہیں صدقہ کر کے احسان فرماتے ہیں اور بندہ پر اللہ کا اس سے بڑا کوئی احسان نہیں کہ اسے اپنے ذکر کا الہام فرما دے۔

(۴۰) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ بِرَجُلٍ مُغَيَّبٍ فِيْ نُوْرِ الْعَرْشِ. قُلْتُ مَنْ هٰذَا. اَهٰذَا مَلَكٌ قِيْلَ لَا قُلْتُ نَبِيٌّ؟ قِيْلَ لَا. قُلْتُ مَنْ هُوَ؟ قَالَ هٰذَا رَجُلٌ كَانَ فِي الدُّنْيَا لِسَانُهٗ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَلَمْ يَسْتَسِبَّ لِوَالِدَيْهِ (رواہ ابی الدنیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گذر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو عرش کے نور میں چھپا ہوا تھا میں نے دریافت کیا "کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟" جواب دیا گیا "نہیں" میں نے دریافت کیا "کیا یہ کوئی نبی ہے؟" جواب دیا گیا "نہیں"، میں نے دریافت کیا "یہ کون ہے؟" (جبرئیلؑ نے) جواب دیا "یہ وہ شخص ہے جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا تھا اور جس نے اپنے والدین کو برا بھلا نہیں کہا" ـــ (ف) غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس شخص کو جو یہ مرتبہ ملا

marfat.com
Marfat.com

اُس کی تین وجوہات ذکر کی گئی ہیں اور ان میں سے ذکر کو مقدم کیا گیا ہے۔

(۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلٰٓئِکَتِہٖ قَرِّبُوْا مِنِّیْ اَھْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنِّیْ اُحِبُّھُمْ (جامع اصول الاولیا) وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا دُوْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ حَتّٰی تَخْلُصَ اِلَیْہِ (جامع اصول الاولیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو میرے پاس لاؤ کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ نیز فرمایا لا الٰہ الا اللہ اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں یہانتک کہ تو اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

شجرۂ مبارکہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

اَلسِّلْسِلَۃُ الشَّرِیْفَۃُ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَضْرَتِنَا اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَضْرَتِنَا سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا الْاِمَامِ الْقَاسِمِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا الْاِمَامِ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا اَبِیْ یَزِیْدَنِ الْبُسْطَامِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

marfat.com
Marfat.com

اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا اَبِی الْحَسَنِ الْخَرْقَانِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا اَبِی الْقَاسِمِ الْجُرْجَانِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا اَبِیْ عَلِیِّ بِنِ الْفَارْمِدِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا یُوْسُفَ الْھَمْدَانِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا عَبْدِ الْخَالِقِ الْغِجْدَوَانِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا مُحَمَّدٍ عَارِفِ بِنِ الرِّیْوَجَرِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا مَحْمُوْدِ بِنِ الْفَغْنَوِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا عَزِیْزَانِ عَلِیِّ بِنِ الرَّامِیْتَنِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا بَابَا السَّمَاسِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا اَمِیْرِ بِنِ الْکُلَالِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا شَیْخِ الْمَشَائِخِ مُحَمَّدٍ بَہَاءِ الدِّیْنِ الْبُخَارِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا عَلَاءِ الدِّیْنِ الْعَطَّارِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا یَعْقُوْبَ الصَّرْخِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا عُبَیْدِ اللّٰہِ الْاَحْرَارِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا مُحَمَّدِ بِنِ الزَّاھِدِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا دُرْوِیْشِ مُحَمَّدٍ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا مُحَمَّدِ بِنِ الْاَمْکَنْکِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا عَبْدِ الْبَاقِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا وَمَوْلٰنَا اَحْمَدَ الْفَارُوْقِیِّ السَّھْرِنْدِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا مُحَمَّدِ بِنِ الْمَعْصُوْمِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا مُحَمَّدٍ سَیْفِ الدِّیْنِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا مُحَمَّدٍ مُحْسِنِ الدِّہْلَوِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ
اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حَضْرَتِنَا نُوْرِ مُحَمَّدِ بِنِ الْبَدَایُوْنِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

marfat.com
Marfat.com

الٰہی بحرمۃ حضرتنا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا عبد اللہ شاہ الدہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا ابی سعید ن الاحمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا احمد سعید ن المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا دوست محمد ن القندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا محمد عثمان الدامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا ومولٰنا محمد فضل علی ن المسکین پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی بحرمۃ حضرتنا ومولٰنا محمد سعید ن القریشی الہاشمی الاحمدپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
الٰہی ببرکۃ حضرتنا ومولٰنا الحاج شاہ زوّار حسین زاد اللہ تعالیٰ قدرہ
وادام ظلہٗ علیٰ رؤس المسترشدین۔
الٰہی بحرمۃ جمیع احبائک ادخلنی مع الصالحین فی غرفات الجنان اٰمین
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ؁

شجرۂ مبارکہ اردو منظوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وّعلیٰ اٰل سیدنا محمد وّبارک وسلم بعدد کل شیٍٔ معلوم لک ؁

حمد کل ہے رب کی ذاتِ کبریا کے واسطے
اور درود و نعت مولیٰ مجتبیٰ کے واسطے

اے خدا تو اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
فضل کر مجھ پر محمدؐ مصطفیٰ کے واسطے

حضرتِ صدیقِ اکبرؓ یارِ غارِ مصطفیٰ
صدق دے کامل تو ایسے پُر صفا کے واسطے

حضرتِ سلمانِ فارس شمسِ برجِ معرفت
درد اپنا دے مجھے اُس جاں فدا کے واسطے

حضرتِ قاسم تھے پوتے حضرتِ صدیقؓ کے
عالی ہمت کر مجھے اس ذوالعلا کے واسطے

marfat.com
Marfat.com

حضرتِ جعفر امامِ اتقیا و اصفیا — مطمئن مجھ کو بنا اُس ذی عطا کے واسطے
قطبِ عالم غوثِ اعظم شیخ اکبر بایزید — نورِ عرفاں دے مجھے نور الوری کے واسطے
خواجہ حضرت بوالحسن جو ساکنِ خرقان تھے — ذکرِ قلبی دے مجھے اس باصفا کے واسطے
حضرتِ خواجہ ابوالقاسم جو تھے گرگان میں — دور کر عصیاں مرے اُس پُر حیا کے واسطے
فارمدی شیخ عالم خواجہ حضرت بو علی — دے مجھے اعمالِ صالح اولیا کے واسطے
قطبِ عالم خواجہ یوسف جو تھے ہمدان کے — نفس ہو مغلوب میرا مقتدا کے واسطے
غجدوانی خواجہ عبدالخالقِ شیخِ کمال — دل منور کر مرا شمس الضحیٰ کے واسطے
حضرت خواجہ محمد عارفِ ریوگری — اپنا عارف کر مجھے اس پیشوا کے واسطے
ساکنِ انجیر فغنہ یعنی محمودِ ولی — دے مجھے توفیقِ حق اس بے بہا کے واسطے
حضرتِ خواجہ عزیزانِ علی رامیتنی — نام تیرا ہو عزیز اس بے ریا کے واسطے
خواجۂ باباسماسی عاشقِ ذاتِ خدا — عشقِ صادق دے ہمیں اس باصفا کے واسطے
میرِ میراں حضرتِ شاہِ کلالِ متقی — کر روا سب حاجتیں اس پُر سخا کے واسطے
حضرتِ خواجہ بہاء الدین جو تھے نقشبند — کر منقش دل مرا نور الہدیٰ کے واسطے
حضرتِ خواجہ علاء الدین جو عطار تھے — دل معطر ہو مرا اس خوش لقا کے واسطے
حضرتِ یعقوبِ چرخی بیکسوں کے دستگیر — میری غفلت دور کر اس باعطا کے واسطے
حضرتِ خواجہ عبیداللہ جو احرار تھے — دمبدم ہو عشق زائد دلربا کے واسطے
حضرتِ خواجہ محمد زاہدِ زہدِ کمال — مجھ کو زاہد کر دے اس شاہِ ولا کے واسطے
خواجہ درویشِ محمد میرِ درویشاں ہوئے — خاص درویشوں سے کر اس حق نما کے واسطے
خواجگی خواجہ محمد واقفِ اسرارِ حق — مجھ کو بھی خواجہ بنا مردِ خدا کے واسطے
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ راز داں — راز داں مجھ کو بنا اس دلکشا کے واسطے
حضرتِ خواجہ مجدد الف ثانی بحرِ علم — مجھ کو صبر و شکر دے بدر الدجیٰ کے واسطے
عروۃ الوثقیٰ محمد خواجہ معصوم اہلِ دل — دل منور کر مرا اس باصفا کے واسطے
خواجہ سیف الدین صاحب سیف تھے جو دین کے — سر کٹے حرص و ہوا کا ذی لقا کے واسطے

marfat.com

Marfat.com

حافظِ محسن ولیِ دہلوی تھے باخدا
معرفت دے مجھ کو اس شمس الہدیٰ کے واسطے

سیدِ نورِ محمد تھے بدایونی ولی
عشق و عرفاں کر عطا اس پیشوا کے واسطے

مرزا مظہر جانِ جاناں تھے حبیب اللہ شہید
رکھ شریعت پر مجھے پیرِ ہدیٰ کے واسطے

خواجہ عبد اللہ شاہ جو تھے مجدّد دہلوی
خاص بندوں سے بنا اس رہنما کے واسطے

بو سعید احمد کہ جو غوثِ زماں تھے بے گماں
مجھ کو بھی اسعد بنا اس باوفا کے واسطے

خواجہ احمد سعیدِ دہلوی مدنی ہوئے
عشق دے اپنا مجھے اس بے ریا کے واسطے

حاجیٔ دوست محمد ساکنِ قندھار تھے
قلب ذاکر رکھ مرا اُس خوش ادا کے واسطے

خواجہ عثمان دامانی جو قطبِ وقت تھے
مجھ کو بھی ویسا بنا شیرِ خدا کے واسطے

شہ سراج الدین شانِ حق سراجِ معرفت
قلب روشن کر مرا اس باصفا کے واسطے

شاہِ تاج الاولیا فضلِ علیؒ بے عدیل
دے سیہ دل کی دوا اس پرضیا کے واسطے

قطبِ دوراں روحِ عرفاں سعدِ دیں خواجہ سعید
دل ہو انور اس قریشی پارسا کے واسطے

عاشقِ دیدارِ مولیٰ شاہِ زوار حسین
شرع و ایماں کر عطا اس باصفا کے واسطے

کر قبول ان ناموں کی برکت سے ہر جائز دعا
یارب اپنی رحمتِ بے انتہا کے واسطے

میرا دل رکھ دائماً ذاکر بذکرِ اسمِ ذات
اے خدا جملہ مقدس اصفیا کے واسطے

بحرِ عصیاں میں الٰہی میں سراپا غرق ہوں
فضل تیرا چاہئے مجھ مبتلا کے واسطے

اے خدا مجھ کو تہی دستی کی کُلفت سے بچا
اپنے فضل و رحم اور جُود و سخا کے واسطے

میرے ہر دشمن کو اپنے فضل سے مغلوب کر
اپنی رحمانی رحیمی اور عطا کے واسطے

یا الٰہی شرِّ شیطانی سے تو محفوظ رکھ
ہر عمل ہو بے ریا تیری رضا کے واسطے

ہو منوّر قبر میری اور دے مجھ کو نجات
اے خدا حضرت محمد مصطفیٰ کے واسطے

marfat.com
Marfat.com

شجرہ شریف سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اویسیہؒ

(منظوم و مختصر)

فضل کر مجھ پر خدایا بہرِ زوّارِ حسین — از طفیلِ حضرتِ حاجی سعیدِ[1] ہاشمی
کھول دے مجھ پر خدایا بابِ افضال و سخا — صدقۂ فضلِ علی شاہ و سراج الدین سخی
بہرِ عثماں خواجہ قندھاری[2] و شاہ احمد سعید — بہرِ شاہِ بوسعید و شاہ عبداللہ[3] ولی
بہرِ مظہر جانِ جاناں صاحبِ صدق و صفا — سیدی نورِ محمد خواجہ سیف الدین تقی
خواجہ معصوم و مجدد الف ثانی احمدی — بہرِ خواجہ باقی باللہ سیدی و مرشدی
خواجہ امکنگی و درویشِ محمد ذوالعطا — بہرِ زاہد بہرِ احرار و بیعقوبِ غنی
شہ علاؤالدیں بہاؤالدین اور میرِ کلال — بابا سماسی عزیزانِ علی رامیتنی
مجھ کو اوصافِ حمیدہ کر عطا اے ذوالمنن — بہرِ محمود و برائے خواجہ عارف ریوگری
عبدِ خالق غجدوانی خواجہ یوسف پارسا — کر عطا بوئے محمدؐ بہرِ حضرت بوعلی
بوالحسن خرقانی و شہ بایزیدِ پارسا — کر عطا علمِ لدنی بہرِ بسطامی ولی
بہرِ حضرت جعفرِ صادق امامِ وقتِ خویش — بہرِ حضرت قاسم و از بہرِ سلماں فارسیؓ
کر عطا صدق و صفا صدیقِ اکبرؓ کے طفیل — بخش بہرِ حضرتِ فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ
یا الٰہی بہرِ شاہِ انبیاء و اولیا — یا الٰہی از طفیلِ آل و اصحابِ نبیؐ
یا الٰہی صدقۂ کل انبیاء و اولیا — تیرے الطاف و ترحم کا توسل اے غنی

مانگنے کی دی ہے توفیق اے خدا مقبول کر
کر عطا اپنی رضا مطلوب میرا ہے توہی

---

[1] حضرت محمد سعیدؒ قریشی ہاشمی احمد پوری۔ [2] حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

[3] المعروف بہ شاہ غلام علی دہلویؒ

marfat.com

Marfat.com

خمسۂ شہنشاہ ظفرؒ

بر قصیدۂ فارسیۂ حکیم سنائی رحمہما اللہ تعالیٰ

یہ دنیا یونہی بک بک کے عبث جان کھپائی — نہ دیا منزلِ عقبیٰ کا مجھے رستہ دکھائی
مگر اب جی میں ہے سب چھوڑ کے یہ ہرزہ سرائی — مَلِکا ذکرِ تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نروم من بجز آں رہ کہ توآں رہ بنمائی

نہ پھروں عہد سے جبتک کہ مرے دم میں ہے دم — رہوں پیمانِ محبت پہ ترے میں یونہی محکم
طلبِ وصل تری دل سے مرے ہو نہ کبھی کم — ہمہ درگاہِ تو جویم، ہمہ درکارِ تو پویم
ہمہ توحیدِ تو گویم کہ بہ توحید سزائی

نہ چپ و راست کہ گر ہووے تری نصرت یاری — نہ ترا عرش سے تا فرش اگر فیض ہو جاری
نہ کہے کیونکہ خدایا یہ خدائی تجھے ساری — تو خداوندِ یمینی تو خداوندِ یساری
تو خداوندِ زمینی تو خداوندِ سمائی

نظر آتی ہے جہاں میں جو سفیدی و سیاہی — قلمِ صنع پہ دے ہے ترے دن رات گواہی
تری یکتائی مبرا ہے ہر ایک شے سے الٰہی — تو زن و جُفت نہ جوئی تو خور و خفت نخواہی
احدا بے زن و جفتی، مَلِکا کامروائی

نہ پرستش کا تو محتاج، نہ محتاجِ عبادت — نہ عنایت تجھے درکار کسی کی نہ حمایت
نہ شراکت ہے کسی کی نہ کسی کی ہے قرابت — نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

جسے تو چاہے امیری دے جسے چاہے فقیری — جسے تو چاہے بزرگی دے جسے چاہے حقیری
کرم و عفو سے کیونکر نہ کرے عذر پذیری — تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزّی تو مذلّی مَلِک العرش بجائی (العلائی)

گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے تو رزق رسانی — ترے الطاف سے محروم نہ میخوار نہ زانی
کہ تو ستار ہے اور واقفِ اسرارِ نہانی — ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را غیب تو دانی
ہمہ را رزق رسانی کہ تو با جود و عطائی

marfat.com
Marfat.com

خرد و فہم نے گر دل سے کوئی بات تراشی — کہ ہوا اوّل و آخر کی حقیقت کا تلاشی
مرے نزدیک سوا اس کے ہی سب سمع خراشی — نہ بُدے خلق تو بودی نبود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

رہے مصروف ثنا میں تری ہر چند خلائق — نہ ادا پر وہ ثنا ہو جو ثنا ہے ترے لائق
کہ وہ فوق اور ہی جس فوق سی ہے سب پہ تو فائق — نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق
نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بپائی

رہِ توصیف تری رکھتی نہایت ہی درازی — نہ لگے ہاتھ یہ کوچہ تری بے بندہ نوازی
نہ تری کُنہِ حقیقت میں چلے نکتہ طرازی — بَری از چون و چرائی بَری از عجز و نیازی
بَری از صورت و رنگی بَری از عیب و خطائی

نہ تجھے دوست کی حاجت ہی نہ اندیشۂ دشمن — نہ تجھے کام ہے عشرت سے نہ شیوہ تراشیون
نہ تجھے چاہیئے ماوٰی نہ تجھے چاہیئے مسکن — بَری از خوردن و خفتن بَری از تہمتِ مُردن
بَری از بیم و امیدی بری از رنج و بَلائی

نہ رہا عالمِ طفلی و جوانی، ہوئی پیری — غمِ دنیا کی ہوس میں مجھے ہیگی یہ اسیری
نہ روا رکھ مرے حق میں تو یہ خواری و حقیری — تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری
تو نمائندۂ فضلی تو سزا وارِ خدائی

ترے اوصاف بیاں کرنے کی باندھے ہے جو دُھن جی — دمِ تقریر ہے گونگی دمِ تحریر ہے لُونجی
مری گو نوکِ زباں گنجِ معانی کی ہے کُنجی — نتواں وصفِ تو گفتن کہ تو در وصف نگنجی
نتواں شرحِ تو کردن کہ تو در شرح نیائی

نہ بصر کو ہے یہ قدرت کہ تری دیکھے تجلّی — نہ خرد کو ہے یہ طاقت کہ تجھے پائے ذرا بھی
متحیر ہوں میں اس میں کہ صفت کیا کروں تیری — احدٌ لیس کمثلی صمدٌ لیس کفضلی
لمن الملک تو گوئی کہ سزا وارِ خدائی

ظفر اس وقت میں خاموش ہو کیا غنچہ کی مانند — کہ یہ اشعار مناجات کے یاد آئے اُسے چند
کرے توصیف میں کس طرح تری اپنی زباں بند — لبِ دندانِ سنائی ہمہ توحیدِ تو گویند
مگر از آتشِ دوزخ بودش زود رہائی

marfat.com

Marfat.com

نعت شریف

یہ نعت حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی قریشی ہاشمی نقشبندی مجددی مسکین پوری طاب اللہ ثراہٗ کی ہے جو تبرکاً یہاں درج کی جاتی ہے۔ ناظرین شاعرانہ حیثیت اور زبان کے لحاظ کو نظر انداز کرتے ہوئے جذبات اور محبت کے خیال سے ملاحظہ فرما کر برکت حاصل کریں۔ احقر مؤلف

یا محمد مصطفٰے قربان تیرے نام پر
پاک سچا دین تیرا، ہوں فدا اسلام پر

بہت شیرین ولذیذ و پاک تیرا نام ہے
جو ادب سے نام لیوے لائقِ انعام ہے

کوئی پیدا نہ ہوا تجھ سا نہ ہووے گا کبھی
جو نبی پیدا ہوئے خادم ہوئے تیرے سبھی

تو ہے محبوبِ خدا رب چاہتا ہی تیری رضا
نفس و شیطاں سے بچالو، ہے یہ میری مدعا

بہت ہی مظلوم عاجز غرق ہے تقصیر میں
جاویگا ملکِ عرب میں ہے اگر تقدیر میں

کشش اپنی روز زیادہ دمبدم پاوے کمال
پاس بلواؤ، دکھاؤ یا رسول اللہ جمال

کب ہووے مقبول دل کی اس جنابِ پاک میں
آرزو دیدار کی آگے نہ جاؤں خاک میں

عربی و مکی و مدنی نازنینِ کبریا
کشش ہووے تیز جیسے جاذبِ مقناطیس و کہربا

وطن تیرا پاک دیکھوں خوب عیداں جا کروں
جب تلک روضہ نہ دیکھوں آگے ہرگز نہ مروں

یہ قریشی خاک تیرے قدموں کی ہے شوق مند
جا کے تیرے قدموں میں پاوے وہاں قدرِ بلند

ایک اور نظم ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز فیاضِ عالم قطب الارشاد مولانا مولوی محمد فضل علی شاہ قریشی ہاشمی قدس سرہ العزیز کی درج ذیل ہے۔ ناظرین پڑھیں اور برکت حاصل کریں۔ احقر مؤلف

نصیحت

عزیزو! دوستو! یارو! یہ دنیا دارِ فانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم کہ یہ جا بنانی ہے

تم آئے بندگی کرنے پھنسے لذاتِ دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تیری تری کیسی جوانی ہے

گناہوں میں نہ کر برباد عمر اپنی تو کر توبہ
کہاں ہیں باپ دادا سب کہ تو جن کی نشانی ہے

marfat.com
Marfat.com

نہ کر بل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشمت پر
کہ اس دنیا کی ہر اک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے

تو کر نیکی نمازیں پڑھ خدا کو یاد کر ہر دم
کہ آخر میں تری ہر نیکی تیرے کام آنی ہے

نہ ہو شیطان کے تابع نہ بے فرمان رب کا ہو
نبیؐ کے در کا خادم بن مراد اچھی جو پانی ہے

شریعت کی غلامی کر گناہوں سے تو بچ یارا
بُری حالت ہو ظالم چور کی جو مردزانی ہے

تو روزی کھا حلال اپنی سراپا نورِ تقویٰ بن
کہ تقویٰ میں ترقی ہے یہ نعمت جاودانی ہے

پکڑ لے پیر کامل کو کہ بیعت بھی ضروری ہے
بجز مرشد کے اچھی بات کس جا تجھ کو پانی ہے

خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے
سوا مُرشد کے دنیا کی محبت کس مٹانی ہے

شریعت کا غلام ہووے عجب اخلاق ہوں اس میں
دل اس کا مثلِ آئینہ ہو یہ اس کی نشانی ہے

اگر تو طالبِ مولیٰ ہے اور اصلاح کا جویا
تو جلدی کر پکڑ مرشد نصیحت یہ ایمانی ہے

قریشی دست بستہ عرض کرتا ہے سنو بھائی
قسم رب کی نہ جھوٹ اس میں نہ لائق بدگمانی ہے

قطعۂ تاریخِ وصال حضرت پیر و مرشدنا خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ

(از عالمِ نبیل شاعرِ بے عدیل حضرت مولانا مولوی اختر شاہ خاں اختر امروہوی ثم المیرٹھی)

شود سلوکِ طریقِ خدا چگوں محزوں
شود نہ تیرہ و اندوہ چوں رُخِ عرفاں

کہ روزِ جمعہ و در نوزدہ ربیعِ دگر
جنابِ حاجی محمد سعید گشت رواں

نسب ز ہاشم و مشربِ مجدّدی می داشت
وحیدِ عصر بُد و شیخِ کاملِ دوراں

وطن بلدۂ احمد پور از بہاولپور
کہ ہست فخرِ ریاساتِ ملک ہندوستاں

شنید سالِ وصالش ز ہاتفے اختر
کسوفِ بدرِ سمائے سعادت افروزاں
۳ ۶ ۳ ۱ ھ

ختم شد

marfat.com
Marfat.com

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝

(یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے)

الحمد للہ والمنۃ کہ حسب ارشاد و رہنمائیے مرشدی و مولائی بقیۃ السلف حجۃ الخلف حامئ سنت ماحئ بدعت حضرت حاجی محمد سعید صاحب قریشی ہاشمی نقشبندی مجددی فضلی قدس اللہ سرہٗ ساکن احمد پور شرقیہ محلہ کٹڑہ احمد خانصاحب اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب ریاست بہاولپور یہ رسالۂ نافعہ مشتملہ بر عمدہ مضامینِ سلوک و منتخب مسائلِ تصوف

الموسوم بہ

عمدۃ السّلوک

حصّۂ دوم

فقیر حقیر ذرۂ بیمقدار لاشئ راجی الی رب المشرقین والمغربین خاکسار زوّار حسین بن سید احمد حسین غفر اللہ لہٗ و لوالدیہ ساکن گوہلہ ضلع کرنال حال مقیم ۲۰/۱۲، ایچ، ناظم آباد ۳، کراچی ۱۸ نے بغرضِ رفاہِ عام مختلف کتبِ تصوف سے اخذ کرکے تالیف کیا۔

اور اب چوتھی مرتبہ بہ ترمیم و اضافہ

ادارۂ مجدّدیہ۔ ناظم آباد ۳۔ کراچی ۱۸

سے شائع کیا۔

marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نذرِ عقیدت	۱۶۴	توحیدِ ذاتی و صفاتی و افعالی	۲۳۰	اعتقادات برائے کاملین	۲۶۰
دیباچہ	۱۶۵	تنزلاتِ ستّہ کا بیان	۲۳۱	لغزشوں کا بیان	۲۶۵
حمدِ باری و نعت	۱۶۶	عینیت و غیریت	۲۳۴	نماز کی فضیلت اور اس کے	۲۶۶
حق تعالیٰ کی بارگاہ کی حضوری	۱۶۷	اتصال و اتحاد	۲۳۵	مدارج	
فنا و بقا	۱۷۱	ذاتِ حق کو بعض چیزوں کے ساتھ	۲۳۶	عام لوگوں کی نماز	۲۶۷
علم کی فضیلت	۱۷۵	تشبیہ دینے کی تحقیق		سالکانِ خاص کی نماز	۲۶۸
شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت	۱۸۲	دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار	۲۳۸	عارفین کی نماز	۲۶۹
نبوت ولایت سے افضل ہے	۱۸۵	ممکن نہیں۔		نوافل کا بیان	۲۷۰
سیورِ اربعہ	۱۸۶	تحقیق مسئلہ تجددِ امثال و	۲۳۹	تحیۃ الوضو	″
خلاصۂ بیان	۱۹۵	تعاقب و تجلیات		اشراق	″
علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین	۱۹۶	تشریح اصطلاحاتِ نقشبندیہؒ	″	چاشت - اوابین	۲۷۱
فنا و بقا کی مزید تشریح	۱۹۹	ہوش در دم - نظر بر قدم	۲۴۰	تہجد - صلوۃ التسبیح	″
مبادیٔ تعینات و حقیقتِ ظلال	۲۰۴	سفر در وطن - خلوت در انجمن	۲۴۳	سالک اپنے دن رات	۲۷۲
عالمِ خلق، عالمِ امر، عالمِ مثال	۲۱۰	یادکرد - بازگشت	۲۴۵	کس طرح گذارے	
عالمِ کبیر و صغیر، جسمِ مثالی		نگہداشت - یادداشت	″	طریقۂ بیعت	۲۷۴
لطائفِ عشرہ کا بیان	۲۱۲	وقوفِ زمانی - وقوفِ عددی	۲۴۶	طریقۂ تعلیم و تشریحِ اسباق	۲۷۹
مقاماتِ عشرہ سلوک	۲۱۷	وقوفِ قلبی	″	سلسلۂ نقشبندیہؒ	
حقیقتِ نفس	۲۱۹	اندراج النہایت فی البدایت	۲۴۸	مراقباتِ مشارب	۲۸۲
توحیدِ وجودی، توحیدِ شہودی	۲۲۰	بعض دیگر اصطلاحات کی تشریح	۲۵۰	خلاصہ اسباقِ سلوک	۳۰۲
ظاہریت و مظہریت	۲۲۳	آداب و رعایت برائے مرشدین	۲۵۷	طریقِ توجّہ	۳۰۳

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ
سلبِ امراض	۲۰۴
طریقِ دفعِ بلا	۲۰۵
طریقِ تصرفِ قلوب	״
دریافتِ نسبتِ اہل اللہ	״
طریقِ کشفِ حالاتِ آئندہ	״
نزولِ سلوک	۲۰۶
نسبت یا ولایت	״
اقسامِ اولیاء اللہ	۲۰۷
نقشہ کوائفِ حضراتِ نقشبندیہ مجددیہ رح	۲۱۰
مختصر حالاتِ حضراتِ نقشبندیہ مجددیہ رح	۲۱۶
رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	״
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	״
حضرت سلمان فارسی ״	۲۱۷
حضرت قاسم ״	״
حضرت امام جعفر صادق ״	״
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۸
حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی ״	״
حضرت شیخ ابوعلی فارمدی ״	۲۱۹
حضرت خواجہ یوسف ہمدانی ״	״
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۹
״ خواجہ محمد عارف ریوگری ״	۲۲۰
״ خواجہ محمود انجیر فغنوی ״	״
״ خواجہ عزیزانِ علی رامیتنی ״	״
״ خواجہ محمد بابا سماسی ״	۲۲۱
״ خواجہ امیر کلال ״	״
״ خواجہ نقشبند بخاری ״	۲۲۲
״ خواجہ علاؤالدین عطار ״	״
״ خواجہ یعقوب چرخی ״	۲۲۳
״ خواجہ عبیداللہ احرار ״	״
״ خواجہ محمد زاہد ״	۲۲۴
״ خواجہ درویش محمد ״	״
״ خواجہ امکنگی ״	״
״ خواجہ باقی باللہ ״	۲۲۵
״ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رح	״
حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۷
״ خواجہ سیف الدین ״	۲۲۸
״ سید نور محمد بدایونی ״	״
״ مرزا مظہر جانِ جاناں ״	۲۲۹
״ شاہ غلام علی ״	״
״ شاہ ابوسعید	۲۳۰
حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۰
״ حاجی دوست محمد قندھاری ״	۲۳۱
״ خواجہ عثمان دامانی ״	״
״ خواجہ سراج الدین ״	۲۳۲
״ خواجہ فضل علی قریشی ״	״
״ خواجہ محمد سعید قریشی ״	۲۳۳
مناجاتِ منثور	۲۳۴
تعویذات و عملیات	۲۳۷
ترجمۂ مکتوبِ حضرت شیخ یحییٰ منیری رح	۲۶۲
ختمِ خواجگان رح	۲۶۶
بعض بزرگانِ سلسلۂ نقشبندیہ کے ختم شریف	״
اعتذار	۲۶۸

تمت

marfat.com
Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نذرِ عقیدت

میں اپنی ناچیز مساعی کے اس ثمرۂ اُخروی کو نہایت خلوص و ارادت کے ساتھ بطفیل آں سرورِ عالم، فخرِ مجسّم، ولیٔ نعمت، آیۂ رحمت، خواجۂ دوسرا محبوبِ کبریا، سیّد العرب والعجم، صاحب الجود والکرم، خاتم النبیّین، رحمۃ للعالمین، محبوب ربّ العالمین، شفیع المذنبین، کعبۂ ایمان و قبلۂ دین، وسیلتنا فی الدارین، سیدنا وسندنا ومولانا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین بارواحِ طیبۂ اولیائے کرام و صوفیائے عظام اور خصوصاً حضرات خواجگانِ نقشبند قدس اللہ اسرارہم و حضرت سیّدی و مرشدی و مولائی، ہادیٔ طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت، سراج السالکین بدر الکاملین خواجۂ ما، خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی مجدّدی فضلی طاب اللہ ثراہٗ وجعل الجنۃ مثواہٗ کی ارواحِ پاک کو ہدیہ کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ع چہ کند بے نوا ہمیں دارد

احقر العباد خاکسار زوّار حسین مجدّدی سعیدی غفرلہٗ

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

امّا بعد: عمدۃ السلوک کا حصۂ اول ہدیۂ ناظرین کیا جا چکا ہے اب حصۂ دوم پیشِ خدمت ہے کتاب ہذا کی تالیف کا منشا حصۂ اول کے دیباچہ میں مفصل بیان ہو چکا ہے، یہاں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ اس حصہ میں اکثر و بیشتر ایسے مسائل کی تشریح کی گئی ہے جو عوام کیلئے نہیں بلکہ خواص اور اخص حضرات سے متعلق ہیں تاہم ضروری نہیں کہ یہ کتاب غیر متعلق حضرات کے ہاتھ میں نہ پہنچے پس وہ حضرات جو ایسے مسائل سے مناسبت نہ رکھتے ہوں انھیں چاہئے کہ ان میں زیادہ نہ اُلجھیں اور اپنے عقیدہ کو اہلِ سنت و جماعت کے مطابق درست رکھیں جب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان مقامات پر پہنچیں گے خود معلوم کرلیں گے۔ اسباق کی تشریح بھی خواص کیلئے کی گئی ہے نہ اسلئے کہ ہر شخص کتاب ہذا کو پڑھ کر خود بخود ان اسباق کو اختیار کرنا جائے اور مرقومہ علامات کے تحت اپنے آپ کو ان مقامات کا اہل سمجھ لے بلکہ جب تک ان مقامات کو کسی کامل کی اجازت سے حاصل نہ کرلے ان میں مشغول نہ ہو، کیونکہ اس میں بجائے فائدہ کے سراسر نقصان و زوال ہے، اسی طرح تعویذات بھی صاحبِ اجازت حضرات کیلئے ہیں بندیوں کو بلا اجازتِ شیخ اس میں مشغول نہ ہونا چاہیئے، ہاں احیاناً اگر کسی ضرورت کیلئے خود استعمال کرے یا کسی کو دے تو فقیر کے نزدیک مضائقہ نہیں، دوسرے امور میں بھی ان کے تحت لکھی ہوئی باتوں پر عمل کیا جائے۔

عمدۃ السلوک کے دونوں حصوں میں بعون اللہ تعالیٰ اس عاجز نے حضرت مخدوم العالم خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی احمد پوری نور اللہ مرقدہٗ کے انتخاب کے بموجب مختلف کتبِ تصوف سے مستند طریق پر کافی ذخیرہ بہم پہنچانے کی کوشش کی ہے، اللہ پاک سالکانِ طریقت کیلئے شمعِ ہدایت اور اس فقیر کیلئے ذخیرۂ آخرت فرمائے۔ فقط

دعا کا طالب

احقر زوّار حسین عفی عنہ

marfat.com
Marfat.com

حمدِ باری عزّ اسمہ

حمد کے لائق ہے یارب تیری ذاتِ کبریا — امرِ کُن میں رازِ تخلیقِ جہاں مضمر کیا
گنبدِ گردوں کو بخشے انجم و شمس و قمر — انجم و شمس و قمر کو دے دیا نور و ضیا
ابر کو باراں عطا کی خاک کو روئیدگی — گل کو بخشا رنگ و بو اور شاخِ تر کو پھل دیا
کر دیا مٹی کو تو نے لعل و گوہر سیم و زر — قطرۂ باراں کو تو نے لؤلوئے لالہ کیا
آب و گِل کو تن دیا اور تن کو بخشی جانِ پاک — رتبہ انساں کو دیا فِیۡۤ اَحۡسَنِ التَّقۡوِیۡم کا
انبیاء و مرسلینؑ بھیجے ہدایت کے لئے — چارسُو عالم میں پھر توحید کا چرچا ہوا
خیرِ امّت میں کیا مبعوث ختم المرسلینؐ — معجزہ اس فخرِ عالم کو دیا قرآن کا
بھیج یا رب سرورِ دیںؐ پر ہزاروں رحمتیں — آل اور اصحابؓ پر بھی روز و شب صبح و مسا

نعتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوات و التسلیمات

کس زباں سے میں کروں نعتِ محمد مصطفےٰ — میری گویائی ہے عاجز اور تخیّل نارسا
آپؐ کے مدحت سرا توریت و انجیل و زبور — آپؐ کی تعریف میں طب اللساں فرقانِ نور
ذرہ ذرہ آپؐ کی ختمِ رسالت پر شہید — قطرہ قطرہ آپؐ کے دستِ سخاوت کی چکید
باعثِ تخلیقِ عالم رحمۃٌ للعالمینؐ — سرورِ دیں فخرِ موجودات ختم المرسلینؐ
کُحلِ مَازَاغَ الْبَصَرُ سے چشمِ باطن کی کشود — اسوۂ حسنہ سراجِ سالکِ ربِّ ودود
ہے سراپا نور ہی نور آپؐ کی ذاتِ کریم — ہے مجسّم جود ہی جود آپؐ کا خُلقِ عظیم
آپؐ کی ذاتِ گرامی محرمِ ربّ العُلیٰ — آپؐ کے ذکرِ مشرف کا ہے خود رافع خدا

میں ہوں شیدائے محمدؐ غم مجھے زوّار کیا
ہیں محمد مصطفےٰ جب شافعِ روزِ جزا

(از فکرِ مؤلف)

Sahibzada
MUHAMMAD HAFEEZ-UR-REHMAN MASOOMI
Teh. Kharia Distt. Gujrat Pakistan

marfat.com
Marfat.com

حق تعالیٰ کی بارگاہ کی حضوری

اے عزیز! ذکر کے فضائل حصۂ اوّل میں بیان ہو چکے ہیں، اب یہ بیان ہوتا ہے کہ ذکر سے کیا مراد ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ذکر سے اصلی مراد یہ ہے کہ غفلت جاتی رہے اور دل ہر وقت ذوق و شوق کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے۔ جب باطن کی آنکھ کھل جائے اور دل کا شیشہ غیروں کے غبار سے صاف و شفاف ہو جائے تو فنا کے سمندر میں مٹ کر فنا ہو جائے اور لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ مُؤْمِنِ (یعنی زمین و آسمان مجھے نہیں سما سکتے لیکن بندۂ مومن کا قلب مجھے سما لیتا ہے) کے معنی ظاہر ہو جائیں، پھر اس جگہ نہ ذکر رہتا ہے نہ ذکر کرنے والا، بلکہ ذکر حدیثِ نفس (دل کی بات) ہو جاتا ہے۔ اور ذکر سے اصلی مطلب بھی اسی حقیقت کا ظاہر ہونا ہے۔ کیونکہ ذکر سے غرض یہی ہے کہ ذاکر اپنے مذکور (محبوب) کے مشاہدے میں فنا ہو جائے۔ پس جب حقیقی فنا حاصل ہو گئی تو سالک وہاں پہنچ جاتا ہے کہ نہ زبان سے کہہ سکتے ہیں اور نہ کانوں سے سُن سکتے ہیں: بیت

ذکر و ذاکر محو گردد بالتمام　　　جملگی مذکور باشد والسّلام

(یعنی: ذکر اور ذکر کرنے والا بالکل مٹ جاتا ہے اور یہ سب کا سب مذکور ہو جاتا ہے اور بس۔) اور یہ فنا کے کمال کا درجہ ہے۔ اس مقام پر اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں اس کا ہم نشین ہو جاتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے) کا منشا ظاہر ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ہر ایک چیز کا ایک پھل ہوتا ہے، ذکرِ الٰہی کا پھل خدا کے سوا سب کو بھول جانا ہے اور خدا کے سوا سب کو بھول جانے کا پھل استغراق اور بیخودی ہے یعنی شعور سے بیخود ہو جانا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونا ہے، جیسے ایک دودھ پیتا بچہ جو ہر وقت اپنی ماں کی گود میں رہتا ہے اگر ایک دم بھر بھی اس سے جدا ہو تو روتا چلاتا اور بیقرار ہوتا ہے، اگر یہ جدائی کچھ زیادہ دیر تک رہے تو کیا عجب ہے کہ جدائی کے غم سے ہلاک بھی ہو جائے۔ ایسے ہی سالک کو بھی چاہیے کہ ایک دم

marfat.com
Marfat.com

کبھی خدا کی یاد سے غافل نہ رہے، اگر غافل ہو جائے تو ایسا جانے کہ گویا دونوں جہان کی بادشاہت مجھ سے چھن گئی۔ پس عاجزی اور نیازمندی کے ساتھ سوز و گداز سے رونے اور تڑپنے لگے اور غم میں ڈوب جائے اور جب تک کہ پھر اپنے اسی مقام پر نہ پہنچے اور اپنے مطلب کو حاصل نہ کر لے ہرگز ہرگز آرام اور چین سے نہ بیٹھے۔ اس لئے کہ محبوب کے حضور سے ایک گھڑی کی جدائی لاکھوں پردے اور حجاب لاتی ہے اور محبت کرنے والے کو بہت دور ڈال دیتی ہے، جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے: مَنْ غَمَّضَ عَيْنَهُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى طَرْفَةَ عَيْنٍ لَمْ يَصِلْ اِلٰى مَقْصُوْدِهٖ (جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لحظہ بھر بھی غافل ہے وہ کبھی اپنے مقصود تک نہیں پہنچتا)۔ فرد

خواہم کہ خار از پا کشم شد کارواں از نظر یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

(میں تو اپنے پاؤں کا کانٹا نکالنے میں لگا رہا کہ اتنے میں قافلہ نظروں سے غائب ہو گیا، میری ایک لحظہ کی غفلت نے پورے ایک سو برس کا راستہ مجھ سے دور کر دیا) وہ گروہ جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے حضور کی تجلیات میں مستغرق ہے اُس کا کہنا ہے کہ جس طرح عام لوگوں کو گناہوں سے بچنا واجب اسی طرح خواص کو غفلت سے ڈرنا لازم ہے، جس طرح گناہوں کے سبب سے عام لوگوں کی پکڑ ہو گی اسی طرح خواص کی پکڑ غفلت کے باعث ہو گی۔ پس جو چیز سالک کو غفلت میں ڈالے اور خدائے تعالیٰ کی یاد سے روکے اس کو لات مار کر دل کی صفائی اور خلوص کے ساتھ حق سبحانہ و تعالیٰ کی جناب میں دھیان لگائے کیونکہ دنیا کے تعلقات اور خدا کے راستے سے روکنے والے کام، خدائے تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک بہت بڑا پردہ ہیں جن کے سبب سے ہمارے دلوں کی آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں ؎

تعلق حجاب است و بے حاصلی چو پیوندہا بگسلی واصلی

(یعنی: رشتے ناتے وغیرہ بے فائدہ پردے ہیں جب تو ان تعلقات کو توڑ دے گا تو خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچے گا)

علم سلوک کے ایک رسالے میں درج ہے کہ اس راستے میں خدائے تعالیٰ کے طالب کے لئے جو حجاب ہیں اصل میں وہ چار چیزیں ہیں یعنی دنیا[1] جو آخرت کا پردہ ہے، خلقت[2] عبادت کا، شیطان[3] دین کا، اور نفس[4] (امارہ) خدائے تعالیٰ اور بندے کے درمیان کا

marfat.com
Marfat.com

پردہ ہے۔ جب سالک زہد اور پرہیزگاری پر تُل جائے اور تھوڑے ہی پر راضی ہو جائے تو دنیا کے پردہ سے باہر نکل جاتا ہے، اور جب تنہائی اختیار کر لے اور لوگوں کے ملاپ کو چھوڑ دے تو خلقت کے پردہ سے الگ ہو جاتا ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں پوری پوری کوشش کرتا ہے تو شیطان کے پردہ سے آزاد ہو جاتا ہے اور جب ریاضت، مجاہدہ اور ذکر اذکار میں لگ جائے تو ماسوی اللہ کے پردہ سے آزاد ہو جاتا ہے اور نفس کی قید اور غفلت کے حجاب سے باہر آ جاتا ہے۔ جب ایسا ہو جائے تو پھر قُرب ہی قُرب اور حضور در حضور ہے۔ پس سالک کو چاہئے کہ دل کے تمام علاقوں کو توڑ کر اور ہر طرف سے منہ موڑ کر اپنے کام میں ایسا مستغرق ہو جائے کہ سر کی آنکھ کے کسی گوشے سے نہ دیکھے اور ماسوی اللہ کے تمام علاقوں سے دل نکل جائے اور ہر دم خدائے تعالیٰ کے مشاہدے کے بہشت کے نقد میں خوش و خرم رہے، کیونکہ عاشقوں کو دوست کی صحبت میں رہنے سے اگرچہ لاکھوں سختیاں اور دکھ جھیلنے پڑیں، ان کے لئے عین بہشت ہیں اور اگر معشوق کے سوائے لاکھوں نعمتیں ملیں عین دوزخ ہیں ؎

زیادِ او بود دوزخ مرا خوشتر ز صد جنّت — ولے دور از جمالِ او چو دوزخ جنّت الماوی

(یعنی: اس کی یاد میں دوزخ میرے لئے سو بہشت سے بھی زیادہ بہتر ہے لیکن اس کے جمال کے بغیر اگر مجھے ہمیشہ کا بہشت ملے تو وہ بھی میرے لئے دوزخ ہے)۔

افسوس! یہ کیا نادانی ہے کہ ہم نفسانی لذتوں میں پڑ کر فنا ہونے والے کاموں کی محبت کی شراب میں مخمور ہو کر غافل ہو رہے ہیں اور اس آخری وقت کو یاد نہیں کرتے جب اس جہان سے ہمارا کوچ ہو گا پھر چرب زبانیاں کسی کام نہ آئیں گی اور سعادت کا کوئی دروازہ اس وقت تک نہیں کُھلے گا جب تک ہم خدائے تعالیٰ سے محبت نہ کریں اور ہم کو حضورِ الٰہی نصیب نہ ہو۔

اے عزیز! اس بات کو دل سے جان کہ ہمیشہ کے بہشت کے باغ کے لائق وہ شخص ہے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا دیدار اس کو نصیب ہو گا جس کا باطن اُس جہان کو سدھارتے وقت غفلت کی مَیل سے پاک ہو، اور اس کا دل نفسانی حرص و ہوا سے

marfat.com
Marfat.com

وابستہ نہ ہو، پس اگر تو ہشیار مرد ہے تو ایک دم بھی غافل نہ ہو کیونکہ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔ ہر ایک چیز کا تدارک ہو سکتا ہے لیکن وقت کا تدارک نہیں ہو سکتا۔

خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "وقت، دل اور زندگانی، یہ تینوں چیزیں تیری پونجی ہیں۔ اگر پونجی ضائع ہو جائے اور بے موقع خرچ ہو تو پھر کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے"۔ سید الطائفہ قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ جو سانس انسان کے سانسوں سے فوت ہو جاتا ہے ممکن نہیں کہ اس کو واپس لا سکیں، اس لئے ہر ایک سانس کا ایک حق ہے۔ کل قیامت کے دن آدمی سے ہر سانس کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس نیت سے اور کس شغل میں گذارا، اور اس میں کیا حاصل کیا۔ جو سانس ذکرِ الٰہی کے بغیر آتا ہے وہ دم مردہ ہے ؎

زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد　　زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست

(یعنی: میری زندگی کو تو زندگی کہنا ہی نہیں چاہیئے کیونکہ زندہ تو درحقیقت وہی ہے جو اپنے دوست (خدائے تعالیٰ) کے ساتھ میل ملاپ میں ہو)

نقل ہے کہ دو بزرگ کسی شہر سے شیخ ابوالحسن نوریؒ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئے، جب شہر کے دروازے پر پہنچے تو اچانک انھوں نے دو بلّیوں کو دیکھا اُن میں سے ایک بزرگ نے جو جانوروں کی بولیاں سمجھتا تھا، سُنا کہ بلّیاں آپس میں کہہ رہی ہیں "ابوالحسن نوریؒ مر گیا" اُس بزرگ نے یہ سُن کر کہا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" دوسرے بزرگ نے جب اس بات کی حقیقت پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ یہ دو بلّیاں جو آپ دیکھتے ہیں ایک دوسری سے کہتی ہے کہ ابوالحسن نوریؒ مر گیا۔ جب یہ دونوں بزرگ شیخ کے حجرے کے پاس پہنچے تو شیخ موصوف ان کے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے یہ دونوں حیرت میں رہ گئے۔ شیخ نے حیرت کا سبب پوچھا تو انھوں نے اُن دونوں بلّیوں کی سرگذشت بیان کی۔ شیخ یہ سُن کر رو دیئے اور کہا کہ بلّی نے سچ کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ آج میں ایک لحظہ بھر کے لئے خدائے تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو گیا تھا اس لئے میرے مرنے کی آواز زمین و آسمان میں مشہور ہو گئی اور تمام موجودات میں غلغلہ مچ گیا۔

marfat.com

Marfat.com

پس جب ایک دم کی غفلت میں ایسا حال ہے کہ مُردوں کی فہرست میں نام لکھا جاتا ہے تو افسوس ہے اس شخص کے حال پر جس نے اپنی ساری عمر غفلت میں گذار دی ہو۔ غور سے سُن! یہی دل کا حضور ہے جو سالک کو زمین سے اٹھا کر آسمانوں تک پہنچاتا ہے اور چوپایوں کی خصلت والے انسان کو فرشتوں پر افضلیّت کا درجہ دیتا ہے۔ یہی دل کا حضور ہے جو نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (یعنی: ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) کے بھید کو ظاہر کرتا ہے اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (یعنی: جدھر دیکھو اُدھر خدا ہی خدا ہے) کی حقیقت کھُل جاتی ہے اور وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو) کے رمز کا مصداق ہو جاتا ہے اور اس ذرۂ بے مقدار یعنی انسان کو اپنے قُرب کی گدی پر بٹھاتا ہے۔ اسی کو فنا اور فنائے فنا کے نام سے پکارتے ہیں۔

فنا و بقا

فنا کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب آجائے کہ ماسوٰی کی اس کو کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔ اور فنائے فنا یعنی فنائے حقیقی اس کو کہتے ہیں کہ سالک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو گم کرے نہ ہی اپنی ذات سے واقف رہے، نہ ہی اپنے غیر سے۔ اور اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" (یعنی تم اپنے مرنے سے پہلے مر جاؤ) اور انہی معنی پر بولا گیا ہے کہ آدمی کا وجود ہی نہیں رہتا جیسا کہ دن کے وقت سورج کی روشنی میں ستاروں کا وجود گُم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں ان کا وجود موجود ہے۔ واللہ اعلم

فنا کے بعد جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو بقاء، اور فناء الفناء کے بعد کی کیفیت کو بقاء البقاء کہتے ہیں۔

اے عزیز! اوپر بیان ہو چکا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے علم کو بھول جائے حتیٰ کہ اپنے وجود اور شعور کو بھی بھول جائے اور محض ذاتِ حق کی حضوری کا علم اس پر غالب ہو جائے اور فناء الفناء (فنائے حقیقی) کے امتیاز سے مُمیّز ہو کر بقاء البقا

marfat.com
Marfat.com

کے مقام پر پہنچ جائے اور محبوبِ حقیقی کے جمالِ پُر جلال کی حضوری حاصل کرے۔

اور کہا گیا ہے کہ فنا کی چار قسمیں ہیں: (۱) فنائے خلق۔ یعنی ماسوائے امید و بیم کو ختم کر دینا۔ (۲) فنائے ہوا۔ یعنی دل میں سوائے ذاتِ مولیٰ کے کوئی دوسری آرزو نہ رہے (۳) فنائے ارادت۔ یعنی سالک کی ہر خواہش زائل ہو جائے جیسے مُردوں کی۔ اور فنائے فعل، جس کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ بندہ فاعل ہو اور حق تعالیٰ آلہ ہو، بمطابق حدیثِ قدسی: لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِہٖ وَرِجْلَہُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِہٖ (یعنی: ہمیشہ بندہ مجھ سے بذریعہ نوافل قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو چاہنے لگتا ہوں پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں کہ وہ اس سے سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں کہ وہ اس سے دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ وہ اس سے پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں کہ وہ اس سے چلتا ہے)۔ اور اس کی اعلیٰ حالت یہ ہے کہ بندہ آلہ ہو اور حق تعالیٰ فاعل ہو بمصداق: وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی الآیہ (اور نہیں پھینکا تو نے جب کہ پھینکا، لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا)۔ فنائے اتم اور بقائے کامل کے حصول کے بعد سیر الی اللہ جو انقطاعِ ماسوی اللہ سے عبارت ہے اس جگہ ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد سیر فی اللہ جو دوامِ توجہ الی اللہ سے تعبیر ہے شروع ہوتی ہے۔ اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے ؎

ہیچ کس را تا نہ او گردد فنا نیست رہ در بارگاہِ کبریا

(یعنی: جب تک کوئی شخص اپنے آپ کو حق تعالیٰ کی محبت میں فنا نہ کرے اس کو بارگاہِ الٰہی میں باریابی حاصل نہیں ہوگی)

سیورِ اربعہ کی تشریح دوسری جگہ موجود ہے۔ تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ فنا کے لئے بیخودی لازم نہیں جس میں بیخودی ہوتی ہو وہ غیبت ہے اس کو فنا نہیں کہتے۔ نسبتِ فنا زائل نہیں ہوتی البتہ مقام ہو جاتی ہے۔ کامل عارفوں کے نزدیک وہ علم جس کی نفی کی گئی ہے دو قسم پر ہے (۱) غیر کا علم (۲) اپنی خودی کا علم، اور وہ علم جو حاصل کرتا ہے وہ ذاتِ حق کا علم ہے۔ اب اس بات کو ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:۔

جاننا چاہئے کہ علمِ غیر یعنی اپنی ذات کے علاوہ تمام کائنات کو بھول جانا ایک

marfat.com

Marfat.com

آسان بات ہے جو ذکرِ الٰہی کی کثرت اور تعلقاتِ غیر اللہ کے قطع کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے اور ما سوی اللہ کے نقش دل کے صفحہ سے دھوئے جاتے ہیں۔ لیکن وہ علم جو خاص اپنی ذات کے متعلق ہے اس کو بھول جانا ایک مشکل اور تکلیف دینے والا کام ہے کیونکہ ہر ایک انسان اپنی ذات کے علم سے ایک لحظہ بھر بھی غافل نہیں ہے اور ہمیشہ خود باخود ہے، پس اپنی خودی سے چھٹکارا کامل اولیاء اللہ کے سوا کم ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے جب تک سالک اپنے علم کے ذریعے باطنی حسّوں (خیال، تفکر، حفظ، توہم اور تذکر) کی کوشش سے مقصود حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی راہ سے بہت دور اور الگ ہے کیونکہ اس کے حواس میں جو کچھ جلوہ گر ہوگا سب کا سب مخلوق اور غیرِ حق ہوگا۔ کلمہ لا سے اس کی نفی کرنی چاہئے کیونکہ بزرگ اور برتر خدائے تعالیٰ کی ذات اور صفات حسوں کے ذریعے سے نہیں پائی جاتیں، جس طرح کہ چمگادڑ کی آنکھ سورج کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتی اسی طرح عقل و حواس کی آنکھیں وحدتِ حقیقی (خدائے تعالیٰ) کے نور کو نہیں پا سکتیں ؎

تا تو پیدائی خدا باشد نہاں — تو نہاں شو تا کہ حق گردد عیاں

(یعنی: جب تک تو ظاہر ہے خدائے تعالیٰ پوشیدہ ہے، تو چھپ جا، تاکہ حق سبحانہ وتعالیٰ ظاہر ہو)

اور اپنے آپ سے چھپ جانے کے یہ معنی ہیں کہ دیکھی بھالی چیزوں سے غائب ہو جائے اور خدائے تعالیٰ کی ہستی کے ظہور میں فانی ہو جائے۔ جب تک سالک میں اسکی خودی کا علم قائم ہے اور اپنی ذات سے فانی نہیں ہوا، پردوں ہی پردوں میں ہے کیونکہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اَکْبَرُ (علم بڑا بھاری پردہ ہے) اور حجابِ اکبر سے اپنی خودی کا علم مراد ہے۔ جب سالک اپنی خودی سے چھٹکارا پا جائے اور اپنے علم اور حسوں کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی ہستی کے ظہور کے مشاہدے میں گم کر دے تو حق سے[1] حق کو پا لیتا ہے۔

اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ ماسوائے حق کو بھول جانا فنا کہلاتا ہے۔ اور ماسوائے حق

[1] جس کا تعلق حق سے نہ ہو وہ ماسوائے حق ہے اور جس کا تعلق حق کے ساتھ ہو وہ ماسوائے حق نہیں۔ اور تعلق کی تین قسمیں ہیں: محمود، مذموم، مباح۔ محمود (مثلاً تعلیم دین) تعلق بہ حق ہے، اور مذموم تعلق بہ غیر حق ہے، اور جو تعلق نہ محمود ہو نہ مذموم اسے مباح کہتے ہیں اس کا رکھنا جائز اور نہ رکھنا گناہ نہیں۔ پس اگر اس میں انہماک نہ ہو تو وہ بھی مانع عن الحق نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) آفاق (اپنے سوا تمام موجودات)۔ (۲) نفس (اپنے آپ) آفاق کے علم کو علمِ حصولی کہتے ہیں اور اس علمِ حصولی کے زائل ہونے کا نام آفاق کو بھول جانا ہے اور اسی کو صوفیائے کرام فنائے قلب سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ دل میں ماسوائے اللہ کا گذر نہ رہے یہانتک کہ اگر دل کو تکلف کے ساتھ بھی ماسوی اللہ یاد دلائیں تو بھی اس کو یاد نہ آئے بلکہ اس کو قبول نہ کرے چنانچہ نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ السامی خدائے تعالیٰ کی یاد میں ایسے ڈوبے رہتے تھے کہ آپ کا ایک مرید بیس برس تک روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، حضرت ہر روز اس سے دریافت فرماتے کہ تمہارا کیا نام ہے؟ ایک دن اُس نے کہا کہ اے حضرت شیخ! میں بیس برس سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور ہر روز آپ میرا نام پوچھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اے عزیز! میں تم سے مذاق کے طریقے سے نہیں پوچھتا لیکن جب ایک (اللہ کا) نام میرے دل پر غالب آگیا ہے تو باقی تمام ناموں کو میں نے بھلا دیا ہے، جس وقت تیرا نام لینا چاہتا ہوں اس نام کی غیرت سے تیرا نام میری یاد سے چوک جاتا ہے۔

انفس کے علم کو علمِ حضوری کہتے ہیں اور علمِ حضوری کا زائل ہونا انفس کے بھول جانے کو کہتے ہیں۔ صوفیوں کے نزدیک اسی کو فنائے نفس کہتے ہیں۔ یہ فنائے قلب سے زیادہ کامل ہے بلکہ فنا کی حقیقت اسی مقام میں ہے اور فنائے قلب اس فنا کی صورت کی طرح سے ہے اور اس کے ظل کے مانند ہے۔ کیونکہ علمِ حصولی اصل میں علمِ حضوری کا ظل ہے، اگرچہ چیزوں کے علمِ حصولی کا مطلق طور پر زائل ہونا بھی مشکل ہے کیونکہ یہ بات اولیاء اللہ ہی کو نصیب ہے لیکن علمِ حضوری کا مطلق طور پر دور ہونا بہت ہی مشکل ہے اور اولیاء میں سے کاملین کا حصہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور تعجب نہیں کہ اکثر عقلمند اس بات کو بلکہ اس کے تصور کو محال جانیں اور صاحبِ علم پر معلوم کے حاضر نہ ہونے کو خواب و خیال سمجھیں۔ صاحبِ علم کے حق میں علمِ حضوری کے زائل ہونے کی علامت یہ ہے کہ صاحبِ علم اپنی بالکل نفی کر دے اور اس کا کوئی

marfat.com
Marfat.com

عین اور اثر نہ رہے۔ تاکہ علم اور معلوم کا زائل ہونا سمجھا جائے کیونکہ اس مقام میں علم اور معلوم، علم والے کا اپنا نفس ہی ہے پس جب تک صاحبِ علم کا نفس زائل نہ ہو، علم و معلوم کی نفی نہیں ہوتی۔ اس فنائے حقیقی کے حاصل ہونے سے نفس مقامِ اطمینان میں آجاتا ہے اور حق تعالیٰ سے راضی و مرضی ہو جاتا ہے اسی کو بقا کہتے ہیں۔ لقولہ تعالیٰ: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (یعنی: اے نفسِ مطمئنہ لوٹ چل اپنے پروردگار کی طرف تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی)۔ اور بقا اور رجوع کے بعد دوسروں کی ہدایت اور تکمیل کا معاملہ اس سے متعلق ہو جاتا ہے اور عناصرِ اربعہ جو بدن کے ارکان ہیں (آگ، پانی، مٹی، ہوا) اور ان میں سے کوئی کسی بات کا تقاضا کرتا اور کوئی کسی چیز کو چاہتا ہے۔ پس یہ نفسِ مطمئنہ ان عناصر کی طبیعت کے ساتھ جہاد اور مقابلہ کرتا ہے یہی وہ جہاد ہے جس کو حدیث شریف میں جہادِ اکبر کہا گیا ہے، یہ دولت بدن کے لطائف میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں۔ سبحان اللہ وہی لطیفہ جو تمام لطائف میں سے بدتر ہوتا ہے سب سے بہتر ہو جاتا ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: خِیَارُکُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا (یعنی جو جاہلیت میں تم سے بہتر ہیں وہ اسلام میں بھی تم سے بہتر ہیں۔ جب وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔)

علم کی فضیلت

اے عزیز! اب آپ کے سامنے علم کی فضیلت اور عمل کی بزرگی بیان کی جاتی ہے اور یہ کہ کونسا علم ضروری اور قابلِ عمل ہے اور کونسا غیر ضروری اور لائقِ ترک اور آفاقی پردوں میں سے ہے۔ جاننا چاہئے کہ ایک جماعت نے قال کو حال پر ترجیح دے کر عقلی اور نقلی دلیلوں سے اسے پڑھنے، جاننے، بات کرنے وغیرہ کو عظیم الشان عبادتوں میں شمار کیا ہے اور ظاہری اعمال پر کفایت کر کے اعمال کے باطنی پہلو سے بالکل بے خبر رہے اور اس دولتِ لازوال سے محروم رہ گئے ہیں۔ اور ایک دوسری جماعت ظاہری علم اور عمل سے منکر ہو کر نفس اور شیطان کے گھڑے ہوئے راستوں پر چلنا عین طاعت اور سعادت سمجھ بیٹھی

marfat.com
Marfat.com

ہیں اور خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں (فَضَلُّوْا وَ اَضَلُّوْا) لیکن جنہوں نے اپنے ظاہر اور باطن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت سے آراستہ کیا ہو اور جو خدا تم اور رسول ؐ کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہو تو اس کا پھل سب کا سب نورانی اور ظاہر و باطن کو روشنی بخشنے والا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے حدیثِ قُدسی میں فرمایا:

(ترجمہ) "اے بندے! علم وہی نفع مند ہے کہ تجھے مجھ تک پہنچائے اور جدائی سے ملاپ تک لائے اور دوری سے حضوری تک راستہ دکھائے جس چیز کو تو دیکھے مجھ کو جانے اور مجھ ہی کو پڑھے۔"

پس اصل علم وہی ہے کہ آخرت کی سمجھ کو روشن کرے اور آخرت کی سمجھ وہ ہے کہ آدمی کو خدائے تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرے اور آخرت کے کاموں اور خدائے تعالیٰ کی تلاش میں مدد دینے والی ہو، طریقت کے سالکوں اور حقیقت کے طالبوں کے لئے ظاہر اور باطن کی پونجی اور سجاوٹ ہو۔ یعنی علم کی برکت سے عمل کے لباس کے ساتھ آراستہ ہو اور دنیا کی آلائشوں سے گندہ نہ ہو، اپنے سب وقتوں کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت، رضامندی اور حق جوئی میں گذارے اور خدائے تعالیٰ کی مخلوق پر مہربان اور رحمدل ہو۔ اور لوگوں کو محض خدا کے واسطے دینی فائدے پہنچائے۔ جن کو فیض پہنچایا ہے ان سے شاباش کی امید اور خدمت کی توقع نہ رکھے، اپنے کامل ہونے اور اپنی کسی خوبی پر نظر نہ کرے۔ علم کا ذریعہ ہونے کے سبب اپنی ذات کو بزرگ نہ جانے، کسی پر فخر نہ کرے، حق کو باطل سے جُدا کرے، لوگوں کو ان کی بھلائی برائی سے واقف کرے اور دلیلیں دے، خلقت کو خدا کی دوستی پر رغبت دلائے اور دنیا کا فقر وفاقہ آجانے پر اپنی جگہ سے پھسل نہ جائے لالچ اور خواہش پرستی سے علم کی بزرگی کو ضائع نہ کرے، بُری مجلسوں میں ہرگز نہ بیٹھے اور اپنے ظاہری اور باطنی اوقات کو ہو بہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر گذارے، خدا و رسول ؐ کے آداب کو جس طرح پر کہ بجالانے کا حق ہے، بجالائے۔ جو جان لیا ہے اس پر عمل کرے، جسمانی اور روحانی یعنی ظاہری اور باطنی عبادتوں کو جمع کر کے ایک ساتھ کرے تاکہ علم اور عمل کی برکتوں سے نفس کی برائیوں سے صاف ہو کر خدائے تعالیٰ کے قُرب کی نیکی حاصل کرے اور اچھی عادتوں اور تعریف کے لائق خوبیوں سے خدائے تعالیٰ کی

marfat.com
Marfat.com

درگاہ میں مقبول ہو۔ ایسے شخص کا فیض ایک جہان کو روشن کرتا اور اس کی ہدایت ایک دنیا کو جہالت اور گمراہی کے بھنور سے نکال کر کمال کے درجے تک پہنچاتی ہے، اس کے سر پر عزت اور اقبال کا تاج پہنایا جاتا ہے اور سعادت کا خلعت جو اس نے پہنا ہے ظاہر ہو جاتا ہے۔ عِزَّةُ الدُّنْیَا وَشَرَفُ الْاٰخِرَةِ (یعنی: دنیا کی عزت اور آخرت کی بزرگی) میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ (یعنی: عالم کی نیند عبادت ہوتی ہے) اسی کی شان میں بشارت ہے۔ اس کی زبان سعادت کے دروازوں کی چابی ہے، اس کا کلام سب کا سب فیض اور برکت ہے۔ بیت

علم آں باشد کہ جاں زندہ کند مرد را باقی و پائندہ کند

(یعنی: علم وہی ہے جو جان کو زندہ کرے اور آدمی کو باقی اور قائم رہنے والا بنائے)۔

ایسا کامل دین پرور عالم جو اوپر لکھی ہوئی خوبیاں رکھتا ہے اس قابل ہے کہ دنیا کا پیشوا ہو اور ہدایت کے نور سے دنیا کو چمکا دے لیکن وہ شخص جو علم کو کمینی دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے اور رتبہ اور شان و شوکت کا طالب ہو اور عزت اور اقبال کا خواہشمند ہو، رات دن دنیا کی نفسانی لذتوں میں مشغول رہے، نفس اور شیطان کے حکموں پر چلے، امر و نہی پر چلنا گوارا نہ کرے، دل کو حرص و ہوا اور دوسری بری عادتوں سے پاک نہ کرے، نیک عملوں اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی فرمانبرداری میں یگانہ ہو اگرچہ اس میں علم کی صورت ہے مگر علم کی حقیقت نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (یعنی: جو لوگ توریت پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے اُن کی اُس گدھے کی مثال ہے جس پر بوجھ لدا ہوا ہو) حقیقت میں یہ مثال اسی کے حق میں ثابت ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے كُلُّ عَالِمٍ لَمْ یَعْمَلْ بِعِلْمِهٖ فَهُوَ مُسَخَّرَةُ الشَّیْطَانِ (یعنی: جو عالم اپنے علم کے ساتھ عمل نہیں کرتا وہ شیطان کی اطاعت کرتا ہے) اس لئے کہ علم کا مقصود عمل ہے اور عمل اپنے مقصود کو حاصل کرنے کا ذریعہ اور خدا کے راستے میں ترقی اور بزرگ و برتر خدا کی رضا کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ (مقولہ) اَلْعِلْمُ بِدُوْنِ الْعَمَلِ وَبَالٌ وَالْعَمَلُ

marfat.com
Marfat.com

بِدُوْنِ الْعِلْمِ ضَلَالٌ (یعنی علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے) نیز ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے کہ جاہل کا عمل دیوانہ پن ہے لیکن وہ علم جس کے ساتھ عمل نہ ہو بیگانہ پن ہے۔ چنانچہ ایک دانا طبیب اگر بیمار ہو جائے تو محض دوائیوں کا نام جاننا ہی اس کی بیماری کو دور نہیں کر سکتا، نہ ہی صحت بخشتا ہے جب تک کہ وہ دوائی کا استعمال نہ کرے اور پرہیز نہ کرے۔ ایسے ہی روحانی بیمار بھی روحانی بیماری سے صحتیاب نہیں ہو سکتا اور اپنے مقصود پر نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر عمل نہ کرے۔ بقول سعدی ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کرے گا وہ منزل پر ہرگز نہیں پہنچے گا)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دو قسم پر ہے۔ اوّل: ظاہری عبادت، جس کا جسم کے اعضا کے ساتھ تعلق ہے اور ظاہری لوگوں کو پہنچی ہے۔ دوم: باطنی عبادت یعنی اپنے نفس کو بُری عادتوں اور دل کو غیرِ حق سبحانہ وتعالیٰ سے پاک کرنا کہ خاص الخاص لوگوں کو عطا ہوا ہے پس جس شخص کے حصہ میں ازل سے ہی نیک بختی آئی ہے وہ دونوں کاموں میں بہت کوشش کرتا ہے علم کو عمل کے ساتھ اپنا امام بناتا ہے اور اپنے ظاہر و باطن کو جمع کرتا ہے اور جانتا ہے کہ خَیْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَعَ الْعِلْمِ وَشَرُّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَعَ الْجَھْلِ (یعنی: دنیا اور آخرت کی بھلائی علم کے ساتھ ہے اور دنیا اور آخرت کی برائی جہالت کے ساتھ ہے)

امام غزالی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عالم کا سونا، جاہل کے تمام رات نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنٰی اُمَّتِیْ (یعنی: عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسے میری فضیلت میرے ایک ادنیٰ امتی پر ہے)

کیونکہ اسلام کے مرتبے اور دین کی عزتیں علم کی روشنی سے ہی پہچانی جا سکتی ہیں اور سعادت کا راستہ اور نیکیوں کا طریقہ علم کے ذریعہ سے ہی پا سکتے ہیں۔ شریعت کے کاموں کی تعظیم اور حکموں کی پیروی اور نواہی سے بچنا علم ہی سے ہو سکتا ہے،

marfat.com

Marfat.com

دین اور دنیا کی عزت واقبال علم کی برکت سے ہی بڑھتی ہے اس لئے کہ کوئی عمل بھی علم وعمل کے راستے پر چلنے کے بغیر خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانے کے پرہیز گار علم حاصل کرنے کو دیگر تمام کاموں پر مقدم رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص علم کے بغیر فقیر بنے وہ پاگل ہوتا ہے یا کافر ہو کر مرتا ہے۔

پس سعادت مند طالب کو چاہیے کہ سب سے پہلے فضل وکمال والے لوگوں کی صحبت میں رہے جن کے ظاہر اور باطن نیک عملوں سے آراستہ ہوں اور ان سے دینی علوم یعنی فقہ وحدیث اور تفسیر وغیرہ جن کا شریعت کے ساتھ تعلق ہے سیکھے تاکہ علم کے ذریعہ حق تعالیٰ کی دوستی میں اس کو رغبت ہو اور تاکہ اس کا دل نیک بختی کے راستے پر مائل ہو اور دینی علوم سے فارغ ہونے کے بعد باطنی شغل سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اس لئے اہلِ حقیقت اولیائے کرام کے ساتھ صحبت رکھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے طریق پر چلے تاکہ وہ محبت اور شوق کے بیج اس کے دل میں بوئیں اور نفس کی برائیوں اور اس راستہ کی منزلوں اور مقاموں سے واقف کریں اور اس کے دل کو غیر حق سے پاک کر کے بے خودی اور فنا کا شربت چکھائیں۔ اور تصفیہ اور تزکیہ، جذبہ وسلوک، فنا وبقا کو اچھے طریق سے پورا کرائیں۔

اگر ظاہری اور باطنی علوم کی دولت ایک ہی بزرگ کی صحبت سے حاصل ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور ہے اس بزرگ کی صحبت کو کبریتِ احمر (سرخ گندھک) کی مانند سمجھنا چاہیے، کیونکہ اخبار واحادیث میں آیا ہے کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ (یعنی: علماء، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے وارث ہیں)۔ وہ علم جو انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات سے باقی اور جاری رہا ہے، دو قسم کا ہے، ایک احکام کا علم جس کو شریعت کا ظاہری پہلو کہتے ہیں اور جس کو عالموں اور مجتہد اماموں نے فقہ میں ترتیب دیا اور علم کلام یعنی عقائد میں بیان کر دیا ہے۔ دوسرا اسرار کا علم جو شریعت کا باطنی پہلو ہے اور یہ احکامِ ظاہری کی حقیقت اور ان کے ثمرات ہیں جو عارف کو معرفت کے حاصل ہونے سے ظاہر ہوتے ہیں جس کو متاخرین کی اصطلاح میں تصوف کہتے ہیں اور متقدمین اور حدیث

marfat.com
Marfat.com

کی زبان میں احسان کہتے ہیں (جیسا کہ پہلے حصہ میں گذر چکا ہے) پس وارث عالم وہ شخص ہے جس کو ان دونوں علموں کا حصہ حاصل ہو۔ وہ شخص جس کو ایک ہی قسم کا علم ملا ہو اور دوسرا علم اس کو نصیب نہ ہوا ہو اصل میں وارثِ انبیا نہیں ہے کیونکہ وارث کو مُورِث کے سب قسم کے ترکہ سے حصہ ملتا ہے ایسا نہیں ہوتا کہ بعض چیزوں میں سے حصہ ملے اور بعض میں سے نہ ملے، کیونکہ وہ شخص جس کو بعض چیزوں سے حصہ ملتا ہے وہ وارث نہیں ہوتا بلکہ قرضخواہ ہے کہ جس کا حصہ اس کے حق کی جنس سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو مُورِث سے کسی قسم کی نزدیکی اور جنسیت کا تعلق نہیں، برخلاف وارث کے کہ وہ قُرب اور جنسیت کے لحاظ سے مورث کے مانند کہا جاتا ہے اور ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔
عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ (یعنی: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں) پس جو شخص دونوں قسم کے علوم نہ رکھتا ہو وہ وارث نہیں اور جو وارث نہیں وہ حقیقی معنوں میں عالم بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کے علم کو ایک قسم کے ساتھ مقید کریں گے اور یوں کہیں گے کہ مثلاً علمِ احکام کا عالم ہے یا علمِ کلام کا عالم ہے۔ اور عالمِ کامل وہ ہے جو وارث ہو اور اس کو دونوں قسم کے علم سے پورا حصہ حاصل ہو۔ ایسے ہی عالموں کو علمائے ربانی اور علمائے راسخین کہتے ہیں اور قرآن شریف کی آیت وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور انہی حضرات کی صحبت انسان کے لئے کیمیا بنانے والی سرخ گندھک ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا عالم تجھے دستیاب نہ ہو تو علمائے ظاہر کو غنیمت جان اور ان کی صحبت سے علوم ظاہری حاصل کر کیونکہ کہا گیا ہے کہ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ (یعنی: جو چیز پوری نہ مل سکے اسے پوری چھوڑنا بھی نہ چاہئے جتنی کچھ ملے اتنی تو لے لینا چاہئے) کیونکہ ایسا عالم بھی ہاتھ میں چراغ تو لئے ہوئے ہے اگرچہ خود اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا لیکن دوسروں کی رہنمائی تو کر سکتا ہے بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

جز بہ خردمند مفرما عمل　　　گرچہ عمل کار خردمند نیست

(یعنی: عقلمند کی رائے کے بغیر عمل مت کر۔ اگرچہ ضروری نہیں کہ ہر عقلمند اچھا عمل بھی کرے)۔
لیکن اس معاملہ میں صحیح غور و فکر سے کام لے کر اس قسم کے آدمیوں میں سے کسی

marfat.com
Marfat.com

بہتر کو اختیار کرے کیونکہ یہ زمانہ بہت ہی گمراہی کا ہے اور جس طرح مخلوقات کی نجات علماء کے وجود پر وابستہ ہے، اسی طرح دونوں جہان کا نقصان بھی انھیں پر منحصر ہے۔ اچھا عالم تمام جہان کے انسانوں سے بہتر ہے اور بُرا عالم تمام جہان کے انسانوں میں سے بدتر ہے، کیونکہ تمام جہان کی ہدایت اور گمراہی انہی کے وجود پر موقوف ہے۔ کسی نے ابلیسِ لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بیکار بیٹھا ہے تو اس کا سبب پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء میرا کام کر رہے ہیں۔ بہکانے اور گمراہ کرنے میں وہی کافی ہیں ؎

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند　　　او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(یعنی: جو عالم اپنا مطلب پورا کرنے اور تن پروری میں لگا رہے وہ تو خود ہی گمراہ ہے کسی کو کیا راستہ دکھائے گا)

ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف میں تنبیہ اور وعید آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (اے ایمان والو کیوں وہ بات کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یعنی: کیا تم دوسرے لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو اور اپنی خبر ہی نہیں لیتے حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے)

اس بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے علم ازبس ضروری ہے ع "کہ بے علم نتواں خدارا شناخت" (یعنی: بے علم خدائے تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا) اور طالبِ علم گرفتار کو صوفی آزاد پر تقدم ہے کیونکہ وہ احکامِ شرعی کی تبلیغ کر کے مخلوق کو فائدہ پہنچاتا ہے جو نبوت کا حصہ ہے اور اس پیروی کی وجہ بہت بڑے ثواب کا مستحق ہے اور صوفی نے آزادی کے ہوتے ہوئے صرف اپنے نفس کو عذاب سے رہائی دلائی خلقت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ شخص افضل ہے جس پر بہت لوگوں کی نجات وابستہ ہو اُس سے جو صرف اپنی نجات کے خیال میں ہے، ہاں وہ صوفی جس نے شیخِ کامل کی صحبت میں اپنے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کیا ہو اور باطن میں فنا و بقا کے بعد دنیا کی طرف رجوع کر کے باجازتِ شیخ مخلوق کو خدائے تعالیٰ کی طرف بُلانے میں مشغول ہو سرخ گندھک کی مانند ہے۔ فافہم

marfat.com
Marfat.com

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت

عام لوگوں میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ صرف ظاہری اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کو شریعت کہتے ہیں۔ یہ لوگ باطنی اعمال کی نفی کرکے سراسر غلطی اور جہالت میں جا پڑتے ہیں اور اسی طرح دوسرا گروہ محض باطنی اعمال کو ضروری جان کر ظاہری احکام سے غفلت کرتا اور کہتا ہے کہ شریعت الگ ہے اور چھلکے کی مانند محض بیکار ہے۔ اور طریقت اور ہے یعنی مغز کی طرح حاصل کرنے کے قابل ہے اور اسی گمراہی میں ظاہری احکام (نماز، روزہ وغیرہ) پر عمل نہیں کرتے، اس لئے یہاں ان اصطلاحات کی تشریح اہلِ علم کے طریقہ پر نہایت تحقیق کے ساتھ درج کی جاتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ تمام احکام کا مجموعہ جن کا انسان مکلّف ہے خواہ وہ ظاہری اعمال سے تعلق رکھتے ہوں یا باطنی اعمال سے **شریعت** کہلاتا ہے اور متقدمین (صدرِ اسلام کے بزرگوں) کی اصطلاح میں فقہ کا لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے کہ مَعْرِفَۃُ النَّفْسِ مَا لَھَا وَمَا عَلَیْھَا (یعنی نفس کا اپنے متعلق ان احکامات کو پہچاننا جو اس کے ظاہر و باطن سے متعلق ہیں اور ثواب و عذاب کو لازم کرنے والے ہیں)۔ پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت کے دو حصے ہوگئے، پس ظاہری اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام فقہ ہوگیا اور باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہوا۔ اور ان باطنی اعمال کے طریقوں کو **طریقت** کہتے ہیں۔ باطنی اعمال کے ٹھیک طور پر ادا ہونے سے دل میں جو صفائی اور روشنی پیدا ہوتی ہے اس سے دل کے اوپر موجودات کی بعض حقیقتیں خواہ آنکھ سے نظر آنے والی ہوں یا نظر نہ آنے والی خاص طور پر اچھے بُرے عملوں کی حقیقتیں اور اللہ پاک کی ذات و صفات و افعال وغیرہ کی حقیقتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان کے معاملات کا اظہار ہوتا ہے، ان اظہارات کو **حقیقت** کہتے ہیں، اور ظاہر ہونے کو **معرفت** کہتے ہیں۔ اور جس بزرگ پر یہ باتیں ظاہر ہوں اس کو **محقق** اور

marfat.com
Marfat.com

عارف کہتے ہیں۔ پس یہ سب باتیں یعنی طریقت و حقیقت و معرفت، شریعت سے ہی تعلق رکھتی ہیں نہ کہ کوئی الگ چیز ہیں۔

اب اس بات کو محققین اور عارفین کے انداز میں ذرا وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے جاننا چاہیے کہ کلمۂ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" (جس پر ایمان کا دارومدار ہے اور جس کی برکت سے بڑے سے بڑا کافر بخشا جاتا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر کے جنّت کا وارث ہوجاتا ہے) طریقت، حقیقت اور شریعت کا جامع ہے۔ اس کلمۂ طیبہ کے دو جزو ہیں۔ پہلے جزو یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں تمام آفاقی اور انفسی خداؤں کی نفی کر کے خدائے واحد کے موجود و مقصود اور معبود ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ پس جب تک سالک نفی کے مقام میں ہے طریقت میں ہے، جب نفی سے پورے طور پر فارغ ہوجاتا ہے اور تمام ماسوا اس کی نظر سے مٹ جاتا ہے تو طریقت کا معاملہ ختم ہوجاتا ہے اور مقامِ فنا میں پہنچ جاتا ہے۔ جب نفی کے بعد مقامِ اثبات میں آتا ہے اور سلوک سے جذبہ کی طرف ترقی کرتا ہے تو مرتبۂ حقیقت کے ساتھ متحقق اور بقا کے ساتھ موصوف ہوجاتا ہے۔ اس نفی اثبات اور اس طریقت و حقیقت اور اس فنا و بقا اور اس سلوک و جذبہ کے حاصل ہونے پر وہ شخص ولی اللہ کہلاتا ہے اور اس کا نفس، امّارہ پن چھوڑ کر مطمئنّہ ہوجاتا اور پاک و صاف بن جاتا ہے۔ پس ولایت کے کمالات اس کلمۂ طیبہ کے جزوِ اول کے ساتھ جو نفی و اثبات ہے وابستہ ہیں۔

باقی رہا اس کلمۂ طیبہ کا دوسرا جزو جو حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کو ثابت کرتا ہے، یہ دوسرا جزو شریعت کو کامل کرنے والا ہے جو کچھ ابتدا اور وسط میں شریعت سے حاصل ہوا تھا وہ شریعت کی صورت تھی اور اس کا اسم و رسم تھا۔ شریعت کی حقیقت اس مقام میں حاصل ہوتی ہے جو مرتبۂ ولایت کے حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور نبوت کے کمالات جو کامل تابعداروں کو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اور پیروی کے طور پر حاصل ہوتے ہیں وہ بھی اس مقام میں حاصل ہوجاتے ہیں۔ طریقت اور حقیقت جن سے ولایت حاصل ہوتی ہے شریعت کی حقیقت

marfat.com
Marfat.com

اور کمالاتِ نبوت کے حاصل ہونے کے لئے گویا شرائط ہیں۔ ولایت کو طہارت یعنی وضو کی طرح سمجھنا چاہیئے اور شریعت کو نماز کی طرح۔ طریقت میں حقیقی نجاستیں دور ہوتی ہیں اور حقیقت میں حکمی نجاستیں، اور جس طرح انسان ظاہری اعضاء کی طہارت کے بعد نماز کے ظاہری احکام ادا کرنے کے لائق ہوتا ہے اسی طرح طریقت اور حقیقت کے ساتھ کامل طہارت حاصل ہونے کے بعد شرع شریف کے احکام بجالانے کے لائق ہوجاتا ہے اور اس نماز کے ادا کرنے کی قابلیت ہوجاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے مرتبوں کی انتہا اور دین کا ستون اور مؤمن کی معراج ہے۔

ان تینوں معاملوں یعنی طریقت، حقیقت اور شریعت کے آگے ایک اور معاملہ ہے جس کے آگے ان معاملوں کا کچھ اعتبار و شمار نہیں۔ جو کچھ مرتبہ حقیقت میں حاصل ہوا تھا اور اثبات و بقا سے تعلق رکھتا تھا وہ اس معاملہ کی صورت تھی اور یہ معاملہ اس صورت کی حقیقت ہے جیسا کہ شریعت کی صورت، جو شروع میں عام لوگوں کے مرتبہ میں حاصل ہوتی ہے اور طریقت اور حقیقت کے حاصل ہونے کے بعد اس صورت کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ معاملہ کہ جس کی صورت شریعت کی حقیقت ہو اور جس کی تمہید ولایت ہو وہ کس طرح بیان کیا جائے، اور اگر بالفرض بیان کیا جائے تو کوئی اس کی حقیقت کو کیا سمجھے اور کیا معلوم کرے گا۔ یہ معاملہ اولوالعزم پیغمبروں کی وراثت ہے جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے اور جب اس معاملہ میں اصول (اولوالعزم پیغمبر) ہی کم ہوں تو فروع (اس وراثت کو پانے والے پیرو) ضروری بہت کم و قلیل ہوں گے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس معاملہ کا صاحب، شریعت سے آزاد اور بے فکر ہوجاتا ہے کیونکہ یہ معاملہ اس جہان میں باطن سے تعلق رکھتا ہے اور ظاہر ہمیشہ شریعت کے ساتھ مکلّف ہے۔ یہ دنیا، دارِ عمل ہے، باطن کو ظاہری اعمال سے بڑی مدد ملتی ہے اور باطن کی ترقیاں ظاہری احکام کے بجالانے پر موقوف ہیں پس اس جہان میں ہر وقت ظاہر و باطن کے لئے شریعت کا ہونا ضروری ہے۔ ظاہر کا کام شریعت پر عمل کرنا ہے اور اس کے نتیجے اور پھل باطن کے نصیب ہیں۔ بلکہ سالک جس قدر

مطلب کسی شخص سے خواہ وہ کیسا ہی بڑا ولی ہو شرعی تکالیف ساقط نہیں ہوتیں۔

marfat.com
Marfat.com

شرعی پابندیوں کو برداشت کرے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرتا جائے گا۔

مسئلہ نبوّت افضل ہے ولایت سے اگرچہ اس نبی ہی کی ولایت ہو

بعض مشائخ نے سُکر کے وقت کہا ہے کہ ولایت افضل ہے نبوت سے۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد اس نبی کی ولایت ہے تاکہ نبی پر افضل ہونے کا وہم جاتا رہے۔ لیکن حقیقت میں معاملہ اس کے برخلاف ہے کیونکہ نبی کی نبوت اس کی ولایت سے افضل ہے۔ کمالاتِ نبوت کے مقابلے میں کمالاتِ ولایت کی کچھ حیثیت نہیں۔ آفتاب کے مقابلہ میں ذرہ کی کیا مقدار ہے۔ کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ ولایت دونوں میں عروج کے وقت حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہوتی ہے بلکہ مرتبۂ ولایت میں عروجی کمالات کی صورت ہے اور مرتبۂ نبوت میں اس کی حقیقت ہے البتہ نزول کے وقت ولایت میں بظاہر خلق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور باطن میں حق کی طرف۔ اور نبوت کے نزول میں ظاہر و باطن سے خلق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کلی طور پر ان کو حق تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ پس ان کا مخلوق کی طرف متوجہ ہونا عوام کی طرح اپنی گرفتاری کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ یہ بزرگوار ماسوی کی گرفتاری کو پہلے ہی قدم میں چھوڑ دیتے ہیں بلکہ ان کی یہ توجہ مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہے تاکہ مخلوق کو خالق کی طرف رہنمائی کریں اور مولیٰ کی رضاجوئی کا راستہ دکھائیں اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی توجہ بخلق جس کا مقصد مخلوق کو ماسوی کی غلامی سے آزاد کرنا ہو، اس توجہ بحق سے کئی درجے فضیلت والی ہے جو اپنے نفس کے لئے ہو۔ المختصر ولایت میں سینہ کی تنگی کے باعث مخلوق کی طرف توجہ نہیں کر سکتے اور نبوت میں کمال شرحِ صدر ہوتا ہے اس لئے نہ تو حق تعالیٰ کی طرف کی توجہ مخلوق کی طرف توجہ کو روکتی ہے اور نہ مخلوق کی طرف کی توجہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ سے منع کرتی ہے اسی لئے مستقیم حالات والے بزرگوں کے نزدیک نبوت افضل ہے ولایت سے اگرچہ وہ ولایت اسی نبی کی ہو۔

بعض بزرگوں سے سکر کی حالت میں بعض باتیں خلافِ شریعت واقع ہوئی ہیں

marfat.com
Marfat.com

ان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ تو عارضی طور پر واقع ہوئی ہیں، جب سکران سے دور ہو جاتا ہے تو پھر وہ اصل حقیقت سے واقف ہو جاتے ہیں جیسا کہ آگے سکر او صحو کے بیان میں ذکر کیا جائے گا۔ یہاں تو یہی بات واضح کرنی ہے کہ اصلی مقصود شریعت کے سوا کچھ اور ہرگز نہیں ہے۔ طریقت، شریعت کی خادم اور شریعت کو کامل کرنے والی ہے اور دونوں ایک دوسرے کا عین ہیں، بال کے برابر بھی ان میں فرق نہیں، صرف اجمال اور تفصیل اور استدلال اور کشف کا فرق ہے: كُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهُ الشَّرِيعَةُ فَهُوَ زَنْدَقَةٌ (یعنی: جس حقیقت کو شریعت نے رد کر دیا وہ زندقہ اور گمراہی ہے)۔

پس شریعت تمام کمالات کی ماں اور تمام مقامات کی اصل ہے۔ شریعت کے نتیجے اور پھل صرف اسی دنیا پر موقوف نہیں ہیں بلکہ آخرت کے کمالات اور ہمیشہ کا ناز و نعمت بھی شریعت کے پھل ہیں۔ گویا شریعت شجرۂ طیبہ ہے جس کے پھلوں اور میووں سے لوگ اِس جہان میں بھی اور اُس جہان میں بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہر قسم کے فائدے اس سے حاصل کر رہے ہیں۔ پس شریعت پر عمل کر کے حقیقت کو تلاش کرنا بہادروں کا کام ہے۔

رَزَقَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكُمُ الْاِسْتِقَامَةَ عَلٰى مُتَابَعَةِ سَيِّدِ الْبَشَرِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا۔

سیورِ اربعہ

سیور جمع ہے سیر کی، اربعہ کے معنی ہیں چار۔ پس سیورِ اربعہ کے معنی چار سیریں۔ اللہ والوں نے اس راستہ کو چار سیروں میں تقسیم کیا ہے اور یہ چاروں سیریں علمی اور روحانی طور پر ہوتی ہیں نہ کہ جسمانی۔ بات یہ ہے کہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنے کے مرتبے اگرچہ بے انتہا ہیں لیکن عالمِ مثال میں کشف کی نظر سے تمام ایک دائرہ کی طرح دکھائی دیتے ہیں اور سالک اپنے تئیں عالمِ مثال میں اس طرح دیکھتا ہے کہ گویا وہ سیر کر رہا ہے اور ترقی کر رہا ہے۔ اب ان چاروں سیروں کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

(۱) **سیر الی اللہ:** اے بھائی جاننا چاہیے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفتیں

marfat.com

Marfat.com

صفات یا آٹھ ہیں چنانچہ علمائے کرام نے اس کے متعلق بحثیں کی ہیں لیکن ان صفات کی جزئیات کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام وہ ہی نہیں ہیں جو احادیث میں ذکر کیے گئے ہیں یا جو ہزار نام توریت میں مذکور ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ کو ان ناموں کے علاوہ جو شریعت سے ثابت ہیں نہیں پکارنا چاہیے۔ لیکن اتنے ہی ناموں میں محصور اور محدود نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ ان کی کوئی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ الآیہ (یعنی: اگر تمام زمین کے درخت قلم ہو جائیں اور دریا سیاہی اور اسی طرح کے سات اور دریا سیاہی ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں) جیسا کہ سعدیؒ نے کہا ہے۔ شعر

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

(نہ اس کے حسن کی کوئی انتہا ہے اور نہ سعدی کی بات کی کوئی حد ہے۔ پیاس کا مریض (بقدرِ ظرف پانی پینے کے باوجود) پیاسا ہی مر جاتا ہے اور دریا اسی طرح باقی رہتا ہے) پس یہ تمام موجودات جو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے ظلال اور عکس اور مظہر ہیں اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات کی طرح بے انتہا ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ الآیہ (یعنی جو تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے)۔ جب سالک علمِ اسفل یعنی اسماء وصفاتِ الٰہی کے ظلال (موجودات) سے علمِ اعلیٰ یعنی ان اسماء وصفاتِ الٰہی کی طرف سیر کرتا ہے تو ترقی کرتے ہوئے دائرۂ ظلال میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنی اصل کو پہنچ جاتا ہے اور رنگ میں اصلیت پاتا اور وجود میں اصل ہی دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو اس میں فانی اور مٹا ہوا پاتا ہے حتیٰ کہ اپنا کوئی اثر اور کوئی اصلیت نہیں پاتا اور صرف وجود میں اصل ہی کا مشاہدہ کرتا ہے پس اس دائرۂ ظلال کی سیر کو اصطلاح میں سیر الی اللہ کہتے ہیں اور یہی دائرہ ولایتِ صغریٰ اور اولیاء کی ولایت کا دائرہ ہوتا ہے۔

اکثر اولیاء اسی ظلال کو دائرۂ صفات یعنی ولایتِ کبریٰ اور انبیاء کی ولایت خیال کرتے اور اسی کو عین صفات سمجھتے ہیں اور اسی حالتِ سکر میں انا اللہ کہہ بیٹھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے وراء الورا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اگر کوئی شخص ولایتِ صغریٰ اور ظلال کے مرتبوں میں تفصیل کے ساتھ سیر کرے تو یہ ابدالآباد تک بھی ختم نہ ہو۔ لیکن ہر شخص ان مراتب میں اتنی ہی سیر کرتا ہے جتنا کہ اس میں اس کا حق ہے۔ اور ایک ظل سے دوسرے ظل میں اور دوسرے سے تیسرے میں پہنچ جاتا ہے اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف ترقی کرکے اس کی اصل میں فنا ہو جاتا ہے اور اسی طرح جس ظل میں بھی پہنچ جاتا ہے اس میں اپنے آپ کو فانی پاتا ہے اور اس کے وجود میں باقی رہ جاتا ہے یہاں تک کہ ممکنات کے علوم طے کرکے اور کلی طور پر اُن کے فنا ہو جانے کے بعد واجب تعالیٰ کے علم تک وصول حاصل کر لیتا ہے اور یہ حالت وہی ہے جو فنا سے تعبیر کی گئی ہے اور مولانا رومیؒ کے شعر کا یہی مطلب ہے:-

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(یعنی: سات سو ستر قالب (ظلال کے پردے) میں نے دیکھے ہیں اور (ان میں فنا ہو کر) سبزے کی طرح بارہا اُگا ہوں)

(۲) **سیر فی اللہ**: اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کا فضل سالک کے شامل ہو جائے تو اس جگہ سے ترقی کر جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اسماء و صفات کے دائرہ میں جو ظلال کے دائروں کی اصل ہے داخلہ میسر ہو جائے اور سالک اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء اور شیون و اعتبارات و تقدیسات و تنزیہات میں سیر کرتا ہے۔ پس وجوب کے ان مرتبوں یعنی اسماء، وصفات وغیرہ میں جو حرکتِ علمیہ (سیر علمی) واقع ہوتی ہے اس کو سیر فی اللہ کہتے ہیں اور یہ سیر ولایتِ کبریٰ میں جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت ہے واقع ہوتی ہے اور دوسروں کو یہ ولایت انبیاء علیہم السلام کی تابعداری ہی سے نصیب ہوتی ہے اور اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو کہ عروج کی انتہا کو پہنچ جائے۔ عالمِ امر کے پانچوں لطیفے اس دائرہ کی انتہا ہیں اور یہ سیر اُس مرتبے تک پہنچتی ہے کہ جس کو کسی عبارت کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے اور نہ کسی اشارے سے بیان کر سکتے ہیں اور نہ کسی نام سے اس کو پکارا جا سکتا ہے، نہ کسی کنایہ سے ادا ہو سکتی ہے اور نہ اس کو کوئی عالم جان سکتا ہے اور نہ صاحبِ ادراک اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس سیر کا نام بقا رکھا گیا ہے۔ یہ سیر آفاقی اور انفسی سیر یعنی سیر الی اللہ سے منزلوں دور اور وراء الوراء ہے۔ سیر آفاقی کو سیر الی اللہ

marfat.com
Marfat.com

اور سیر انفسی کہ سیر فی اللہ کہنا فضول ہے کیونکہ انفس بھی آفاق کی طرح دائرۂ امکان میں داخل ہے۔ تو اس صورت میں دائرہ امکان کا قطع کرنا ممکن ہوگا اور اس سے ہمیشہ کی ناامیدی اور نقصان کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا، نہ کبھی فنا ثابت ہوگی نہ بقا تصور کی جاسکے گی پھر خدائے تعالیٰ کا وصال اور اتصال کیسے ہوگا اور اس کا قرب و کمال کیا حاصل ہوگا۔

چوں توئی کے یار گردد یارِ تو تانباشی یار باشد یارِ تو

(یعنی: جب تک تو ہے یار تیرا یار کب ہووے۔ تو اپنے تئیں فنا کردے پس جب تو نہیں ہوگا تو یار تیرا یار ہوگا)
یہی وہ مقام ہے کہ جہاں نفس کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اسی مقام پر شرحِ صدر ہوتا ہے اور سالک حقیقی اسلام سے مشرف ہوتا ہے اور نفسِ مطمئنہ صدارت کے تخت پر بیٹھتا ہے اور رضائے مقام کی جانب ترقی کرتا ہے، یہ جگہ انبیاء علیہم السلام کی ولایتِ کبریٰ کی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ الآیہ (یعنی: پس وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام (قبول کرنے) کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایمان کی روشنی رکھتا ہے (یعنی اسلام کی حقیقت کا اس کو یقین آگیا ہے)۔ ان کمالات کے مقابلے میں جو اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں عالمِ امر سے تعلق رکھنے والے کمالات ایسے ہیں جیسے دریائے محیط کے مقابلے میں قطرہ۔ یہ سب کمالات جن کا ذکر ہوچکا ہے اللہ تعالیٰ کے اسم الظاہر سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ کمالات جو اسم الباطن سے تعلق رکھتے ہیں وہ اور ہیں اور اسم الباطن میں سیر کرنا ولایتِ علیا میں قدم رکھنا ہے جو فرشتوں کی ولایت اور سیر فی اللہ کا دوسرا اور اعلیٰ درجہ ہے اور اس کا معاملہ چھپانے اور باطن میں رکھنے کے مناسب ہے البتہ اس قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسمِ ظاہر کی سیر اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں ذات کے لحاظ کے بغیر ہے اور اسمِ باطن کی سیر بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں ہے لیکن اس کے ساتھ ذات کا بھی لحاظ ہوتا ہے گویا کہ یہ صفاتی نام حضرت ذات کے سامنے ڈھالوں کی طرح ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کی سیر میں ذات کا کوئی لحاظ اور خیال نہیں ہوتا لیکن اس کے اسمِ علیم میں علم کی صفت کے پردے میں وہ ذات ملحوظ ہے کیونکہ علیم ایک ذات ہے جس کی صفت علم ہے پس علم کی سیر اسمِ ظاہر کی سیر ہے

marfat.com
Marfat.com

اور علیم کی سیر اسمِ باطن کی سیر ہے باقی تمام صفاتی ناموں کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔
اسم ظاہر اور اسم باطن کے بیان میں علم اور علیم کے درمیان جو فرق ظاہر کیا گیا ہے اس کو تھوڑا نہ خیال کرنا چاہیئے اور نہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان سیروں کا طے کرنا کہنے کی طرح آسان کام ہے اور تھوڑی سی مدت میں ہو جاتا ہے بلکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ وصول کی منزلیں کامل طور پر کبھی طے نہیں ہوتیں اور آیۂ کریمہ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔ یعنی: فرشتے اور روح چڑھتے ہیں اس (خدائے تعالیٰ) کی طرف اس دن میں کہ جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہے) اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جب ان دو مبارک ناموں کے سب کے سب کمالات حاصل ہو جائیں تو گویا سالک کے لئے دو بازو ہیں جن کی مدد سے عالمِ قدس میں پرواز کرتا ہے اور سالک کو وہ درجات حاصل ہو جاتے ہیں اور اس قدر بے اندازہ ترقیاں حاصل کرتا ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں رنگے جاؤ) کی حقیقت سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس کو وہ صفتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو حق تعالیٰ کی صفتوں کے مناسب ہیں اور یہ مناسبت اور مشارکت اسم اور عام صفات میں ہوتی ہے نہ کہ خاص معانی میں کیونکہ یہ ناممکن ہے اور شرک ہے اور اس سے حقیقتوں اور صفتوں میں تغیر لازم آتا ہے اور یہ خدا کی شان کے خلاف ہے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " اور صفت مَلِکْ ہے اور مَلِکْ کے معنی سب پر قابو رکھنے والے (متصرف) کے ہیں جب سالک اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے اور اس کو مغلوب کر لیتا ہے اور اس کا تصرف دلوں میں جاری ہو جاتا ہے تو اس صفتِ مَلِکْ سے موصوف ہو جاتا ہے۔

اور صفتِ بصیر ہے اور بَصِیْرٌ کے معنی دیکھنے والے کے ہیں۔ جب سالک کی دل کی آنکھ دیکھنے والی ہو جاتی ہے اور نورِ فراست (دانائی) سے اپنے تمام عیب دیکھ لیتا ہے اور دوسروں کے حال کا کمال معلوم کر لیتا ہے یعنی سب کو اپنے آپ سے بہتر دیکھتا ہے اور حق تعالیٰ کی بصیرت اس کی نظر کو منظور ہو جاتی ہے یہاں تک کہ جو کچھ وہ کرتا ہے حق کی رضامندی کے موافق کرتا ہے تو اس صفتِ بصیر سے موصوف ہو جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اور صفتِ سمیع ہے اور سَمِیْعٌ کے معنی سننے والا کے ہیں۔ جب سالک حق تعالیٰ کی بات کو خواہ وہ کسی سے سُنے بلا تکلف قبول کر لیتا ہے اور چھپے ہوئے بھیدوں اور بے شبہ حقائق کو دل کے کانوں سے سُن لیتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔

اور صفتِ مُحِی ہے اور مُحْیِی کے معنی زندہ کرنے والا ہے جب سالکِ طریقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی ہوئی (یعنی جن پر لوگ عمل نہ کرتے ہوں) سُنّتوں کو زندہ کرنے اور رواج دینے میں کوشش کرتا اور مشغول رہتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔

اور صفتِ مُمِیْت ہے اور مُمِیْت کے معنی مارنے والا ہے۔ جب سالک بدعتوں کو جو سنتوں کی بجائے ظاہر ہوتی ہوں دور کرتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوتا ہے۔

اور صفتوں کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے اور عام لوگوں نے تَخَلَّقُوْا کے معنی اور طرح سمجھے ہیں اس لئے گمراہی کے جنگل میں جا پڑے ہیں اور انھوں نے خیال کیا ہے کہ ولی کے لئے جسم کا زندہ کرنا ضروری ہے اور غیب کی چیزوں کا اس پر ظاہر ہونا لازمی ہے اور اس قسم کے کئی بیہودہ اور فاسد خیالات ان کے دلوں میں جمے ہوئے ہیں فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔

اور وہ سیر جو ان کمالات سے اوپر واقع ہو وہ کمالاتِ نبوت کا شروع ہے، ان کمالات کا حاصل ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ کمالات مقامِ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری پیروی کرنے والوں کو بھی ان کی پیروی کے سبب سے ان کمالات سے کچھ حصہ مل جاتا ہے۔ ولایتِ علیا تک ترقیاں اصلیت کے طور پر عناصرِ ثلاثہ سوائے خاک یعنی آگ، ہوا اور پانی کے نصیب ہیں بلکہ ملائکہ کرام کو بھی ان تینوں عناصر سے نصیب حاصل ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ بعض ملائکہ آگ اور برف سے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کی تسبیح سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ النَّارِ وَالثَّلْجِ (یعنی: پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف کو جمع کر دیا) لیکن کمالاتِ نبوت کا مزہ عنصرِ خاک کے نصیب ہے اور باقی لطائفِ عالمِ امر و خلق اس کے تابع ہیں اور چونکہ یہ عنصر بشر کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہو گئے۔ اور اس سیر میں معلوم ہوتا ہے کہ تمام ولایتوں یعنی صغریٰ، کُبریٰ اور عُلیا کے

marfat.com
Marfat.com

سب کمالات مقامِ نبوت کے کمالات کے ظلال اوران کی حقیقت کے لئے مثال کی طرح ہیں اوران کمالات کواُن کمالات سے وہی نسبت ہے جو دریا کو قطرہ سے بلکہ غیر تناہی کو تناہی سے اور لا محدود کو محدود سے۔ اس سے یہ بات اور واضح ہو گئی کہ نبوت ولایت سے افضل ہے اگرچہ اُسی نبی کی ولایت ہو۔

جب سالک کمالاتِ نبوت کے دائرہ کے مرکز میں پہنچ جاتا ہے تو یہ مرکز دائرہ کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے اس کا نام دائرہ کمالاتِ رسالت ہو جاتا ہے جو کہ انبیاءِ مرسل کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر یہ رُتبہ کسی دوسرے کو حاصل ہوتا ہے تو رسولوں کی کامل تابعداری سے حاصل ہوتا ہے اور جب دوسرے دائرہ کے مرکز پر پہنچ جاتے ہیں تو وہ مرکز بھی دائرہ کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے اور یہ دائرہ کمالاتِ اولوالعزم کا دائرہ ہے جو کہ مثالیت سے اونچا ہے۔ انبیاء اولوالعزم کو جب یہ رتبہ دیتے ہیں تو چیزوں کا قیام اُن سے ہوتا ہے بعض صاحبِ نصیب اولیاء بھی انبیاء کی تابعداری سے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد عدمِ محض ہے اور بس۔ یعنی وجود کا معاملہ یہاں ختم ہے اور ممکن کی رسائی اس سے آگے نہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ لَیْسَ وَرَاءَهٗ اِلَّا الْعَدَمُ الْمَحْضُ (یعنی اس سے آگے سوائے عدم محض کے کچھ نہیں) اور یہ عدم وجود کی نقیض اور متضاد ہے لیکن کوئی اس سے یہ نہ سمجھ لے کہ عنقا شکار ہو گیا اور مقصود حاصل ہو گیا۔ کیونکہ

عنقا شکارِ کس نہ شود دام باز چیں کیں جا ہمیشہ باد بدست ست دام را

(یعنی: اے شکاری! عنقا کسی کا شکار نہیں ہوتا تو اپنا جال اٹھالے کیونکہ یہاں ہمیشہ جال خالی رہتا ہے)

پس حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اس وجود اور عدم سے ماوراء ہے۔ جس طرح عدم کو وہاں راہ نہیں، وجود کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءُ الْوَرَاءِ

(یعنی: حق سبحانہ وتعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ یعنی بہت ہی بلند ہے)

ہنوز ایوانِ استغنا بلند ست مرا فکرِ رسیدن ناپسند ست

(یعنی: ابھی استغنا کا مکان بہت بلند ہے اور میرا وہاں پہنچنے کا خیال ناپسند ہے)

باوجود اس کے کہ تمام پردے اٹھ گئے مگر ورائیت قائم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت

marfat.com
Marfat.com

اور کبریائی اس کے ادراک کو روکتی اور وجدان (پانے) کو منع کرتی ہے۔ کیا تو نے نہیں جانا کہ خانہ کعبہ میں پہنچ کر اس کی عظمت وجلال کی وجہ سے اس کی چھت کی طرف دیکھنا شرع شریف میں منع کیا گیا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو خانہ کعبہ کا وصول میسر نہیں ہوا (فافہم) یہ ہے سیر فی اللہ کی مختصر تفصیل۔

(۳) **سیر عن اللہ باللہ**۔ سیر فی اللہ کے تمام کرنے پر سالکین کے دو گروہ ہو جاتے ہیں (۱) مستہلکین یعنی وہ لوگ جو ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو گئے اور جمالِ الٰہی کے مشاہدے میں ہی رہ گئے ہیں۔ (۲) رَاجِعِيْنَ اِلَى الدَّعْوَةِ۔ ان کو واپس مقامِ قلب میں لایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ میرے بندوں کو اسی راستہ سے جس سے کہ تم خود آئے ہو میری طرف لاؤ، اور مخلوق کے ساتھ میل جول رکھو، تمہارا مشاہدہ اب بند نہ ہوگا۔ پہلے سیر عاشق کی معشوق کی طرف تھی اور آیۂ کریمہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (یعنی: کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو) پر عمل تھا۔ سالک عاشق اور حضرت حق سبحانہ معشوق۔ اب سیر معشوق کی عاشق کی طرف ہے اور آیۂ مذکورہ کے دوسرے جز یعنی يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (یعنی: اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا) سے مشرف ہو جاتا ہے کیونکہ سالک تعلیم و تلقین اور ترغیب سے مریدوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور اس تعلیم میں اللہ تعالیٰ اپنا مشاہدہ اس کو دیتا رہتا ہے تو اس حالت میں سالکِ ہادی کا ہر فعل باعثِ مشاہدہ ہوتا ہے۔ پس اس قسم کے صاحبِ دولت کو جب دنیا کی طرف لانا چاہیں اور مخلوق کو اس کے وجودِ شریف کی برکت سے نفسانی اندھیروں سے نکالنا چاہیں تو اس کو صوفیوں کی اصطلاح میں سیر عن اللہ باللہ کے طریقے پر جہان کی طرف لے آتے ہیں اور اس کی توجہ تمام تر مخلوق کی طرف ہوتی ہے لیکن اس کو مخلوق کے ساتھ کسی قسم کی گرفتاری نہیں ہوتی اگرچہ ظاہر میں وہ مبتدی کا شریکِ حال ہے لیکن گرفتاری اور عدمِ گرفتاری میں بڑا فرق ہے اور خلق کی طرف توجہ کرنا اس منتہی کے حق میں بے اختیاری ہے اور اس میں وہ اپنی رغبت کچھ نہیں رکھتا بلکہ اس توجہ میں

marfat.com
Marfat.com

حق تعالیٰ کی رضامندی ہے برخلاف مبتدی کے کہ اس میں اپنی ذاتی رغبت اور حق تعالیٰ کی نارضامندی ہے۔ مبتدی مشاہدۂ حق سے سراسر دور ہے لیکن جو پردے منتہی سے دور ہو چکے ہیں وہ پھر واپس نہیں ہوتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بادشاہ کا وزیر بادشاہ کے ساتھ قرب بھی رکھتا ہے اس طرح پر کہ کوئی ظاہری اور باطنی پردہ درمیان میں نہیں ہوتا، اس کے باوجود اس کو ضرورتمند لوگوں کی خدمت اور سلطنت کے کاموں کو انجام دینے میں مشغول کیا جاتا ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ اس مشغولی کے ہوتے ہوئے بادشاہ کے جمال سے اس کو کوئی پردہ ہے۔ پس اس سیر میں سالک علمِ اعلیٰ سے علمِ اسفل کی طرف اور اسفل سے اسفل کی طرف رجوع کرتا ہے حتیٰ کہ واپس ممکنات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ایسا عارف اللہ کو اللہ کے ساتھ بھلانے والا (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کی طرف مشغول ہونے میں جسقدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی توجہ ہٹی ہوئی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے اور باطن میں وہ اللہ کے ساتھ ہے) اور اللہ کی طرف اللہ کے ساتھ رجوع کرنے والا اور ظاہر میں گم کرنے والا، جدا ہونے والا اور دُور ہونے والا ہے اور باطن میں پانے والا اور ملنے والا اور نزدیک ہونے والا ہے[1]

(۴) سیر فی الاشیاء باللہ۔ یہ سالک کی چوتھی سیر ہے جو رجوع کے بعد اشیاء میں ہے اور سیرِ اول میں جو اشیاء کے علوم بالکل مٹ گئے تھے اب پھر یکے بعد دیگرے حاصل ہو جاتے ہیں اور سالک بظاہر کلی طور پر مخلوق کے ساتھ مبتلا رہتا ہے اور اگرچہ ظاہر میں اس کے تمام افعال عوام کی طرح دنیا کی مشغولی میں گزرتے ہیں لیکن وہ اصل میں اس شعر کا مصداق ہوتا ہے ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش　　　این چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(یعنی: اپنے باطن میں ذاتِ حق سے واقف ہو جا اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح رہ، اور اس قسم کے طریقے والے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں)۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پانی بھر کر لانے والی عورتیں کئی کئی مٹکے اوپر نیچے سر پر رکھ کر بظاہر بے تکلف ایک دوسری سے باتیں کرتی ہوئیں چلی جاتی ہیں کیا مجال جو

---

[1] ماخوذ از مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۲۳۴

marfat.com
Marfat.com

اُن کی رفتار میں فرق آجائے یا مٹکوں میں کسی قسم کی جنبش ہو اور چھلکیں۔ کیونکہ دل کی توجہ پورے طور پر مٹکوں پر لگی رہتی ہے اور یہ توجہ ان میں راسخ ہو کر طبیعت بن جاتی ہے۔ یہی حال سالکِ کامل کی توجہ کا حق کی طرف ہے۔ چاروں سیروں کا بیان تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے اب اس بیان کا خلاصہ درج ذیل ہے تاکہ بات اچھی طرح ذہن میں بیٹھ جائے۔

خلاصۂ بیان یہ راستہ چار سیروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) سیر الی اللہ: اس میں سالک اپنے آپ کو اور تمام موجودات کو مٹاتا ہے اور ایک ذاتِ حق کو ثابت کرتا ہے۔ سیر کے اس دائرہ کو دائرۂ امکان (مجموعۂ لطائف عالمِ خلق و امر) کہتے ہیں اور اس مقام کو مقامِ فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے صاحب پر ولی کا لفظ بولا جاتا ہے۔

(۲) اب ولایتِ صغریٰ میں وہ سیر شروع ہوتی ہے جو اولیاء اللہ کی ولایت ہے اس سیر میں سالک اسماء و صفاتِ الٰہی کے ظلال میں سیر کرتا ہے۔ دائرۂ ظلال کے قطع کرنے کے بعد اسماء و صفاتِ الٰہی میں مسمّٰی کے لحاظ کے بغیر سیر کرتا ہے، جس کو ولایتِ کبریٰ یعنی انبیاء علیہم السلام کی ولایت کہتے ہیں یہ ولایتِ کبریٰ کے نیچے کا نصف حصہ ہے جو اسماء و صفاتِ زائدہ کو شامل ہے پھر اس کے اوپر کے نصف دائرہ میں جو شیون و اعتبارات کو شامل ہے سیر واقع ہوتی ہے۔ یہ ولایت ملاءِ اعلیٰ یعنی فرشتوں کی ولایت کہلاتی ہے اور ان تینوں ولایتوں میں خاک کے سوا باقی تینوں عناصر موردِ فیض ہوتے ہیں ان تینوں ولایتوں کے حاصل ہونے پر فنائے نفس حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد محض فضلِ خداوندی سے کمالاتِ نبوت، رسالت اور اولوالعزم میں سیر واقع ہوتی ہے جس میں عنصرِ خاک کا زیادہ حصہ ہے اور اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے بعد عدم محض ہے۔ مطلوبِ حقیقی کو اس عدم محض سے بھی وراء الوراء تلاش کرنا چاہئے۔ اسی ولایتِ سہ گانہ اور نبوتِ سہ گانہ کے کمالات کی سیر کو سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اسی مقام کو مقامِ بقا کہتے ہیں۔

(۳) وہ مستہلکین جو ہر وقت مشاہدۂ جمالِ الٰہی میں ڈوبے رہتے ہیں اور ع
"عاشقاں را جز تماشائے جمالِ یار نیست" کا مصداق ہو جاتے ہیں۔ تب راجعین الی الدعوۃ ان لوگوں کو خدا کی طرف بلانے کیلئے عالمِ خلق کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اس کو سیر عن اللہ باللہ کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(۴) راجعین کو مخلوق کی طرف لوٹا کر ان کی اصلاح میں مشغول کر دیا جاتا ہے اور عام مخلوق کے ساتھ ان کے ظاہر کو خلط ملط کر کے احکامِ شرعیہ ان کے ذریعہ لوگوں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ اس سیر کو سیر فی الاشیاء باللہ کہتے ہیں۔ شرافت منتہلکین کے لئے ہے اور فضیلت راجعین کے لئے۔ پس سیرِ اول سیرِ چہارم کے مقابل ہے اور سیرِ دوم، سیرِ سوم کے مقابلہ میں ہے۔ پہلی اور دوسری سیر نفس ولایت کے حاصل ہونے کے واسطے ہے جو فنا و بقا سے مراد ہے اور تیسری اور چوتھی سیر مقامِ دعوت کے حاصل ہونے کے واسطے ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور کامل تابعداروں کو بھی ان بزرگواروں کے مقام سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ" الآیہ (یعنی کہہ دیجئے یہ ہے میرا راستہ، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اور میرے تابعدار بصیرت پر ہیں)۔ (ف) ہر شخص کا عروج ایک خاص مقام تک ہوتا ہے جو اس کا مبدءِ تعین ہے اس کے بعد اس کا رجوع اسی لحاظ سے ہوتا ہے۔ جس قدر کسی کا عروج کامل ہوگا رجوع بھی اسی قدر کامل ہوگا۔ اور جس قدر کوئی شخص شریعت و سنت کی پیروی کرے گا اور تقویٰ میں کمال پیدا کر کے خالص اللہ کی عبادت کرے گا اتنا ہی عروج و رجوع کامل ہوگا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین

کسی چیز کے متعلق واقع کے مطابق پکّے اعتقاد کو یقین کہتے ہیں۔ صوفیائے کرامؒ نے حق تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ کرنے میں یقین کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:۔

(۱) **علم الیقین**: اور یہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کے مشاہدہ کرنے سے مراد ہے جو حق تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں اور ان نشانیوں کے شہود کو سیرِ آفاقی کہتے ہیں اور یہ سب کچھ سالک اپنے باہر میں مشاہدہ کرتا ہے۔ قطب المحققین سید العارفین ناصر الدین خواجہ عبید اللہ الاحرار قدس سرہ الاسرار نے فرمایا کہ سیر (الی اللہ) دو قسم پر ہے (۱) سیرِ مستطیل اور وہ یہ ہے کہ اپنا مقصود اپنے دائرے کے

marfat.com

Marfat.com

باہر تلاش کریں (سیرِ آفاقی) اور یہ دُور در دُور ہے۔ (۲) سیر مستدیر یعنی اپنے دل کے گرد پھریں اور اپنا مقصود اپنے ہی اندر تلاش کریں اور یہ قریب در قریب ہے (سیرِ انفسی) پس وہ تجلیات جو حسی یا مثالی صورتوں میں انوار کے پردوں میں ہوں، خواہ کوئی صورت ہو اور خواہ کوئی نور ظاہر ہو، وہ نور خواہ رنگین ہو یا بیرنگ ہو، محدود ہو یا غیر محدود، اور کائنات کو محیط ہو یا نہ ہو، سب علم الیقین میں داخل ہیں۔ اس شعر میں اسی مشاہدۂ آفاقی کی طرف اشارہ ہے جو علم الیقین کے لئے مفید ہے۔

اے دوست ترا بہر مقامے جستم ہر دم خبرت زاین وآں مے جُستم

(یعنی: اے دوست میں تجھ کو ہر مقام میں ڈھونڈتا تھا اور ہر وقت اِس اور اُس (کائنات) سے تیری خبر تلاش کرتا تھا)

یہ مشاہدہ چونکہ مقصود کی خبر نہیں دیتا اور سوائے نشانی اور دلیل کے اس کا کچھ حضور نہیں بخشتا اس لئے دھوئیں اور گرمی کے مشاہدہ کی طرح ہے جو آگ کے وجود پر رہنمائی کرتا ہے۔ پس یہ مشاہدہ علم کے دائرہ سے نہیں نکل سکتا اور نہ علم الیقین کے سوا کچھ فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی سالک کا وجود اس سے فنا ہو سکتا ہے۔

(۲) **عین الیقین**: علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اسقدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔ اور وہ بعض کے نزدیک سالک کے اپنے نفس میں ہوتا ہے اسی لئے کہا گیا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔) اور اس ذاتی شہود اور حضور کو سیرِ انفسی کہتے ہیں جو سیر الی اللہ کا دوسرا جزو ہے۔ لیکن حضرت امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیرِ انفسی بھی علم الیقین میں داخل ہے اور مقصودِ حقیقی کا پتہ دینے والی اور اس کے ظلال میں سے ہے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ الآیۃ (یعنی: ہم ان کو دنیا میں اور اُن کے اپنے نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے تاکہ اُن پر ظاہر ہو جائے کہ وہ حق ہے) بلکہ بندہ سے حق تعالیٰ تک قرب کی جانب (؟) ایا ... [illegible]

marfat.com
Marfat.com

واقع ہوتی ہے جس کے قطع کرنے پر وصول الی اللہ منحصر ہے۔ یہ تیسری سیر بھی حقیقت میں علم الیقین ہی کو ثابت کرتی ہے۔ اور اگرچہ دائرہ ظلیت سے باہر اسماء وصفاتِ الٰہی میں ہے لیکن ظلیت کی آمیزش سے پاک وصاف نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے اسماء وصفات حقیقت میں حضرتِ ذات تعالیٰ کے ظلال ہیں اور اس لئے وہ آثار وآیات میں داخل اور علم الیقین میں شمار کئے گئے ہیں۔ پس عین الیقین کا مشاہدہ سالک کے فنا کو لازم کرتا ہے اور اس مشاہدہ کے غلبہ میں اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا اور اپنے محبوب کے مشاہدے میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کو ادراکِ بسیط اور **معرفت** بھی کہتے ہیں کیونکہ اس مقام میں سالک مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس مشاہدہ میں سراسر حیرت اور نادانی ہے علم کی اس میں گنجایش نہیں ہے اور سالک مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ كَلَّ لِسَانُهٗ (یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہو گئی) کا مصداق ہوتا ہے۔ اسی لئے بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ علم الیقین عین الیقین کے لئے پردہ ہے اور عین الیقین علم الیقین کے لئے پردہ ہے ؎

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے

۳۔ **حق الیقین**: جب سالک فنا کے بعد سیر فی اللہ کے مقام میں بقا باللہ سے مشرف ہوتا ہے اور اس کا یہ مشاہدۂ حق، حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ عارف کے اپنے ساتھ۔ اور بِیْ یَسْمَعُ (مجھ ہی سے سنتا ہے) اور بِیْ یُبْصِرُ (مجھ ہی سے دیکھتا ہے) کا مرتبہ حاصل کرتا ہے تو فنائے مطلق (حقیقی فنا) حاصل کرنے کے بعد (جو ذات وصفات کی فنا ہے) حق تعالیٰ محض اپنی عنایت سے اپنے نزدیک سے ایک ایسا وجود (یعنی کیفیت) عطا کرتا ہے کہ سکر حال اور بیخودی دور ہو کر صحو اور ہوشیاری میں آجاتا ہے۔ اور اس مقام میں علم اور عین ایک دوسرے کا پردہ نہیں رہتے بلکہ عارف عین مشاہدہ کی حالت میں عالم اور عین علم کی حالت میں مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے، یہ حق الیقین ہے۔

یقین کے ان تینوں مرتبوں کو آپ اس مثال سے سمجھ لیجئے مثلاً کوئی شخص بزرگوں کے اقوال سے (تواتر کے طور پر) یہ معلوم کرلے یا دوسرے مضبوط قرینوں اور دلیلوں سے

marfat.com
Marfat.com

یہ جان لے کہ آگ کی تاثیر جلانا اور زہر کی تاثیر مارنا ہے تو یہ علم الیقین ہے۔ اگر کسی شخص کو آگ میں جلتا یا زہر کھا کر مرتا دیکھے تو یہ عین الیقین ہے۔ اور اگر خود آگ میں جلے یا زہر کھا کر حالتِ موت میں مبتلا ہو جائے تو یہ حق الیقین ہے۔ الغرض سیر الی اللہ کا پھل علم الیقین ہے اور سیر فی اللہ میں مقامِ فنا فی اللہ کا نتیجہ عین الیقین اور بقا باللہ کا ثمرہ حق الیقین ہے فقط واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ یرجع الاحوال فی المآل۔

فنا اور بقا کی مزید تشریح

بات یہ ہے کہ جب سالک اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت سے کرتا ہے اور محبوبِ حقیقی کی محبت کا غلبہ سالک کے قلب و قالب پر ہو جاتا ہے اس وقت اس کی نظر سے محبوب کے سوا سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے اور محبوبِ حقیقی کے سوا اس کو کچھ مشہود نہیں ہوتا۔ اسی کو تصوف کی اصطلاح میں مرتبۂ جمع کہتے ہیں اور اسی مقام کو مقامِ جہل اور مقامِ حیرت بھی کہتے ہیں، لیکن یہ وہ جہل ہے جو محمود ہے اور یہ وہ حیرت ہے جو ممدوح ہے۔ اور قول انا الحق و سبحانی ما اعظم شانی و لیس فی جبتی سوی اللہ و کعبہ من گرد من طواف کن وغیرہ شطحیات سب اسی مرتبۂ جمع کے درخت کے پھل ہیں۔ اور اسی یک بینی کے اثرات و ثمرات ہیں۔ اور اسی حالتِ سُکر سے ناشی ہیں۔ اَلسُّکَارٰی مَعْذُوْرُوْنَ کے تحت ان حضرات کے ان اقوال کی تاویل کی جاتی ہے اور یہ اقوال ظاہر کی طرف سے مصروف ہیں اور جو شخص اس حال کے حاصل ہونے اور کمال کے اس درجے تک پہنچنے کے بغیر اس قسم کا کلام کرتا اور حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا ایسا شخص زندیق و ملحد ہے۔ پس اس قسم کے خلافِ شریعت کلمات سچے سے بھی صادر ہوتے ہیں اور جھوٹے سے بھی۔ سچے کے لئے آبِ حیات ہیں اور جھوٹے کے لئے زہرِ قاتل جس طرح کہ دریائے نیل کا پانی بنی اسرائیل کے حق میں آبِ خوشگوار تھا اور قبطیوں کے حق میں خون۔ اس مقام پر اکثر سالکوں کے قدم پھسل جاتے ہیں اور وہ اربابِ سُکر کی باتوں کی تقلید کر کے راہِ راست سے ہٹ کر گمراہی و خسارہ میں پڑ جاتے ہیں اور اپنے دین کو برباد کر بیٹھتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

پس جاننا چاہیئے کہ اس قسم کی باتوں کا قبول ہونا چند شرائط پر مشروط ہے جو اربابِ سُکر میں موجود ہیں اور ان کے غیر میں مفقود ہیں۔ ان شرائط میں سے اعلیٰ شرط ماسوی اللہ کا نسیان ہے جو اس قبولیت کی دہلیز ہے۔ سچے اور جھوٹے کے درمیان شریعت کی استقامت اور عدمِ استقامت سے فرق ظاہر ہو سکتا ہے یعنی جو سچا ہے وہ باوجود سُکر و مستی اور عدمِ تمیز کے ایک بال بھر بھی شریعت کے برخلاف نہیں کرتا۔ منصور باوجود انا الحق کہنے کے قید خانہ میں زنجیروں کے اندر جکڑا ہوا ہر رات پانچ سو رکعت نماز نفل ادا کرتا تھا اور وہ کھانا جو اُن ظالموں کے ہاتھ سے ملتا تھا اگرچہ وجہ حلال سے ہوتا نہ کھاتا تھا اور جو شخص جھوٹا مدعی ہے اس پر احکامِ شرعیہ کا بجا لانا کوہِ قاف کی طرح بھاری ہوتا ہے: كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ الآیہ (یعنی: شاق ہے مشرکین پر وہ چیز جس کی طرف (اے پیغمبرؐ) آپ انھیں بلاتے ہیں)۔ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا الآیہ (یعنی: اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے معاملہ میں ہمیں ہدایت مہیا فرما دے)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس طرح شریعت میں کفر و اسلام ہے طریقت میں بھی کفر و اسلام ہے۔ جس طرح شریعت میں کفر سراسر شرارت و نقص ہے اور اسلام سراسر کمال ہے طریقت میں بھی کفر سراسر نقص ہے اور اسلام سراسر کمال ہے، کفرِ طریقت مقامِ جمع ہے جو استتار یعنی پوشیدہ ہونے کا محل ہے اس مقام میں حق و باطل کی تمیز مفقود ہو جاتی ہے کیونکہ اس مقام میں سالک کا مشہود اچھے و بُرے آئینوں میں وحدتِ محبوب کا جمال ہوتا ہے پس وہ خیر و شر نقص و کمال کو اس وحدت کے ظلال اور مظاہر کے سوا نہیں پاتا۔ کبھی مظہر کو عین ظاہر جان کر مخلوق کو عین حق خیال کرتا اور مربوب کو عین رب جانتا ہے۔ اس قسم کے سب پھول مرتبۂ جمع ہی سے کِھلتے ہیں۔ منصور اسی مقام میں کہتا ہے ؎

كَفَرْتُ بِدِيْنِ اللّٰهِ وَالْكُفْرُ وَاجِبٌ ... لَدَيَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ قَبِيْحٌ

(یعنی: میں نے اللہ کے دین کا انکار کیا اور یہ انکار میرے نزدیک واجب تھا اور مسلمانوں کے نزدیک قبیح ہے)

یہ کفرِ طریقت کفرِ شریعت کے ساتھ بڑی مناسبت رکھتا ہے لیکن شریعت کا کافر

marfat.com
Marfat.com

مردود اور عذاب کا مستحق ہے اور طریقت کا کفر قبول اور اعلیٰ درجات کے لائق ہے کیونکہ یہ کفر و استتار محبوبِ حقیقی کے غلبۂ محبت سے پیدا ہوتا ہے جس کے باعث محبوبِ حقیقی کے سوا سب کچھ فراموش ہو جاتا ہے اس لئے مقبول ہے۔ اور کفرِ شریعت چونکہ تمرد یعنی سرکشی اور جہل کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے اس لئے مردود ہے۔ اسی کفرِ طریقت کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس فنائے حقیقی یا فنافی الوجود یعنی فنائے نفس کے بعد بقائے حقیقی یا بقاء البقاء کا مقام حاصل ہوتا ہے اور اسی کو اسلامِ طریقت اور فرق بعد الجمع سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے ؎

ہیچ کس را تا نگرد د او فنا نیست رہ در بارگاہِ کبریا

(یعنی: کسی شخص کو جب تک کہ وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت میں فنا نہ ہو جائے بارگاہِ الٰہی تک رسائی نہیں ہوتی۔)

اس شعر میں "رہ در بارگاہِ کبریا" سے مراد بقا باللہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پس اسلامِ طریقت جو تمیز کا مقام ہے جہاں حق باطل سے اور خیر شر سے متمیز ہے اور سُکر صحو میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس اسلامِ طریقت کو اسلامِ شریعت سے بڑی مناسبت ہے۔ جب اسلامِ شریعت کمال تک پہنچ جاتا ہے تو اس اسلامِ طریقت کے ساتھ اتحاد کی نسبت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ ہر دو اسلام اسلامِ شریعت ہیں اور ان میں فرق صرف ظاہرِ شریعت و باطنِ شریعت اور صورتِ شریعت و حقیقتِ شریعت کا ہے۔ کفرِ طریقت کا مرتبہ صورتِ شریعت کے اسلام سے بلند تر ہے اگرچہ حقیقتِ شریعت کے اسلام کی نسبت کمتر ہے ؎

آسماں نسبت بہ عرش آمد فرود ورنہ بس عالی است پیشِ خاک تود

(یعنی، آسمان عرش کے مقابلے میں نیچا ہے لیکن مٹی کے ٹیلوں کے مقابلے میں بہت اونچا ہے) اسلامِ حقیقی کی دولت زوال سے محفوظ اور کفر کے عارض ہونے سے مصئون ہے۔ ماثورہ دعاؤں میں جو آیا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ اِیۡمَانًا لَّیۡسَ بَعۡدَہٗ کُفۡرٌ (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان طلب کرتا ہوں جس کے بعد کفر نہ ہو) یہ وہی ایمان ہے جو زوال سے محفوظ ہے اور آیۂ کریمہ اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (یعنی: خبردار رہو، بیشک اولیاء اللہ پر

marfat.com
Marfat.com

نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے) اُسی ایمان والوں کے حال کا نشان ہے۔ کیونکہ ولایت اس ایمان کے بغیر متصور نہیں۔ اگرچہ مرتبۂ جمع میں بھی اسمِ ولایت کا اطلاق کر سکتے ہیں لیکن نقص و قصور ہر وقت اس مرتبہ کا دامنگیر ہے۔ پس جب تک کفرِ طریقت سے متحقق نہ ہوں اسلام حقیقی سے مشرف نہیں ہوتے۔ یہ خواص بلکہ اخص الخواص کا مقام ہے اور وہ صحو ہے جو سُکر کے بعد ہے اور جو صحو سے پہلے ہے وہ عوام کا حال ہے۔

پس فنائے قلب جو دوام بے شعوری از ما سوٰی سے عبارت ہے حاصل ہو جاتی ہے تو ولایتِ صغریٰ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور یہ فنا کی صورت ہے نہ کہ حقیقت اور اس فنائے قلبی میں خطرہ دل سے دُور ہو جاتا ہے اور دماغ سے ریزاں رہتا ہے اس کے بعد فنائے نفس حاصل ہوتی ہے جو ولایتِ کبریٰ کے حصول پر منحصر ہے اس میں خطرہ دماغ سے بھی منتفی ہو جاتا ہے۔ اس وقت فنائے حقیقی اور حقیقتِ اسلام و شرحِ صدر و مقامِ دوامِ شکر و رضا حاصل ہوتا ہے کہ حکمِ قضا پر چون و چرا کی مجال نہیں رہتی اور تکلیفاتِ شرعیہ کے قبول میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ استدلالی بدیہی ہو جاتا ہے۔ دیگر لطائف کی فنا ان کے ضمن میں حاصل ہو جاتی ہے۔ تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد (یعنی یار کس کو چاہتا ہے اور اس کا میلان کس طرف ہوتا ہے)۔ جب فنا فی المعروف حاصل ہو جاتی ہے تو کمالِ عرفان حاصل ہو جاتا ہے اور سالک مصدرِ عباداتِ مقبولہ ہو جاتا ہے، اور سالک کا ہر قول و فعل و حرکت و سکون جو اُس سے سرزد ہوتا ہے اصل سے ہے اور از خود بخود ہے ؎

کے بود خود زخود جدا ماندہ　　　من و تو رفتہ و خدا ماندہ

(یعنی اپنے آپ سے جدا ہو کر خود کب رہتا ہے، میں اور تو ختم ہو گئے اور صرف خدا رہ گیا) اور اس قرب کا مطلب یہ نہیں کہ حق و خلق و عبد و معبود و رب و مربوب ایک ہو جاتا ہے جو عینیتِ ذاتی و اتحادِ فاعل و مفعول کا شبہ ہو۔ العبد عبدٌ والحق حقٌ (بندہ بندہ ہے اور حق حق ہے) بلکہ بات یہ ہے ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس　　　ہست ربُّ النّاس را با جانِ ناس

(یعنی: لوگوں کی جانوں کے ساتھ لوگوں کے پروردگار کو بے کیف و بے قیاس اتصال ہے۔)

marfat.com
Marfat.com

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ الآیہ (یعنی ہم اُس سے اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) ودیگر آیات واحادیثِ قُدسی اِسی اتصالِ بے کیف وبے قیاس کی خبر دیتے ہیں۔ اوراس قرب کا بھی ادنیٰ واعلیٰ مرتبہ ہے۔ ادنیٰ یہ ہے کہ فاعل بندہ ہو اور آلہ حق، اوراس کو قربِ نوافل و فنا سے تعبیر کرتے ہیں: کما ورد فی الحدیث القدسی: لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِهٖ وَیَدَهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهٖ وَرِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهٖ (یعنی: بندہ مجھ سے نوافل کے ذریعہ قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے دوست بنالیتا ہوں اور جب میں اسے دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے)۔

اوراعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ آلہ بندہ ہو اور فاعل حق جل جلالہٗ وعم نوالہٗ۔ اوراس قرب کو قربِ فرائض اور بقا سے تعبیر کرتے ہیں۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی الآیہ (یعنی (اے پیغمبرؐ) جب تم نے (کنکریاں) پھینکی تھیں تو تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں) اس پر دال ہے۔ ع: تا کرا یابد ایں دولت شرف ما زند۔ (یعنی: دیکھئے کس کو اس دولت سے مشرف کرتے ہیں)۔

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست بر کریماں کارہا دشوار نیست

(یعنی: تو یہ نہ کہہ کہ اس بادشاہ تک ہماری رسائی نہیں ہے، (اس لئے کہ) کریموں پر کوئی کام دشوار نہیں ہے)

جگنو کی حکایت جو حضرت شیخ سعدیؒ نے نظم کی ہے: مگر دیدہ باشی کہ درباغ وراغ ؛ بتابد بشب کرمکے شب چراغ۔ الخ۔ اور دیگر نظم از سعدیؒ: یکے قطرہ باراں زابرے چکید ؛ خجل شد چو پہنائے دریا بدید ؛ کہ جائے کہ دریاست من کیستم الخ اسی استتار وپوشیدگی اور فنا اور توحیدِ شہودی وغیرہ کا پتہ دیتے ہیں فلیرجع الیہما ؎

ولے ہر جا بود مہر آشکارا سُہا را جز نہاں بودن چہ چارا

(یعنی: لیکن جس جگہ کہ آفتاب نکلا ہوا ہو، سُہا (ستارہ) کو چھپنے کے سوا کیا چارا ہے)۔

❊

marfat.com
Marfat.com

مبادیِ تعینات وحقیقتِ ظلال

مبدءِ فیاض: ذاتِ حق کو کہتے ہیں کیونکہ کائنات کی ہر چیز کو اُسی ذات سے فیض پہنچتا ہے اور ہر چیز کی ابتدا اور انتہا اسی کی طرف لوٹتی ہے۔

مبدءِ تعین: فیض کی مختلف صورتوں اور قسموں کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو مختلف صفتوں اور ناموں سے بیان کیا اور پکارا جاتا ہے، ان میں سے ہر نام اور ہر صفت کی کسی نہ کسی مخلوق سے خاص مناسبت ہے اور وہ مخلوق اسی کے فیض سے دوسرے اسماء وصفات کا فیض اخذ کرتی ہے۔ بس یہی اس مخلوق کا مبدءِ تعین ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ وہ فیض جو حق تعالیٰ کی طرف سے پہنچتا ہے دو قسم کا ہوتا ہے ایک قسم تو وہ ہے جو ایجاد (موجود کرنا)، بقا (باقی رکھنا)، تخلیق (پیدا کرنا) ترزیق (رزق دینا) احیاء (زندہ کرنا) اور اماتت (مارنا) وغیرہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو ایمان ومعرفت اور مراتب ولایت ونبوت کے تمام کمالات سے متعلق ہے۔ پہلی قسم کا فیض سب کو صفات کے ذریعے سے آتا ہے اور دوسری قسم کا فیض بعض کو صفات کے ذریعے سے اور بعض کو شیونات کے واسطے سے آتا ہے اور صفات اور شیونات کے درمیان بہت نازک فرق ہے جو محمدی المشرب اولیاء کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں ہوا۔ غرض کہ وہ صفات جو حق تعالیٰ کی ذات پر وجودِ زائد کے ساتھ خارج میں موجود ہیں اور وہ شیونات[۲] جو حق تعالیٰ کی ذات میں مجرد اعتبار ہیں آپس میں فرق رکھتے ہیں۔ ان کی مثال یوں سمجھئے کہ پانی کی فطرت ہے کہ وہ اوپر سے نیچے کو آتا ہے۔ یہ طبعی فعل اس میں حیات، علم، قدرت اور ارادت کا اعتبار پیدا کرتا ہے کیونکہ علم والے ثقل اور علم کے اقتضاء کی وجہ سے اوپر سے نیچے کو آتے ہیں اور فوق کی طرف نہیں جاتے اور علم خود حیات کے تابع ہے اور ارادت علم کے تابع ہے۔ پھر ارادت میں قدرت کی قوت بھی ثابت ہے۔ پس یہ اعتبارات جو پانی کی ذات میں ثابت کیے جاتے ہیں بمنزلۂ شیونات کے ہیں۔ اگر ان اعتبارات کے

---

[۱] ماخوذ از مکتوبات شریف جلد ا مکتوب ۲۸۷۔ [۲] شیونات کا تعلق اعتبارات سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باوجود یا نی کی ذات میں صفاتِ زائدہ ثابت کئے جائیں تو وہ وجودِ زائد کے ساتھ ہوں گے کیونکہ پانی کو پہلے اعتبارات کے لحاظ سے حی و قادر و مرید نہیں کہہ سکتے بلکہ ان اسموں کے ثابت کرنے لئے صفاتِ زائدہ کا ثابت کرنا ضروری ہے۔

شیونات و صفات میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ مقام شیون صاحبِ شان کے مواجہ اور روبرو ہے اور مقام صفات ایسا نہیں ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اولیاء کو جو آپ کے زیرِ قدم ہیں فیضِ ثانی شیونات کے واسطے سے پہنچتا ہے اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان لوگوں کو جو ان کے زیرِ قدم ہیں یہ فیض بلکہ فیضِ اول بھی صفات کے واسطے سے پہنچتا ہے۔

اس تمہید کے بعد یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ صفاتِ وجودیہ، حقیقیہ، اضافیہ اور صفاتِ سلبیہ اور اُن اسمائے حسنیٰ سے موصوف ہے جو کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں اور اولیاء اللہ کے کشفوں اور احادیث کے اشارات سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں اور ناموں کے ظلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات نبیوں اور فرشتوں کے مبادیٔ تعینات ہیں اور ان اسماء و صفات کے ظلال دوسرے انسانوں اور مخلوقات کے مبادیٔ تعینات ہیں۔

ظلال کی حقیقت: ظلال (جمع ظل) سے سایہ مراد نہیں ہے جو شبہ پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ اصلی لطافت میں کامل نہیں بلکہ ظلال مخلوقاتِ الٰہی ہیں سے وہ لطیفے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے پوری پوری مناسبت ہے اور اس مناسبت کے باعث اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات کے فیض کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے واسطہ ہوتے ہیں اس مناسبت سے اُن لطیفوں اور نسبتوں کو سمجھنے کی آسانی کے لئے ظلال کہا جاتا ہے، یا سُکر کی حالت میں معلوم کیا جا سکتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے: اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابًا مِّنْ نُّوْرٍ وَّظُلْمَةٍ لَوْ كُشِفَتْ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ (یعنی: بلاشبہ اللہ تعالیٰ کیلئے نور و ظلمت کے ستر ہزار حجاب ہیں اگر وہ حجاب دُور ہو جائیں تو جہاں تک اس کی نظر جائے اس کے چہرے کی عظمت اور جلال اس کی مخلوق کو جلا دے)

marfat.com
Marfat.com

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ یَا مُحَمَّدُ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰہِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْہُ قَطُّ فَقَالَ کَیْفَ کَانَ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابًا مِّنْ نُّوْرٍ (یعنی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اللہ تعالیٰ سے اتنا نزدیک ہوگیا تھا کہ کبھی اتنا نزدیک نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کیا کیفیت تھی؟ جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ میرے اور ذاتِ حق کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے)۔

نیز مسلم نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ (یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا حجاب نور ہے اگر وہ اسے کھول دے تو جہاں تک اس کی نظر جائے اس کے چہرے کی عظمت اور جلال اس کی مخلوق کو جلادے)۔

بہت ممکن ہے کہ ان پردوں سے مراد ظلال ہی ہوں یعنی اگر ظلال نہ ہوتے تو دنیا اپنی ضعفِ استعداد اور پستیٔ مرتبہ کے باعث صفاتِ ذاتِ حق سے بغیر واسطہ ظلال اقتباسِ فیض کے لئے غیر صالح ہونے کی وجہ سے مٹ جاتی بلکہ سرے سے ہی معدوم ہوتی اسلئے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ الآیہ (یعنی: اللہ تعالیٰ دنیاؤں سے بے نیاز ہے)۔

اور سَبْعُوْنَ کا لفظ عرب کے محاورہ میں کثرت کے ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے پس احادیث شرایفہ میں جو نور و ظلمت کے پردوں کا ذکر ہے یہ صوفیائے کرام کے قول کی تائید کرتا ہے اسلئے مومنوں کے مبادیٔ تعینات نور کے پردے ہیں جو اسم اَلْھَادِیْ کے ظلال ہیں اور کافروں کے مبادیٔ تعینات ظلمت (سیاہی) کے پردے ہیں جو کہ اسم اَلْمُضِلُّ کے ظلال ہیں۔

حضرت غوث الثقلینؒ فرماتے ہیں ؎

خَرَقْتُ جَمِیْعَ الْحُجُبِ حَتّٰی وَصَلْتُ اِلٰی مَقَامٍ لَقَدْ کَانَ جَدِّیْ فَاَدْنَانِیْ

(یعنی: میں نے تمام پردوں کو پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں میرے نانا تھے تو انھوں نے مجھ کو قریب کرلیا)

مطلب یہ ہے کہ میں نے ظلال کے تمام مرتبوں کو طے کرلیا جس کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اور اس جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبدأ تعین پر پہنچ گیا جو کہ اسماء وصفات کے مرتبہ میں ہے اور اس کو ولایتِ کبریٰ کہتے ہیں۔ تمام تعینات کے مبادی اعتبارات ہی ہیں

marfat.com
Marfat.com

سب سے پہلا اعتبار جو ظاہر ہوا وہ حُبّ ہے اگر حُبّ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا جیسا کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے: کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

(یعنی: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا)

اور دوسرا اعتبار کہ جو ظاہر ہوا وہ وجود ہے جو ایجاد کی تمہید اور مقدمہ ہے گویا تعینِ وجود، تعینِ حُبّی کا ظل ہے اور تعینِ حبّی تعینِ وجود کے لئے واسطہ ہے۔ ایک دوسری حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا ہے: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ[1] وَلَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّةَ (یعنی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں (مراد عالم) کو پیدا نہ کرتا اور میں ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا)۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَوَّلُ[2] مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (یعنی: سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے)۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے کمالات سے اچھی طرح واقف ہیں پس ان کمالات کو ظاہر کرنے کے لئے تعینِ ثانی یعنی تعینِ وجود کا صادرِ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اور تمام دنیا کی پیدائش کا ذریعہ بنایا۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات جو کہ مرتبۂ علم میں ہے اور جس کا اظہار تعینِ وجودی کے صادرِ اول (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[1] حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا (نشر الطیب ص۱۳)

[2] آیۂ کریمہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ (الاحزاب آیۂ) (ترجمہ: اور جب ہم نے سب نبیوں سے ان کا عہد لیا اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) سے عہد لیا۔) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کی پیدائش سب نبیوں سے پہلے ہوئی کیونکہ عالمِ ارواح کی ترتیب میں آپ کو مقدم بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیّٖنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ (ترجمان السنہ ص۳۸۵) یعنی باعتبار پیدائش کے میں سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری نبی ہوں) نیز حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ (ترجمان السنہ ص۳۸۵) (یعنی میں سب انسانوں میں بلحاظ پیدائش پہلا ہوں اور سب نبیوں میں باعتبار بعثت پچھلا) اس حدیث کو ابنِ سعد نے مرسلاً اور ابن ابی شیبہ نے مسنداً روایت کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سے ہوا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبدء تعین صفت العلم یا شان العلم ہوا۔ اور باقی مخلوق کے مبادیٔ تعینات صفت العلم کے ظلال ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبدء تعین کے واسطے سے باقی صفات باقی انبیا، اور ملائکہ کے تعینات کے مبادی ہیں اور باقی مخلوق کے مبادیٔ تعینات انبیا۔ وملائکہ کے مبادی تعینات کے ظلال ہیں[ل] اور چونکہ ہر صفت مختلف تعلقات کی بنا پر بہت سی جزئیات رکھتی ہے جیسے تکوین (وجود دینا) کہ اس سے مختلف تعلقات کے اعتبار سے تخلیق (پیدا کرنا) ترزیق (رزق دینا) احیا و اماتت (زندہ کرنا اور مارنا) وغیرہ جزئیات پیدا ہوئی ہیں، اس لئے یہ جزئیات بھی اپنے کلیات کی طرح مخلوقات کے تعینات کے مبادی ہیں اور ہر صفتِ کلی کسی اولوالعزم نبی کا مبدء تعین ہے اور دوسرے اشخاص جن کے مبادی تعینات اس کلی کے جزئیات ہیں اس اولوالعزم نبی کے تابع ہوں گے اور اس کے زیرِ قدم زندگی بسر کریں گے۔ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ فلاں شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم ہے اور فلاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے اور فلاں حضرت موسٰی علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے۔ اور جب ان جزئیات کو سلوک کے طریقے پر ترقی ہوتی ہے تو اپنی کلیات سے جا ملتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کلیات ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے، فرق اصلی اور پیرو ہونے کا ہے اور وسیلہ اور بے وسیلہ کا ہے کیونکہ پیروی کرنے والا جو کچھ پاتا اور دیکھتا ہے یہ اصل کے وسیلے کے بغیر ممکن نہیں ہے، اگرچہ بعض وقت اپنی کمزوری کی وجہ سے اصل کو واسطہ نہیں جانتا حالانکہ حقیقت میں اصل اس کے اور مشہود کے درمیان اس طرح سے واقع ہوتا ہے جو خود مانع نہ ہو کر اس کے مشاہدہ کو قوی کرتا ہے، جیسا کہ عینک، کہ اس کے واسطے سے دیکھنے والا بعض اوقات اس کا واسطہ ہونے سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ عینک ہی مشاہدہ کی صفائی کا سبب ہے، نیز جو لوگ مثلاً حضرت موسٰی علیہ السلام کے زیرِ قدم ہیں

[ل] حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ تعینِ اول و تعینِ ثانی کے یہ معنی نہیں کہ حق تعالیٰ تنزل کر کے متعین ہو گیا یا دو جود ہو گیا بلکہ اس کے معنی ایسا ظہور ہے جو تنزیہ کے لائق ہے اور جو انبیاء علیہم السلام کے کلام کے مناسب ہے۔ (مؤلف)

marfat.com

Marfat.com

اُن کے لئے یہ جائز نہیں کہ تبدیل ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم ہو جائیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم آجائیں بلکہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم رہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رب، رب الارباب ہے اور آپ کا واسطہ سب واسطوں کی اصل ہے۔

ملائکہ اور انبیاء کے مبدءِ تعینات میں یہ فرق ہے کہ خدائے تعالیٰ کی صفتیں اپنے ظہور اور دنیا کے لئے مصادرِ وجود (ہونا) کے اعتبار سے نبیوں کی تربیت کرنے والی ہیں اور اپنے بطون اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ قیام کے اعتبار سے فرشتوں کی تربیت کرنے والی ہیں پس فرشتوں کی ولایت نبیوں کی ولایت کی نسبت حق تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوئی اسی لئے اس ولایت کا نام ولایتِ عُلیا ہوا۔ لیکن فرشتے اس مقام سے ترقی نہیں کر سکتے جیسا کہ آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے: وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (یعنی: ہم فرشتوں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کا ایک مقام مقرر نہ ہو)

البتہ نبی فرشتوں کے مقام پر بھی ترقی کر سکتے ہیں اور اُن سے بالاتر بھی اُن خزنوں پر کہ جہاں فرشتے پر نہیں مار سکتے، اور وہ نبوت کے کمالات اور نبیٔ اولوالعزم کے کمالات ہیں۔ اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام اور بھی بہت سے کمال حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام فرشتوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اور ان کی ولایت، ولایتِ کبریٰ ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کو ملائکہ پر اس لئے فضیلت ہے کہ نبوت بشر کے ساتھ مخصوص ہے، آیۂ کریمہ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا الآیہ (یعنی: اور اگر ہم رسول کا مددگار کوئی فرشتہ بناتے تو اس کو بھی آدمی ہی بناتے) اس پر دال ہے۔ یہ تجلیاتِ ذاتیہ بحتہ سے ہے۔ جب سالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالواسطہ یا بلاواسطہ صحبت کی تاثیر حاصل کر کے مقامِ قلب سے ترقی کرتا ہوا خدائے تعالیٰ کی نزدیکی کی طرف آتا ہے اور اتنا قرب حاصل کر لیتا ہے جو اس کا مبدءِ تعین ہے اس وقت سالک کو اصطلاحاً ولی کہنا چاہئے۔

(ف) انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں۔

مسئلہ: صوفی ہر وقت ترقی کرتا رہتا ہے: وَمَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ، (یعنی: جو اپنی حالت پر ایک دن بھی ترقی سے رُکا رہا تو وہ خسارہ میں ہے) صوفی کو ہر وقت کوئی نہ کوئی رتبہ

marfat.com
Marfat.com

ملتا رہتا ہے جو کہ پہلے مرتبوں سے بہتر ہوتا ہے. مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

سیرِ زاہد ہر شبے یک روزہ راہ سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ

(یعنی: زاہد کی سیر ہر روز ایک دن کی راہ ہے اور عارف کی سیر ہر وقت بادشاہ کے تخت تک ہے)۔

مسئلہ: زیادہ قربِ الٰہی والے اولیاء کی عبادت کا ثواب ان سے زیادہ ہے جو قرب میں اُن سے کم ہیں اور قرب کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم پر رکھنا چاہئے۔ (یہ مضمون مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ وحضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ وارشاد الطالبین مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی سے ماخوذ ہے۔ مزید تفصیل واطمینان کے لئے ان کی طرف رجوع کریں)۔

عالمِ خلق، عالمِ امر، عالمِ مثال، عالمِ کبیر وصغیر، جسمِ مثالی

اہلِ کشف پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے اور قرآن شریف کے اشارات اور احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوقات مادہ اور مقدار والی پیدا کی ہیں، ان کو **مادیات** کہتے ہیں. تمام آسمانی جسم (مثل ستارے، سیارے، سورج، چاند، ہوا، پانی، مٹی، آگ وغیرہ) مادیات کہلاتے ہیں۔ اور بعض مخلوقات مادہ اور مقدار سے خالی پیدا کی ہیں اُن کو **مجردات** کہتے ہیں۔ انسانی روحیں اور دیگر لطیفے یعنی قلب، سِر، خفی واخفیٰ مجردات ہیں۔ اور یہ جو صوفیائے کرام نے کہا ہے کہ یہ لطائف **فوق العرش** (عرش کے اوپر) ہیں اس سے یہی مراد ہے کہ مادہ سے الگ اور اوپر کے درجے میں ہیں۔ مادیات کو **عالمِ خلق** یا عالمِ شہادت یا عالمِ اجساد یا اجسام کہتے ہیں۔ اور مجردات کو **عالمِ امر** یا عالمِ غیب یا عالمِ ارواح کہتے ہیں۔ (اگرچہ علمِ کلام والوں نے مجردات کا انکار کیا ہے مگر وہ انکار بلا دلیل ہے۔ اور فلسفہ والے اگرچہ اس کو مانتے ہیں مگر وہ اس لئے گمراہ ہوگئے کہ مجردات کو قدیم ماننے لگے اور عقول کے قائل ہیں یعنی حکما مانتے ہیں کہ پہلے حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا پھر اس فرشتے نے ایک فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کیا پھر دوسرے فرشتے نے تیسرا فرشتہ اور دوسرا آسمان پیدا کیا اسی طرح دس فرشتے اور نو آسمان پیدا ہوگئے اور دسویں فرشتے نے تمام دنیا کو حق تعالیٰ کے حکم سے پیدا کیا۔ اور

marfat.com
Marfat.com

یہ عقیدہ سراسر گمراہی اور خلافِ نقل وعقل ہے جیسا کہ اس فن کی کتابوں میں لکھا ہے۔

عرشِ مجید حق تعالیٰ کی عجیب وغریب مصنوعات میں سے ہے اور عالمِ کبیر میں عالمِ خلق اور عالمِ امر کے درمیان حدِ فاصل ہے اور دونوں کا رنگ رکھتا ہے اور اگرچہ زمین کی نسبت آسمانوں کے ساتھ زیادہ مناسبت ہونے کی وجہ سے آسمانوں میں گنا جاتا ہے لیکن ان دونوں سے الگ ہے اور ان کے احکام وآثار ان دونوں کے احکام وآثار سے جدا ہیں۔

عالمِ مثال: ایک عالم ہے جو عالمِ خلق اور عالمِ امر کے بیچ میں ہے اس کو برزخ بھی کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد قیامت تک اسی میں رہنا ہوگا اور خواب میں بھی عالمِ مثال کے احوال ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض بزرگوں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ مثال مقداری ہے مگر مادی نہیں۔ پس مقداری ہونے کے اعتبار سے عالمِ خلق سے مشابہ ہے اور غیر مادی ہونے کی حیثیت سے عالمِ امر سے مشابہ ہے۔

ف: چونکہ عالمِ امر میں مقدار نہیں اور مقدار سے حدود لازم آتی ہیں اسلئے عالمِ امر غیر محدود ہے اور چونکہ عالمِ امر میں مادہ بھی نہیں ہے اور کمزوری اور کسی دوسری چیز کا اثر قبول کرنے کا زیادہ سبب مادہ ہوتا ہے اسلئے عالمِ امر کے موجودات میں قوت بھی زیادہ ہے۔

عالمِ کبیر: تمام کائنات کے مجموعہ کو عالمِ کبیر کہتے ہیں خواہ وہ عالمِ خلق یعنی نفسِ ناطقہ اور عناصرِ اربعہ (آگ، پانی، مٹی، ہوا) ہو یا عالمِ امر یعنی قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ ہو۔

عالمِ صغیر سے مراد انسان ہے جو کہ لطائفِ عشرہ عالمِ خلق وامر (دس لطیفوں) سے مرکب ہے اور ان دس لطیفوں کی اصل عالمِ کبیر میں ہے۔

جسمِ مثالی: اہلِ کشف کے کلام سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث بھی ان کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً: ایک روایت میں ہے کہ "قبلہ کی یعنی سامنے کی دیوار اور میرے درمیان جنت ودوزخ کی صورت دکھائی گئی" اور اسی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے پھلوں کا ایک خوشہ لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو جسم عطا فرمائے ہیں ایک جسمِ عنصری کہ دنیا میں رہتا ہے اور آخرت میں اسی جسم کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اسی پر ثواب وعذاب ہوگا۔ اور دوسرا جسمِ مثالی کہ

marfat.com
Marfat.com

عالم مثال میں موجود ہے اور خواب میں نظر آتا ہے اور حقیقی روح جو امرِ رب سے ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (یعنی: کہدیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے) (نہ کہ طبی روح کہ اس کا تعلق صرف جسمِ عنصری سے ہے) دونوں جسموں سے تعلق رکھتی ہے۔ جاگنے کی حالت میں اس روح کی توجہ جسمِ عنصری کی طرف زیادہ ہوتی ہے اور سونے یا بیہوشی و استغراق وغیرہ کی حالت میں یہ جسمِ مثالی کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے پس بیہوشی یا سونے کی حالت میں روح کے جسم سے نکلنے اور عالمِ مثال میں جانے سے یہی مراد ہے کہ جسمِ عنصری سے تعلق کمزور ہوکر جسمِ مثالی سے بڑھ جاتا ہے اور پھر جاگنے اور ہوش کی حالت میں عالمِ مثال سے بدن میں آنے سے یہی مراد ہے کہ جسمِ مثالی سے تعلق کمزور ہوکر جسمِ عنصری کے ساتھ زیادہ ہوجاتا ہے۔

(عالمِ مثال اور جسمِ مثالی کی کچھ تفصیلات آگے ملاحظہ فرمائیے)

لطائفِ عشرہ کا بیان

بذریعۂ کشف یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے ان میں پانچ یعنی قلب، روح، سِر، خفی اور اخفیٰ، عالمِ امر سے ہیں اور پانچ یعنی نفس (ناطقہ) آگ، پانی، ہوا اور مٹی، عالمِ خلق سے۔ عالمِ امر کا مطلب یہ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ الآیہ (یعنی: بیشک اس کا امر (حکم) یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے اس کو ہوجا، تو وہ اسی وقت ہوجائے) پس جو دنیا کُن کے کہتے ہی بن گئی وہ عالمِ امر ہے اور عالمِ مجردات بھی اسی کو کہتے ہیں اور عالمِ خلق کے لطیفوں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ تدریج یعنی وقفہ کے بعد آہستہ آہستہ پیدا ہوئے ہیں۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ الآیہ (یعنی: بیشک تمہارا رب وہی ہے جس نے پیدا کیا زمین و آسمان کو چھ دن میں)۔

بزرگوں نے ان لطائف کو ایک دائرہ کی صورت میں ظاہر کیا ہے۔ نصف دائرہ عرش کے اوپر عالمِ امر میں ہے اور نصف دائرہ عرش کے نیچے عالمِ خلق میں ہے اس کو عالمِ امکان

marfat.com
Marfat.com

بھی کہتے ہیں اور یہ عالمِ امر کو بھی شامل ہے یعنی عالمِ امر کے اصول بالائے عرش ہیں اور فروع عرش کے نیچے عالمِ خلق کے ساتھ ہیں لیکن نصف دائرہ بالائے عرش میں عالمِ خلق نہیں ہے۔ اس دائرے کی صورت یہ ہے:۔

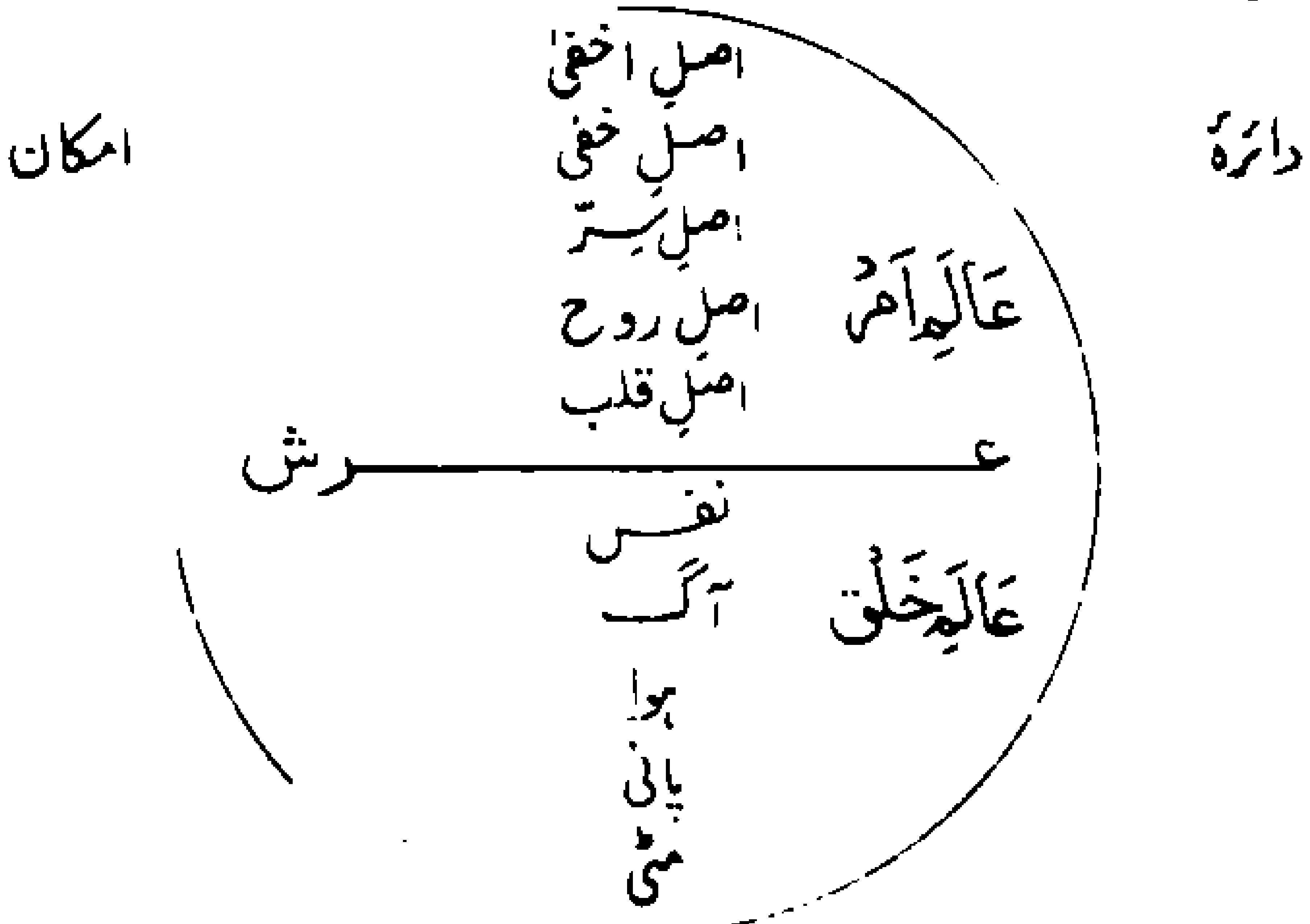

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل کو بنایا تو اس کے بدن میں عالمِ خلق کے ساتھ عالمِ امر کے لطائف کا بھی چند جگہوں میں تعلق پیدا کیا تا کہ عالمِ امر کا جذب اور عشق پیدا ہو اور یہ بدنِ انسانی جو عالمِ خلق میں ہے اس کو عالمِ امر کی طرف لیجا کر آخرت کی بھلائی اور ہمیشہ کی نجات حاصل کرائیں۔ پس وہ تعلق جو عالمِ امر کا عالمِ خلق یعنی بدنِ انسانی کے ساتھ ہے یہ ہے:۔

پہلا لطیفہ قلب: یہ ایک مضغۂ گوشت کا لوتھڑا صنوبری یا مخروطی شکل کا بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ذرا پہلو کی طرف جھکا ہوا (قلب) اس شکل کا ہے۔ اس کا نور زرد ہے زرین کی رنگت کا یا سرسوں کے پھول جیسا۔

دوسرا لطیفہ روح: اس کا منشا یا مقام جسمِ انسانی میں دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلہ پہلو کی طرف جھکا ہوا ہے۔ اس کا رنگ سرخ سنہری مائل یعنی جیسا کہ سونے کا رنگ ہوتا ہے۔

تیسرا لطیفہ سِر: اس کا مقام بائیں پستان کے برابر میں سینہ کی طرف کو

marfat.com
Marfat.com

دو انگشت کے فاصلے پر ہے۔ اس کا نور سفید ہے۔

چوتھا لطیفۂ خفی: اس کا مقام دائیں پستان کے برابر میں سینہ کی طرف کو جھکا ہوا دو انگشت کے فاصلہ پر ہے اس کا نور سیاہ ہے۔

پانچواں لطیفۂ اخفی: اس کا مقام سینہ کے وسط میں ہے۔ اس شکل کا (اخفی) اس کا نور سبز ہے۔

یہ تمام لطائف اپنے اصول کے ساتھ مجرد نور اور صاف چمک اور روشنی سے بھرپور تھے اور ہر وقت اپنی اصل کی طرف سیر کرکے مشاہدۂ حق میں لگے رہتے تھے۔ لیکن اس عالمِ خلق میں اپنی پڑوسنوں یعنی بُری صفتوں کے میل سے خراب ہوکر اپنے اصلی وطن کو بھول گئے، ان کا رجحان اسفل کی طرف ہوگیا اور ملاءِ اعلیٰ کی کچھ بات یاد نہ رہی مگر جن کے دلوں میں ایمان قائم رہا اور انھوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے غیر ممنون اجر مرتب ہوا۔ کقولہ تعالیٰ: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ (یعنی: بیشک ہم نے آدمی کو بہت اچھے انداز میں پیدا کیا ہے پھر ہم نے اس کو سب سے نیچے پھینک دیا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے پس ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے)۔ اور ان لطائف کی یہ پڑوسنیں یعنی بری صفتیں یہ ہیں — شہوت جو قلب سے تعلق رکھتی ہے اور اس کو اپنی طرف کھینچ کر محبوبِ حقیقی سے غافل کردیتی ہے — روح کے ساتھ غصہ و غضب ہے جس نے روح کی نورانیت کو زائل کرکے درندوں جیسی عادت پیدا کردی ہے — لطیفۂ سر کے ساتھ حرص ہے، جس نے اس کو اپنا متوالا بنا کر ذاتِ الٰہی کے مشاہدے سے محروم کردیا اور طلبِ مال، زنا، چوری اور خونریزی وغیرہ کی بُری عادات انسان کے اندر بھر دیں — لطیفۂ خفی کے ساتھ حسد اور بخل ہے کہ اصل میں ایک ہی چیز ہے جو دو کام کرتی ہے اور اس لطیفہ کی سیاہی کو جو ملاءِ اعلیٰ کے مقامات دکھانے والی اور بطون البطون کے پردوں میں آنکھ کی سیاہ پتلی کی مانند دیکھنے والی ہے بے نور کردیتی ہے — اور لطیفۂ اخفیٰ کے ساتھ تکبر اور فخر ہے

marfat.com
Marfat.com

جس نے اس لطیفے کو مکدر اور میلا کر کے سرکشی اور نافرمانی کی طرف دھکیل دیا اور غضب الٰہی میں مبتلا کر کے راندۂ درگاہ بنا دیا ہے (العیاذ باللہ)

اب جاننا چاہیئے کہ عالمِ امر کے ان پانچوں لطیفوں کے کمالات کے اعتبار سے ولایت کو پانچ درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک درجہ اولوالعزم نبیوں میں سے کسی ایک نبی کے زیرِ قدم ہے اور صفاتِ حقیقیہ سے ہر ایک کلی ایک ایک اولوالعزم نبی کا مبدءِ تعین ہے اور اس کے اجزاء دوسرے نبیوں اور انسانوں کے مبادیٔ تعینات ہیں اور وہ صاحبِ جزئی اپنے صاحبِ کلی سے تبعیت اور پیروی کے طور پر فیض اخذ کرتا اور اس اولوالعزم پیغمبر کے زیرِ قدم کہلاتا ہے اور اس پیغمبر علیہ السلام کے مشرب والا کہا جاتا ہے پس ولایت کا پہلا درجہ جو مرتبۂ قلب ہے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ قدم ہے اور اس درجے والے کو آدمی المشرب کہتے ہیں اور اِن کا ربّ (تربیت کرنے والا) صفت التکوین ہے جو افعال کے صادر ہونے کا منشا ہے۔ پس آدمی المشرب صفاتِ افعالیہ کی تجلی کا فیض اخذ کرتا اور اپنے اسمِ قیوم کی سیر اسی کی متابعت میں نقطہ تک پہنچاتا ہے اور دوسرے اسماء و صفات کی تجلیات بھی اسی کے ضمن میں حاصل کرتا ہے ——— ولایت کا دوسرا درجہ جو مقامِ روح ہے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ قدم ہے اور حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس مقام میں مشارکت رکھتے ہیں۔ اس درجے والے کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں اور ان کا رب صفت العلم ہے جو صفاتِ ذاتیہ میں سے جامع ہے۔ ابراہیمی المشرب صفاتِ ذاتیہ ثبوتیہ کی تجلیات کا فیض حاصل کرتا ہے۔

ولایت کا تیسرا درجہ مقامِ سِر ہے جو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ قدم ہے۔ اس درجہ والے کو موسوی المشرب کہتے ہیں اور ان کا رب مقامِ شیونات سے شان الکلام ہے۔ اس مقام کا سالک موسوی المشرب شیون و اعتبارات ذاتیہ کا

---

[1] تمام اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے زیرِ قدم دوسرے انبیاء ہوتے ہیں اور ہر نبی کے زیرِ قدم ایک ولی ضرور ہوتا ہے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں پس ہر زمانے میں انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے موافق اولیاء کی تعداد ضروری ہے۔

[2] عالمِ امر کے لطائفِ خمسہ کی ولایت کو انبیاء کرام علیہم السلام کے زیرِ قدم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کو جو قرب ولایت اصل کے مقام میں حاصل ہوا ہے سالک کو اس قرب کا ظل حاصل ہوتا ہے مثلاً لطیفہ روح میں جو قرب سالک کو حاصل ہوتا ہے وہ ولایتِ خلیلی کا ظل ہے وقس علیٰ ہذا۔ نیز جاننا چاہیئے کہ یہ انبیاء کی ولایت کا ذکر ہے مقامِ نبوت اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے اور معارف مقامِ نبوت معارفِ ولایت سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے بلکہ ان سے ارفع و افضل و وراء الوراء ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

فیض حاصل کرتا ہے۔

ولایت کا چوتھا درجہ مقامِ خفی ہے جو حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ قدم ہے۔ ان کا رب صفاتِ سلبیہ سے ہے جو مقامِ تقدیس و تنزیہ ہے نہ کہ صفاتِ ثبوتیہ کا اور اکثر ملائکہ کرام اس مقام میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مشارکت رکھتے ہیں اور ان کو اس مقام میں شانِ عظیم حاصل ہے۔ اس مقام والے کو عیسوی المشرب کہتے ہیں جو صفاتِ سلبیہ کا فیض حاصل کرتا ہے جو تقدیس و تنزیہ کا مقام ہے۔

ولایت کا پانچواں درجہ جو مقامِ اخفیٰ ہے حضرت خاتم الرسل محمد مصطفیٰ علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ قدم ہے اس درجے والے کو محمدی المشرب کہتے ہیں، ان کا رب، ربُ الارباب ہے جو صفات و شیونات و تقدیسات و تنزیہات کا جامع اور ان کمالات کے دائرہ کا مرکز ہے اور شانوں اور صفتوں کے مرتبہ میں اس ربِ جامع کی تعبیر شان العلم کے ساتھ مناسب ہے کیونکہ یہ شانِ عظیم الشان تمام کمالات کی جامع ہے۔ اسی مناسبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت ہوئی اور اِن کا قبلہ اُن کا قبلہ بنا (علیہما الصلوٰۃ والسلام) محمدی المشرب شانِ جامع کا فیض اخذ کرتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ولایت کے درجات کا ایک دوسرے سے افضل ہونا ان کے پہلے یا پیچھے ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ صاحبِ قلب سب سے کم درجے میں ہے اور صاحبِ اخفیٰ سب سے افضل ہے بلکہ اصل سے قریب اور دور ہوتے اور ظلال کے درجوں کی منزلوں کو زیادہ اور کم طے کرنے کے اعتبار سے ہے۔ پس ہو سکتا ہے کہ صاحبِ قلب اصل سے قریب ہونے کے اعتبار سے صاحبِ اخفیٰ سے جس کو یہ قرب حاصل نہیں افضل ہو اور ولایت کے ان پانچوں مرتبوں میں استعداد کا کامل ہونا اس کے اخیری نقطے تک پہنچنے سے وابستہ ہے۔ ایسے سالک کو تام الاستعداد یا تام المعرفت کہتے ہیں۔ نیز ولایت کے مرتبوں میں فرق جو ذکر کیا گیا ہے یہ اولیاءِ کرام کے لئے ہے اور انبیاءِ علیہم السلام اس تفاوت سے بالاتر ہیں۔ پس نبی کی ولایت جو مقامِ قلب سے حاصل ہوئی ہو ولی کی ولایت سے جو مقامِ اخفیٰ سے حاصل ہوئی ہو افضل ہے اگرچہ اس ولی نے

سالک تام الاستعداد یا تام المعرفت

marfat.com
Marfat.com

اخفیٰ کے کمالات کو انجام تک پہنچایا ہو، اور اُس صاحب ولایت کا سر ہمیشہ اس ولایت کے نبی کے زیرِ قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ الآیہ (بیشک ہمارے مرسل بندوں کیلئے ہمارا وعدہ ہوچکا کہ یہی فتحمند ہیں اور یہی ہمارا لشکر غالب ہے) ہاں یہ فرق انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ عالمِ امر کے دائرۂ کمالات کے اخیر تک ہے اس سے اوپر یہ فرق متصور نہیں ہے۔ قولہ تعالیٰ: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ الآیہ (یعنی: یہ سب پیغمبر ان میں ہم نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام کیا اور بعضوں کے درجے بلند کئے)۔

جب سالک شیخ کامل کی صحبت اور توجہات کے فیض سے سلوک کا راستہ طے کرتا اور لطائفِ خمسہ میں ذکر کرتا ہے تو ان بُری خصلتوں کی اصلاح ہوکر عالمِ امر کے لطائف نورانی ہوکر اپنے اصول میں جا پہنچتے ہیں اور ان کی کشش حق تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے اور مقاماتِ عشرۂ سلوک (جن کا بیان آگے آئے گا) حاصل کرلیتا ہے تو اس کو اپنی حقیقت کے موافق اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوجاتا ہے اسی کو سیرِ قدمی یا **وصول** کہتے ہیں۔ اپنے مقام سے آگے سالک کی سیر قدمی نہیں ہوتی البتہ سیر نظری ہوتی ہے جس کو **حصول** بھی کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس سیرِ قدمی یعنی وصول مقام سے تعلق رکھتی ہے جو سالک کا مبدءِ تعین ہے اور سیرِ نظری یعنی حصول حال سے تعلق رکھتی ہے جو دوسرے کاملین کا مقام ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

وصول اور حصول میں فرق

مقاماتِ عشرۂ سلوک

صوفیائے عظام نے سلوک کے طے ہونے کی بنیاد دس عادتوں کے حاصل ہونے پر رکھی ہے، ان کو اصطلاح میں مقاماتِ عشرہ کہتے ہیں، ان کا پہلا مقام توبہ ہے اور آخری رضا اور ان کے درمیان میں آٹھ مقامات ہیں: (۱) زہد (۲) توکل (۳) قناعت (۴) عزلت (۵) ہمیشگی ذکر (۶) توجہ (۷) صبر (۸) مراقبہ۔ اور ان کو

marfat.com
Marfat.com

اصولِ عشرہ بھی کہتے ہیں۔ ان مقاماتِ عشرہ کا طے کرنا تجلیاتِ ثلثہ یعنی (۱) تجلیٔ افعال (۲) تجلیٔ صفات (۳) تجلیٔ ذات کے ساتھ وابستہ ہے اور مقامِ رضا کے سوا سب کے سب تجلیٔ افعال اور تجلیٔ صفات کے ساتھ وابستہ ہیں اور رضا تجلیٔ ذات تعالیٰ و تقدس کے ساتھ وابستہ ہے اور انعامات اور تکلیفات میں سے جو کچھ محبوب کی طرف سے پہنچے محبتِ ذاتی کی وجہ سے محب کے حق میں برابری کو لازم کرتی ہے پس محبتِ ذاتی سے رضا حاصل ہو جاتی اور کراہیت و ناپسندیدگی جاتی رہتی ہے۔ باقی نو مقامات بھی تجلیٔ افعال و صفات میں اسی طرح سے حاصل ہوتے ہیں مثلاً جس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اپنے اوپر اور تمام چیزوں پر حاوی دیکھتا ہے تو بے اختیار توبہ و انابت کی طرف رجوع کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے، پرہیزگاری اپنا طریقہ بناتا ہے، جو کچھ خدا کی طرف سے مقدر ہے اس پر صبر کرتا اور بے سر و سامان ہونے کی پروا نہ کر کے قناعت کو اپنا پیشہ بناتا ہے اور جب اس کو نعمتوں کا مالک جانتا ہے اور بخشش کا ہونا یا نہ ہونا اسی سے پہچانتا ہے ناچار شکر کے مقام میں آتا اور توکل کو اپنا پیشہ بناتا ہے۔ جب حق سبحانہ و تعالیٰ کی مہربانی اور شانِ رحمت کو جلوہ فرما دیکھتا ہے تو رجا (امید) کے مقام میں آ جاتا ہے اور یہی پڑھتا ہے ع گر بخوانی ور برانی بندہ ایم (یعنی: اگر اے خدا! تو اپنے دروازے سے ہمیں ہنکائے اور یا بلائے ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے سوا کوئی اور نہیں رکھتے) اور جب اس کی عظمت اور کبریائی کو مشاہدہ کرتا ہے تو کمینی دنیا اس کی نظر میں ذلیل اور بے اعتبار معلوم ہونے لگتی ہے، ناچار دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے اور فقر او زہد اختیار کرتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ان مقامات کا حصول تفصیل اور ترتیب کے ساتھ سالک مجذوب کے لئے ہے اور مجذوب سالک کے حق میں ان مقامات کا حاصل ہونا اجمال کے طور پر ہے کیونکہ اس کو عنایتِ ازلی سے محبت میں گرفتار کیا ہے جس کی وجہ سے ان مقامات کی تفصیل میں مشغول نہیں ہو سکتا بلکہ اس محبت کے ضمن میں ان مقامات کا نچوڑ اور ان منزلوں کا خلاصہ مکمل طور پر اس کو حاصل ہے، جو کہ صاحبِ تفصیل کو میسر نہیں ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

مقاماتِ عشرہ کے حصول کا آسان طریقہ اور جذبہ اور سلوک کا ضروری بیان حصۂ اول میں ہو چکا ہے۔ اب نفس کی ضروری توضیح درج کی جاتی ہے کیونکہ اسی کے اطمینان پر مقاماتِ مذکورہ کے حصول کا دارومدار ہے۔

حقیقتِ نفس انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش بھلائی کی ہو یا برائی کی، اس کو نفس کہتے ہیں۔ پس اگر نفس اکثر برائی کی طرف خواہش کرے اور اس پر شرمندہ بھی نہ ہو تو اس وقت نفس امّارہ کہلاتا ہے یعنی برائی کی طرف زیادہ امر (حکم) کرنے والا۔ قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ الآیہ (یعنی: بیشک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جبکہ میرا رب رحم فرمادے) اسی مرتبہ کو ہوٰی کہتے ہیں اور وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ (اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی) میں خواہش کا یہی مرتبہ مراد ہے۔ اور کبھی کبھی بھلائی کی بھی خواہش کا پیدا ہونا نفس کو امّارگی سے نہیں نکالتا کیونکہ زیادہ حکم کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ ہی برائی کا حکم کرے۔ اور اگر نفس اپنے کئے پر شرمندہ بھی ہونے لگے تو اس وقت لوّامہ کہلاتا ہے۔ لوّامہ کے معنی ہیں بہت ملامت کرنے والا۔ آیۂ کریمہ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ (یعنی: اور قسم کھاتا ہوں میں بہت ملامت کرنے والے نفس کی) اسی مرتبہ کا پتہ دیتی ہے۔ پس جب نفس خوب سنور جاتا ہے اور اکثر بھلائی کی خواہش کرتا ہے تو نفسِ مطمئنہ کہلاتا ہے یعنی نیکی کی طرف اطمینان پکڑنے والا۔ اگرچہ کبھی اس میں برائی کی بھی خواہش پیدا ہو جائے بشرطیکہ اس خواہش پر اسرار اور عمل نہ ہو، کیونکہ محض رغبت بغیر عمل سکون اور اطمینان کی نفی نہیں کرتی۔ البتہ عمل بھی واقع ہوں تو مطمئنہ نہ رہے گا۔

غرض بھلائی اور برائی کی دونوں خواہشیں نفس ہی سے متعلق ہیں البتہ ہر خواہش کے اسباب جدا جدا ہیں بعض تو مشاہدہ ہیں جیسے نصیحت و نیک صحبت وغیرہ، نیکی کی خواہش کے لئے۔ اور اغوا (بہکانا) اور بری صحبت برائی کی خواہش کے لئے۔ اور بعض اسباب ایسے ہیں جو مشاہدہ میں نہیں آتے، جیسے فرشتے کا القا بھلائی کی خواہش کے لئے،

marfat.com
Marfat.com

اور شیطان کا القاء برائی کی خواہش کے لئے۔ اسی کو حدیث شریف میں لَمَّۃُ الْمَلَکْ اور لَمَّۃُ الشَّیْطَان اور اِیْعَادٌ بِالْخَیْر اور اِیْعَادٌ بِالشَّر سے تعبیر فرمایا ہے۔ بزرگوں نے جو رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل اختیار کیا ہے اور مباحات کے ترک کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے وہ اس لئے نہیں ہے کہ مباحات کی خواہش ہوائے نفسانی ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ وہ ہَوَا (خواہش) کی طرف لے جانے والی نہ ہو جائے۔ اس تقریر میں غور کرنے سے امید ہے کہ اس قسم کے سب شبہات دور ہو جائیں گے۔

توحیدِ وجودی ۔ توحیدِ شہودی

جب سالک عشقِ الٰہی کے راستے کی منزلوں سے گذرتا اور راہِ سلوک طے کرتا ہے تو ایسے ایسے عجیب و غریب احوال و واردات سے مشرف ہوتا ہے اور قدرت کے وہ جلوے چشمِ بینا سے ملاحظہ کرتا ہے کہ بے اختیار زبانِ جذب سے نکلتا ہے ؎

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجا ست

(یعنی: ایڑی سے چوٹی تک جہاں کہیں میں دیکھتا ہوں خدا کی قدرت کا کرشمہ دل کا دامن کھینچتا ہے کہ جگہ یہی ہے) اور غلبۂ عشقِ الٰہی میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ ماسوائے حق اس کی نظر سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے اور اس حال کے غلبہ میں "اَنَا الْحَقّ" اور "سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ" (یعنی: "میں خدا ہوں" اور "میں سبحان ہوں میری شان بڑی ہے۔") وغیرہ قسم کے الفاظ اس کی زبان سے نکلنے لگتے ہیں۔ پس اس قسم کے الفاظ بظاہر شریعت کے خلاف نظر آتے ہیں اور اس قسم کے الفاظ کہنا غیر مغلوب الحال اشخاص کے لئے کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ صوفیوں کا ایک گروہ اس قسم کے الفاظ کا زبان سے نکلنا توحیدِ وجودی کی وجہ سے سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ جب سالک ایک کو موجود جانتا اور اس کے غیر کو نیست و نابود سمجھتا ہے اور غیر کو معدوم جانتے ہوئے بھی اسے اس ایک کا مظہر اور جلوہ گاہ خیال کرتا ہے تو اس قسم کے الفاظ سالکِ مغلوب الحال کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ اسی کو وہ توحید وجودی کہتے ہیں، اس گروہ کے امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان سے پہلے مشائخ

marfat.com
Marfat.com

کی عبارتیں اگرچہ توحیدِ وجودی کی خبر دیتی ہیں لیکن توحیدِ شہودی کے مطلب کے زیادہ قریب ہیں۔ امام موصوف کے بعد کے بزرگوں نے امام موصوف کی تقلید میں اس توحید کی خبر دی اور اس مقام پر قیام کیا ہے۔ لیکن ہمارے حضرت امام ربانی مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ[1] نے فرمایا کہ اس قسم کے سکریہ کلمات یعنی انا الحق وغیرہ توحیدِ شہودی سے ہیں۔ اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح کو اس مقام میں خطائے اجتہادی واقع ہوئی ہے' اور طریقت کی خطائے اجتہادی، فقہ (ظاہر شریعت) کے مجتہد کی خطائے اجتہادی کی طرح قابلِ عمل اور باعثِ ثواب نہیں ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ انا الحق کے معنی یہ ہیں کہ حق ہے اور میں نہیں ہوں۔ کیونکہ سالک جب اپنے آپ کو نہیں دیکھتا تو اپنا اثبات نہیں کرتا نہ یہ کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور اس کو حق کہتا ہے کہ یہ خود کفر ہے۔ پس سالک کی نگاہ میں ایک (ذاتِ حق) کے سوا اور کچھ مشہود نہیں ہوتا۔ اور اسی کو حضرتِ موصوف توحیدِ شہودی فرماتے ہیں۔ (سرِ منا) رمز توحیدِ وجودی میں سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود جان کر ہزار ہا بتوں کی پرستش کرتا ہے اور توحیدِ شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توجہ کے ناقابل جانتا اور ایک ہی ذاتِ واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور ما سوی کی نفی کرتا ہے، اور ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ پس توحیدِ وجودی علم الیقین کی قسم سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض سالکوں کو یہ گھاٹی پیش بھی نہ آئے اور وہ اس کا بالکل ہی انکار کر دیں لیکن توحیدِ شہودی عین الیقین کی قسم سے ہے اور فنا و بقا اور ولایتِ صغریٰ و کبریٰ کے کمالات حاصل کرنے کے لئے اس کا ہونا ضروری ہے تاکہ فنا ثابت ہو جائے اور ما سوی کا نسیان حاصل ہو جائے کیونکہ کمال اس صورت میں ہے کہ چیزیں موجود ہوں اور سالک کمالِ فنا اور اپنے مطلوبِ حقیقی کے ساتھ پوری پوری محویت کے باعث کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ کسی چیز کا مشاہدہ نہ کرے اور کوئی چیز اس کی بصیرت (دل) کی آنکھوں میں نہ آئے۔

[1] تفصیل کے لئے دیکھیں مکتوبات شریف جلد اول م۳۱ و م۴۳

marfat.com
Marfat.com

اگر چیزیں موجود نہ ہوں تو فنا کس سے ثابت ہوگی اور فانی کس سے ہوگا اور کس کو فراموش کرے گا اس لئے بزرگوں سے جہاں اس قسم کا کلام صادر ہوا ہے یہی مراد لینی چاہیے مثلاً حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کے سبحانی ما اعظم شانی فرمانے کا مقصد حق تعالیٰ شانہٗ کی پاکیزگی اور بزرگی بیان کرنا ہے اپنی پاکیزگی اور بزرگی بیان کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ جب سالک عین الیقین کے مقام میں پہنچتا ہے جو کہ حیرت کا مقام ہے تو اس سے تمام احکام (وجود) ساقط ہو چکے ہوتے ہیں سالک کا وجود اس کی نظر سے بالکل محو ہو جاتا ہے اور وجود کا کوئی حکم اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا چونکہ ماسوائے حق اس کی نظر سے بالکل مخفی ہو چکا ہوتا ہے اس لئے وہ اس غلبۂ حال کے وقت حق تعالیٰ کے سوا اس کے غیر کو ثابت نہیں کرتا اور اس قسم کے الفاظ اس سے ظاہر ہوتے ہیں جنھیں وہ ذاتِ حق کے لئے تنزیہہ و اثبات کرتا ہے اپنی ذات کے لئے نہیں۔ اس قسم کی باتیں مقامِ عین الیقین میں جو مقامِ حیرت ہے بعض بزرگوں سے ظاہر ہوتی ہیں، جب وہ اس مقام سے ترقی کر کے حق الیقین تک پہنچتے ہیں تو اس قسم کی باتیں اُن سے صادر نہیں ہوتیں اور وہ اعتدال کی حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ (شیخ ابنِ عربیؒ اور ان کے متبعین کے کلام توحیدِ وجودی کو بھی اسی معنی پر حمل کرنا چاہیئے اور مخلوق کو ذاتِ حق کا عین کہنا ان معنوں کے لحاظ سے نہیں سمجھنا چاہیئے کہ عالم اپنے بنانے والے کے ساتھ متحد ہے ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ ان معنی کے اعتبار سے ہے کہ عالم عدم قبول کرنے والا اور فانی ہے اور واجب الوجود یعنی حق تعالیٰ موجود ہے۔ اس طرح سے یہ اختلاف دور ہو کر محض لفظی رہ جاتا ہے۔ یہی فائدہ حضرت امامِ ربانیؒ موصوف کی تحریرات سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔ احقر مؤلف)

لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللّٰہ (یعنی: میرے جُبّے میں سوائے اللہ کے اور کچھ نہیں) اور لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ (یعنی: گھر میں اُس کے سوا کوئی رہنے والا نہیں ہے) وغیرہ یہ سب پھول ایک ہی "یک بینی" کی شاخ سے کھلے ہیں اور یہ سب عبارتیں وحدتِ شہود پر دلالت کرتی ہیں۔ (ف) ایک بزرگ نے ان کلمات کی کیسی عمدہ توجیہ بیان فرمائی ہے: فرماتے ہیں کہ جب سالک کو کمالِ فنا کے اندر ذاتِ حق کے سوا کچھ مشہود نہیں ہوتا تو کشف کی

marfat.com
Marfat.com

نظر سے جمالِ الٰہی سے مشرف ہوتا اور دل کے کانوں سے انا الحق وغیرہ آوازیں سنتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ (بیشک میں اللہ ہوں) کی آواز سنی تھی تو عارف غلبۂ حال اور مقامِ حیرت میں ایسا مست اور اپنی خوش قسمتی پر ایسا خوش ہوتا ہے کہ اسی غیبی آواز کو بار بار اپنی زبان سے دہرانے لگتا ہے اور انا الحق انا الحق وغیرہ کی رٹ لگاتا اور سر دھنتا ہے لیکن جب عین الیقین سے گذر کر جو حیرت کا مقام ہے حق الیقین کے ساتھ ممتاز ہو جاتا ہے تو اس قسم کے ناہموار کلمات اس کی زبان سے سرزد نہیں ہوتے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی انی انا اللہ نہیں کہا۔ یہ توحیدِ وجودی اور شہودی کا مختصر بیان بطور تمہید تھا۔ اب چند عنوانات کی جو توحیدِ وجودی سے تعلق رکھتے ہیں تشریح درج کی جاتی ہے تاکہ اس بارے میں جو خرابی اعتقادات میں پیدا ہوتی ہے وہ دور ہو جائے اور شبہات مٹ جائیں۔

ظاہریت و مظہریت

بعض بزرگوں کے کلام (مثلاً مولانا رومیؒ و شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ وغیرہم) سے عام لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اللہ پاک (نعوذ باللہ) مخلوق کی شکل میں حلول کر آیا ہے اور اس کے ساتھ متحد ہے یا اس کا بالکل عین ہے وغیرہ۔ جس میں الجھ کر اکثر صوفی غلط عقیدہ رکھ کر کفر تک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے یہاں چند ضروری مسائل اس کے متعلق لکھے جاتے ہیں لیکن یہ علمی مسائل ہیں عوام کو اپنا سیدھا سادہ عقیدہ یہ رکھنا چاہئے کہ اس جہان کو اپنے خالق کے ساتھ وہی نسبت ہے جو مصنوع کو اپنے صانع کے ساتھ ہے۔ اس کا عین اور اتحاد نہیں ہے بلکہ وہ ذاتِ حق ہر مقام سے وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔

جہان کیا چھوٹا کیا بڑا (صغیر و کبیر) حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسماء وصفات کا مظہر ہے اور اس کی شان اور ذاتی کمالات کا آئینہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ایک چھپا ہوا خزانہ تھا اس نے چاہا کہ اپنے آپ کو خلوت سے جلوت میں لائے اور اجمال سے تفصیل

marfat.com
Marfat.com

ہیں ظاہر کرے تو جہان کو اس طرح پیدا کیا کہ اس کی ذات و صفات پر دلالت کرے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے: کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (یعنی: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلقت کو پیدا کیا)

پس جہان کو اپنے صانع (خدائے تعالیٰ) کے ساتھ سوائے اس کے اور کوئی نسبت نہیں کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اس کے اسماء و شیون و کمالات پر دلالت کرنے والا ہے نہ کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ متحد ہے یا خدائے تعالیٰ کا عین ہے یا اس ذات کا احاطہ و سریان کئے ہوئے ہے یا معیتِ ذاتیہ کا حکم رکھتا ہے۔ جن بزرگوں سے اس قسم کے مضمون کا اظہار ہوا ہے وہ غلبۂ حال اور سکرِ وقت کی وجہ سے ہے۔ اپنے حال میں استقامت رکھنے والے بزرگ جو کہ صحو کے پیالہ سے سیراب ہوئے ہیں جہان کے لئے اپنے صانع (خدائے تعالیٰ) کے ساتھ سوائے مخلوق اور مظہر ہونے کے کوئی نسبت ثابت نہیں کرتے اور علمائے اہلِ حق کے مطابق (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کا اجرِ عظیم عطا فرمائے) احاطہ و سریان و معیت کو علمی جانتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کا علم مخلوق کے ساتھ ہے اور اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے ؎

محیط است علم مَلِک بر بسیط | قیاسِ تو بر وے نہ گردد محیط

(یعنی: خدائے تعالیٰ کا علم بسیط کو بھی احاطہ کئے ہوئے ہے اور تیرا قیاس خدا کے علم کو احاطہ نہیں کر سکتا)

تعجب ہے کہ صوفیوں کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ذاتِ حق مخلوق کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور مخلوق کے ساتھ متحد ہے۔ ساتھ ہی اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ ذاتِ حق سی کسی چیز کو کوئی بھی نسبت نہیں حتیٰ کہ صفاتِ ذاتیہ کو بھی کوئی نسبت ثابت نہیں کرتے حالانکہ یہ تناقض اور تضاد ہے اور اس تناقض کو دور کرنے کے لئے فلسفی کی طرح ذات میں مرتبے اور درجے ثابت کرتے ہیں اور بعض لحاظ سے معیت اور احاطہ ثابت کرتے ہیں اور بعض لحاظ سے اس کی نفی ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ بیجا تکلف اور سراسر لاحاصل ہے۔ صحیح کشف والے بزرگ ذاتِ حق کو بسیطِ حقیقی کے سوا کچھ نہیں جانتے اور اس کے سوا جو کچھ ہو اس کو اسماء و صفات میں شمار کرتے ہیں ؎

marfat.com
Marfat.com

فراقِ دوست اگر اندک است اندک نیست　　میانِ دیدہ اگر نیم موست کم نیست

(یعنی: دوست کی جدائی اگرچہ بہت تھوڑی دیر کے لیے ہو تھوڑی نہیں ہے جیسا کہ اگر آنکھ میں ایک آدھا بال بھی پڑجائے تو وہ تھوڑا نہیں ہے اور بہت بے چین کر دیتا ہے)۔ اس مضمون کی تحقیق کے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے:۔

مثال: اگر فاضل عالم بڑے ہنر والا چاہے کہ اپنے پوشیدہ ہنروں کو ظاہر کرے اور اس مطلب کے لئے حرفوں اور آوازوں کو ایجاد کرے اور ان کے اشارات مقرر کرے تاکہ ان کے ذریعے اپنے ہنروں کو ظاہر کرے تو اس صورت میں اُن معنوں پر دلالت کرنے والے حرفوں اور آوازوں کو ان پوشیدہ معنوں کا عین کہنا کچھ معنی نہیں رکھتا بلکہ وہ ان پوشیدہ معنوں کے مظہر اور کمالات کے آئینے ہیں۔ حرفوں اور آوازوں کا ان معانی کے ساتھ احاطہ و سریان کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے۔ معانی اسی طرح اپنی پہلی پوشیدگی کی حالت پر ہیں۔ ان معانی کی ذات اور صفات میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی چونکہ معانی اور ان پر دلالت کرنے والے حرفوں اور آوازوں میں ایک قسم کی دلیل اور مدلول ہونے کی نسبت ثابت ہوتی ہے تو وہ معنی واضح طور پر سمجھ میں آجاتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ پوشیدہ معنی زیادتیوں سے پاک و صاف ہیں۔

بالکل اسی طرح مخلوقات کی ذات جو کسی صفت یعنی وجود یا علم یا قدرت وغیرہ کے ساتھ موصوف ہوتی ہے تو اس موصوف ہونے میں خدا کی ذات وصفات واسطہ ہیں کیونکہ اس کی ذات وصفات قدیمہ ہے اور مخلوق صفاتِ حادثہ (نئی یعنی جو قدیم نہ ہوں) کے ساتھ متصف ہوتی ہے اس لئے ذی واسطہ ہوئی۔

اب جاننا چاہئے کہ کسی ایک چیز کا دوسری چیز کے لئے کسی صفت میں واسطہ ہونا تین طرح پر ہے (۱) یہ کہ اصلی اور ذاتی طور پر وہ صفت واسطہ میں پائی جائے اور ذی واسطہ میں وہ صفت بالکل نہ ہو، مگر چونکہ واسطہ کے ساتھ اس ذی واسطہ کو ایک طرح کا تعلق اور لگاؤ ہے۔ اس لئے مجازاً اس کی طرف بھی اس صفت کو منسوب کر دیتے ہیں۔ پس اصل میں وہ صفت واسطہ میں پائی جاتی ہے اور مجازاً ذی واسطہ کو بھی کہہ — پس مثلاً کوئی

marfat.com
Marfat.com

شخص کشتی میں سفر کر رہا ہے تو کشتی متحرک ہے نہ کہ کشتی میں بیٹھنے والا۔ پس حرکت میں کشتی واسطہ ہے کشتی میں بیٹھنے والے کے لئے اور در اصل حرکت کے ساتھ موصوف ہے اور کشتی میں بیٹھنے والا ذی واسطہ ہے جو مجازاً حرکت کے ساتھ موصوف ہے نہ کہ حقیقت میں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کشتی نشین کو بالکل حرکت نہیں ہوتی مگر کشتی کے تعلق اور لگاؤ کی وجہ سے اس کو بھی متحرک کہتے ہیں۔ ایسے واسطہ کو منطقیوں کی اصطلاح میں واسطہ فی العروض کہتے ہیں۔

(۲) دوسری صورت اس کا عکس ہے یعنی وہ صفت ذی واسطہ میں پائی جائے اور واسطہ میں ہرگز نہ ہو بلکہ وہ ذی واسطہ کو موصوف کر دینے میں محض ایلچی کا کام کرتا ہو جیسا کہ کپڑے کو رنگین کرتے میں کپڑا رنگنے والا (رنگریز) واسطہ ہے اور رنگین ہونے کی صفت صرف ذی واسطہ (کپڑے) میں پائی جاتی ہے چنانچہ اسی کو رنگین کہتے ہیں اور واسطہ یعنی رنگریز میں یہ صفت بالکل نہیں پائی جاتی چنانچہ اس کو نہیں کہا جاتا کہ وہ رنگین ہو گیا بلکہ کپڑے کے رنگین ہونے میں محض اس کا ایک تعلق اور واسطہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رنگریز میں رنگینی کی صفت ہی نہیں ہے ممکن ہے کہ وہ خود بھی کل جسم یا بعض اعضا کو اس رنگ سے رنگین کر لے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو صفت کپڑے میں ہے بالکل اسی طرح سے رنگریز اس کے ساتھ موصوف نہیں ہے اگرچہ مستقل طور سے ایسی ہی صفت اس میں بھی پائی جائے اور اس صورت میں کپڑے کے رنگین ہونے کا ثبوت اس کی اپنی مستقل دلیل سے ہوگا اور رنگریز کے رنگین ہونے کا ثبوت اس کی اپنی مستقل دلیل سے ہوگا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ کپڑا رنگین ہے اس لئے رنگریز بھی ضرور رنگین ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ رنگریز رنگین ہے اس لئے کپڑا بھی رنگین ہے۔ ایسے واسطہ کو اصطلاح میں واسطہ فی الاثبات کہتے ہیں۔

(۳) وہ صفت، واسطہ اور ذی واسطہ دونوں میں حقیقتہً پائی جائے لیکن واسطہ میں پایا جانا علت کے طور پر ہو اور ذی واسطہ میں پایا جانا معلول کے طور پر ہو، پس اس صورت میں پہلے اس صفت سے واسطہ موصوف ہوگا پھر ذی واسطہ موصوف ہوگا،

marfat.com

Marfat.com

جیسے قفل کھولتے وقت کنجی کو گھماتے ہیں تو ہاتھ واسطے ہے حرکت میں اور کنجی ذی واسطہ۔ حرکت حقیقت میں دونوں کے ساتھ قائم ہے۔ مگر ہاتھ کی حرکت علت اور کنجی کی حرکت معلول ہے۔ اس کو واسطہ فی الثبوت کہتے ہیں۔

پس واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الاثبات میں صفت ایک ہی ہے دوسری صفت وجودی نہیں اور واسطہ فی الثبوت میں خود صفتیں دو ہیں۔ جب یہ تمہید سمجھ میں آگئی تو جاننا چاہئے کہ حق تعالیٰ کا مخلوق کے لئے ان کی صفات میں واسطہ ہونا فی العروض، فی الثبوت تو ہو نہیں سکتا۔ واسطہ فی العروض تو اس لئے نہیں ہوسکتا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ مخلوقات میں جتنی صفتیں ہیں وہ سب حقیقت میں حق تعالیٰ ہی کی صفتیں ہیں اور مخلوق کی طرف تو صرف مجازاً ان کی نسبت ہے۔ اس لازم میں دو خرابیاں ہیں اول یہ کہ مخلوق میں بعض صفتیں بری اور نقص کو لازم کرنے والی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی پاکی واجب اور قرآن واحادیث سے ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن واحادیث میں جگہ جگہ اچھی اور بُری دونوں صفتوں کو مخلوقات کی طرف نسبت دی گئی ہے اور یہ نسبت اصلی معنی میں کی گئی ہے۔ جب اس لازم میں دو خرابیاں ہوئیں تو یہ باطل ہوا جب لازم یعنی مخلوق کی صفتوں کا حقیقت میں حق تعالیٰ کی صفتیں ہونا باطل ہوا تو ملزوم یعنی واسطہ فی العروض بھی باطل ہوا۔ البتہ اگر ان خرابیوں کے جواب میں یہ کہا جائے کہ جو صفتیں مخلوق میں بُری ہیں وہ ان مخلوقات کی قابلیت کی خرابی کی وجہ سے ہیں ورنہ اصل اور واسطہ اُن کا بھی خدائے تعالیٰ کی پاکیزہ صفتیں ہیں مثلاً حق تعالیٰ کی صفت قابض جب انسان کے ساتھ متعلق ہوئی تو جن میں نیکی کی صلاحیت تھی انھوں نے امر حق کو قبض (اختیار) کیا اور اپنے حقوق پر بس کی اور جن کی استعداد خراب تھی انھوں نے باطل کو قبض کیا اور لوٹ مار اور چوری کرنے لگے، جیسا کہ حصۂ اول میں بیان ہوچکا ہے کہ اخلاق کی جڑ نہیں جاتی بلکہ محل اور موقع بدل جاتا ہے اور بُری جگہ کی بجائے پسندیدہ جگہ پر اس کا استعمال ہونے لگتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ سورج کا نور جو ایک بسیط وحدت کا حکم رکھتا ہے، جب مختلف رنگ کے آئینوں کے ساتھ متعلق ہو تو سرخ آئینے میں وہ نور سرخ ہوگا اور زرد آئینے میں زرد، وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں

marfat.com
Marfat.com

کوئی خرابی نہیں ہے۔ یہ خرابی اول کا جواب دیا جائے اور خرابی دوم کی نسبت یہ کہا جائے کہ یہ مسئلہ کشف سے ثابت ہے اور جب نسبت کے غیر حقیقی ہونے پر دلیل قائم ہے تو اس نسبت کو مجازی کہا جائے گا اس تاویل پر وسط فی العروض کی گنجائش نکل آئے گی، اور اس کے ثبوت کا مدار کشف پر ہوگا۔ چنانچہ اکثر بزرگوں کی تقریر سے یہ مضمون ظاہر ہوتا ہے اور مولانا رومیؒ کے اشعار سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے مگر اس میں تین احتیاطیں ضروری ہیں (۱) ان کو نصِ شرعی سے ثابت شدہ عقائد کی طرح سے عقائد میں داخل نہ کیا جائے اور اس کے غلط ہونے کا بھی شبہ کیا جائے۔ (۲) یہ نہ سمجھے کہ جس قدر اور جس حالت سے مخلوقات میں صفات اور کمالات نظر آتے ہیں بس اللہ تعالیٰ میں اسی مقدار اور کیفیت کے ساتھ ہیں اس سے زائد نہیں۔ نعوذ باللہ منہ۔ بلکہ بندوں میں محدود اور نقص دار ہیں اور حق تعالیٰ میں لامحدود اور عین کمال کے ساتھ ہیں۔ (۳) مذکورہ بالا تاویل چونکہ بہت گہری اور مشکل ہے اس لئے عام لوگوں کے سامنے اس کو بیان نہ کرے اور جو خود بھی تاویل سمجھ میں نہ آئے تو واسطہ فی العروض بالکل غلط سمجھے کیونکہ عام سمجھ کے اعتبار سے واقعی یہ غلط ہے۔ اور واسطہ فی الثبوت ہونا اس لئے صحیح نہیں کہ اول تو اس میں وہی خرابی لازم آتی ہے کہ جتنی صفات اچھی یا بری مخلوقات میں حقیقی طور پر موجود ہیں وہ سب (نعوذ باللہ) حقیقت میں باری تعالیٰ میں پائی جائیں پس اس کی تردید اور پر واسطہ فی العرض میں بیان ہو چکی ہے اور اگر اوپر بیان کی ہوئی تاویل سے اس کی اصلاح بھی کر لی جائے تو دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ معلول علت سے خلاف نہیں ہوتا۔ پس باری تعالیٰ کی صفتیں جو کہ قدیم ہیں مخلوق کی صفتوں کے لئے علت ہوں گی تو مخلوق کی صفتوں کا قدیم ہونا لازم آئے گا اور یہ عقل و نقل کے خلاف اور محال ہے جیسا کہ علم کلام (عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے۔ جب واسطہ کی دونوں صورتیں یعنی واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت باطل ہوئیں اور واسطہ ہونا یقینی اور ضروری ہے ورنہ ممکن (کائنات) کا واجب (ذاتِ حق) سے مستغنی اور آزاد ہونا لازم آئے گا۔ پس واسطہ کی تیسری قسم یعنی واسطہ فی الاثبات کا صحیح ہونا ثابت اور مقرر ہو گیا۔ یعنی

marfat.com
Marfat.com

باری تعالیٰ اپنی قدرت اور ارادے سے مخلوق کو وصفِ باب عطا فرماتے اور اللہ تعالیٰ ان صفات سے بالکل پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات نقل عقلی اور نقلی دلیلوں سے ثابت ہیں۔ اور ان صفاتِ حادثہ (مخلوقات کی صفات) کو ان صفاتِ قدیمہ (ذاتِ حق کی صفات) سے سوائے لفظی مشارکت کے اور وہ بھی بعض میں، کوئی مناسبت و مشارکت و مشابہت نہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک (وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی یعنی اللہ کی شان تو بہت بڑی ہے) اس صورت میں دنیا ذاتِ حق کا مظہر اس معنی سے ہے کہ جس طرح چیز کا بنانا اس کے بنانے والے (کاریگر) کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور لکھی ہوئی (تحریر) اس کے لکھنے والے پر دلالت کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ دلیل سے مدلول کا علم اور ظہور ہوتا ہی ہے۔ اس لحاظ سے دنیا کا ہر ذرہ اور جز ذاتِ حق کا مظہر ہے لیکن بعض مخلوقات کی صفتوں سے حق تعالیٰ کی صفتوں کا اچھی طرح اتا پتا چل جاتا ہے ان میں ایک ایسی صفت اور زیادہ ہے جیسے کسی بات واضح کرنے کے لئے مثال ہوتی ہے اور بعض مخلوقات میں بھی چونکہ انسان کی صفات کو ان صفاتِ حق کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے اس لئے عارف لوگ انسان کو مظہر جامع و اتم (یعنی مظہر کامل) کہتے ہیں یعنی دوسری مخلوقات کے مقابلے میں، نہ کہ اپنی ذات میں وہ کامل مظہر ہے۔ اور جہاں کہیں بزرگوں کے کلام سے واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً مولانا رومیؒ کے اشعار ؎

آں جوادے کو جمادے را بداد   ایں خبرہا ویں امانت ویں سداد   الخ

واسطہ فی الاثبات کے اور اس سے اوپر کے اشعار یعنی

چند باراں عطا باراں شدہ   تا بداں آں بحر دُر افشاں شدہ   الخ

ظاہراً واسطہ فی العروض کے متعلق معلوم ہوتے ہیں وہاں وہی تاویل کی جائے گی جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ (یہاں بخوفِ طوالت تمام اشعار اور ترجمہ اور تشریح سے گریز کیا گیا ہے) یا ان کو واسطہ فی الاثبات کی طرف اس طرح لوٹایا جائے گا کہ مثلاً مولانا کے اشعارِ محولہ بالا میں ابر و بحر و ارض میں ان صفات کے ثابت ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت و ارادہ کا واسطہ ہونا لازمی ہے اور صفاتِ باری تعالیٰ ایک دوسرے کو لازم کرتی ہیں

marfat.com
Marfat.com

اس لئے اس کا وجود وکرم و عدل وغیرہ سب واسطہ ہو گئے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان مجازا بیان کا وجود وکرم و عدل اپنا نہ وہاں موجود ہے۔ یہی ہے مسئلہ مظہریت کی تحقیق، جو مسئلہ توحید کا ایک عنوان ہے۔ اس مسئلہ کے باقی عنوانات بھی اسی تقریر سے حل ہو جاتے ہیں اور یا وہ اسی عنوان کی مثالیں ہیں، بخوفِ طوالت ان کے بارے میں صرف صحیح عقیدہ مطابق علمائے حق درج کر دیا جاتا ہے۔ (۱) عینیت و غیریت (۲) وحدۃ الوجود۔ (۳) اتحادِ وجود۔ ان تینوں عنوانات اور ان کے فروعات میں یہ عقیدہ رکھے کہ اشیاء نہ اللہ تعالیٰ کا عین ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات اشیاء میں حلول کئے ہوئے ہے، نہ واجب ممکن ہوا، نہ بیچون چون میں آیا، نہ تنزیہ تنزل کر کے تشبیہ بن گیا ہے، کیونکہ یہ سب کفر و الحاد و گمراہی اور زندقہ ہے، وہاں نہ اتحاد ہے، نہ عینیت نہ تنزل نہ تشبیہ۔ فَهُوَ سُبْحَانَهُ الْآنَ كَمَا كَانَ فَسُبْحَانَهُ مَنْ لَا يَتَغَيَّرُ بِذَاتِهِ وَلَا فِي صِفَاتِهِ وَلَا فِي أَسْمَائِهِ بِحُدُوثِ الْأَكْوَانِ (یعنی اللہ تعالیٰ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا اور وہ ایسی پاک ذات ہے جو موجودات کے حدوث سے ذات و صفات و اسماء میں متغیر نہیں ہوتا)

اور صوفیائے کرام کے کلام سے جہاں کہیں اس قسم کا مطلب نکلتا ہے اس کو یا تو دقت اور غلبہ حال پر موقوف رکھا جائے اور ان کو معذور سمجھتے ہوئے حسن ظن کے ساتھ ان کے کلام کی اس طرح پر تاویل کی جائے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ اشیاء حق تعالیٰ کے ظہورات ہیں اور حق تعالیٰ کے اسماء و صفات کے آئینے ہیں، اور ان کے کلام ہمہ اوست کے معنی ہمہ از وست ہوں گے اور ان کا اور علماء کا نزاع حقیقت میں صرف لفظی نزاع ہو گا۔ اور نتیجہ دونوں کے قولوں کا ایک ہی ہو گا۔

توحید ذاتی و صفاتی و افعالی

یہ بھی توحید وجودی ہی کا ایک عنوان ہے، توحید افعال کے متعلق عنوان اس طرح مشہور ہے کہ لَا فَاعِلَ إِلَّا اللّٰهُ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف کوئی فعل منسوب نہیں کیونکہ اول تو یہ عقائدِ حقہ کے خلاف ہے پھر یہ کہ اس سے جناب باری سے برائیوں کا صادر ہونا لازم آتا ہے جو سراسر کفر اور زندقہ ہے پھر مشاہدہ

marfat.com
Marfat.com

اور وہ اِن سے بھی یہ غلط ثابت ہوتا ہے نیز یہ کہ شرع کی تمام باتیں اس سے بیکار اور باطل ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ افعال کے تمام اسباب کا منتہا اور تمام افعال کا خالق حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے اگرچہ ظاہری اسباب اور وسیلے اور بھی ہیں چونکہ عارف کو دوسرے فاعلوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لئے وہ ان کی نفی کر دیتا ہے۔ پس دراصل یہ نفی اس اعتبار سے ہے کہ کوئی فاعل و سبب و واسطہ قابلِ توجہ نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی طرح توحیدِ صفاتی و توحیدِ ذاتی کو سمجھنا چاہئے کہ ان کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے سوا کوئی صفت یا ذات موجود نہیں، بلکہ عارف کو کسی اور کی ذات وصفات کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور اس مرتبہ میں وہ وحدت کا حکم کرتا ہے۔ پس یہ تینوں مراتب توحیدِ وجودی کی شاخیں ہیں جن کے متعلق بعونہٖ تعالیٰ عقیدہ کی درستی بیان ہوئی۔

تنزلاتِ ستّہ کا بیان

توحیدِ وجودی کا ایک عنوان نزولاتِ یا تنزّلاتِ خمسہ (یا ستّہ) ہے یعنی ذاتِ احدیت اور انسان کے درمیان نزولات ذات پانچ ہیں اور چھٹے مرتبے میں حضرت انسان ہے جو ان پانچوں مراتب کا مظہر ہے۔ ان نزولات کی تفصیل صوفیائے کرام نے اس طرح کی ہے کہ ذاتِ حق کا تصور جبکہ بلا لحاظ صفات اور اس کی قابلیت کے ہو اس حیثیت سے کہ تمام چیزوں سے مجرد ہو تو اس تجرد کو مرتبۂ **احدیت** کہتے ہیں اور اسی مرتبہ کو غیبِ ہویّت صرفہ اور لاتعین اور غیب مطلق اور باطن وغیرہ بھی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو نزولات سے کوئی تعلق نہیں۔

اور نزولِ اول جس کو تجلیٔ نقشین یعنی تعینِ اول کہتے ہیں یہ ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا علم اپنی ذات وصفات کے لئے اور تمام موجودات کے لئے اجمال کے طور پر ہو یعنی بعض موجودات کو بعض سے ممتاز کئے بغیر ہو جیسا کہ درخت کے بیج کے دانے میں پھل پھول پتے اور شاخیں مجمل طور پر پوشیدہ ہوتی ہیں لیکن یہ سب نظری ہیں نہ کہ ظاہری

marfat.com
Marfat.com

معنی کے مطابق یعنی وہ سبحانہ وتعالیٰ خود اپنی ذات سے قائم ہے اور ہر قسم کے تغیرات سے پاک ہے (اور تنزل کے اصطلاحی معنی اپنی پہلی ہی ذات اور صفات کو قائم رکھتے ہوئے کسی چیز کا ظاہر ہونا) اس کو **مرتبۂ وحدت** کہتے ہیں اور اس کو حقیقت الحقائق وحقیقت محمدی اور تعین اوّل اور قلمِ اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔

نزولِ دوم یا تعینِ دوم یہ ہے کہ علمِ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات وصفات اور تمام موجودات کے واسطے تفصیل کے طریق پر ہو یعنی وہ علم بعض موجودات کو بعض سے ممتاز کر دیتا ہو، جیسا کہ مثالِ سابق میں دانے سے پتوں اور شاخوں اور پھل وغیرہ کا امتیاز اس مرتبہ کو **واحدیت** کہتے ہیں اور حقیقتِ انسانی اور اعیانِ ثابتہ بھی کہتے ہیں۔

نزول کے یہ دونوں مرتبے قدیم ہیں اور ان میں تقدم وتاخر عقلی اور بیانی ہے نہ کہ زمانی، کیونکہ وہ سبحانہ وتعالیٰ مع اپنی ذات وصفات کے ہر وقت اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ (اب تک ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا) ہے۔ ان مراتبِ مذکورہ کو مراتبِ الٰہیہ کہتے ہیں اور واحدیت کے مرتبے میں الوہیت کی صفات سے متصف ہوتا ہے کہ وہ صفتیں وجوبیہ ذاتیہ ہیں۔ اگر یہ حیثیتِ مجموعی ذات کا تمام صفات سے متصف ہونا ملحوظ ہو تو اس کو لاہوت کا مرتبہ کہتے ہیں اور اگر تفصیل وار جُدا جُدا ہر صفت سے متصف ہونا ملحوظ ہو تو مرتبہ جبروت کہلاتا ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ذاتی صفتوں مثلاً علم، سمع، بصر اور قدرت وغیرہ سے متصف ہونے کے مرتبہ کو لاہوت کہتے ہیں اور عملی صفتوں مثلاً جلانا اور مارنا وغیرہ سے متصف ہونا جبروت کہلاتا ہے۔

نزولِ سوم: یہ مرتبہ عالمِ ارواح کا ہے اور یہ اشیائے کونیہ سے عبارت ہے جو کہ مجرد اور بسیط ہیں اور اپنی ذاتوں اور شانوں پر ظاہر ہوتی ہیں اور اس کو عالمِ ملکوت یعنی ارواح اور فرشتوں کی دنیا اور عالمِ غیب بھی کہتے ہیں۔

نزولِ چہارم: یہ مرتبہ عالمِ مثال کا ہے اور یہ اُن اشیائے کونیہ سے مراد ہے جو کہ مرکب اور لطیف ہیں اور وہ اجزا ہونے، تقسیم اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور مل جانے کو قبول نہیں کرتیں اور یہ عالمِ اجسام اور ارواح کے درمیان برزخ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

نزولِ پنجم: یہ مرتبہ عالم اجسام کا ہے جو اشیائے کونیہ مرکبہ کثیفہ سے عبارت ہے جو کہ جزو اور ٹکڑے ٹکڑے اور تقسیم ہونے کو قبول کرتی ہیں، اس کو عالمِ ناسوت بھی کہتے ہیں۔ ناسوت، ناس سے مشتق ہے یعنی انسان۔ عالمِ ناسوت کو عالمِ شہادت بھی کہتے ہیں، اس سے آگے حضرتِ انسان مظہرِ اتم واکملِ صفاتِ الٰہی ہے۔ ان مراتبِ سہ گانہ (نزولِ سوم، چہارم وپنجم) کو مراتبِ امکانی کہتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ (ذاتِ احدیت) ایک مخفی خزانہ ہے اس نے اپنی معرفت کرانے کے لئے پہلے مرتبۂ وحدت اور واحدیت میں اپنی صفات اور اسماء کو ممیز کیا پھر عالمِ ارواح، مثال اور اجسام کی ترتیب اور تکوین کے ساتھ انسان کو پیدا کر کے مظہرِ اتم واکمل اپنی صفات اور اسماء کا بنایا۔ ان مراتب پنجگانہ میں فرق نہ کرنا اور ایک مرتبہ کے احکام دوسرے پر ثابت کرنا ان حضرات کے نزدیک زندقہ ہے ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد   گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

(یعنی: وجود کا ہر درجہ ایک الگ حکم رکھتا ہے اگر ان درجوں میں مرتبہ کا لحاظ نہ کیا جائے تو یہ الحاد وبے دینی وکفر ہے)

پس توحید کے اس عنوان کو بھی عقیدے کی خرابی سے بچانا چاہئے اور یہ کہنا چاہئے کہ مخلوق کو خالق کے ساتھ وہی نسبت ہے جو مصنوع کو صانع کے ساتھ ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہئے جیسا کہ سابقہ تقریرات میں گذرا۔ نیز توحیدِ وجودی کی ایک تقریر اس طرح پر بھی کی گئی ہے کہ وجودِ مشترک جو ماہیتِ واحدہ اور ایجادِ حق کا ظل ہے سب وجودوں میں مشترک ہے اور کوئی وجود یا اس کا جزو دوسرے سے مختلف بالماہیت نہیں صرف آثار وعوامل کا اختلاف ہے اور ایجادِ حق کا تعلق اس فیضان میں سب کے ساتھ یکساں ہے اس معنی کے لحاظ سے اشیاء میں وحدتِ وجود کہہ سکتے ہیں ؎

برہمہ عالم ہمے تابد سہیل   جائے انباں مے کند جائے ادیم

(یعنی: سہیل ستارہ تو تمام دنیا پر چمکتا ہے لیکن تاثیراتِ ایجاد کہیں ادھوڑی (کھال) اور کہیں نرم (کھال) پیدا کرتی ہے)

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرہ کا دل چیریں
(اقبالؒ)

marfat.com
Marfat.com

نقشہ مراتب تنزلات ستہ

مرتبۂ اولیٰ	ثانیہ	ثالثہ	رابعہ	خامسہ	سادسہ	سابعہ
ذات	تنزلِ اول	تنزل دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم
احدیت	وحدت	واحدیت	روح	مثال	جسم	انسان
باطن	حقیقتِ محمدیہ	اعیانِ ثابتہ	×	×	×	×
لاتعین	تعینِ اول	تعینِ ثانی	×	×	×	×
×	لاہوت	جبروت	ملکوت	×	ناسوت	×
مراتبِ الٰہیہ			مراتبِ کونیہ			مرتبۂ جامعہ
	حضراتِ خمسہ					
تنزلاتِ ستہ						

عینیت و غیریت

معنی اول: دو چیزوں کا ہر طرح سے ایک ہونا، جیسے انسان اور حیوانِ ناطق، زید اور ذاتِ زید، یہ عینیت ہے۔ اور دونوں میں امتیاز اور غیریت ہونا غیریت ہے۔ اس معنی سے دونوں میں تضاد اور تناقض ہے، اس لئے اس معنی سے کوئی چیز خواہ وہ حادث و مخلوق ہو یا صفاتِ باری تعالیٰ، ذاتِ حق کا عین نہیں ہے۔ اور صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ لَا ھُوَ وَلَا غَیْرُہٗ یعنی نہ اس کا عین ہیں نہ غیر۔ یہ معنی لغوی ہیں۔

معنی ثانی: عینیت کے معنی تو وہی ہیں جو معنی اول میں بیان ہوئے ہیں، اور غیریت کے معنی یہ ہیں کہ ایک کا دوسرے کے بغیر وجود ہو سکتا ہو، اس میں تناقض نہیں تضاد ہے۔ یعنی دونوں ایک موقع پر صادق نہیں آسکتے مگر دونوں مرتفع ہو سکتے ہیں۔ اس معنی سے ذاتِ حق اور مخلوق میں عینیت نہیں غیریت ہے، کہ خدائے تعالیٰ بغیر مخلوق کے تھا اور مخلوق بغیر خدائے تعالیٰ کے نہیں ہوئی، لیکن ذات و صفاتِ حق میں نہ عینیت ہے نہ غیریت جیسا کہ ظاہر ہے، یہ قول متکلمین کا ہے۔

معنی ثالث: عینیت کے معنی ایک چیز کا دوسری چیز کی طرف محتاج فی الوجود ہونا، اگرچہ دوسری چیز اس پہلی کی محتاج نہ ہو، اور غیریت کے معنی وہی ہیں جو معنی اول میں

marfat.com
Marfat.com

مذکور ہوئے۔ اور اس میں نہ تناقض ہے نہ تضاد۔ یہ اصطلاح صوفیائے کرامؒ کی ہے۔

اتصال و اتحاد لغوی اعتبار سے اتصال و اتحاد کے معنی دو چیزوں کا ذاتی طور پر مل جانا اور ایک ذات ہو جانا ہے۔ اس قسم کا اتحاد اللہ تعالیٰ کی جناب میں محالِ عقلی و نقلی ہے اور الحاد و زندقہ ہے۔ اصطلاحی معنی کے لحاظ سے (عینیت) یعنی ایک چیز کا متبوع اور محتاج الیہ اور موقوف علیہ ہونا اور دوسری کا محتاج اور تابع اور موقوف ہونا۔ یہ تعلق مخلوق کو خالق کے ساتھ ہے۔ عرفی معنی کے اعتبار سے مُحِب اور محبوب ہونے کا تعلق خاص دو ذاتوں میں ہونا۔ یہ تعلق خاص مقبول بندوں کو اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے۔

ہمہ اوست کی وضاحت کے لئے بزرگوں نے بہت سی مثالیں بیان فرمائی ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ جیسے کسی شخص سے عدالت کا منصف (جج) یوں پوچھے کہ تم نے اس معاملہ کی پولیس میں رپٹ لکھوائی، وکیل سے مشورہ کیا؟ وہ شخص جواب میں کہے کہ جناب پولیس و وکیل سب کچھ آپ ہی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ اس سے کہنے والے کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے جب سب معاملہ ظاہر ہے تو پولیس اور وکیل کی کیا ضرورت ہے۔ توحید وجودی کی تمام تقریریں اسی طرف راجع ہیں کہ سالک تمام وجودوں کو ناقابلِ التفات سمجھتا اور ایک وجودِ حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا اور سب کو فنا کے قابل جان کر ایک ذات کو باقی اور پائندہ جانتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (یعنی: ہر چیز فنا ہونے والی (اور نا قابلِ التفات) ہے اور اللہ تعالیٰ بزرگی اور عزت والے کی ذات باقی رہنے والی (اور قابلِ التفات) ہے۔) اور توحیدِ شہودی کی تقریر بھی اسی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے بوستان میں مثال لکھی ہے جو اس معنی کو خوب واضح کرتی ہے وہ یہ ہے: مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ الخ۔ ترجمہ: شاید تو نے دیکھا ہوگا کہ باغوں اور جنگلوں میں رات کے وقت ایک کیڑا (جگنو) چراغ کی مانند چمکتا ہے کسی نے اس سے پوچھا کہ اے رات کو روشنی کرنے والے کیڑے کیا وجہ ہے کہ تو دن میں تو نظر آتا نہیں؟ دیکھئے اس خاک زاد آتشیں کیڑے نے کس عقلمندی سے جواب دیا کہ میں

marfat.com
Marfat.com

دن رات رہنا تو اسی جنگل میں ہوں لیکن سورج کے سامنے میری روشنی بے نور ہو جاتی اور میرا وجود کالعدم ہو جاتا ہے۔ بوستان ہی میں ایک اور مثال بھی ہے کہ یکے قطرہ باراں از ابرے چکید الخ یعنی ایک قطرہ بارش کا کسی بادل سے سمندر کی سطح پر ٹپکا اور سمندر کی وسعت کو دیکھ کر کہنے لگا کہ جس جگہ دریا اور سمندر ہو وہاں میری کیا حقیقت ہے میری ہستی تو اس کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس قسم کی سب مثالیں وحدتِ شہود پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ نہیں کہہ سکتے کہ سورج کے سامنے جگنو کا وجود نہیں ہے بلکہ سورج اور سمندر مشہود اور ملتفت الیہ ہیں، اور جگنو اور قطرہ غیر مشہود اور نا قابلِ التفات ہیں۔ اور اہلِ توحید کا بھی یہی مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کا وجود مشہود نہیں ہوتا اور کوئی قابلِ توجہ نہیں اگرچہ بادی النظر میں اشیاء بھی موجود ہیں۔

(ف) اس مسئلہ کو ضروری تفصیلات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ پس چاہیئے کہ بزرگوں کے اختلاف کو لفظی سمجھا جائے اور کسی بزرگ کی شان میں کسی قسم کا طعن روا نہ رکھا جائے اور اپنے عقیدے کی درستی کے بعد زیادہ چیستان میں نہ جائیں اور اگر کہیں اطمینانِ قلب نہ ہو تو کسی واقف عالم سے بالمشافہ پوچھ کر اطمینان کر لیں۔

ذاتِ حق کو بعض چیزوں کے ساتھ تشبیہ دینے کی تحقیق

اکثر عارفوں کے کلام میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو مختلف چیزوں جیسے سورج، دریا، ہوا وغیرہ سے تمثیل دی جاتی ہے اور یہ تشبیہ و تمثیل ہر لحاظ سے نہیں ہوتی جیسا کہ بعض خشک مزاج لوگ یہی سمجھ کر بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں اور نا واقف صوفی بھی یہی سمجھ کر اپنے عقیدوں کو شرع شریف کے خلاف کر لیتے ہیں بلکہ یہ تشبیہ کسی خاص چیز میں ہوا کرتی ہے مثلاً ذاتِ حق کو دریا سے صرف اس بات میں تشبیہ دی جاتی ہے کہ دریا میں خشکی کی نسبت بسیط اور واحد ہونے کی صفت ہوتی ہے اور مچھلی کی طبیعت اس سے نہیں بھرتی۔ اسی طرح ذاتِ حق کی وحدت ہے کہ طالبِ حق کو اس سے سیری نہیں ہوتی۔ اگرچہ خود اِن

marfat.com

Marfat.com

دونوں وحدتوں میں فرق ہے کہ دریا کی وحدت عارضی اور دوسرے کے تعلق سے ہے اور ذاتِ حق تعالیٰ وحدت حقیقی ہے، مگر مطلق وحدت میں تو مناسبت ہے اس لئے یہ نسبت صحیح ہوگئی۔ بات یہ ہے کہ عالمِ مثال میں واجب سے لے کر ممکن تک ہر چیز مثال ہے اگرچہ اس چیز کی مثل کوئی چیز نہ ہو۔ کیونکہ مِثل (میم کے زیر اور ث کی جزم کے ساتھ) کے معنی ہیں کسی چیز کا دوسری چیز کی صفتوں میں شریک ہونا اور اس جیسا ہونا۔ پس ذات وصفاتِ الٰہی میں اس کی مجال نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ الآیہ (یعنی: اس کی مِثل کوئی چیز نہیں) اور مَثَل (میم وثٓ کے زبر کے ساتھ) اور مثال کی حقیقت یہ ہے کہ دو چیزیں کسی صفت میں کسی لحاظ سے شریک ہوں، اگرچہ ان دونوں میں ہزاروں درجہ فرق ہو۔ جیسا کہ اکثر دفعہ بادشاہ کی مثال سورج سے دیتے ہیں جس سے مراد بادشاہ کی عظمت و جلال بیان کرنا ہوتا ہے کہ سورج کی طرح سے روشن اور ظاہر ہے حالانکہ ؏

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز بے مثل اور غیر مادی ہو اس کی مثال دی جا سکتی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بادشاہِ مصر نے خواب میں قحط کے سالوں کو دُبلی اور لاغر گایوں اور گیہوں کے خشک خوشوں کی صورت میں دیکھا تھا۔ اور ارزانی اور فصل کے سالوں کو موٹی تازی گایوں اور گیہوں کے تروتازہ خوشوں کی صورت میں دیکھا۔

اور صحیح بخاری شریف میں حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک دفعہ جبکہ میں سو رہا تھا میں دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے روبرو پیش کئے جاتے ہیں اور اُن کے جسموں پر کُرتے ہیں بعض کے کُرتے سینے تک پہنچے ہیں اور بعض کے اس سے کم وبیش ہیں اور (حضرت) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) اس حال میں پیش کئے گئے کہ ان کے جسم پر جو کُرتہ تھا وہ اتنا بڑا تھا کہ وہ اس کو لمبا ہونے کی وجہ سے زمین پر کھینچتے تھے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے عمرؓ کے اس کرتہ کھینچنے کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا "دین" (متفق علیہ منقول از مشکوٰۃ شریف)۔ (چنانچہ ان کی خلافت کا زمانہ دراز ہوا اور اس میں دین کو قوت حاصل ہوئی۔ مؤلف)۔

marfat.com
Marfat.com

پس اسی طرح سے ذاتِ حق کی تمثیل بیان کرنا بھی صحیح ہے اور اس کو کشف کی نظر سے مشاہدہ کرنا بھی صحیح ہے۔ اگرچہ رویتِ حق تعالیٰ اس دنیا میں ممکن نہیں (اس کا ذکر آگے آئے گا) ذاتِ حق کے لئے اس تمثیل کا جواز قرآن شریف سے بھی ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ الآیہ (یعنی: اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ روشن ہو، چراغ ایک شیشے میں ہو شیشہ ایسا صاف ہو گویا چمکتا ہوا موتی جیسا تارا)۔ اور حدیث شریف میں بھی اللہ تعالیٰ کی مثال وارد ہوئی ہے چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَیِّدٌ بَنٰی قَصْرًا ثُمَّ جَعَلَ مَادُبَۃً فَدَعَا النَّاسَ اِلٰی طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ فَمَنْ اَجَابَهٗ اَكَلَ مِنْ طَعَامِهٖ وَشَرِبَ مِنْ شَرَابِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهٗ اَوْ قَالَ عَذَّبَهٗ الحدیث (یعنی: ایک سردار نے ایک گھر بنایا اور اس میں ضیافت کا انتظام کیا پس لوگوں کو اس کے کھانے اور پینے کی دعوت دی۔ پس جس شخص نے اس دعوت کو قبول کیا اس نے اس دعوت کا کھانا کھایا اور مشروبات پئے اور جس نے وہ دعوت قبول نہیں کی اس پر ناراض ہوا، یا یہ فرمایا کہ اس کو عذاب دیا) اس روایت میں سردار سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکایت سے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار واقع ہو سکتا ہے، کیونکہ قرآن شریف میں فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ صاف موجود ہے جس کے معنی یہ ہیں "جس وقت اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی"۔ بس یہی دیدار و رویت ہے۔ حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ دیدار و رویت کے معنی ہیں دیکھنا۔ اور یہ فعل موسیٰ علیہ السلام کا ہے، جس کا انکار قرآن شریف میں صاف موجود ہے یعنی اِنَّكَ لَنْ تَرٰىنِیْ "تو مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکے گا" (مراد ہے اس دنیا کی زندگی میں) اور تجلی کے معنی ہیں کھل جانا اور ظاہر ہونا۔ یہ فعل حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے۔ قرآن شریف

marfat.com
Marfat.com

کی آیۃ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ میں اسی کو ثابت کیا گیا ہے۔ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے ایک کے ثابت ہونے سے دوسرے کا ثبوت لازم نہیں آتا، ورنہ قرآن مجید میں نعوذ باللہ تعارض لازم ہو جائے گا۔ پس اس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو ظاہر ہوا اور حجابات اٹھا دیئے مگر موسیٰ علیہ السلام دیکھ نہ سکے اور بیہوش ہو گئے۔ (خوب سمجھ لیجئے) اور یہ جو بعض بزرگوں مثل امام احمد حنبلؒ و امام ابو حنیفہؒ وغیرہم کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب یا حال و مکاشفہ میں دیکھا ہے، یہ البتہ ممکن اور واقع ہے کیونکہ یہ دیکھنا عالمِ مثال میں ہے نہ کہ عالمِ اجساد میں ظاہری (حسی) آنکھوں سے۔

تحقیق مسئلہ تجدد امثال و تعاقب و تجلیات

حق تعالیٰ کے اسماء ہر وقت فاعل رہتے ہیں (اگرچہ یہ عقلی طور پر لازمی نہیں مگر کشف سے ثابت ہے) پس جب احیاء کا فعل ہوا عالم موجود ہو گیا، جب اماتت کا فعل ہوا سب معدوم ہو گیا۔ اور چونکہ فعل کے لئے محل کا قابل ہونا ضروری ہے اور احیاء کے لئے میت ہونا اور اماتت کے لئے حی ہونا شرط ہے اس لئے حیات کے وقت احیاء کا تعطل اور موت کے وقت اماتت کی صفت کا بیکار رہنا لازم نہیں آتا، کیونکہ فعل پایا گیا مگر محل قابل نہ ہونے وجہ سے اثر نہیں ہوا (یہ بھی ایک علمی مسئلہ ہے، عوام کسی سے سمجھ لیں)۔

تشریح اصطلاحاتِ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالےٰ

اے عزیز جاننا چاہئے کہ حضراتِ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی چند اصطلاحات ہیں، جن پر ان کے طریقے کی بنیاد ہے۔ بعض اصطلاحوں میں تو اشغال کی طرف اشارہ ہے اور بعض میں ان کی تاثیر کی شرطوں پر اور وہ یہ ہیں:- (۱) ہوش در دم۔ (۲) نظر بر قدم۔ (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن۔ (۵) یاد کرد۔ (۶) بازگشت (۷) نگہداشت۔ (۸) یادداشت ــــ یہ آٹھ کلمات تو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں اور ان کے بعد تین اصطلاحیں (۱) وقوفِ زمانی (۲) وقوفِ عددی۔

marfat.com
Marfat.com

(۳) وقوفِ قلبی، حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں — ان اصطلاحات کی تشریح ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

(۱) **ہوش در دم**: اس سے یہ مراد ہے کہ سالک ہر سانس کے ساتھ بیداری اور ہوشیاری رکھے کہ ذکرِ لسانی اور قلبی بھی حضورِ دل سے ہو نہ کہ غفلت سے، اور ہمیشہ بیدار اور متلاشی رہے کہ اس کا سانس خدا کی یاد میں گذرا یا غفلت میں، اور یہ آہستہ آہستہ ہمیشہ کی حضوری حاصل کرنے اور انفس کے تفرقہ کو دور کرنے کا طریقہ ہے اور مبتدی کے واسطے اس کی پابندی نہایت ضروری اور ازحد مفید ہے، چنانچہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں دم کی نگہبانی ازحد ضروری ہے اور جو شخص دم کی نگہبانی نہیں کرتا گویا وہ طریقۂ شریفہ بھول گیا۔ اور حضرت خواجہ نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ کا دارومدار ہی دم پر ہے، کوئی دم اندر آنے اور باہر جانے اور ان کے بیچ کے وقفے میں خدا کی یاد کے بغیر نہ گذرے، اس کو پاسِ انفاس بھی کہتے ہیں ؎

دم بدم دم را غنیمت داں و ہمدم شو بدم — واقفِ دم باش در دم ہیچ دم بے جا مدم

(یعنی: ہر وقت ہر سانس کو غنیمت جان اور دم کے ساتھ ہمدم ہو جا، دم کا واقف رہ اور کوئی سانس بے جا مت لے)

(ف) اسی ہوش در دم کی برکت سے اس طریقۂ علیہ میں سیرِ آفاقی اسی سیرِ انفسی کے ضمن میں درج ہے۔ پس اگر اس اعتبار سے یہ کہا جائے کہ اس طریقۂ علیہ میں ہدایت میں نہایت مندرج ہے تو مناسب ہے۔

(۲) **نظر بر قدم**۔ مبتدی کے حق میں اس سے یہ مراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے کے وقت سوائے قدم کی پُشت کے کسی چیز پر نظر نہ ڈالے تاکہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑ جائے اور یہ کہ دوسری چیزوں کی طرف مشغول ہونے سے محفوظ رہے کیونکہ مختلف نقوش اور متفرق محسوسات کی طرف لگ جانا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور دل کی جمعیت کو پریشان کرتا ہے اور جس کی وہ طلب میں ہے اس سے روکتا ہے۔ چلنے پھرنے کے وقت نظر کو پشتِ قدم پر لگانا اور بیٹھنے کی حالت میں اپنے آگے کی طرف نظر کرنا جمعیتِ قلب کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

marfat.com
Marfat.com

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ الآیہ (یعنی: اے پیغمبر مسلمانوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں) اور نماز میں قیام کے وقت سجدہ کی جگہ پر اور رکوع میں پشتِ قدم پر اور سجدہ میں پرۂ بینی پر اور قعدہ میں رانوں پر نظر رکھنے کے لئے جو شرع شریف میں حکم ہے اس میں یہی مصلحت ہے اور اس میں ہی جمعیتِ قلب کا فائدہ حاصل ہوتا ہے نیز وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا الآیہ (یعنی: اور مت چل زمین پر اکڑ کر) میں یہی راز مضمر ہے کیونکہ اکڑ کر اترا کر چلنے میں نظر اوپر رہتی ہے جو جمعیت اور بندگی سے دور اور پراگندگی اور تکبر کا باعث ہوتی ہے کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اَرْبَابِ الْعِلْمِ —— اور متوسط کے حق میں نظر بر قدم سے مراد یہ ہے کہ ہر حال میں اور ہر وقت ہوشیار اور بیدار رہے تاکہ غفلت کا دخل سالک کے دل میں نہ ہو۔ اگر زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی چیزوں میں نظر کرے تو عبرت کے ساتھ نظر کرے کیونکہ سالک معرفت کے سمندر سے ایک بہت قیمتی ذخیرہ نظر کرتے ہی حاصل کر لیتا ہے۔ اسی واسطے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ الآیہ (یعنی: پس عبرت حاصل کرو اے دیکھنے والو)

بات یہ ہے کہ انسان کے لئے اس راستے میں دو بڑی رکاوٹیں ہیں ایک آفاقی یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے کہ انسان اس کی لذت اور طلب میں مبتلا ہو کر یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا انفسی یعنی انسان اپنے نفس کی رضا جوئی اور اس کی موافقت میں پڑ کر رضائے مولیٰ سے دور جا پڑتا ہے۔ تو یہ کلمہ دوم اس تفرقہ کے دور کرنے کے لئے ہے جو آفاق سے پیدا ہوتا ہے اور کلمہ اول یعنی ہوش در دم انفس کے تفرقہ کو دور کرتا ہے اور منتہی کے حق میں نظر بر قدم سے مراد ہے کہ نظر ہمیشہ قدم سے بلندی کی طرف چڑھے اور قدم کو اپنا ہمسفر بنائے۔ ؎

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

بات یہ ہے کہ بلندی کے زینوں پر پہلے نظر چڑھتی ہے اس کے بعد قدم آگے بڑھتا ہے اور جب قدم مرتبۂ نظر میں پہنچتا ہے نظر اس سے اوپر کے زینے پر آ جاتی ہے اور قدم بھی اس کی پیروی میں اس زینے پر چڑھ جاتا ہے بعد ازاں نظر پھر اس مقام سے ترقی کرتی ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اور یہ مراد نہیں کہ نظر قدم سے زیادہ بلندی کی خواہش نہ کرے

marfat.com

Marfat.com

کیونکہ یہ بات خلافِ واقع ہے اور یہ بات بھی غیر واقع ہے کہ قدم کے تمام ہونے کے بعد تنہا نظر کو اس سے آگے ترقی نہیں ہے کیونکہ اس سے آگے اگر نظر تنہا نہ ہو تو سالک بہت سے مرتبوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ اصل میں قدم کی نہایت سالک کی استعداد کے مراتب کی نہایت تک ہے بلکہ اس نبی کی استعداد کی نہایت تک ہے جس کے زیرِ قدم وہ سالک ہے۔ لیکن پہلا قدم بالاصالت (بلاواسطہ) ہے اور دوسرا قدم اس نبی کی پیروی سے (بالواسطہ) ہے۔ اور دونوں استعدادوں کے مراتب کے اوپر اس کا قدم نہیں لیکن نظر ہے اور یہ نظر جب تیزی حاصل کرلے تو اس کا منتہا اس نبی کی نظر کے مراتب کی نہایت ہے جس کے زیرِ قدم وہ سالک ہے، کیونکہ نبی کے کامل تابعداروں کو اس کے تمام کمالات سے حصہ حاصل ہوتا ہے لیکن استعداد کے مرتبوں کی انتہا تک ہوتا ہے جو کہ اس سالک کی ذاتی استعداد ہے اور جو اس کو نبی کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے۔ اول میں قدم و نظر موافقت رکھتے ہیں اس کے بعد قدم کوتاہی کرتا ہے اور کہتا ہے ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　　فروغِ تجلی بسوزد پرم

(یعنی: اب اگر میں ایک بال بھر بھی اوپر اڑوں تو تجلیٔ الٰہی کی چمک میری پرواز کو جلادے) اور نظر تنہا ہی اوپر چڑھتی ہے اور اس نبی کی نظر کے مرتبوں تک ترقیاں کرتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نظر بھی ان کے قدم کے اوپر صعود کرتی ہے اور انبیاءؑ کے کامل تابعداروں کو بھی ان کی نظر کے مقام سے حصہ حاصل ہے جیسا کہ ان کے قدم کے مقام سے حصہ حاصل ہے۔ اور آنحضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیرِ قدم مقامِ رویت ہے جس کا وعدہ دوسروں کو آخرت پر دیا گیا ہے اور جو دوسروں کے لئے ادھار ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نقد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابعداروں کو اس مقام سے بھی حظ حاصل ہے ان کے لئے اس دنیا میں رویت نہیں لیکن اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (یعنی نماز مومنین کی معراج ہے) کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں ؎

فریادِ حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست　　　ہم قصۂ غریب و حدیثِ عجیب ہست

(یعنی آخر حافظ کی یہ فریاد بیہودگی سے تو نہیں ہے، یہ تو ایک عجیب و غریب قصہ ہے۔)

marfat.com
Marfat.com

پس اگر نظر بر قدم سے یہ مراد ہے کہ قدم نظر سے کسی وقت بھی پیچھے نہ رہے تو بجا ہے کیونکہ نظر کا قدم سے پیچھے رہ جانا ترقی سے روکنا ہے۔ بلکہ چاہئے کہ ع

سمندِ شوق کو ایک اور تازیانہ لگا

جب سالک یہ پہچان لے کہ وہ کس پیشوا کے زیرِ قدم ہے تو چاہئے کہ اپنے حالات و واقعات اپنے پیشوا کے حالات واقعات کے ساتھ مناسب کرے لیکن ہر سالک کو اس کا معلوم کر لینا کہ وہ کس نبی کے زیرِ قدم ہے حاصل نہیں ہے اس لئے ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی شاہ قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ ہر وقت نظر بر قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ کی شریعت و سنتِ مقدسہ پر ہو کہ تمام حرکات و سکنات و اخلاق تین سنتِ نبویہ کی میزان پر صحیح اتریں۔

(۳) **سفر در وطن**: اس سے مراد باطنی روحی سفر ہے یعنی سالک صفاتِ بشریہ خسیسہ رذیلہ (مثل حسد، تکبر، غیبت، ریا وغیرہ) سے صفاتِ ملکیہ فاضلہ (مثل صبر، شکر، خوف، رجا وغیرہ) کی طرف تبدیلی اور ترقی حاصل کرتا ہے اس طرح پر کہ مراقبہ و تصور اور سنت پر عمل سے صفاتِ بشریہ خسیسہ کو محو کرتا ہے بلکہ اپنے آپ کو بھی فنا کر کے صفاتِ ملکیہ فاضلہ کی طرف ترقی کرتا اور مقاماتِ سیریہ میں سفر کرنے لگتا ہے جیسے ولایتِ صغریٰ، کبریٰ و علیا، کمالاتِ نبوت، رسالت، اولوالعزم، حقائقِ الٰہیہ و انبیاء تک کہ فیض ذاتِ غیب الغیب۔ لاتعین سے (بلاواسطہ) مشرف ہونے لگتا ہے۔ یہ ایک عجیب بھید ہے کہ اپنے گھر بیٹھ کر سفر میں رہتا ہے پس سالک پر واجب ہے کہ ہر وقت اپنے نفس کی دیکھ بھال میں رہے کہ اس میں کچھ غیر اللہ کی محبت تو نہیں ہے اگر ذرا بھی پائے تو اس کو لَآ اِلٰہَ کی نفی میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی ضرب سے اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں قائم کرے (جو محبت چاہئے کہ اللہ کے واسطے جس چیز سے محبت کی جائے اللہ تعالیٰ کی محبت میں داخل ہے) اور سفر در وطن بھی سیر انفسی کو متضمن ہے۔

(۴) **خلوت در انجمن**: اور یہ سفر در وطن پر متفرع و مترتب ہے یعنی جب سفر در وطن حاصل ہو جائے تو خلوت در انجمن اسکے ضمن میں میسر ہو جائے گی اور اس کا

marfat.com
Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ سالک کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایسا مشغول ہو کہ ہر حالت میں یعنی پڑھنے، کلام کرنے، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے میں ذاکر رہے اور ذکر کا خیال ایسا پختہ ہو جائے کہ خواہ کیسی ہی مجلس اور ہجوم میں ہو، دل مولیٰ تعالیٰ کی یاد میں رہے جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ (یعنی: وہ ایسے لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی) اگرچہ شروع شروع میں یہ بات تکلف سے حاصل ہوتی ہے اور دوسرے بزرگوں نے اس جمعیتِ قلب کو حاصل کرنے کے لئے مختلف اوراد و اشغال تجویز فرمائے ہیں اور سے

چشم بند و گوش بند و لب ببند ۔۔۔ گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

(یعنی: آنکھ، کان اور ہونٹ (مراد ظاہری اعضاء) بند کر، پھر اگر تو خدا کے بھید نہ دیکھے تو مجھ پر ہنس)۔ کا حکم لگایا ہے لیکن اس سلسلہ کے بزرگوں کے نزدیک ظاہری حواس کا ڈھانپنا نہیں ہے بلکہ انجمنِ تفرقہ میں کسی طرف متوجہ نہ ہونا ہے۔ پس جب سالک اس پر ملکۂ راسخہ حاصل کر لیتا ہے تو عین تفرقہ میں جمعیتِ قلب کے ساتھ اور عین غفلت میں حضورِ دل کے ساتھ رہتا ہے۔ اس بیان سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ تفرقہ اور عدم تفرقہ منتہی کے حق میں مطلق طور پر برابر ہے۔ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ تفرقہ اور عدم تفرقہ اس کے باطن کی جمعیت میں برابر ہے۔ اس کے باوجود اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور تفرقہ کو ظاہر سے بھی دفع کر دے تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا الآیہ (یعنی: اپنے رب کا نام یاد کر اور سب کو توڑ اس کے ساتھ جوڑ)

جاننا چاہئے کہ بعض اوقات ظاہری تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا تاکہ مخلوق کے حقوق ادا ہوں۔ پس تفرقۂ ظاہر بھی بعض اوقات اچھا ہوتا ہے لیکن تفرقۂ باطنی کسی وقت بھی اچھا نہیں کیونکہ باطن خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے پس بندوں سے تین حصے حق تعالیٰ کے لئے ہوئے، باطن سب کا سب اور ظاہر کا نصف حصہ، اور ظاہر کا دوسرا

marfat.com
Marfat.com

نصف حصہ مخلوق کے حقوق ادا کرنے کے لئے رہا۔ اور چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں بھی حق تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے۔ اس لئے ظاہر کا یہ حصہ بھی حق تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے۔ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ (یعنی: اور کام تمام تر حق تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتا ہے پس اسی کی عبادت کر)۔

(۵) **یاد کرد**۔ اس سے مراد ذکر کرنا ہے، خواہ ذکر لسانی ہو یا قلبی، نفی اثبات ہو یا اسم ذات، سالک کو چاہئے کہ جس طرح وہ اپنے مرشد مربی روحانی سے ذکر کی تعلیم و تلقین حاصل کرے ہر وقت اس کی تکرار میں بلا ناغہ دل کی محبت کے ساتھ بیدار اور ہشیار رہے یہاں تک کہ حق جل شانہ کی حضوری حاصل ہو جائے۔

(۶) **باز گشت**۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ذاکر خیال و تصور سے نفی اثبات (کلمۂ طیبہ) کو طاق عدد کی رعایت کرتے ہوئے چند بار کہے تو اس کے بعد دل کی زبان سے مناجات کرے کہ "خداوندا! مقصودِ من توئی و رضائے تو مرا محبت و معرفتِ خود بدہ۔ (یعنی اے خدا میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا ہے، مجھ کو اپنی محبت و معرفت عطا فرما) اور کمال عاجزی اور انکساری سے کہے تاکہ اگر غرور و فخر یا گرفتاریٔ لذت کا وسوسہ آئے تو اس دعا کی برکت سے نکل جائے۔

(۷) **نگہداشت**: اس کے یہ معنی ہیں کہ سالک نفس کی باتوں اور وسوسوں کو اپنے دل سے دور کرے اور لازم ہے کہ جب دل میں وسوسہ ظاہر ہو فوراً اس کو دور کر دے اور اس کو دل میں جگہ نہ پکڑنے دے ورنہ اس کا دور کرنا دشوار ہو جائے گا اور اس کا بہترین اور مجرب علاج یہ ہے کہ اس وسوسہ سے بے خیال ہو جائے جیسا کہ پہلے حصہ میں گذر چکا ہے۔ دوسرا علاج فوراً ذکر اللہ میں محو ہو جانا ہے۔ اگر پھر بھی رہ جائے تو شیخ و مرشد کی صورت کا تصور عقیدہ کی درستی کے ساتھ (یعنی اس کو مقصود بالذات یا حاضر ناظر نہ جانتے ہوئے وغیرہ) بہت مفید ہے۔ جاننا چاہئے کہ عوام کو یہ امر بہت مشکل ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تا زمانِ دراز حاصل رہتی ہے۔

(۸) **یادداشت**: اس سے مراد یہ ہے کہ توجہ صرف (یعنی جو الفاظ و

marfat.com
Marfat.com

خیالات سے خالی ہو) واجب الوجود یعنی ذاتِ حق کی طرف لگائے رکھے تاکہ دوام آگاہی حاصل ہو جائے اور وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ الآیہ (یعنی: وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو) کو ہر وقت نگاہ میں رکھے۔ حق بات یہ ہے کہ دوامِ آگاہی، فنائے حقیقی و بقائے کامل کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ تکلف مرتبۂ طریقت میں ہے اور طریقت میں دوامِ توجہ متصور نہیں ہے اور مرتبۂ حقیقت میں (فنا و بقا کے بعد) دوامِ توجہ اس وجہ سے ہے کہ اس مقام میں تکلف کی مجال نہیں ہے۔ پس یاد کرد و نگہداشت جو مرتبۂ طریقت میں ہے بندیوں اور متوسطوں کے لئے ہیں اور یادداشت حقیقت سے متعلق اور منتہیوں کیلئے ہے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یادداشت سے آگے پنداشت و وہم ہے یعنی اور مرتبہ کوئی نہیں۔ اور دوامِ آگاہی بھی اسی یادداشت ہی کو کہتے ہیں۔ اس سلسلۂ عالیہ کے ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کے لئے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ "خطرات دل سے اس طرح دور ہو جاتے ہیں کہ اگر بالفرض صاحبِ دل کو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر دیدی جائے تو بھی اس کے دل میں ہرگز کوئی خطرہ نہ آنے پائے"۔ دوسروں کو بھی اس سے رغبت اور شوق حاصل کرنا چاہیئے۔ (رزقنا اللہ و ایّکم)۔

(۹) **وقوفِ زمانی**: اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے یعنی ہر ساعت کے بعد تامل کرے کہ غفلت تو نہیں آئی اور غفلت کی صورت میں استغفار کرنا اور آئندہ اس کے چھوڑنے پر ہمت باندھنی چاہیئے۔

(۱۰) **وقوفِ عددی**: اس سے مراد یہ ہے کہ ذکرِ نفی اثبات میں طاق عدد کی رعایت کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے: اَللّٰهُ وِتْرٌ وَّ يُحِبُّ الْوِتْرَ (یعنی، اللہ طاق (ایک) ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔)

(۱۱) **وقوفِ قلبی**: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت قلبِ صنوبری کی طرف جو بائیں پستان کے نیچے پہلو کی طرف دو انگل کے فاصلے پر ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کا دھیان رکھنا خصوصاً ذکر اذکار کے وقت۔ اور اس میں بھی ایسی حکمت ہے

marfat.com
Marfat.com

جیساکہ سب نقشبندیہ میں شرائط کی رعایت ہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ ماسوی اللہ کسی کی طرف کسی قسم کی توجہ باقی نہ رہے اور بیرونی خطرات کا دل میں دخل نہ ہو، تاکہ آہستہ آہستہ صرف ذاتِ الٰہی پر توجہ منحصر ہو جائے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے حبسِ دم اور رعایت عددِ طاق کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا مگر وقوفِ قلبی کو اثنائے ذکر میں لازم فرمایا ہے جیساکہ رابطۂ مرشد اور مراقبات لازم ہیں۔ کیونکہ مقصود ذکر سے غفلت کا دور کرنا ہے اور یہ بغیر وقوفِ قلبی کے حاصل نہیں ہوتی۔ بقول مولانا رومیؒ

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر　　　　این چنیں تسبیح کے دارد اثر

(یعنی: زبان پر تسبیح ہو اور دل میں کھیتی کا بیل ہو، یعنی دنیوی خیالات آتے ہوں تو ایسی تسبیح سے کیا فائدہ؟) کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

عَلٰی بَیضِ قَلْبِكَ کُنْ کَاَنَّكَ طَائِرٌ
فَمِنْ ذَالِكَ الْاَحْوَالُ فِیْكَ تَوَلَّدُ

مانندِ مرغ باش تو بر بیضۂ دل پاسباں　　　　کز بیضۂ دل زایدت مستی و شور و قہقہہ

(یعنی: تو اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح نگراں رہ تاکہ اس کی پابندی سے تجھ میں جوش و جذب اور عجیب عجیب حالات پیدا ہوں)

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو ذکرِ قلبی اثر نہ کرے اس کو ذکر سے روک کر صرف وقوفِ قلبی کا حکم کیا جائے اور اس کی طرف توجہ کرنی چاہیے تاکہ ذکر اثر کرے اور قرآن شریف کی آیت یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا الآیہ (یعنی: اے ایمان والو! اللہ کو بہت ہی زیادہ یاد کرو)۔ اور حدیث شریف کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الذِّکْرِ اَیْ بِاِعْتِبَارِ الْقَلْبِ (یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ذکر کرنے والے تھے یعنی قلبی ذکر کے اعتبار سے) وقوفِ قلبی اور ذکرِ قلبی کے لئے دلیل ہیں۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ

marfat.com
Marfat.com

اندراج النہایت فی البدایت

جاننا چاہیئے کہ یہ سیر (سیر الی اللہ) بہت دور دراز کی سیر ہے کہ جس کے طے کرنے میں بڑی بڑی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک منزلِ مقصود کے پہنچے بغیر راستے ہی میں مرجاتا ہے، اس لئے خدائے تعالیٰ نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سلوک (سیرِ آفاقی) پر جذب (سیرِ انفسی) کو مقدم کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس اس سلسلۂ عالیہ میں پہلے پہل مرید کے عالمِ امر کے لطیفوں میں توجہ سے فیض القا کرتے ہیں تاکہ قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ اپنے اصول میں فانی اور مستہلک ہوجائیں۔ اس سیر کو سیرِ انفسی کہتے ہیں اور اسی سیر کے ضمن میں بعض اوقات سیرِ آفاقی بھی حاصل ہوجاتی ہے، اس لئے لطائفِ عالمِ امر سے ظلمتیں اور کدورتیں بھی دفع ہوجاتی ہیں اور قرب بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ اس تصفیۂ قلب کے بعد نفس قالب کے تزکیہ کی غرض سے ریاضت کا حکم دیتے ہیں تو سالک کو ریاضت اور شیخ کی توجہ سے نفس اور عناصرِ اربعہ کا تزکیہ بھی حاصل ہوجاتا ہے، ایسے سالک کو مجذوب سالک کہتے ہیں اور اس سیر کو اندراج النہایت فی البدایت کہتے ہیں۔ اس لئے کہ جذب جو دیگر سلسلوں میں سب سے اخیر میں ہوتا ہے اس سلسلہ میں شروع ہی میں ہوجاتا ہے۔ نیز چونکہ عالمِ امر کے لطیفے فنا ہونے کے بعد ریاضت کا حکم دیا گیا تھا اور نفس کی سختی و سیاہی لطیفوں کی صحبت اور پڑوس کے سبب سے جاتی رہی تھی اور ریاضت اس پر آسان ہوچکی تھی، اور عبادت کا ثواب لطائف کے فنا ہونے کے بعد زیادہ ہوگیا تھا۔ اس لئے یہ سیر آسان اور جلدی ہوگئی۔ دوسرے یہ کہ اگر مرید اس میں کامل ہونے سے پہلے مرجائے تو محروم مطلق نہ مرے گا، اس لئے کہ ذکرِ قلب پہلے ہی حاصل کرلیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ تھی اس جملہ کی مختصر تشریح جو حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں"۔ جس پر بعض کوتاہ نظروں نے

marfat.com
Marfat.com

یہ اعتراض کیا کہ جب اور سلسلوں کی انتہا اس سلسلہ کی ابتدا ہے اور ان سلسلوں کی انتہا ہے وصول الی اللہ۔ تو ان حضرات کی انتہا کیا ہوگی۔ جس کا ایک جواب جو الزامی کہئے یہ دیا گیا ہے کہ بیشک انتہا تو سب کی وصول الی اللہ ہی ہے لیکن ہر شخص کے وصول کی کیفیت جدا گانہ ہے چنانچہ انبیاء اور اولیاء کے وصول میں اور اولیاء اور عام مومنوں کے وصول کے درجوں میں حتیٰ کہ رسولوں کے درجاتِ وصول میں فرق ثابت ہے تو پھر ان حضرات کے وصول اور دوسروں کے وصول میں کیوں فرق نہیں ہوگا۔ دوسرا جواب جو تحقیقی ہے وہ یہ ہے کہ وہ جذب و محبت جو دوسرے طریقوں کے منتہیوں کو نہایت میں میسر ہوتی ہے اس طریق کے مبتدیوں کو اس کی چاشنی ابتدا میں ہی چکھا دی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی حقیقت تو اُن کو بھی انتہا ہی پر حاصل ہوگی لیکن اگر وہ ابتدا ہی میں فوت ہو جائیں تو اس دولت سے بے بہرہ نہیں جائیں گے۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

اگرچہ یہ مطلب دوسرے سلسلوں میں بھی حاصل ہے لیکن اس سلسلہ کے بزرگوں نے اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ایک طریقہ اختیار کیا ہے یعنی اس سیر کو لطائفِ عالمِ امر سے شروع کر کے تصفیۂ قلب حاصل کیا ہے اور روح کو اپنے مقصودِ حقیقی کی طرف متوجہ کر کے تزکیۂ لطائفِ عالمِ خلق میں مشغول ہوئے ہیں اس لئے ان کے مقامِ جذبہ میں ایک خاص شان ہے جو اوروں کو اتفاقی طور پر شاذونادر حاصل ہوتی ہے۔ پس اس لحاظ سے کہہ دیا جاتا ہے کہ اس طریقہ علیہ میں ہدایت میں نہایت مندرج ہے یعنی نہایت کی صورت اور چاشنی درج ہے نہ کہ نہایت کی حقیقت، کیونکہ حقیقت کا ہدایت میں مندرج ہونا محال ہے اور مبتدی کا جذب منتہی کے جذب کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور کچھ وسعت کے لائق نہیں ہے، البتہ ایک اچھی علامت ہے اور وہ جذب جو اس راستہ کی ضروریات میں سے ہے وہ جذبِ ثانی یعنی جذبِ منتہی ہے۔ حاشا و کلاّ جو اس سلسلہ کے بزرگوں کا مطلب یہ ہو کہ اس سلسلہ کا مبتدی دوسروں کے منتہی کے برابر ہے۔ یہ محض سمجھ کا دھوکا ہے ؎

marfat.com

Marfat.com

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور حاشا للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

(یعنی: اگر کوئی کم سمجھ اس گروہ کو طعنہ دے اور قصور وار بتائے تو ہرگز بھی اس شکایت کو زبان سے نہ نکالوں)

انتباہ: پس خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ مسائل علم والوں کے لئے لکھے جاتے ہیں تاکہ وہ حقیقتِ کار سے واقف ہو جائیں ورنہ عوام کے لئے لازمی ہے کہ وہ تمام سلاسل کے پیشواؤں کو اپنا بزرگ اور رہنما سمجھیں اور ان کے مرتبوں میں کسی قسم کا تعین و تفاوت نہ کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول رہیں اور جہاں کہیں بزرگوں کا اختلاف پائیں اس کو لفظی یا فروعی اختلاف سمجھتے ہوئے اس مسئلہ میں اپنے مرشد کے مسلک پر عمل کریں کیونکہ لِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (یعنی: ہر ایک کا ایک قبلہ ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔

بعض دیگر اصطلاحات کی تشریح

اکثر سالکین اس سے پریشان ہوتے ہیں کہ ہماری فلاں حالت میں کمی واقع ہو گئی یا فلاں کیفیت جاتی رہی اب پہلے جیسا جوش و جذب و خوابات و حالات نہیں ہوتے شاید ہم کو تنزل ہو گیا ہے اور اس سے وہ مایوس اور رنجیدہ دل ہو جاتے ہیں۔ کاملین شائخ نے ان کی اس غلطی کو دُور کرنے کے لئے وضاحت فرما دی ہے کہ حالات کا غلبہ ہمیشہ نہیں رہتا خاص طور پر مبتدی کو تو بہت ہی تغیر و تبدل پیش آتا ہے اور اس تغیر کو اصطلاح میں تلوین کہتے ہیں، اور تلوینِ حالات کے لئے حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جو صحیح مسلم شریف اور صحیح ترمذی شریف میں ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت حنظلہؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک سے الگ ہونے کے بعد اپنی وہ حالت نہ پائی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوتی تھی تو اپنی اس حالت پر بہت کبیدہ خاطر ہوئے اور اپنے آپ کو اس وجہ سے منافق کی مانند سمجھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راستہ میں ملاقات ہوئی تو تمام سرگذشت اُن کو سنائی، حضرت صدیقؓ نے کہا حالت تو ہماری بھی یہی ہے چلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کریں چنانچہ حاضر ہو کر عرض کی، حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ اَوْ فِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِیْ طُرُقِکُمْ وَلٰکِنْ یَا حَنْظَلَۃُ سَاعَۃً سَاعَۃً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (یعنی: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اس حالت پر رہتے جس پر میرے پاس رہتے ہوئے ہوتے ہو یا یہ فرمایا کہ جس پر ذکر کی حالت میں رہتے ہو (شک الراوی) تو البتہ فرشتے تم سے تمہارے فرشوں پر اور تمہارے راستوں میں مصافحہ کیا کرتے ولیکن اے حنظلہؓ انسان کی حالت کبھی کچھ ہے اور کبھی کچھ' اور یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے جواب کو نظم فرمایا ہے جب کہ کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ جب آپ نے مصر سے جو اتنی دُور ہے یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو سونگھ لی تو جب وہ کنعان کے کنوئیں میں ڈال دیئے گئے تھے وہیں کیوں نہ دیکھ لیا تھا؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ؎

بگفت احوالِ ما برقِ جہان ست — دمے پیدا و دیگر دم نہان ست
گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینم — گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم

(یعنی: آپ نے فرمایا کہ ہمارا حال کوندنے والی بجلی کی مانند ہے جو کبھی ظاہر ہوتی اور کبھی چھپ جاتی ہے کبھی تو میں بہت بلند مکان پر بیٹھتا ہوں کبھی میں اپنے پاؤں کی پیٹھ پر بھی نہیں دیکھتا ہوں)

پس اس قسم کے تغیرات سے سالک کو نا امید اور شکستہ دل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ پریشانی نقصان دینے والی ہے بلکہ ان تغیرات کو راستے کی چیز سمجھے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے

ع — در طریقت ہرچہ پیشِ سالک آید خیر اوست

(یعنی: جو کچھ طریقت میں سالک کو پیش آئے اس سب میں سالک کی بھلائی و بہتری ہے۔)

سُکر کی حالت جس میں سالک سے بعض امور ظاہر شریعت کے خلاف سرزد ہوجاتے ہیں اسی مقامِ تلوین سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ مقام قلب کا ہے جب اس کا قلب تصفیہ سے مزین ہوجاتا اور نفس تزکیہ حاصل کرکے مطمئنہ ہوجاتا ہے تو قالب شریعت کا تابع اور حقیقی اسلام سے مشرف ہوجاتا ہے، اس مقام کو مقامِ تمکین کہتے ہیں۔ اگرچہ اہلِ تمکین کی حالت میں بھی ان کے مرتبہ کے مطابق فرق ہوتا ہے اور

marfat.com
Marfat.com

ان کے حالات میں تغیر ہوتا ہے لیکن وہ تغیر شریعتِ مقدسہ سے سرِمو تجاوز نہیں کرتا۔ اگر صاحبِ تلوین ابن الوقت ہے تو صاحبِ تمکین ابوالوقت ہے اور احوال کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے۔

مقامِ تلوین میں سالک کو مختلف حالتیں پیش آتی ہیں پس کبھی خدا کی تجلی جلالی یعنی اس کی بزرگی اور بے نیازی کے آثار کا غلبہ ہوتا ہے اور اس سے کسی مصلحت کی بنا پر واردات اور حالات کا ہونا سالک پر بند ہو جاتا ہے اور اس سے نفس کی پریشانی لطائفِ خمسہ کو منتشر اور مشوش کر دیتی ہے اس حالت کو اصطلاح میں قبض کہتے ہیں۔ اور اس کی دلیل وحی کے آنے میں (ابتدائے نبوت میں) توقف سے حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مغموم ہونا اور اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کرنے کے درپے ہونا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ظاہر ہو کر اطمینان دلانا ہے، جس کو امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ پس بعض اہلِ قبض جو تنگ ہو کر خودکشی کرنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ معذور ہوں اور اُن کو مشائخ کا اس قسم کی تسلی دینا کہ تمہاری حالت محمود اور اچھی ہے اور اس حالت کی مصلحتیں اور حکمتیں پیش کرنا بھی نہایت مناسب ہے جیسا کہ حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا۔ پس سالک کو چاہئے کہ کیسا ہی قبض پیش آئے محبوبِ حقیقی (خدائے تعالیٰ) سے تعلق قطع نہ کرے اور رابطۂ مرشد قائم رکھے اور استغفار کی کثرت کرے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو	آں صلاحِ تُست آیس دل مشو
چونکہ قبض آید تو در وے بسط بیں	تازہ باش و چیں میفگن بر جبیں

(یعنی: اے راہِ طریقت کے چلنے والے جب تجھے کوئی قبض پیش آئے تو چونکہ اس میں تیری بہتری ہے اس لئے تو مایوس دل مت ہو پس جب تجھ کو قبض پیش آئے تو اس کو اپنے دل میں بسط سمجھ لے اور ہشاش بشاش رہ اور پیشانی پر بل مت ڈال)

قبض کے مقابل کی حالت کو بسط کہتے ہیں یعنی ذاتِ حق کے لطف و فضل کے ورود سے قلب کو جو سرور و فرحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس لطائفِ خمسہ کے ساتھ موافقت کر کے ترقی کی طرف مائل اور عبادت میں ذوق و شوق کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اس حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اپنی عاجزی اور کمزوری اور ذاتِ حق کے فضل و لطف پر

marfat.com
Marfat.com

نظر رہنی چاہئے اور احوال سے منہ موڑ کر احوال کے خالق (خدائے تعالیٰ) کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ قبض اور بسط ہیں جب اور ترقی ہوتی ہے تو قبض کی ترقی کی حالت کو ھیبت اور بسط کے غلبہ کی حالت کو اُنس کہتے ہیں۔ یعنی قبض اور بسط کی حالت سالک کو ابتدا سے انتہا تک پیش آتی رہتی ہے۔ پس مبتدی کو ہوتی ہے تو اُسے خوف اور رجا کہتے ہیں، متوسط کے لئے قبض اور بسط اور منتہی کے لئے ہیبت اور اُنس کہتے ہیں (علی الترتیب)۔ جو واردات و کیفیات کہ حاصل ہونے کے بعد جلد ہی زائل ہو جائیں اور ہمیشگی نہ پکڑیں ان کو حال کہتے ہیں اور جو ہمیشگی اور قرار حاصل کریں اُن کو مقام کہتے ہیں اور عملِ باطنی اختیاری کو بھی مقام کہتے ہیں۔

بعض اہلِ طریق کا یہ مذاق رہا ہے کہ جب عارضی اسباب کے پیش آنے سے طبیعت میں ملال یا فتور یا انقباض ہوا تو اس کے رفع کرنے کے لئے مباح ہونے کی شرطوں کے ساتھ قدرے سماع سُن لیا ہے تاکہ نشاط اور سرور پیدا ہو کر اطاعتِ الٰہی آسان ہو جائے۔ پس مقصود تو عبادتِ الٰہی ہوتی ہے اور سماع اس کے لئے مددگار ہوتا ہے کیونکہ یہ اکثر قدرتی بات ہے کہ کسی چیز کے خود پڑھنے سے وہ لطف حاصل نہیں ہوتا جو اس کو دوسرے کے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ باقی رہا سماع ہی کو مقصود بنا لینا اور اس میں شرائط کی رعایت نہ کرنا تلعب بالدین ہے اور بالکل ناجائز ہے۔ آج کل کے زمانے میں صوفیوں نے اس مسئلہ میں بہت افراط سے کام لیا ہے اور بزرگانِ دین کی طرف اس قسم کے سماع کو جو شرعاً تلعب بالدین ہے منسوب کر دیا ہے، اور اس طرح دین میں تساہل پیدا کر دیا ہے جس کی خرابیاں اہلِ علم کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔

جاننا چاہئے کہ سماع و وجد شرائطِ اباحت کے ساتھ اُن لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے جن کے احوال بدلتے رہتے ہیں جو کبھی حاضر ہیں اور کبھی غائب، کبھی پانے والے ہیں اور کبھی گم کرنے والے، یہ لوگ اربابِ قلوب ہیں جو تجلیاتِ صفاتیہ کے مقام میں ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف اور ایک اسم سے دوسرے اسم کی طرف بدلتے رہتے ہیں۔ احوال کا تلون ان کا نقدِ وقت ہے اور امیدوں کا پراگندہ ہونا اُن کے مقام کا

marfat.com
Marfat.com

منتہیوں کے درمیان متوسط ہیں اور منتہی وہ ہے جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ اور واصل کامل ہو اور انتہا کے بہت سے درجات ہیں جو ایک دوسرے سے اوپر ہیں اور وصول کے بہت سے مرتبے ہیں جن کا ہمیشہ تک قطع کرنا ناممکن ہے۔ سماع و وجد جن منتہیوں کے حق میں درکار ہے وہ بھی ایک لحاظ سے متوسطین میں سے ہیں کیونکہ یہ لوگ عروج کے بہت سے مرتبے آگے رکھتے ہیں۔ جب عروج کے مرتبے جہانتک ان کا حاصل ہونا ان کے حق میں ممکن ہے پورے طور پر طے نہ کریں انتہا کی حقیقت ان سے گُم ہے۔ سماع کی شرائط میں سے اکثر اس وقت کے لوگوں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ اس قسم کا سماع و رقص جو آجکل کے لوگوں میں پھیلا ہوا ہے اور اس قسم کی قوالی وغیرہ کی مجلسیں اور اجتماع جو اس زمانے میں رواج پائی ہوئی ہیں کچھ شک نہیں کہ محض نقصان دینے والی اور ترقی سے روکنے والی ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔

سماع کی شرطیں صاحبِ استقامت بزرگوں کی کتابوں میں خوب اچھی طرح درج ہیں۔ البتہ چند ضروری شرطیں یہاں لکھی جاتی ہیں: سماع کی مجلس شراب نوشی اور تمام نشے والی چیزوں کے استعمال سے اور زنا اور لواطت سے اور تمام اُن چیزوں سے جو شرع شریف نے حرام کر دی ہیں خالی ہو۔ ایسے وقت میں یہ محفل منعقد نہ کی جائے کہ اگر سماع میں بیٹھا رہے تو نماز جاتی رہے، یا کوئی اور فرض و واجب چھوٹ جائے یا شہادتِ واجبہ کا وقت جاتا رہے۔ مجلس میں شامل ہونے والوں میں کوئی اجنبیہ عورت یا لڑکی جس سے شہوت کا خوف ہو وہاں موجود نہ ہو۔ سننے والا دلی جذبات کے ضبط اور خطرات کی حفاظت پر قدرت رکھتا ہو۔ یعنی اپنے دل میں وہ خیالات نہ لائے جو حرام ہیں اور اگر دل میں وہ خیالات آجائیں تو اُن کے دور کرنے پر قدرت ہو۔ اگرچہ اسی حال میں بار بار اس کے دل میں یہ خیالات آئیں ان کو قطع کرتا رہے۔ سماع کا مقصد نیک اور نیت اچھی ہو۔ اپنے کمال کا اعتقاد نہ ہو کیونکہ یہ اعتقاد ترقی سے روکتا ہے۔ اگرچہ وہ بھی عروج حاصل کرتا ہے لیکن تسکین کے بعد اس مقام سے نیچے اُتر آتا ہے۔ مزامیر نہ ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

(ف) سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ سماع میں خاص شغف رکھتے ہیں کیونکہ اُن پر ذوق و شوق کا غلبہ ہے اور اکابرِ نقشبندیہ پر احتیاط کا غلبہ ہے اس لئے یہ حضرات سماع سے پرہیز کرتے اور کراتے ہیں اور سوائے خاص ضرورت کے اس کی اجازت نہیں دیتے۔ سالک کو چاہیئے کہ کسی سلسلہ کے بزرگوں پر طعن نہ کرے اور اپنے مشائخ کے طریقے کو اپنا شعار بنائے اور سماع وغیرہ مسائل میں اپنے شیخ کی اجازت اور ہدایت پر عمل کرے اور عوام الناس کو تو اس قسم کے گانے وغیرہ کی محفلوں سے خصوصاً جو آج کل رائج ہیں پرہیز لازمی ہے۔

جمع اُس حالت سے مراد ہے جس میں سالک حق جلّ مجدہٗ کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے اور خدا کی طرف متوجہ رہنا اس پر غالب رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ مخلوق کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا جیسے چاند کو دیکھنے والا۔

فرق اس حالت میں سالک دنیا کو دیکھتا ہے لیکن اس کو حق کے انوار کا آئینہ نہیں بناتا اور مصنوع سے صانع کی طرف اپنی توجہ کو نہیں لوٹاتا گویا دنیا اس کی نظر میں اندھیری ہے۔

جمع الجمع اس حالت میں سالک حق اور خلق پر نظر رکھتا ہے یعنی تاریکی سے نکل کر مشاہدۂ حق سے مشرف ہو کر خلق میں مشغول ہوتا ہے۔

غیبت و حضور، سکر و صحو، محو و اثبات، ظہور و استتار اگر کوئی واردِ قوی قلب پر آیا خواہ صفاتِ خداوندی کا غلبہ ہوا یا کچھ ثواب و عذاب کا خیال، اس کے غلبہ سے حواس معطل ہو گئے اور اس کو کوئی خبر نہ رہی تو غیبت ہے یعنی خلق سے اور جب ہوش آگیا تو حضور ہو گیا۔ انوارِ غیب کے غلبہ سے ظاہری و باطنی احکام میں امتیاز کا اُٹھ جانا سکر ہے اس امتیاز کا عود کر آنا صحو ہے۔ محو و اثبات کے معنی قریب فنا و بقا کے ہیں۔ تجلّی ظہور کو کہتے ہیں اور استتار پوشیدہ ہونے کو کہتے ہیں۔ اس ظہور کو تجلّی مثالی کہتے ہیں نہ کہ تجلّی حقیقی۔ جو رویت سے تعبیر کی جاتی ہے اور وہ آخرت ہی میں ہو گی۔

marfat.com
Marfat.com

آداب و رعایات برائے مرشدین

ارشاد و ہدایت کا منصب ایک بہت ہی بڑا منصب ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا الآیہ (یعنی، اے نبی بلاشبہ ہم نے تجھ کو بھیجا تاکہ تو امت کے اعمال پر گواہ رہے اور (نیک عمل والوں کو) خوشخبری دے اور (بدکاروں کو دوزخ کی آگ سے) ڈرائے اور ان کو اللہ کی اجازت سے اس کی طرف بلائے اور تو ایک ایسا چراغ ہے جو (دوسروں کو بھی) روشن کرتا ہے)۔

دارمی نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو آدمیوں کے بارے میں پوچھا جو کہ بنی اسرائیل سے تھے، ان میں سے ایک عالم تھا جو کہ صرف فرض نمازیں ادا کرتا تھا اور اس کے بعد لوگوں کو تعلیم کرتا تھا اور دوسرا شخص رات بھر عبادت کرتا اور دن بھر روزہ رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلے شخص کو دوسرے شخص پر اس قدر فضیلت ہے جتنی کہ مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ شخص پر۔ پس ارشاد و ہدایت کا ثواب تمام عبادتوں سے زیادہ ہے اس لئے جو حضرات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ارشاد و ہدایت کے منصب پر سرفراز ہوئے ہیں اور اپنے مشائخ سے باقاعدہ اجازت حاصل ہے اُن کو اس نعمت پر مولیٰ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے اور اس کے مناسب آداب کی رعایت کرنی چاہئے۔ اس باب میں وہ آداب بیان کئے جاتے ہیں جو صاحبِ ارشاد و پیروں کے لئے مناسب اور ضروری ہیں۔

شیخ کو طریقہ کے ظاہر کرنے اور پھیلانے پر زیادہ مائل ہونا چاہئے اور اپنے مریدوں پر مہربان اور شفیق ہونا چاہئے۔ اور تُرش رو نہ ہونا چاہئے، نہ مریدوں کو بلاوجہ ڈانٹے ڈپٹے، ہاں جبکہ شریعتِ اسلامیہ کا تقاضا ہو تو اس وقت ڈانٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مرید کو شفقت اور مہربانی سے نصیحت کرے اور سخت کلامی اختیار نہ کرے۔ اگر مرید سے کوئی خطا سرزد ہو جائے جو کہ مرشد کی ذات ہی تک محدود ہو تو مرشد اسے معاف کردے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرے۔ مخلوق کی رضامندی کے واسطے رادِ مولیٰ کے

marfat.com
Marfat.com

طالبعلموں کو اپنے پاس سے ہٹانا کفر ہے. مریدوں سے کسی مالی یا جسمانی فائدے کی خواہش نہ رکھے کیونکہ ہدایت کرنا ایک عبادت ہے اور عبادت پر اجرت لینا حرام ہے اور اس خدمت کا معاوضہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی سے طلب نہ کرے. اگر کسی مرید سے کسی قسم کی روحانی یا جسمانی تکلیف پہنچے تو صبر سے برداشت کرے اور اس پر توجہات باطنی میں کمی نہ کرے اور معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے اور ہدایت کے لئے دعا کرے. مریدوں میں باوقار رہے، عام اختلاط اور میل جول سے پرہیز کرے تاکہ مریدوں کے دل سے اس کی عزت و عظمت نہ اٹھ جائے اور پھر وہ فیض سے محروم نہ رہ جائیں. حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یکایک یعنی پہلے پہل دیکھتا تھا آپ سے ڈر اور ہیبت محسوس کرتا تھا، اور جو کوئی آپ سے ملتا رہتا اور آپ کے مزاج مبارک کو پہچان جاتا اور مصاحبت رکھتا تھا تو وہ آپ سے بہت محبت رکھتا. یعنی پہلی ملاقات میں آپ کے وقار کے سبب سے ڈر جاتا تھا اور جب بیٹھتا اور مخالطت کرتا اور آپ کا حسنِ خُلق معلوم کرتا تو آپ سے بہت محبت کرنے لگتا تھا (ترمذی عن علی کرم اللہ وجہہ)

شیخ کو چاہئے کہ اپنے مریدوں میں سے بعض کو بعض پر ترجیح نہ دے، البتہ جو مرید خدائے تعالیٰ کی نزدیکی کے مرتبے و درجے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ طے کئے ہوئے ہو، اس کو ترجیح دینے میں کوئی ہرج نہیں. نہ اس شخص کو ترجیح دینے میں کچھ ہرج ہے جو خدائے تعالیٰ کی طلب دوسروں کی نسبت زیادہ رکھتا ہو. پیر کو چاہئے کہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو مخلوق کی بے اعتقادی کا سبب ہو جیسا کہ بعض ناسمجھ ملامتیہ فرقے کے لوگوں نے کیا ہے کہ خلافِ شرع باتوں پر عمل کرتے اور اس کو اپنے لئے ملامت کا ذریعہ بنا کر اپنے نفس کی سزا تجویز کرتے اور اس سے اصلاحِ نفس خیال کرتے ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے. البتہ ترکِ عزیمت اور اختیارِ رخصت کر کے نفس کو نشانۂ ملامت بنا کر اصلاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور ایسے جائز شرعی فعل کرنا مثلاً گھر کی پکی ہوئی روٹیاں بیچنا وغیرہ جن کو عام لوگ حقارت سے دیکھنے اور بزرگی کی شان کے شایاں نہیں سمجھتے، اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کافی ہے. اصل مطلب

marfat.com
Marfat.com

ملامتیہ کا بھی یہی تھا جو بعض جاہلوں نے بدل کر خلافِ شرع کو اپنا شعار بنا لیا۔ اس کو خوب ذہن میں بٹھا لیجئے۔ اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے: رِیَاءُ الْکَامِلِیْنَ خَیْرٌ مِّنْ اِخْلَاصِ الْمُرِیْدِیْنَ (یعنی کاملوں کی ریا مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہے) ہمیشہ بارگاہِ خداوندی جل شانہ میں ذلیل و محتاج رہے۔ انکساری و زاری، التجا و تضرع کرے اور بندگی (بندہ ہونے) کے حقوق بجا لائے، حدودِ شرعیہ کی حفاظت کرے اور سنتِ سنیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور نیکیوں کے حاصل کرنے میں اپنی نیتوں کو درست رکھے، اپنے باطن کو اللہ کے ماسوا سے پاک و صاف رکھے اور ظاہر کو ہمہ تن اللہ جل شانہ کے سپرد کر دے۔ اپنے عیبوں کو ہر وقت دیکھتا رہے اور خدائے تعالیٰ کے انتقام سے ڈرتا رہے۔ اپنی نیکیوں کو بہت کم خیال کرے، اور اپنی برائیوں کو بہت زیادہ سمجھے، شہرت اور مخلوق کی قبولیت سے ڈرتا اور بچتا رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یُّشَارَ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ (یعنی آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ اس کی طرف دین کے بارے میں یا دنیا کے بارے میں انگلیاں اٹھیں مگر جس کو حق تعالیٰ بچائے رکھے) اپنے فعلوں اور عیبوں کو تہمت دیتا رہے اگرچہ وہ صبح کی مانند روشن ہوں اور اپنے وجد و حال کی کچھ پروا نہ کرے اگرچہ وہ صحیح اور مطابق ہی ہوں ... مذہب اور شریعت کے رائج کرنے میں مدد کرے اور سہارا دے، اور مخلوقِ خدا کو اللہ جل شانہ کی طرف بلانے کو ہی کافی نہیں سمجھنا چاہئے اور نہ اس پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کی امداد کافر و فاسق و فاجر آدمی سے بھی ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (یعنی اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید مردِ فاجر سے کرا دیتا ہے)۔ اور جو مرید کہ طالب ولی کے ... اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونے کا ارادہ کرے اس کو شیخ کی صحبت ... (یعنی اس کو اپنے لئے آزمائش سمجھنا چاہئے) ... خرابی نہ چاہتے ہوں اور شاید کہ اس کے ذریعے سے اس کا ... اگر بغرضِ مرید کے آنے سے اپنے اندر کسی قسم کی ...

ملامتیہ کا بھی یہی تھا جو بعض جاہلوں نے بدل کر خلافِ شرع کو اپنا شعار بنا لیا، اس کو خوب ذہن میں بٹھا لیجئے۔ اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے: رِیَاءُ الْکَامِلِیْنَ خَیْرٌ مِّنْ اِخْلَاصِ الْمُرِیْدِیْنَ (یعنی: کاملوں کی ریا مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہے) ہمیشہ بارگاہِ خداوندی جل شانہ میں ذلیل و محتاج رہے۔ انکساری و زاری، التجا و تضرع کرے اور بندگی (بندہ ہونے کے حقوق بجا لائے، حدودِ شرعیہ کی حفاظت کرے اور سنتِ سنیۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور نیکیوں کے حاصل کرنے میں اپنی نیتوں کو درست رکھے، اپنے باطن کو اللہ کے ماسوا سے پاک و صاف رکھے اور ظاہر کو ہمہ تن اللہ جل شانہ کے سپرد کر دے۔ اپنے عیبوں کو ہر وقت دیکھتا رہے اور خدائے تعالیٰ کے انتقام سے ڈرتا رہے۔ اپنی نیکیوں کو بہت کم خیال کرے، اور اپنی برائیوں کو بہت زیادہ سمجھے، شہرت اور مخلوق کی قبولیت سے ڈرتا اور کنارہ کرتا رہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يُّشَارَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فِيْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ (یعنی: آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ اس کی طرف دین کے بارے میں یا دنیا کے بارے میں انگلیاں اٹھیں مگر جس کو حق تعالیٰ بچائے رکھے) اپنے فعلوں اور عیبوں کو تہمت دیتا رہے اگرچہ وہ صبح کی مانند روشن ہوں اور اپنے وجد و حال کی کچھ پروا نہ کرے اگرچہ وہ صحیح اور مطابق ہی ہوں صرف مذہب اور شریعت کے رائج کرنے میں مدد کرے اور سہارا دے، اور مخلوقِ خدا کو اللہ جل شانہ کی طرف بلانے کو بھی کافی نہیں سمجھنا چاہئے اور نہ اس پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کی امداد کافر و فاسق و فاجر آدمی سے بھی ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید مردِ فاجر سے کرا دیتا ہے)۔ اور جو مرید کہ طلب مولیٰ کے لئے آئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونے کا ارادہ کرے اس کو شیخ کی نعمت [illegible] (یعنی اس کو اپنے لئے آزمائش سمجھنا چاہئے) اور ڈرنا چاہئے کہیں [illegible] خرابی نہ چاہتے ہوں اور شاید کہ اس کے ذریعے سے اس کا [illegible] اگر با غرض مرید کے آنے سے اپنے اندر کسی قسم [illegible]

marfat.com

Marfat.com

کفر و شرک سمجھے اور اس کا تدارک کرے یعنی ندامت و استغفار سے اس قدر علاج کرے کہ اس خوشی کا کوئی اثر باقی نہ رہے، بلکہ بجائے خوشی کے غم اور خوف دل میں بیٹھ جائے اور اس بارے میں بہت زیادہ تاکید اور کوشش کرے کہ مرید کے مال میں کوئی طمع اور اس سے دنیاوی منافع کی کوئی امید نہ پیدا ہونے پائے، کیونکہ یہ مرید کی ہدایت میں رکاوٹ اور مرید کی بے رغبتی کا سبب ہوتا ہے بلکہ مرید سے قرض بھی نہ لے مگر جس کے متعلق یہ بھروسہ ہو کہ اس کی ضرورت سے فاضل اس کے پاس ہے اور اس کی محبت و اخلاص کا بارہا تجربہ ہو چکا ہو۔ مریدوں کے ہدیے وغیرہ قبول کرنے میں بھی نہایت احتیاط سے کام لے اور ہر معاملہ جانبین میں اخلاص و محبت کی بناء پر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خالص دین مطلوب ہے اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ الآیہ (یعنی: خبردار اللہ تعالیٰ کے لئے ہی خالص دین ہے)۔ دنیا کی محبت کسی صورت سے بھی دل میں داخل نہ ہو۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ (یعنی دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے) حتی المقدور اپنے سلسلے کے بزرگوں کے طریقے پر ثابت قدم رہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی اپنی طرف سے نہ کرے اور دوسرے سلاسل کے بزرگوں پر طعن نہ کرے۔

اعتقادات برائے کاملین

مسئلہ: اگر کوئی کامل بزرگ کسی بزرگ کو اپنے سے بھی زیادہ کامل دیکھے تو اس کو اس سے فیض اخذ کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ اگر اپنے سے کمتر میں بھی کوئی خوبی دیکھے کہ جو اپنے اندر نہ پائے تو اس کو حاصل کرے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم حاصل کی۔ نیز ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (یعنی: دین کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے پس جس جگہ پائے تو مومن ہی بہ نسبت دوسروں کے اس کے اختیار کرنے میں زیادہ حقدار ہے)۔

مسئلہ: جو اولیاء کامل اپنے اندر لوگوں کو ہدایت کرنے اور ان کی تکمیل کی طاقت

marfat.com

Marfat.com

رکھتے ہیں ان کو چاہیئے کہ اپنی برکتوں اور فیض سے لوگوں کو اطلاع دیں تاکہ وہ ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ ولیوں کو لوگوں کے برا بھلا کہنے کی طرف ہرگز خیال نہیں کرنا چاہیئے اور ان کے انکار کرنے کی طرف کچھ دھیان نہ دینا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ (یعنی: میری امت میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہے گی کہ جو خدا کے کاموں کو انجام دے گی (یعنی خلقت کی ہدایت اور دین کا رواج دینا) انہیں رسوا کرنے والے اور ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے)۔

مخلوق کی ہدایت کرنا نبیوں کی سنت ہے اور اولیاء اللہ اس کام کو نبیوں کی نیابت میں کرتے ہیں اور یہ کمینوں کے برا بھلا کہنے کو دیکھ کر اس خدمت سے بری نہیں ہوتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ جَآءُوْا بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ الآیہ (یعنی: اگر لوگ تجھے جھٹلائیں تو تو بالکل غم نہ کر اس لئے کہ تجھ سے پہلے بھی جو نبی آئے تھے ان کو بھی جھٹلایا گیا تھا حالانکہ ان کے پاس بھی نبوت کی کھلی دلیلیں اور روشنی بخشنے والی کتابیں تھیں) حدیث: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ فِی الْمَآءِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔ رواہ الترمذی عن ابی امامۃ الباھلی (یعنی: عالم کو عابد پر اتنا ہی فضل ہے جتنا کہ مجھ کو تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے اور زمین و آسمان کی مخلوقات حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی پانی میں اس ہستی پر درود بھیجتے ہیں جو کہ لوگوں کو نیکی سکھاتا ہے) یہ آیت کریمہ اور احادیث شریفہ صاحب ارشاد اولیاء کی بزرگی پر دلیل ہیں۔

مسئلہ: جاننا چاہیئے کہ جو شخص مال و عزت حاصل کرنے کے لالچ میں ولی ہونے کا دعویٰ کرے وہ ولی نہیں ہے بلکہ شیطان کا خلیفہ ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب تھا۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ الآیہ (یعنی: اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں کہ جو خدا پر جھوٹ بولے یا یہ کہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس وحی نہ آتی ہو یا یہ کہے کہ جیسے خدا نازل کرتا ہے اسی طرح میں نازل کروں گا)۔ ایسے کلمات کہنے والے کو شیطان جان لو لیکن اگر یہ شیطان

marfat.com
Marfat.com

کی طرح خدا کے راستے سے روکنا ہے۔ (نعوذ باللہ منہا)۔

مسئلہ: اولیائے کرام کو یہ جائز ہے کہ جو انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو عطا کیے گئے ہیں ان کو لوگوں پر اظہار کریں چنانچہ قصائدِ غوث الثقلینؒ، مکتوباتِ امام ربانیؒ اور شیخ اکبرؒ وغیرہم کی تصانیف اس سے بھری پڑی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی ارشاد ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (یعنی: اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں کو ظاہر کرو) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی ارشاد ہے: اِنَّ الْحَدِيْثَ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ (یعنی: نعمت کا ظاہر کرنا شکر کا ادا کرنا ہی) بیہقیؒ نے اسی حدیث میں اتنا اور زیادہ کر دیا ہے وَتَرْكُهُ كُفْرٌ جس کا مطلب یہ ہوا کہ نعمت کا ظاہر کرنا شکر کا ادا کرنا ہے اور ظاہر نہ کرنا نعمت کا انکار ہے۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابی بسرہ غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ مسلمان (مراد صحابہؓ) یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا کی نعمتوں کا اظہار اس کے شکر ادا کرنے کا طریقہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ الآیہ (یعنی: اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم تمہیں اور زیادہ نعمیں دیں گے اور اگر بجائے شکر کے نعمت کا انکار کرو گے تو یاد رکھو کہ میرا عذاب بہت سخت ہے) دیکھو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے انکار کا بدلہ سخت عذاب ہے۔ فردوس میں دیلمی سے اور حلیہ میں ابو نعیم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز منبر پر تشریف لے جا کر فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَيَّرَنِيْ لَيْسَ فَوْقِيْ اَحَدٌ (یعنی: اس خدائے بے نیاز کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے مجھے سب سے بالاتر بنایا) یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے۔ لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی، آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ الفاظ صرف شکر ظاہر کرنے کے لئے ہی کہے تھے۔ ابو حاتم نے مقسم سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اُن سے مصافحہ کے بعد پوچھا کہ کیوں جناب وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کی کیا تفسیر ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی اچھا کام کرے تو اس کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں کو اس سے مطلع کرے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں اور صحابہ کرامؓ کے بیشمار قول ہیں اور سلفِ صالحین کے بے حد ارشادات ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اگر یہ کہا جائے کہ خدا نے تو نفس کی پاکیزگی پر فخر کرنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ لَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ الآیہ (یعنی اپنے نفس کو پاکی سے یاد نہ کرو) تو اس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ اگرچہ نفس کا پاکی سے بیان کرنا اور نعمت کا ظاہر کرنا بظاہر ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں مگر اصلیت میں ایک دوسرے میں بہت فرق ہے۔ اگر ان کمالات کی نسبت اپنے نفس سے کرے اور خدائے تعالیٰ کی طرف نہ کرے تو یہ نفس کا پاکی سے بیان کرنا ہے اور اس پر تکبر کرنا گناہ ہے اور ان کمالات کی نسبت اپنے نفس سے نہ کرے بلکہ خدائے تعالیٰ کی طرف کرے اور اپنے آپ کو برا اور نکما جانتے ہوئے خدائے تعالیٰ کے حضور میں شکر ادا کرے تو اس کا نام اظہارِ نعمت ہے اگرچہ ان دونوں باتوں میں عام نظروں میں کوئی فرق نہیں ہے مگر خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہت فرق ہے: وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (یعنی اللہ تعالیٰ فسادی کو صلح پسند سے الگ جانتا ہے)۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی جن کے دل تمام خرابیوں سے پاک ہیں اگر وہ ایسا کریں تو اس میں ذرہ برابر بھی تکبر نہیں پایا جا سکتا۔ پس اگر خدائے تعالیٰ کے بندے نعمت ظاہر کریں تو اس پر اعتراض ٹھیک نہیں کیونکہ ان پر اچھا گمان کرنا ضروری ہے لیکن مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کی دھوکہ بازی سے بے فکر نہ رہے اور اپنے کمالات کا خیال تک بھی نہ لائے اور اپنے نفس کو ہمیشہ الزام دیتا رہے۔ جب کمال کے درجے تک پہنچ جائے اور بزرگوں کی گواہیوں اور الہاموں سے لگاتار بتا یا جائے، اس وقت اپنے کمالات کو ظاہر کرے تاکہ لوگ اس کے مرتبے کو سمجھیں اور اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

مسئلہ: جو لوگ کامل ہیں ان کو اپنے حاصل کردہ مدارج پر قناعت نہ کر لینی چاہئے بلکہ ان کو اللہ پاک کی نزدیکی کے اور درجات حاصل کرنے میں کوشش کرتے رہنا چاہئے اور ان کو یہ بھی چاہئے کہ وہ خدا کے دربار میں اس طرح دعا کریں جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (یعنی اے رب میرے علم کو زیادہ کر)

مسئلہ: عام لوگوں کی نسبت اولیائے کرام کو ان کی عبادت کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی اُحد کے برابر سونا خدا کے راستے میں دے تو وہ میرے صحابہؓ کے اس ایک سیر جو کے برابر نہ ہوگا جو

marfat.com
Marfat.com

انھوں نے اللہ کے راستے میں دیئے ہیں۔ (صحیحین بروایت ابی سعید خدریؓ)

مسئلہ: جو اولیائے کرام کہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہوں گے ان کی عبادت کا ثواب ان دیگر اولیاء کی عبادت سے زیادہ ہوگا جو کہ مرتبے کے اعتبار سے ان سے بہت کم درجے میں ہیں اس کی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت حضرت عمرؓ و حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے بارے میں ہے جس کے آخری الفاظ ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

مسئلہ: کوئی ولی نہ تو نبی ہی کے درجے کو پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی اس سے شرعی تکالیف ہٹ سکتی ہیں۔ برخلاف مجذوب کے کیونکہ اس سے عقل لے لی گئی ہے اور شرعی تکالیف کی ادائیگی کے لئے عاقل اور بالغ ہونا شرط ہے۔ پس مجذوب عقل نہ ہونے کی وجہ سے شرعی تکالیف سے آزاد ہو جاتا ہے لیکن یہ سالک سے نہیں ہٹ سکتیں اور کیسے ہٹ سکتی ہیں جبکہ نبیوں تک سے نہیں ہٹ سکیں، بلکہ سالک جس قدر تکالیفِ شرعیہ کو برداشت کرے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرتا جائے گا اس لئے سالک کو چاہیئے کہ مراقبہ اور مکاشفہ میں ہرگز سستی نہ کرے بلکہ مرتے دم تک اُسے ترک نہ کرے اور اپنی زندگی میں ایک دن بھی ایسا نہ گذارے کہ جس میں مجاہدے اور مکاشفے سے غفلت کی ہو۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (یعنی: اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ موت آ جائے)۔ احکام کی تبلیغ نبیوں پر واجب ہے اور تہجد کی نماز بھی ایک روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی، اسی طرح اور شرعی تکالیف بھی آپ پر واجب تھیں۔ اس کے علاوہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن رات عبادت میں مشغول رہتے یہاں تک کہ پیروں پر ورم آ جاتا صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جب یہ حالت دیکھی تو انھوں نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (یعنی: خدائے تعالیٰ نے تو آپؐ کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں تو پھر آپ اسقدر تکلیف کیوں فرماتے ہیں) آپؐ نے جواب دیا کہ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا (یعنی: کیا میں اللہ تعالیٰ کا ایک شکرگزار بندہ نہ بنوں) پس دوسروں کی تو کیا حقیقت ہے کہ اُن سے شرعی تکالیف بلا عذرِ شرعی

marfat.com
Marfat.com

ہٹالی جائیں۔ یہ جو بعض لوگ بزرگ صورت، شیطان سیرت شرع کے حکموں کے خلاف عمل کرتے اوران پڑھ عام لوگوں کو بہکاتے ہیں کہ وہ شرعی پابندیوں سے آزاد اور معاف کردیئے گئے ہیں سراسر شیطان کے چیلے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے اور ٹھگتے ہیں پس ان کے فریب سے بچنا اوراپنے اعمال وعقائد کواس گندے خیال سے بچانا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

مسئلہ: تقوی میں اس وقت تک کمال حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ نفس کے تمام رذائل یعنی حسد، کینہ، غرور، ریا اور غیبت وغیرہ کواچھی طرح نہ مٹادے اور یہ تمام باتیں نفس کے فنا کردینے ہی سے ہیں اور نفس اس وقت تک فنا حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام چیزوں کی محبت پر غالب ہوجائے بلکہ جب تک انسان کے دل میں غیراللہ کی محبت کی ذراسی بھی گنجائش ہوگی اس وقت تک ایمان اور تقوی میں کمال حاصل نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ: صوفیائے کرام کو فنا کے بعد رجوع نہیں ہے اور جس نے رجوع کیا فنا سے پہلے ہی کیا قولہ تعالی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (یعنی: اللہ تعالی تمہارے ایمانوں کو ضائع نہیں کرتا بیشک وہ لوگوں پر مہربان ہے)۔

لغزشوں کا بیان

اس راستے کی لغزشوں کی سات قسمیں ہیں (۱) اعراض یعنی اللہ تعالی کی طرف سے منھ پھیرلینا اور وہ شدتِ محنت اور بلا کی وجہ سے ہوتا ہے، پس اللہ تعالی بھی اس ناپسندیدہ حرکت کے بعداس بندہ سے منھ پھیرے گا۔ علاج اس کا استغفار و معذرت میں مشغول ہونا ہے۔ (۲) حجاب، پس دنیا کی مشغولی سے اعراض حجاب تک پہنچ جائے گا۔ معذرت میں کوشش اور توبہ کی طرف متوجہ ہو (۳) طبائع سفلی کی لذتوں میں مشغول ہونے سے حجاب تفاصل (جدائی) تک پہنچ جاتا ہے۔ (۴) اگر پھر بھی باز نہ آیا تو سلبِ مزید (زائد انعامات کا چھن جانا) ہوتا ہے اس میں بوجہ مشغولی غیراللہ کارکنانِ قضا و قدر ذوقِ طاعات وعبادات چھین لیتے ہیں۔ (۵) سلبِ قدیم یعنی اصل انعامات کا چھن جانا یعنی دل کی سستی کی وجہ سے عباداتِ اصلیہ و طاعاتِ فرضیہ کا ذوق چھن جاتا ہے حتی کہ عبادت چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اب بھی اگر توبہ و

marfat.com
Marfat.com

استغفار میں کوشش نہیں کرتا تو (۶) تسلی ہو جاتی ہے یعنی یار کی جدائی پر اس کا دل آرام پا جاتا ہے اور یہ غفلت ہے جیسی کہ عوام کالانعام کو ہوتی ہے۔ (۷) اب بھی اگر رجوع الی اللہ اور توبہ میں سستی باقی رہے تو عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ دل کی صفت کو نفس کے تابع کر دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس اللہ جل جلالہ کے خلاف حکم کرتا ہے۔ پس لامحالہ بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دشمنی پیدا ہو جا اور جب معاملہ دشمنی تک پہنچ گیا تو علاج دشوار ہے، اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ھٰذِہِ الْخَسَارَۃِ۔

نماز کی فضیلت اور اس کے مدارج

اسلام کے پانچ ارکان میں نماز دوسرا رکن ہے۔ نماز تمام عبادات کی جامع ہے اور ایسا جزو ہے جس نے جامعیت کے سبب سے کل کا حکم پیدا کیا ہے اور تمام اعمال سے بزرگ ہو گئی ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ (یعنی: سب سے زیادہ اعلیٰ قرب جو بندے کو رب سے ہوتا ہے وہ نماز میں ہے) نیز فرمایا اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (یعنی: نماز مومنوں کی معراج ہے)۔ اگر نماز کا حکم نہ ہوتا تو مقصود کے چہرے سے نقاب کون کھولتا اور طالب کو مطلوب کی طرف رہنمائی کون کرتا، نماز ہی غم کے مارے ہوؤں کی غم کھانے والی ہے اور نماز ہی بیماریوں کو راحت آرام دینے والی ہے۔ اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ (راحت دے مجھ کو اے بلالؓ!) اسی صفت کی رمز ہے اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (یعنی: میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے) میں اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس معاملہ میں پوری احتیاط کو کام میں لانا اور دل کو غیر حق کے خیال سے روکنا سالک کے لئے واجبات سے ہے، جو سالک کہ نماز میں دل کی تسلی نہیں پاتا اور نماز کا نور اس کے دل پر نہیں چمکتا اہل طریقت کے نزدیک اس کا سلوک بالکل ابتر ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو نماز غفلت اور دل کی پریشانی سے نہیں روکتی اس کو اس نماز سے دوری اور ناامیدی کے سوائے کچھ حاصل نہیں ہے۔

نماز کے کامل اور پورے طور پر ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کے فرائض اور واجبات و

marfat.com
Marfat.com

سنّت و مستحبات جن کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے سب کے سب ادا کئے جائیں۔ ان چاروں امور کے سوا اور کوئی ایسا امر نہیں ہے جس کا نماز کے تمام وکامل کرنے میں دخل ہو۔ نماز کا خشوع بھی ان چاروں امور میں داخل ہے اور دل کا خشوع وخضوع اور حضور بھی انہی پر وابستہ ہے بعض لوگ ان امور کے صرف جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل میں سُستی اور سہل انگاری کرتے ہیں، اس لئے نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں۔ بعض لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ حضورِ قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں اور اُن مستحبات میں جو اعضاء وجوارح سے تعلق رکھتے ہیں مشغول ہوتے ہیں اور صرف سنتوں اور فرضوں پر کفایت کرتے ہیں یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے: لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (یعنی نماز حضورِ قلب کے بغیر کامل نہیں ہوتی) ممکن ہے کہ اس حضورِ قلب سے مراد یہ ہو کہ ان چاروں امور کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے تاکہ ان امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں فتور واقع نہ ہو لیکن چاروں امور کی رعایت کرتے ہوئے بھی لوگوں کی نمازوں کے مدارجِ ثواب میں فرق ہے جیسا کہ اعمال کے ثواب کے مدارج کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ اس لحاظ سے اب نماز کے تین درجوں کا بیان کیا جاتا ہے یعنی (۱) عام لوگوں کی نماز (۲) خاص لوگوں کی نماز۔ (۳) خاص الخاص کی نماز۔

(۱) عام لوگوں کی نماز

عام لوگوں کی نماز وہ ہے جس طرح پر کہ ہم لوگ رسم و عادت کے طور پر غافل دل سے ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر حکم کی رو سے وہ نماز ادا ہو جاتی ہے مگر سچائی اور صفائی سے وہ خالی ہے، یہ نماز اس اخروٹ کی طرح ہے جس میں مغز نہ ہو، اور اس تصویر کی مانند ہے جس میں جان نہ ہو۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو نماز سے سوائے دکھ اور تکان کے کچھ بھی۔ حاصل نہیں کرتے یعنی ظاہر میں تو وہ سجدہ کرتے ہیں لیکن ان کا دل پریشان ہے اور رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں احتیاط نہیں کرتے جیسا کہ رسم و عادت کے طریق پر نفس عادی ہو گیا ہے۔ غافلوں اور بے ادبوں کی طرح پڑھتے ہیں اگر نماز میں ان کا دل حاضر نہیں ہے اور اپنے پریشان دل کو جمع نہیں کر سکتے تو ظاہری رکنوں میں بھی کچھ

marfat.com
Marfat.com

احتیاط نہیں کرتے۔ اب انصاف سے کام لینا اور خیال کرنا چاہئے کہ اس قسم کی نماز رب العزت کی بارگاہ کے قابل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ مثنوی

میگذاری از نماز و غیر آں لیک یک ذرہ نداری ذوقِ جاں
ذوق باید تا دہد طاعات بر مغز باید تا دہد دانہ شجر
دانۂ بے مغز کے گردد نہال صورتے بیجاں نباشد جز خیال
طاعتش نغز است و معنی نغز نہ جوزہا بسیار در وے مغز نہ

(یعنی: تو نماز وغیرہ تو ادا کرتا ہے لیکن تجھے اس میں ذرہ بھر بھی ذوق نہیں، ذوق درکار ہے تاکہ بندگی کچھ پھل دے سکے دانے میں اگر مغز ہو تب ہی اس سے پودا نکلتا ہے جس دانہ میں مغز نہ ہو بھلا وہ کہاں درخت بن سکتا ہے جس تصویر میں جان نہ ہو وہ صرف خیالی چیز ہے ایسے آدمی کی عبادت کا ظاہر تو اچھا ہے اور معنی اچھے نہیں ہیں اس کا ایسا ہی حال ہے کہ اخروٹ تو بہت سے ہوں مگر مغز ایک میں بھی نہ ہو) نماز دلہن کی طرح اس وقت اپنے چہرے سے نقاب اُتارتی ہے جب دل کے سامنے سوائے ذاتِ اقدس (خدائے تعالیٰ) کے اور کچھ نہ ہو اور دل خیالاتِ غیر سے پاک ہو۔

(۲) سالکانِ خاص کی نماز

یعنی نیک بختی کے راستے پر چلنے والوں کی نماز یہ ہے کہ جب نماز کی طرف متوجہ ہو اور ظاہری طہارت کرنے لگے تو دل کو توبہ و استغفار کے پانی سے خوب دھوئے اور ذوق و شوق کی پونجی (جو جان کو شیرینی بخشنے والی ہے) تلاش کرے اور جب مسجد یا مصلّے پر قدم رکھے تو اپنے دل کو جو خداوند تعالیٰ کے نور اور بھیدوں کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے غیر اللہ کے خیالات سے پاک کرے جس طرح اپنا منھ قبلہ کی طرف کرتا ہے دل کے منھ اور باطنی توجہ کو حقیقی قبلہ (خدائے تعالیٰ) کی طرف لائے اور دل پر خیال کی نظر جائے۔ اور جب تکبیر کہے تو دونوں جہان سے الگ ہو کر دنیا اور آخرت پر تکبیر کہے اور جب عبادت کے بچھونے پر کھڑا ہو تو خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر نہایت ادب و حضور سے اس بلند درجوں پر پہچانے والے (خدائے تعالیٰ) کے کلام (قرآن مجید) کے پڑھنے میں لگ جائے جب رکوع میں جائے تو عاجزی اور انکساری کے ساتھ سر جھکائے اور اپنے آپ کو نکما

marfat.com
Marfat.com

اور کمزور سمجھے اور نفس کی انانیت (میں پن) کو سر سے دور کرے۔ جب سجدہ میں جائے تو اپنی عاجزی اور ذلت اور خداوند تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کا پورا پورا لحاظ رکھے۔ جب نماز کے ارکان پورے کر کے نزدیکی کے بچھونے پر (قعدہ میں) بیٹھے، ماسوا کے خیال کے بغیر دل کی ہشیاری کے ساتھ دعا و ثنا کہنا شروع کرے۔ جب سلام کہے تو گویا اپنی خودی کو رخصت کرے۔ اور خدائے واحد کے جمال کے دیکھنے میں لگ جائے تاکہ نماز کے ذریعہ سے نمازی کی روح عالم قدس پر ترقی کر جائے اور نماز کی حقیقت اپنا چہرہ کھول کر سامنے آجائے۔ مثنوی

ایں نماز نت تاج شاہی می دہد　　بل ترا از خود رہائی می دہد
نقد ہستی محو کن تو در نماز　　تا بگوئی پیش حق راز و نیاز

(یعنی یہی نماز بادشاہی کا تاج تیرے سر پر رکھتی ہے بلکہ تجھ کو تجھ سے آزاد کر دیتی ہے۔ نماز میں اپنی ہستی کی نقدی کو مٹا دے تاکہ خدا کے سامنے تو اپنے راز و نیاز ظاہر کرے۔)

(۳) خاص الخاص یعنی عارفین کی نماز وہ ہے کہ بدن عارف عبادت میں ہو، دل حضور میں ہو، جان محبت اور قرب میں ہو، اور نفس فنا در فنا میں۔ جب عارف کامل نماز میں آتا ہے تو اللہ اکبر کہتے ہی اپنے آپ سے گم ہو جاتا ہے اور حق کے سامنے حاضر۔ وہ نیستی کے سمندر میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ اس وقت اس کو نہ اپنی ذات کی خبر ہوتی ہے نہ بشر ہونے کی بو اس میں کچھ اثر رکھتی ہے، کیونکہ نماز کے ہر رکن میں عالم قدس سے اتنا فیض اس کے دل پر پڑتا ہے کہ اس کو اپنے آپ سے گم کر کے بیخودی کے عالم میں خدا کے پاس حاضر کرتا ہے۔ ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے "ایک نماز جس میں تجھ کو ایسی محویت ہو جائے کہ اپنی بھی خبر نہ رہے وہ ایسی ہزار نمازوں سے بہتر ہے کہ تو اپنے آپ میں ہو۔" اس لئے کہ نماز کی حقیقت اس شخص پر ظاہر کرتے ہیں جو اپنی ذات سے فانی ہو کر خدا کے ساتھ باقی رہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عام لوگوں کی نماز ظاہری اعضا کی نگہبانی کرنا ہے اور خاص لوگوں کی نماز خدا کے سوا ہر چیز سے منہ پھیر لینا اور مشاہدۂ الٰہی کے سمندر میں ڈوب جانا ہے اور خاص الخاص لوگوں کی نماز وہ ہے کہ عبادت

marfat.com
Marfat.com

کرنے والا ہرگز اپنے آپ میں رہتے ہی نہیں۔ بلکہ اپنی ہستی سے غائب ہوکر حق تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوجاتے۔ پس طریقت پر چلنے والے جو شریعت کے میدان کے شاہ سوار ہیں اس نماز کے ذریعے سے اتنی بڑی ترقی کرجاتے ہیں کہ بیان اور دلیل سے باہر ہے اور یہ مقدمہ بیانی نہیں ہے بلکہ وجدانی ہے۔ جس طرح مبتدی کو شروع میں ذکر و فکر سے ترقی حاصل ہوتی ہے اسی طرح منتہی کی ترقی نمازوں ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ کمال والے سالکوں کی عبادت کا انتہائی درجہ عاجزی کے ساتھ نماز پڑھنا ہے۔

نوافل کا بیان

بعض نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے اور نفلوں کی نسبت ان کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں۔ تحیۃ الوضو[1]، اشراق[2]، چاشت[3]، اوابین[4]، تہجد[5]، صلوٰۃ التسبیح۔

تحیۃ الوضو تحیۃ الوضو اس کو کہتے ہیں کہ جب بھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل تحیۃ الوضو کی نیت سے پڑھ لیا کرے، حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اسی طرح جب مسجد میں داخل ہو اور وقت ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے اس کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن یہ دونوں قسم کے نفل اس وقت نہ پڑھے جس وقت کہ نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر وضو یا مسجد میں داخل ہونے کے متصل ہی وقتی سنتوں یا فرضوں وغیرہ میں لگ جائے تو یہ تحیۃ الوضو یا تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوجائے گا۔

اشراق اشراق کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جا نماز سے نہ اٹھے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف، کلمہ شریف یا کوئی اور وظیفہ پڑھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگا رہے، دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے، نہ دنیا کا کوئی کام کرے۔ جب سورج نکل آئے اور بقدر ایک نیزہ بلند ہوجائے تو دو رکعت یا چار رکعت نفل اشراق کی نیت سے پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی

marfat.com
Marfat.com

نماز کے بعد دنیا کے کسی دھندے میں لگ گیا پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

چاشت پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ چار یا چھ یا آٹھ یا بارہ رکعت پڑھے اس کو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

اوّابین مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے اس کو اوّابین کہتے ہیں۔

تہجد آدھی رات کے بعد اٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب بہت ہی زیادہ ہے، اسی کو تہجد کہتے ہیں، یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ ثواب اس کا ملتا ہے۔ اس کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر وقت تنگ ہو تو دو رکعتیں ہی سہی۔ اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشا کے بعد پڑھ لے مگر اس کا ثواب رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنے جیسا نہیں ہوگا۔

صلوٰۃ التسبیح حدیث شریف میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا اس کے پڑھنے سے تمہارے گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جائیں گے اور فرمایا تھا کہ اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لیا کرو۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لیا کرو، ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کرو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو ــــ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور الحمد اور سورۃ جب پڑھ چکے تو رکوع میں جانے سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ تسبیح پڑھے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔ پھر رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنے کے بعد دس دفعہ یہی تسبیح پڑھے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ میں جائے

marfat.com
Marfat.com

اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کر دس دفعہ پڑھے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو، اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھے تو پہلے دس دفعہ وہی تسبیح پڑھ لے پھر التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے اور اس طرح اس تسبیح کی تعداد تین سو پوری کرے۔

اس نماز کی دوسری ترکیب اس طرح پر بھی منقول ہے کہ تسبیح مذکورہ سبحانک اللّٰھم کے بعد اور اعوذ وبسم اللہ والحمد سے پہلے پندرہ دفعہ اور قرارت کے بعد اور رکوع سے پہلے دس دفعہ اور رکوع میں دس دفعہ رکوع سے اٹھ کر قومہ میں دس دفعہ پھر پہلے سجدہ میں دس دفعہ اور سجدہ سے اٹھ کر دس دفعہ اور دوسرے سجدہ میں دس دفعہ، اس طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوجائے گی۔ گویا ہر رکعت کے قیام میں پندرہ دفعہ الحمد سے پہلے اور دس دفعہ قرارت کے بعد رکوع سے پہلے ہوں گی اور جلسۂ استراحت اور اس میں تسبیح وغیرہ کچھ نہ ہوگا۔ (کذا فی العالمگیریہ) — مسئلہ: ان چاروں رکعات میں جو سورت چاہے پڑھے، کوئی سورت مقرر نہیں ہے اور یہی حکم تمام نوافل کا ہے۔

(ف) دوپہر کو آفتاب کا سایہ ڈھلنے کے بعد چار رکعت فیِ زوال کی نیت سے پڑھنا بھی مستحب ہے اور بہت ثواب ہوتا ہے۔ رمضان میں عشا کی نماز کے بعد بیس رکعت سنت تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اس میں ایک قرآن شریف کا ختم کرنا سنت ہے۔ کسوف، خسوف، حاجت خوف کی نماز بھی پڑھیں۔ ان سب کی تفصیل عمدۃ الفقہ کتاب الصلوٰۃ یا دیگر کتبِ فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سالک اپنے دن رات کس طرح گذارے

سالک کو چاہیئے کہ رات کے آخری حصے میں تہجد کے لئے اٹھے پس جب خواب سے بیدار ہو تو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ دس دس مرتبہ کہے، اس کے بعد وضو کرکے دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ادا کرے، اس کے بعد تہجد کی نماز

marfat.com
Marfat.com

کم سے کم چار رکعت یا زیادہ سے زیادہ بارہ تک حسب توفیق پڑھے اگر وقت بہت ہی تنگ ہو تو دو ہی رکعت ادا کرلے۔ سالک کے لئے یہ نماز از حد ضروری ہے۔ نماز سے فارغ ہوکر ایک سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھیں۔ اس کے بعد دل کے ذکر میں یا جو ذکر و مراقبہ یا جو سبق شیخ نے بتایا ہوا ہے اس میں مشغول ہو جائے اور پوری پوری توجہ کے ساتھ خطرات کو دور کرتے ہوئے ذکر و مراقبہ کرے اور صبح صادق تک اس میں مشغول رہے۔ پھر فجر کی سنتیں پڑھ کر فرض جماعت کے ساتھ ادا کر کے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہے اس کو تسبیح فاطمہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک بار کہے اور اگر اس کلمہ کو منہ پھیرنے سے پہلے دس دس مرتبہ بعد نمازِ صبح و بعد نمازِ مغرب کہے تو بہتر ہے اور سات سات مرتبہ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد یہ دعا بھی پڑھے: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اس کے بعد سورۂ یٰسین ایک مرتبہ تلاوت کرے اور ایک سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اور ایک سو مرتبہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ کُلِّ شَیْءٍ مَّعْلُوْمٍ لَّکَ۔ اور ایک سو مرتبہ کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حسب ہدایتِ شیخ پڑھیں اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے مسبّعاتِ عشر نیچے لکھی ہوئی تفصیل کے ساتھ ختم کریں (یہ وہ دس چیزیں ہیں جو حضرت خضر علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر شیخ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ کو تعلیم کیں، اس کے بیشمار فضائل ہیں۔ دیکھو احیاء العلوم ص ۳۰۵ ج ۱)

(۱) سورۂ فاتحہ سات مرتبہ۔ (۲) سورۃ الناس سات مرتبہ (۳) سورۂ فلق سات مرتبہ (۴) سورۂ اخلاص سات مرتبہ (۵) سورۃ الکٰفرون سات مرتبہ (۶) آیۃ الکرسی تا عظیم سات مرتبہ (۷) کلمۂ تمجید سات مرتبہ پڑھ کر اس کے بعد عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ وَزِنَۃَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ وَمِلْأَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تین مرتبہ۔ (۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ

marfat.com
Marfat.com

بَارِکْ وَسَلِّمْ سات مرتبہ۔ (۹) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَ الْاَمْوَاتِ اِنَّکَ قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ سات مرتبہ (۱۰) اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ سات مرتبہ پڑھے۔

اور جب سورج ایک یا دو نیزے کی قدر بلند ہو جائے دو یا چار رکعت نماز اشراق پڑھیں، اس کے بعد جو شخص کہ علم پڑھنے یا پڑھانے کا شغل رکھتا ہو وہ اس میں مشغول ہو جائے، اور اگر کوئی دستکار یا تاجر یا ملازم وغیرہ ہو وہ اس میں مشغول ہو جائے اور اپنے کاروبار میں شرعی مسائل اور آداب کی رعایت رکھے اور اچھی نیت رکھے اور قسم نہ کھانے اور حق تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہونے کو لازم پکڑے تاکہ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ کا مصداق ہو جائے اور جب کبھی اپنے کاروبار میں فرصت پائے تو سچے دل کے ساتھ استغفار پڑھے۔ جب سورج خوب اونچا ہو جائے تو نماز چاشت کی چار یا زیادہ بارہ رکعات تک ادا کرے۔

(میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ محمد سعید قریشی ہاشمی احمد پوری قدس سرہ کا معمول یہ تھا کہ اشراق کے وقت دو رکعت نماز اشراق کی نیت سے اور چار رکعت نماز چاشت کی نیت سے ادا فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے حضرات کا یہی معمول رہا ہے کیونکہ چاشت کی نماز دنیاوی مشاغل کی وجہ سے فی زمانہ رہ جاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم)

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر قیلولہ کریں یعنی سو جایا کریں کیونکہ یہ بھی سنّتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس سے رات کو تہجد کے لئے اٹھنے میں مدد ملتی ہے، پھر جب آفتاب ڈھل جائے تو چار رکعت نماز نفل زوال کی سنّت کی نیت سے لمبے قیام کے ساتھ پڑھے۔ بعد ازاں چار رکعت سنّت ظہر پڑھ کر فرض ظہر جماعت کے ساتھ پڑھے اور اس کے بعد کی سنّتیں اور نفل ادا کرے اور سنن اور آداب کی پوری پوری رعایت کرے اس کے بعد کچھ قرآن شریف نہایت ادب سے ترتیل اور تدبر (غور) کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

تلاوت کرے۔ پھر حسب اجازتِ شیخ دلائل الخیرات کا حزب اور حزب البحر وغیرہ پڑھ کر شجرہ شریف ایک مرتبہ پڑھ لے۔ اس کے بعد اپنے دنیاوی کاروبار میں شرعی رعایات کے ساتھ مشغول ہوجائے اور جو شخص اس سے فارغ ہو وہ خدائے تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوجائے۔

پھر جب عصر کا وقت ہوجائے تو عصر کی چار سنتیں غیر مؤکدہ پڑھ کر فریضۂ عصر اول وقت میں جماعت کے ساتھ اس کی سنتوں اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے اور پھر اپنے دنیوی کام کرے، ورنہ حدیث، فقہ و تصوف کی کتابوں میں خصوصاً مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی و مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ میں مشغول ہوجائے۔ یا عصر کے بعد تہلیلِ لسانی بارہ سو مرتبہ کا ورد کرے اور مسبعاتِ عشر مذکورۃ الصدر سورج غروب ہونے سے پہلے بھی ختم کرے اس کے بعد ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول رہے۔ نمازِ مغرب جماعت کے ساتھ اور سنتوں سے فارغ ہوکر نوافل اوابین کی کم سے کم چھ رکعت یا زیادہ بیس رکعت پڑھے اس کے بعد ایک مرتبہ سورۂ واقعہ کی تلاوت بھی کرے۔ پھر کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرکے ایک سو مرتبہ درود شریف اور ایک سو مرتبہ استغفار پڑھے پھر سورۂ ملک کی تلاوت کرکے قدرے مراقبہ کرنے کے بعد سوجائے اور پھر تہجد کے لئے نصف شب کے بعد حسبِ توفیق اٹھ کر بدستور اعمال کا سلسلہ شروع کرے۔

سالک کو چاہیئے کہ ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی، معوذتین اور تسبیح فاطمہ کا معمول بھی رکھے۔ یعنی بعد کی سنتوں والی نمازوں میں سنتوں کے بعد اور بغیر سنتوں کی نماز میں فرضوں کے بعد فوراً پڑھا کرے۔ کھانے پینے ہونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، خرید و فروخت، لین دین، غرضیکہ ہر کام میں (یعنی عبادات، عادات، اخلاق وغیرہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع حاصل کرکے نورِ ایمان کو زیادہ کرے اگر ہوسکے تو ظہر کی نماز کے بعد سورۂ انا فتحنا اور عصر کے بعد سورۂ عم یتسا لون پڑھا کرے اور معشرات السبع بھی پڑھ لیا کرے اور وہ اس طرح ہے (۱) اَللّٰہُ اَکْبَرُ دس بار (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس بار۔ (۳) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دس بار۔ (۴) سُبْحَانَ اللّٰہِ

marfat.com
Marfat.com

الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ دس بار۔ (۵) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ دس بار۔ (۶) اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ دس بار۔ (۷) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ مَقَامِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ دس بار ـــــ صلوۃ التسبیح کی بھی عادت ڈالے اور جمعہ کے روز تو ضرور ہی اس کو پڑھ لیا کرے اور ہمیشہ الہ العالمین سے شریعت پر استقامت طلب کرتا رہے۔ اعتکاف عشرۂ آخر رمضان، قیام لیلۃ القدر نصف شعبان، عید الفطر و الاضحیٰ کے ثواب سے بھی محروم نہیں رہنا چاہیے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روزے کے متعلق ارشاد ہے: لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ (یعنی ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے) پس طالب کو چاہیے کہ ان نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرے مثلاً ایام بیض یعنی چاند کے ہر مہینے کی تیرہ[۱۳]، چودہ[۱۴]، پندرہ[۱۵] کے روزے، چھ روزے شوال کے (بہتر ہے کہ متفرق تاریخوں میں مثلاً دو[۲] پہلے عشرہ میں اور دو[۲] دوسرے عشرے میں اور دو[۲] تیسرے عشرے میں یا جس طرح سہولت ہو رکھے) ۔ پیر و جمعرات کا روزہ، ماہ ذی الحجہ کی نویں تک کے نو روزے۔ یوم عاشورا اور پندرہویں شعبان کا روزہ (بہتر ہے کہ ان دونوں کے ساتھ ایک دن پہلے یا بعد کا ملا لیا کرے) آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے۔ اگر کوئی زیادہ روزے رکھنا چاہے تو چاہیے کہ ایک دن روزہ رکھے پھر دو روز تک نہ رکھے اور تیسرے روز رکھے علیٰ ہذا القیاس اور سب سے بہتر روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے کہ ایک روز رکھے اور ایک روز نہ رکھے، یعنی ہر تیسرے روز روزہ رکھے۔ اور ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اتصال کے روزے یعنی دو دو یا زیادہ دن تک دن رات کا روزہ رکھنا یعنی کسی وقت بھی افطار نہ کرنا مکروہ تحریمی ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے تینوں روز روزہ رکھنا حرام ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نفلی عبادات سے اللہ تعالیٰ کا بہت قرب حاصل ہوتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ اگر قضا نمازیں یا ماہ رمضان کے فرض روزے اپنے ذمہ باقی ہوں تو سالک کو چاہیے کہ اپنے فرائض کی قضا پہلے کرے بعد میں نوافل میں مشغول ہو، ورنہ اس کی ایسی مثال ہو گی جیسے ایک شخص کے ذمہ قرض ہے اور وہ ادا نہیں کرتا مگر دوسرے

marfat.com
Marfat.com

خیرات وصدقات کرتا رہتا ہے تو اس کو اجر تو ملے گا مگر کس کام کا جب فرائض کے متعلق پوچھا جائے گا تو کیا جواب دے گا۔ اس لئے فرائض کی قضا کو مقدم رکھنا چاہئے اور گذشتہ نمازوں کی قضا اول ظہر سے شروع کرے کیونکہ سب سے اول جو نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پڑھائی تھی وہ یہی ظہر کی نماز تھی۔ اگر کسی کو یہ یاد نہ ہو کہ کتنی نمازیں اس کی قضا ہوئی ہیں تو ان کا اندازہ کر کے قضا کرے اور اپنی دانست میں زیادہ ہی کردے اس بات کی بہت احتیاط کرنی چاہئے ——— اس کتاب کے حصہ اول کے اخیر میں جو مسنونہ دعائیں درج کی گئی ہیں ان کو ایک ایک کر کے حفظ کرنے کی کوشش کرے اور ساتھ ساتھ اپنے اپنے موقعوں پر ان دعاؤں کا معمول رکھے۔ ان معمولات میں اپنی اپنی فرصت اور اپنے شیخ کی اجازت کے مطابق کمی بیشی اور ردوبدل کیا جا سکتا ہے، بلکہ اپنے شیخ کے فرمان اور اجازت ہی سے ان کو اختیار کرنا چاہئے۔

طریقۂ بیعت

بیعت کا طریقہ صوفیائے کرام کے مختلف سلسلوں میں مختلف ہے۔ ہمارے حضراتِ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے کہ مرید شیخ کے سامنے باادب دوزانو بیٹھ جائے اور اپنے دونوں ہاتھ شیخ کو مصافحہ کے طریقے پر دیدے۔ شیخ اول خطبۂ مسنونہ پڑھے اور وہ یہ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بعض بزرگ یہ خطبہ نہیں بھی پڑھتے) پھر مرید کو کہے کہ سچے دل کے ساتھ تمام گناہوں سے توبہ کرے اور جو کچھ میں پڑھتا جاؤں وہ بھی ساتھ ساتھ پڑھتا جائے۔ پھر شیخ صفتِ ایمان مجمل و مفصل پڑھے اور وہ یہ ہیں: **ایمان مفصل** اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ **ایمان مجمل** اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ (بعض دفعہ صرف

marfat.com
Marfat.com

ایمانِ مفصل پر کفایت کرتے ہیں) اس کے بعد پڑھے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ - اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر اپنے لئے اور بیعت ہونے والے اور حاضرین اور تمام مؤمن مرد عورتوں کے لئے دعائے خیر فرمائے۔ اور بیعت ہونے والا اور تمام حاضرین بھی ہاتھ اٹھا کر شامل دعا ہو جائیں۔ پھر مرید سے کہے کہ میں نے تجھ کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کیا ہے۔ بیعت لینے سے پہلے یہ تلقین کی جائے کہ امورِ شرع کی پابندی اور غیر شرعی کاموں سے بچنا اور تقویٰ حاصل کرنا ہوگا۔ نیز پہلے سے جو معمولاتِ طریقت لکھے ہیں ان کی پابندی کرنی ہوگی۔ اگر بیعت ہونے والے آدمی زیادہ ہوں تو پیر اپنی چادر یا عمامہ یا رومال وغیرہ دور تک پھیلا دے اور ان سے کہے کہ سب پکڑ لو اور سب کو ایک ہی ساتھ تلقین توبہ و استغفار کرائے۔ اگر دو چار آدمی ہوں تو ایک ہی مصافحہ میں شامل کرلے۔

یہ تو مردوں کی بیعت کا طریقہ تھا جب عورت کو مرید کرے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لے بلکہ عورتوں کو دور پردے کے ساتھ بٹھا کر اپنے عمامہ یا چادر یا رومال وغیرہ کا پلہ اس کو ہاتھوں میں تھامنے کے لئے کہے یا ویسے ہی (بغیر کپڑا وغیرہ پکڑے) مردوں کی طرح تلقینِ توبہ و استغفار وغیرہ کرائے، اور عورتوں کی تلقین میں عورتوں سے متعلق ضروری اور موقع کے مناسب مسائل مثلاً جھوٹ، غیبت، چوری، زنا، قتلِ اولاد اور نافرمانی شوہر سے بچنے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے کی تاکید کرے۔ مردوں اور عورتوں کو ایک جگہ جمع کرکے بیعت نہ کرے بلکہ مردوں کی جماعت کو علیحدہ بیعت کرے اور عورتوں کی جماعت کو علیحدہ تاکہ پردہ قائم رہے اور مناسب یہ ہے اور یہی بزرگوں کا معمول ہے کہ پیر اپنے اور بیعت ہونے والی عورتوں کے درمیان چارپائی کھڑی کرلے یا چادر وغیرہ کسی اور طریقے سے پردہ کرکے پھر بیعت کرے اور اس بات کا بڑی سختی سے پابند رہے کہ تنہائی میں عورتوں کو بیعت نہ کرے بلکہ جب کوئی عورت بیعت ہونے لگے تو اس وقت اس کے کسی محرم کو پاس کھڑا کرلے تاکہ فتنے سے محفوظ رہے۔ اس کے بعد ذکر کا طریقہ مرید کو اس طرح تعلیم کرے۔

marfat.com
Marfat.com

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ تعالیٰ
کا
طریقۂ تعلیم و تشریحِ اسباق

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا طریقۂ تعلیم و تشریح اسباق درج کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ لوگ تعلیم شیخ کے بغیر ان اسباق کی ترکیب و اثرات پڑھ کر اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرکے اپنی رائے سے ان کی تکمیل تجویز کرنے جائیں بلکہ طالب حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مجازِ سلسلہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرکے طریقہ اخذ کرے اور جس طرح اس کا شیخ اس کو سلسلۂ عالیہ کے اسباق کی تعلیم دیتا رہے اس کے ارشاد کے مطابق عمل کرتا رہے اور اپنے احوال اپنے شیخ کی خدمت میں پیش کرتا رہے تاکہ شرِ نفس و شرِ شیطان سے محفوظ رہے۔ اسباق کی تشریح درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شیخ جب کسی مرید کو کسی سبق کی تعلیم دے تو وہ اس کی نیت و طریقہ وغیرہ اس سے سمجھ سکے اور صرف اپنے متعلقہ اسباق کے اثرات کو اس میں پڑھ کر اطمینان کر سکے کہ اس کے عمل کے اثرات صحیح انداز پر مرتب ہو رہے ہیں یا نہیں، اگر اثرات محسوس نہ ہوں تو عمل میں جس قسم کی کوتاہی ہو رہی ہو اس کا تدارک کر سکے اور اپنے شیخ سے رجوع کرکے اس کی دعا و توجہات و تعلیمات سے مستفیض ہو سکے، اگر کوئی طالب اپنے نفس کے تابع ہو کر اپنی مرضی سے ان اسباق کو کریگا تو بجائے فائدہ کے نقصان کا خطرہ ہے۔

واضح ہو کہ مشائخ کرامؒ نے صفائی باطن کے تین طریقے مقرر کئے ہیں: پہلا[۱] طریقہ ذکر ہے خواہ اسمِ ذات کا ذکر ہو یا نفی اثبات کا، دوسرا[۲] طریقہ مراقبہ اور تیسرا[۳] طریقہ رابطۂ شیخ ہے، جس قدر ان امور میں کمی ہوگی اسی قدر راستہ کے طے کرنے میں دیر لگے گی۔ ان تینوں طریقوں کا بیان یہ ہے کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سب سے پہلے لطائف میں اسم ذات کا ذکر کرتے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سبقِ اوّل[۱] لطیفۂ قلب

انسان کے جسم میں دل کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو[۲] انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے، پیر کو چاہئے کہ اپنے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں مرید کے بائیں پستان کے ذرا نیچے پہلو کی طرف چوڑائی میں رکھ کر دائیں ہاتھ کی شہادت

marfat.com
Marfat.com

کی انگلی کا سر اُن انگلیوں کے ساتھ مِلا ہوا رکھ کر (یا صرف اندازہ سے دو انگشت کے فاصلہ پر رکھ کر) بتائے کہ یہ قلب (دل) کا مُنہ ہے، پھر اس جگہ پر انگشتِ شہادت کا دباؤ دیکر اسمِ ذات "اللہ" تین مرتبہ زبان سے کہے اور مرید کے دل میں توجہ رکھے، پھر انگلی اٹھالے اور ذکر کی ترکیب اس طرح بتائے کہ جب دنیاوی کاموں سے فرصت پائے تو باوضو تنہائی میں قبلہ رُو بیٹھکر زبان تالو سے لگائے اور دل کو تمام پریشان خیالات و خطرات سے خالی کرکے پوری توجہ اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے خیال کی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھے کہ وہ ایک ذات ہے جو تمام کامل صفتوں والی ہے اور ہر قسم کے نقائص و عیوب سے پاک ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں نیز خیال کرے کہ جس جگہ مرشد نے انگلی رکھی ہے وہاں قلب کے منہ میں گویا سوراخ ہوگیا ہے اور اس سوراخ سے میرے دل میں فیضانِ الٰہی کا نور آرہا ہے اور دل کے زنگ و ظلمات و کدورات اس نور کی برکت سے دُور ہورہے ہیں اور دل اس کے شکریہ میں اللہ اللہ کہہ رہا ہے، اس خیال کے ساتھ نور کو اپنے دل میں کھینچ کر لائے۔ اور اس ذکر کے خیال میں اتنا محو ہوجائے کہ اپنی بھی خبر نہ رہے اس کو استغراق کہتے ہیں اور یہ ایک اچھی حالت ہے لیکن اگر اِدھر اُدھر کے خیالات آئیں تو ان کو مٹانے کی کوشش کرے یعنی اپنی توجہ ان خیالات سے ہٹاکر ذکر اور حصولِ فیضان کی طرف لگائے کہ یہ مجاہدہ استغراق سے کہیں افضل ہے

ذکر کرتے وقت خواہ دوزانو بیٹھے یا مربع یعنی چوکڑی مار کر بیٹھ جائے آنکھیں بند کرلے ناک سے سانس حسبِ معمول آتا جاتا رہے کچھ دیر تسبیح کے ساتھ اس طرح ذکر کرے کہ تسبیح کا دانہ ہاتھ سے جلدی جلدی چلاتا جائے اور دل پر اللہ اللہ کا خیال گذارتا جائے، زبان یا حلق وغیرہ سے نہ کہے بلکہ زبان تالو سے لگی رہے آنکھیں بند رہیں دل کی طرف گردن جھکی ہوئی ہو، اگر برداشت ہوسکے تو سر اور منہ پر رومال وغیرہ ڈال لیں تاکہ خیالات منتشر ہونے سے امن رہے۔ اس طرح کم از کم دس تسبیح یعنی ایک ہزار مرتبہ اسمِ ذات کا ذکر کرے اور جسقدر زیادہ ہوسکے یا جسقدر شیخ ارشاد فرمائے ذکر کرے، پھر تسبیح رکھ کر اندازاً اتنی ہی دیر تک ذکر اور حصولِ فیض کے خیال میں بیٹھا رہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں فراغت کے بعد دعا مانگے۔ روزانہ ایک مخصوص وقت میں اس وظیفہ پر عمل کرتا رہے۔

نیز چلتے پھرتے، سوتے لیٹے، اُٹھتے بیٹھتے غرضکہ ہر وقت دل میں ذکر کا خیال رکھے تاکہ "ہاتھ کار میں اور دل یار میں" کا مصداق ہوجائے اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ جاری ہوجائے، دل کے

marfat.com
Marfat.com

ذاکر ہونے کی کیفیت اکثر لوگوں کو نبض کی حرکت یا گھڑی کی ٹِک ٹِک وغیرہ کی مانند ہوتی ہے،
"ہدایت الطالبین" میں ہے کہ "حرکتِ ذکر از دل بسمعِ خیال برسد" مشائخ کرام اس حرکت پر اسمِ ذات کا
تصور کرنے کی تلقین فرماتے ہیں تاکہ حدیثِ قدسی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (میں اپنے بندے کے
گمان کے نزدیک ہوں) کا مصداق ہو جائے۔ دل کے جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لفظِ مبارک "اللہ"
خیال کے کان سے صاف طور پر سُنا جائے محض لطیفہ کی حرکت مراد نہیں ہے۔ حافظ شیرازیؒ کے اس
شعر میں بھی اسی حرکت کی طرف اشارہ ہے ؎

کس ندانست کہ منزل گہِ آں یار کجاست ۔۔۔ ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

(یعنی کوئی نہیں جانتا کہ اس یار کی منزل کہاں ہے اتنا ہے کہ ایک گھنٹی کی آواز آرہی ہے) اس ذکر پر اسقدر مداومت
کرے کہ لطیفۂ قلب اپنے مضغہ سے نکل کر اپنی اصل میں پہنچ جائے جس کی علامت یہ ہے کہ اس کی
توجہ بلندی کی طرف مائل ہو جائے اور تمام جہات کی طرف سے بھول ہو جائے اور ذکر کے وقت اس کو
ماسوی اللہ سے غفلت اور ذاتِ حق کے ساتھ محویت ہو جائے اگرچہ تھوڑی دیر ہی کے لئے ہو، جب
یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو سمجھ لے کہ قلب اپنے مضغہ سے نکل کر اپنی اصل میں پہنچ گیا۔ اگرچہ کشف نہ ہو
کیونکہ کشف اس زمانے میں حلال اور طیب روزی نہ ملنے کی وجہ سے بہت کم ہوتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا
کیفیات میں سے کچھ بھی نہ ہو تو غفلت دُور ہو کر ہر کام کرتے وقت شریعت کی پابندی کا خیال رہنا،
روز بروز عملی اصلاح، حالات میں تبدیلی، شریعت کی محبت میں ترقی وغیرہ امور حاصل ہو جاتے ہیں
اور شہوت جو اس لطیفہ سے تعلق رکھتی ہے اور سالک کو اپنی طرف کھینچ کر محبوبِ حقیقی سے غافل
کرتی ہے اس کی اصلاح ہو کر محبوب حقیقی کی محبت اور اس کی رضاجوئی کی طرف رغبت بڑھنے لگتی ہے
حصولِ فیض کا اظہار طبیعتوں کے اختلاف کی وجہ سے مختلف طور پر ہوتا ہے جیسا کہ حصۂ اول میں
"فیض حاصل ہونے کی مختلف صورتیں" کے عنوان کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے۔ سالک کو ان واردات
اور رنگوں وغیرہ میں مشغول نہیں ہونا چاہئے بلکہ تمام تر توجہ ذکرِ الٰہی کی طرف رکھنی چاہئے۔

نیز طالب کو چاہئے کہ دن رات میں کسی وقت حسبِ فرصت ایک سو دفعہ درود شریف
اور ایک سو مرتبہ استغفار ایک نشست میں یا متفرق طور پر پڑھ لیا کرے۔

(تنبیہ) مرشد کو چاہئے کہ عورت کو ذکر اس کے دل کی جگہ پر انگلی رکھ کر نہ بتائے بلکہ پردے کے

marfat.com
Marfat.com

اندر زبانی تقریر یا محرم یا ذاکرہ عورت کے ذریعہ سے بتائے تاکہ شر سے محفوظ رہے۔

جب مرشد کو یہ اطمینان ہو جائے کہ مرید طالبِ صادق کا لطیفۂ قلب ذکرِ الٰہی سے جاری ہو گیا ہے اور اپنی اصل میں پہنچ گیا ہے تو اس کو دوسرا سبق تلقین کرے۔

سبقِ دوم، لطیفۂ روح اس کا مقام دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے اس جگہ پر انگشتِ شہادت سے دباؤ دیکر اسم ذات اللہ اللہ کی تلقین کرے جس طرح کہ لطیفۂ قلب میں مذکور ہے، اس لطیفہ کے اپنی اصل میں پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ یہ لطیفہ بھی لطیفۂ قلب کی طرح ذکر سے جاری ہو جاتا ہے اور جو کیفیات ذکرِ قلبی میں حاصل ہوئی ہیں ان میں زیادتی ہو جاتی ہے اور غصہ و غضب جو پہلے سے طبیعت میں ہے اس کی اصلاح ہو کر وہ شریعت کے تابع ہو جاتا ہے، اس کے حصول کے بعد لطیفۂ سِرّ کے ذکر کی تعلیم دے۔

سبقِ سوم، لطیفۂ سِرّ اس کا مقام بائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلہ پر مائل بوسطِ سینہ ہے، اس میں بھی لطیفۂ قلب و روح کی طرح ذکر تلقین کرے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس میں بھی ہر دو سابقہ لطیفوں کی طرح ذکر جاری ہو جاتا ہے اور کیفیات میں مزید ترقی ہو جاتی ہے، یہ مقام مشاہدہ اور دیدار کا ہے اور اس کے ذکر میں عجیب و غریب کیفیات ظہور میں آتی ہیں، اس میں حرص کی اصلاح ہو کر شریعت کے کاموں میں خرچ کرنے اور نیکیوں کے حاصل کرنے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، اس لطیفہ کے اظہار کے بعد لطیفۂ خفی کا ذکر بتائے۔

سبقِ چہارم، لطیفۂ خفی اس کا مقام دائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلہ پر مائل بوسطِ سینہ ہے، اس میں بھی حسبِ سابق ذکر تلقین کرے، اس ذکر میں یَا لَطِیْفُ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ کا پڑھنا مفید ہے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس لطیفہ میں بھی ذکر جاری ہو جاتا ہے اور صفاتِ رذیلہ حسد و بخل کی اصلاح ہو کر اس لطیفہ کے عجیب و غریب احوال ظاہر ہونے لگتے ہیں، اس کے بعد لطیفۂ اخفیٰ کا ذکر بتائے۔

سبقِ پنجم، لطیفۂ اخفیٰ اس کا مقام وسطِ سینہ ہے، اس میں بھی حسبِ سابق ذکر تلقین کرے، اس کی سیر اعلیٰ اور یہ ولایتِ محمدیہ خاصہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا مقام ہے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس لطیفہ میں بھی ذکر جاری ہو جاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اور تکبر و فخر وغیرہ رذائل کی اصلاح ہو کر قرب و حضور و جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ہر لطیفہ کے ذکر میں قرب و حضور اور جمعیت حاصل ہوتی ہے لیکن لطیفۂ اخفیٰ کا مقام تمام مقامات سے عالی ہے (ھَنِیْئًا لِمَنْ لَّهٗ هٰذَا الْمَقَامُ وَلِمَنْ رَّاٰهُ) اس کے بعد لطیفۂ نفس کا ذکر تلقین کرے۔

سبقِ ششم، لطیفۂ نفس اس کے مقام میں صوفیائے کرام نے اختلاف کیا ہے، بعض کے نزدیک ناف سے نیچے دو انگشت کے فاصلہ پر ہے لیکن حضرت امام ربانی مجددالفِ ثانی قدس سرہٗ کے نزدیک اس کا مقام وسطِ پیشانی ہے محققین نے اس میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ پیشانی پر اس کا سر اور زیر ناف اس کا دھڑ ہے، اس میں بھی بطریق سابق ذکر تلقین کرے۔ اگرچہ اس کی حرکت چنداں محسوس نہیں ہوتی پھر بھی جذب و شوق سے خالی نہیں رہتا۔ اس کی اصلاح کی علامت یہ ہے کہ نفس سرکشی کی بجائے ذکر کی لذت سے سرشار ہو جاتا اور ذکر میں ذوق و شوق و محویت بڑھ جاتی ہے، بعد ازاں لطیفۂ قالبیہ کا ذکر سکھائے۔

سبقِ ہفتم، لطیفۂ قالبیہ اس کو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں اس کا مقام و محل تمام بدن ہے یعنی روئیں روئیں سے ذکر جاری ہو جاتا ہے کبھی سلطان الاذکار کی جگہ وسطِ سر (بالائے دماغ) بھی مقرر کرتے ہیں اور انگلی رکھ کر توجہ دیتے ہیں اس سے بھی بفضلہٖ تعالیٰ تمام بدن میں ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ سالک کے جسم کا گوشت پھڑکنے لگتا ہے کبھی بازو میں کبھی ٹانگ میں اور کبھی جسم کے کسی حصہ میں اور کبھی کسی حصہ میں حتیٰ کہ کبھی کبھی تمام جسم ذکر کے ساتھ حرکت کرنے لگتا ہے اور سالک ایک عجیب کیفیت و ذوق محسوس کرتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

سبقِ ہشتم، ذکر نفی اثبات قبل ازیں لطائفِ سبعہ کا بیان ہوا، ان لطائف میں ذکر جاری ہونے کے بعد نفی اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کا ذکر حبسِ دم کے ساتھ (یعنی سانس روک کر) کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول اپنے سانس کو ناف کے نیچے بند کرے یعنی اندر کی جانب خوب سانس کھینچ کر ناف کی جگہ پر روک لے اور خیال کی زبان سے کلمۂ لَا کو ناف سے نکال کر اپنے دماغ تک پہنچائے اور لفظِ اِلٰہ کو دائیں کندھے پر لے جائے اور لفظِ اِلَّا اللہ کو عالمِ امر کے پانچوں لطائف میں سے گذار کر قوتِ خیال سے دل پر اس

marfat.com
Marfat.com

شدّومد کے ساتھ ضرب کرے کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچ جائے۔ اس طرح ہر دفعہ سانس روکنے کی حالت میں چند بار ذکر کرے پھر سانس چھوڑتے وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خیال کی زبان سے کہے، ذکر میں معنیٰ کا خیال رکھنا شرط ہے کہ سوائے ذاتِ حق کے کوئی مقصود نہیں ہے، اور لَا کے ادا کرتے وقت اپنی ہستی اور تمام موجودات کی نفی کرے اور اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت ذاتِ حق سبحانہٗ کا اثبات کرے، ایک سانس میں طاق عدد ذکر کرنے کی رعایت کرے یعنی ابتدا میں تین بار پھر پانچ بار علیٰ ہٰذا القیاس اپنی طاقت اور مشق کے مطابق بڑھاتا جائے حتیٰ کہ ایک سانس میں اکیس ۲۱ بار تک پہنچ جائے۔ اگر طاق عدد کی رعایت ہو سکے تو مفید ہے شرط نہیں ہے۔ چند بار ذکر کرنے کے بعد نہایت عاجزی وانکساری سے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی جناب میں یہ التجا کرے "یا الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور میں تیری ہی رضا کا طالب ہوں اپنی محبت و معرفت مجھے عنایت فرما" اگر اکیس بار تک پہنچا یا اور کوئی فائدہ نہ ہوا تو پھر شروع سے یعنی تین ۳ بار سے بڑھا کر اکیس ۲۱ بار تک لیجائے، باز گشت، نگہداشت، وقوفِ قلبی، وقوفِ عددی وغیرہ کی رعایت کرے جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

اثرات: اس ذکر کے اثرات یہ ہیں کہ اس سے حرارتِ قلب، ذوق وشوق، رقتِ قلب، نفیٔ خواطر، زیادتیٔ محبت حاصل ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ کشف کے حاصل ہونے کا سبب ہو جائے چونکہ اس ذکر میں گرمی بہت ہوتی ہے اس لئے مرشد کو چاہیئے کہ گرمیوں میں اس ذکر کی تلقین نہ کرے بلکہ سردیوں میں بھی سالک کی طبیعت کا اندازہ کر کے کمی بیشی کا حکم کرے حتیٰ کہ بعض بزرگوں نے اس ذکر کو پانی میں کھڑے ہو کر کیا ہے۔ اگر سانس کا روکنا کسی کو تکلیف دے تو اس کو نیز گرمیوں میں ہر شخص کو بغیر سانس روکے بلا رعایتِ وقوفِ عددی اس ذکر کو کرنا چاہیئے۔ واضح ہو کہ یہ ذکر تمام سلوک کا مکھن ہے اس لئے طالبِ صادق کو اس کے حصول میں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

سبقِ نہم ۹، ذکرِ تہلیل لسانی

اس ذکر کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر نفی اثبات کے ذکر میں بیان ہوا مگر اس میں سانس نہیں روکا جاتا اور کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر شرائطِ مذکورہ بالا کے ساتھ زبان سے کیا جاتا ہے خیال سے نہیں، اس کی ادنیٰ تعداد گیارہ سو مرتبہ اور اعلیٰ پانچ ہزار مرتبہ ہے، اگر ایک وقت میں نہ ہو سکے تو دن رات کے متفرق وقتوں میں پورا کر لے، اس سے بھی زیادہ کرے تو زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ اس ذکر کو چلتے

marfat.com
Marfat.com

پھرتے، لیٹے بیٹھے، وضو سے ہو یا بے وضو ہر وقت کر سکتا ہے البتہ با وضو ہونا افضل اور معنیٰ کا خیال رکھنا ضروری ہے ــــــــ اثرات: اس کے اثرات بھی حسبِ سابق ہیں، ہر دو طریقہ کے ذکر نفی اثبات میں خطرات کی نفی، حضورِ قلب، لطائف کی اپنے مقامات سے فوق الفوق کی طرف کشش اور دل پر فوق یا کسی اور جانب سے واردات کا نزول ہوتا ہے حتیٰ کہ واردات کا نزول ہو کر سالک پر فنا کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

نیّاتِ مراقبات

صفائی باطن کا دوسرا طریقہ مراقبہ ہے، دل کو وساوس و خطرات سے خالی کر کے فیضِ خداوندی اور رحمتِ الٰہی کا انتظار کرنا اور اس فیض کا اس کے مَورد پر وارد ہونے کا لحاظ کرنا مراقبہ کہلاتا ہے جس لطیفہ پر فیضِ الٰہی وارد ہوتا ہے اس لطیفہ کو موردِ فیض کہتے ہیں۔ اب سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے مراقبات کی نیات و کیفیات اور اثرات درج کئے جاتے ہیں۔

سبق دہم، مراقبۂ احدیت نیّت: "میرے[1] لطیفۂ قلب پر اُس ذات والاصفات سے فیض آرہا ہے جو تمام کمالات اور خوبیوں کی جامع ہے اور جملہ عیوب و نقائص سے منزہ و پاک ہے اور اسمِ مبارک اللہ کا مسمّٰی ہے"۔ زبانِ خیال کے ساتھ یہ نیت کر کے فیضانِ الٰہی کے انتظار میں بیٹھا رہے۔ اس مراقبہ میں جمعیت اور حضورِ قلب کی نسبت حاصل ہونے کی طرف توجہ رکھنی چاہئے اور تنزیہ و تقدیسِ ذاتِ حق سبحانہٗ کا پوری طرح خیال رکھنا چاہئے ــــــــ اثرات: خطراتِ قلبی کے بالکلیہ زائل ہونے یا کم ہونے کو جمعیت کہتے ہیں، قلب کی توجہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف پیدا ہونے کو حضور کہتے ہیں۔ مراقبۂ احدیت میں سالک کو حق تعالیٰ کے ساتھ حضور اور اس کے ماسوٰی سے غفلت حاصل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ کم از کم چار گھڑی تک خطرے و وسوسے کے بغیر یہ حضور حاصل ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اس مراقبہ کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں (مراقبۂ احدیت کے بعد مراقباتِ مشارب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مشارب جمع مشرب کی ہے بمعنی راہ و گھاٹ۔ ان مراقبات کے ذریعہ سالک مقامِ فنا تک پہنچ جاتا ہے اس لئے

[1] فیض می آید از ذاتے کہ مستجمع جمیع صفات و کمال است ۱۲۵ و منزہ از ہر نقصان و زوال، موردِ فیض لطیفۂ قلبِ من است۔

marfat.com
Marfat.com

ان کو مناسبات کہتے ہیں۔ عالمِ امر کے ہر لطیفہ کی اصل عرش کے اوپر ہے چنانچہ لطیفۂ قلب کی اصل تجلیٔ افعالِ الٰہی ہے، لطیفۂ روح کی اصل تجلیٔ صفاتِ ثبوتیہ ہے، لطیفۂ سِرّ کی اصل تجلیٔ شیوناتِ ذاتیہ ہے، لطیفۂ خفی کی اصل تجلیٔ صفاتِ سلبیہ ہے، لطیفۂ اخفیٰ کی اصل تجلیٔ شانِ جامع ہے، جبتک ہر لطیفہ نورانی ہوکر اپنی اصل تک نہ پہنچے اس لطیفہ کی فنا حاصل نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ جب تک ہر مراقبہ کا اثر سالک کے لطیفہ پر محسوس نہ ہو ہرگز دوسرے مراقبہ کی تلقین نہ کی جائے ورنہ ماسوٰی کا خیال دل سے کبھی دُور نہ ہوگا اور اس کو مقامِ فنا تک جو ولایت کا پہلا قدم ہے رسائی نصیب نہ ہوگی۔

مراقباتِ مناسبات

سبق یازدہم، مراقبۂ لطیفۂ قلب[۱۱]

نیّت: سالک اپنے لطیفۂ قلب کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ قلبِ مبارک کے مقابل تصور کرکے زبانِ خیال سے جنابِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی[۵۱]! تجلیاتِ افعالیہ کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ قلب سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لطیفۂ قلب میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ قلب میں بھی القا فرما دے"۔ ——————

اثرات: اس لطیفہ کے مراقبہ میں اپنے افعال اور تمام مخلوق کے افعال سالک کی نظر سے پوشیدہ ہوجاتے ہیں اور ایک فاعلِ حقیقی کے فعل کے سوا اس کی نظر میں اور کچھ نہیں آتا۔ جب اس دید کا غلبہ ہوجاتا ہے تو سالک کائنات کی ذات و صفات کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات و صفات کا مظہر دیکھتا ہے اور ماسوٰی کو اسقدر بھول جاتا ہے کہ بتکلف یاد کرنے پر بھی یاد نہیں آتا اور دنیا کے غم و خوشی سے قلب متاثر نہیں ہوتا، اس کو فنائے لطیفۂ قلب کہتے ہیں۔

سبقِ دوازدہم، مراقبۂ لطیفۂ رُوح

نیّت: سالک اپنے لطیفۂ روح کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ روح کے مقابل تصور کرکے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی[۵۲]! تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ روح سے حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لطیفۂ روح میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ روح میں بھی القا فرما دے ——————

[۵۱] الٰہی فیض تجلیاتِ افعالیہ کہ از لطیفۂ قلب آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم در لطیفۂ قلب حضرت آدم علیہ السلام افاضہ فرمودہ بحرمت پیرانِ کبار در لطیفۂ قلب من القا کن — [۵۲] الٰہی تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ کہ از لطیفۂ روح آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم در لطیفۂ روح حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام افاضہ فرمودہ بحرمت پیرانِ کبار در لطیفۂ روح من القا کن

Marfat.com

صفاتِ ثبوتیہ، حیوٰۃ، علم، قدرت، سمع، بصر، ارادہ وغیرہ ہیں ـــــــ اثرات: لطیفۂ روح کی فنا اس وقت حاصل ہوتی ہے جب سالک کی نظر سے اپنی اور تمام مخلوقات کی صفات غائب ہو جائیں اور تمام صفات کی نسبت حق تعالیٰ ہی کی طرف نظر آئے۔ اس مقام میں جب سالک اپنے آپ سے اور تمام مخلوقات سے وجود کی نفی کرتا ہے جو کہ تمام صفات کی اصل ہے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے وجود کا اثبات نہیں کرتا تو ناچار توحیدِ وجودی کا قائل ہو جاتا ہے۔

سبق سیزدہم، مراقبہ لطیفۂ سِرّ

نیّت: سالک اپنے لطیفۂ سِرّ کو آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ سِرّ کے مقابل تصور کر کے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی! تجلیاتِ شیونِ ذاتیہ کا وہ فیض[1] جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ سِرّ سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لطیفۂ سِرّ میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ سِرّ میں بھی القا فرما دے" ـــــ شیون جمع ہے شان کی اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ شانِ ذاتیہ ہے کہ جس سے وہ صفاتِ ثبوتیہ کے ساتھ موصوف ہے قولہ تعالیٰ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (یعنی ہر روز وہ (اللہ تعالیٰ) ایک شان میں ہے) ـــــــ اثرات: فنائے سِرّ یہ ہے کہ سالک اس مقام میں اپنی ذات کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات میں مٹا ہوا پاتا ہے اور اسے ذاتِ حق تعالیٰ کے سوا اور کوئی ذات نظر نہیں آتی۔ جب سالک ذات وصفاتِ الٰہی میں فنا ہو جاتا ہے تو طعن وملامت کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی کسی تعریف وتوصیف کا خواہشمند رہتا ہے، صرف ذاتِ حق میں مستغرق رہتا ہے۔

سبقِ چہاردہم، مراقبہ لطیفۂ خفی

نیّت: سالک اپنے لطیفۂ خفی کو آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی کے مقابل تصور کر کے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی! تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ کا وہ فیض[2] جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لطیفۂ خفی میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ خفی میں بھی القا فرما دے" ـــــ صفاتِ سلبیہ کا مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے، وہ جسم وجسمانی، عرض وجوہر، مکانی وزمانی، حال ومحل، محدود ومتناہی ہونے سے بھی پاک ہے، بے جہت، بے کیف، بے نسبت اور بے مثل ہے

[1] الٰہی فیض تجلیاتِ شیونِ ذاتیہ کہ از لطیفۂ سرّ مبارک آں سرورِ علیہ الصلوٰۃ والسلام در لطیفۂ سرّ حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

اس کی ضد و ند، ہمسر و مثل ہونا اس کی پاک بارگاہ سے مسلوب و مفقود ہے، ماں باپ، زن و اولاد سے پاک ہے، کیونکہ یہ سب حدوث کے نشانات ہیں اور ان سے نقص لازم آتا ہے، تمام قسم کے کمالات حق تعالیٰ کی جناب کے لئے ثابت ہیں اس لئے امکان و حدوث کی صفات جو سراسر نقص و شرارت ہیں اس کی جنابِ پاک سے سب مسلوب سمجھنی چاہئیں ——— اثرات: اس لطیفہ کی فنا یہ ہے کہ سالک اس مقام میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کو تمام عالم سے ممتاز و منفرد پاتا ہے اور جمیع مظاہر سے مجرد و یگانہ دیکھتا ہے۔

سبقِ پانزدہم، مراقبۂ لطیفۂ اخفیٰ

نیّت: سالک اپنے لطیفۂ اخفیٰ کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ اخفیٰ کے مقابل تصور کر کے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی[۱۵]! تجلیاتِ شانِ جامع کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ اخفیٰ مبارک میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ اخفیٰ میں القا فرما دے" ——— صفات و شیونات کی اصل کو شانِ جامع کہتے ہیں ——— اثرات: اس لطیفہ کی فنا یہ ہے کہ سالک کو اخلاقِ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ اور اخلاقِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تخلق و اتصاف و آراستگی حاصل ہو جاتی ہے اور یہی اثرات آئندہ مقامات میں پختہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس مقام میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری طرح اتباع کرنا مفید ہوتا ہے۔

(تنبیہ) ان پانچوں مراقباتِ مشارب میں ہر مراقبہ کی نیت کر کے جب اس لطیفہ کے فیض کے انتظار میں بیٹھے تو ہر اُس لطیفہ کو جس میں مراقبہ کر رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے سلسلہ کے تمام بزرگوں کے اُس لطیفہ کے سامنے ان شیشوں کی مانند جو آپس میں ایک دوسرے کے سامنے ہوں فرض کر کے خیال کرے کہ اس لطیفہ کا خاص فیض جناب باری تعالیٰ سے آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لطیفہ میں آرہا ہے پھر سلسلہ کے تمام بزرگوں کے اس لطیفہ کے آئینوں میں سے منعکس ہو کر میرے اس لطیفہ میں آرہا ہے تاکہ حدیثِ قدسی أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ (یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں) کے بموجب اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔
نیز جاننا چاہئے کہ عالمِ امر کے ان پانچوں لطائف کی فنا حاصل ہونے کے بعد دائرۂ امکان

[۱۵] الٰہی فیض تجلیاتِ شانِ جامع کہ در لطیفۂ اخفائے آں سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام افاضہ فرمودۂ بطفیل پیرانِ کبار در لطیفۂ اخفائے من القا کن۔

marfat.com
Marfat.com

کی سیر ختم ہو جاتی ہے اس سیر میں جمعیت، حضور، جذبِ لطائف بسوئے اصولِ خود اور حالات و واردات (جو فوق سے سالک پر وارد ہوتے ہیں اور سالک ان کو برداشت کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے) کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

سبقِ شانزدہم[16]، مراقبۂ معیت

نیّت: سالک اس مراقبہ میں آیہ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (یعنی وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے) کے معنیٰ کا خیال کر کے خلوصِ دل کے ساتھ زبانِ خیال سے یہ تصور کرے کہ "اس ذاتِ پاک سے جو میرے ساتھ اور کائنات کے ہر ذرے کے ساتھ ہے جس کی صحیح کیفیت حق تعالیٰ ہی جانتا ہے میرے لطیفۂ قلب پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشا و مبدأ ولایتِ صغریٰ کا دائرہ ہے جو اولیائے عظام کی ولایت اور اسماء و صفاتِ مقدسۂ الٰہی کا ظل ہے" ——— اثرات: اس مرتبہ میں فنائے قلبی حاصل ہوتی ہے اور دائرۂ امکان کے باقی اثرات کی تکمیل ہوا کرتی ہے، اس مقام میں تجلیاتِ افعالیہ الٰہیہ میں سیر واقع ہوتی ہے، توحیدِ وجودی و ذوق و شوق و آہ و نالہ و استغراق و بیخودی و دوامِ حضور و نسیانِ ماسوا جس کو فنائے قلب بھی کہتے ہیں حاصل ہو جاتا ہے، اس مقام میں ذکر تہلیلِ لسانی توجۂ قلبی کے ساتھ کرنا بہت فائدہ بخشتا ہے، اور توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کر لیتی ہے۔ پس جب لوحِ دل سے ماسوٰی کا خیال مٹ جائے اور توجہ الی اللہ میں اسقدر محویت و استغراق ہو جائے کہ تکلّف سے بھی غیر کا خیال پیدا کرنا دشوار ہو جائے اور تمام دنیوی تعلقات کا رشتہ دل سے ٹوٹ جائے تو فنائے قلبی حاصل ہو جاتی ہے جو کہ ولایت کا پہلا قدم ہے اور باقی کمالات کا حاصل ہونا اس پر موقوف ہے۔

(فائدہ) حضراتِ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا سلوک یہیں تک ہے اس سے آگے کے اسباق بالتفصیل حضرتِ حق جل مجدہٗ کی جناب سے حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کو مرحمت ہوئے ہیں جن کی تفصیل آگے درج ہے۔ اس مقام کی تکمیل پر اکثر مشائخ کرام سالک کو طریقہ سکھانے کی اجازت مرحمت فرما دیتے ہیں اور وہ اسی تبلیغ کے ضمن میں باقی سلوک کی تکمیل بھی کرتا رہتا ہے لہذا پیرِ طریقت کو چاہیئے کہ جب تک خود یا وجدانِ سالک سے اس کے حالات میں تغیر و تبدل، جذبِ تام اور کمالِ جمعیت و حضور کو ملاحظہ نہ کرے ان مقامات کے حاصل ہونے کی نسبت بشارت نہ دے کہ اس سے طریق عالیہ کی بدنامی ہے ــــ واضح رہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد کے سوا سب چیزوں کو بھولنا لطیفۂ قلب کی فنا

marfat.com
Marfat.com

ہے اور دوامِ حضور یعنی اس یاد میں دائمی طور پر ثابت قدم رہنا کہ کسی وقت بھی غافل نہ ہو لطیفۂ قلب کی بقا کہلاتی ہے اس کو دائرۂ ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اور حصولِ بقا کے بعد سالک حقیقت میں داخل ہوتا ہے۔

ولایتِ کبریٰ

جاننا چاہیئے کہ کمالِ فنا ولایتِ کبریٰ میں حاصل ہوتا ہے، ولایتِ کبریٰ سے مراد فنائے نفس اور رذائل سے اس کا تزکیہ اور انانیت و سرکشی کا زائل ہو جانا ہے اور اس کو دائرۂ اسماء و صفات و شیونات بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں تجلیاتِ خمسہ (افعالیہ، ثبوتیہ، شیونِ ذاتیہ، سلبیہ، شانِ جامع) کے اصول میں سیر واقع ہوتی ہے۔ دائرۂ ولایتِ کبریٰ تین دائروں اور ایک قوس (نصف دائرہ) پر مشتمل ہے وہو ھٰذا:۔

سبقِ ہفدہم، دائرۂ اولیٰ ۱۷

نیّت: سالک اس مراقبہ میں آیۂ کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (یعنی ہم بندہ کی رگِ جان (شہ رگ) سے بھی زیادہ قریب ہیں) کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھکر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو میری رگِ جان سے بھی زیادہ میرے قریب ہے اور اس قرب کی حقیقت حق تعالیٰ ہی جانتا ہے میرے لطیفۂ نفس اور عالمِ امر کے پانچوں لطائف پر فیض آرہا ہے فیض کا منشأ و مبدأ ولایتِ کبریٰ کا دائرۂ اولیٰ ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور ولایتِ صغریٰ کے دائرہ کی اصل ہے"۔ اس دائرۂ اولیٰ کا نصفِ اسفل اسماء و صفاتِ زائدہ پر اور نصفِ علیٰ شیوناتِ ذاتیہ پر مشتمل ہے، انسان کی جان صفاتِ الٰہیہ کا ظل ہے اور ظل اصل کے ساتھ قائم ہوتا ہے اس لئے اصل ظل سے وجودِ مخلوق کے زیادہ قریب ہے اور اقربیت و معیت کا معاملہ عقل کی حدود سے باہر اور کامل انکشاف پر موقوف ہے۔

سبقِ ہژدہم، دائرۂ ثانیہ ۱۸

نیّت: سالک اس مراقبہ میں آیۂ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (یعنی اللہ تعالیٰ اُن کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں) کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اُس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشأ و مبدأ ولایتِ کبریٰ کا دائرۂ ثانیہ ہے جو انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور دائرۂ اولیٰ کی اصل ہے"۔

سبقِ نوزدہم، دائرۂ ثالثہ ۱۹

نیّت: سالک اس مراقبہ میں آیۂ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آرہا ہے فیض کا منشأ و مبدأ ولایتِ کبریٰ کا

دوست می دارد و من او را دوست می دارم منشاءِ فیض دائرۂ ثانیہ ولایتِ کبریٰ است که ولایتِ انبیاءِ عظام و اصل دائرۂ اولیٰ است مورد فیض لطیفۂ نفس

marfat.com
Marfat.com

دائرہ ثالثہ ہے جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور دائرہ ثانیہ کی اصل ہے۔

سبقِ ہشتم، قوس

نیت: سالک اس مراقبہ میں بھی آیۂ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آرہا ہے فیض کا منشا و مبدأ ولایتِ کبریٰ کی قوس ہے جو انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور دائرہ ثالثہ کی اصل ہے"۔ پس دوسرے دائرہ میں پہلے دائرہ کی اصل میں سیر واقع ہوگی اور تیسرے دائرہ میں اس اصل کی اصل میں اور قوس میں اصلِ اصل کی اصل میں سیر واقع ہوگی، یہ اصولِ ثلاثہ حضرت ذات میں اعتبارات ہیں جو کہ صفات و شیونات کے مبادی ہیں۔

ہر سہ دائرہ اور قوس کے اثرات: نظرِ کشفی میں ان تینوں دائروں اور قوس کے حصول میں امتیاز و فرق ضعف و قوت میں کثرت و قلتِ انوار ہے اور نسبتِ فوق نیچے والی نسبت سے زیادہ بے رنگ ہوتی ہے یعنی اس طرح پر کہ پہلے دائرہ اقربیت میں آگے کے ڈھائی دائروں سے زیادہ قوت اور انوار کی کثرت ہے دوسرے دائرے میں اس سے کم اور ضعیف اور تیسرے میں دوسرے سے کم اور ضعیف اور قوس میں اس سے کم اور ضعیف، بعض کشف والی طبیعتوں پر ہر دائرہ سورج کی ٹکیہ کی مانند منور ظاہر ہوتا ہے اور جسقدر یہ دائرہ منکشف ہوتا ہے اسی قدر نور کی چمک ظاہر ہوتی اور بڑھتی رہتی ہے اور جتنا دائرہ طے ہونے سے باقی رہتا ہے آفتاب کے کسوف (گرہن) کی مانند نظر آتا ہے اور اس مقام میں نفس کو استہلاک و اضمحلال (ہلاک ہونا اور گھٹنا) ہوتا ہے۔ ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جس طرح کہ دھوپ میں برف پگھلتا ہے یا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے اور عین اور اثر زائل ہو جاتے ہیں اور وجود کا نام و نشان باقی نہیں رہتا یعنی سالک اپنے وجود کو حضرتِ حق جل مجدہٗ کے وجود کا پرتو اور اپنے وجود کے توابع کو حق جل مجدہٗ کے وجود کے پرتو کے توابع جانتا ہے (اور یہ محو و اضمحلال نظری ہے یعنی سالک کا وجود و تعین اس کی نظر سے جاتا رہتا ہے حقیقت اور نفس الامر میں محو نہیں ہوتا) نفس کی انانیت اور سرکشی ٹوٹ جاتی ہے اور صفاتِ رذیلہ حسد، بخل، حرص، کینہ، تکبر، بڑائی، حُبِّ جاہ وغیرہ سے اس کا تزکیہ (صفائی) ہو جاتا ہے، شرحِ صدر، صبر و شکر، رضا بر حکم قضا، ورع، تقویٰ و زہد وغیرہ صفاتِ حمیدہ پیدا ہو جاتی ہیں، فیضِ باطن کا معاملہ جو پہلے دماغ سے تعلق رکھتا تھا اب سینے سے متعلق ہو جاتا ہے اس وقت شرحِ صدر حاصل ہوتا ہے اور حسبِ استعداد سینہ میں اسقدر وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے اگرچہ سیرِ قلبی میں بھی وسعتِ قلب بہت ہوتی ہے لیکن وہ فقط قلب تک ہی محدود ہوتی ہے اور وسعتِ صدر

ــــ
ــہ از صفحہ گذشتہ "فیض می آید از ذاتیکہ او مرا دوست میدارد و من او را دوست می دارم منشاءِ فیض دائرہ ثالثہ ولایتِ کبریٰ است کہ ولایتِ انبیاءِ عظام و اصل

marfat.com

Marfat.com

تمام سینے میں خصوصاً لطیفۂ اخفیٰ میں ہوتی ہے، احکامِ الٰہی کے ادا کرنے میں بلا چون وچرا مشغول ہو جاتا ہے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے، مواعیدِ الٰہی پر کامل یقین ہو جاتا ہے نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے، توحیدِ شہودی جلوہ گر ہو کر حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے یعنی حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت وکبریائی سالک کے سامنے جلوہ گر ہو کر باطن پر ہیبتِ الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور تمام احوال میں راضی برضائے الٰہی رہتا ہے اور اپنی نیتوں کو قصور وار دیکھتا ہے اور اپنے عملوں کو ناقص جانتا ہے۔ ان دائروں اور قوس کے مراقبات کے زمانے میں ذکر تہلیلِ لسانی معنی ودیگر شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے کرنا ترقی بخشتا ہے — اسماء وصفات کے ظلال (جو کہ انبیاء وملائکہ کرام علیہم السلام کے سوا تمام مخلوقات کے مبادیٔ تعینات ہیں) کی سیر کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اور اس میں توحیدِ وجودی و ذوق و شوق ودوامِ حضور ونسیانِ ماسوا وغیرہ کی صورت حاصل ہوتی ہے جس کو فنائے قلب کہتے ہیں، ولایتِ کبریٰ میں اسماء وصفات وشیوناتِ الٰہیہ میں سیر واقع ہوتی ہے جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مبادیٔ تعینات ہیں اور اس میں فنا کی حقیقت حاصل ہوتی ہے جس کو فنائے نفس کہتے ہیں۔ ولایتِ صغریٰ اور ولایتِ کبریٰ کی سیر اسم الظاہر میں ہوتی ہے اسی لئے اس کو اسم الظاہر کا سلوک کہتے ہیں اور یہ مراقبہ اسم الظاہر پر ختم ہوتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے۔

سبقِ بست ویکم[۲۱]، مراقبۂ اسم الظاہر	نیت: "اس ذات سے جو اسم الظاہر کا مسمّٰی ہے میرے لطیفۂ نفس اور عالمِ امر کے پانچوں لطیفوں پر فیض آرہا ہے۔"

یہ نیت کرکے بدستور فیض اخذ کرے — اثرات: اس مراقبہ میں زیادہ فیض لطیفۂ نفس پر وارد ہوتا ہے اور اس میں انوار سفید مائل بہ سبزی معلوم ہوتے ہیں، ایک قسم کی خنکی وآرام اور استغراقِ کامل کے ساتھ اسرار و مظاہر ہویدا ہوتے ہیں، ولایتِ کبریٰ کی نسبت باطن میں فراخی اور قوت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح ہر اوپر کے دائرے میں نیچے والے کی نسبت تقویت اور تکمیل ہوتی رہتی ہے۔

ولایتِ کبریٰ کے محاذات ومقابل میں **دائرۂ سیفِ قاطع** ہے، جب سالک اس دائرہ میں قدم رکھتا ہے تو وہ اپنی ہستی کو کاٹنے والی تلوار کی مانند کاٹ ڈالتا ہے اور اس کا نام ونشان نہیں چھوڑتا۔ یہ دائرہ داخلِ سلوک نہیں بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں — ولایتِ کبریٰ کے دائروں اور مراقبہ اسم الظاہر میں تہلیلِ لسانی معنی کا خیال رکھتے ہوئے بطریقِ مذکور کرنا بہت فائدہ دیتا ہے۔

[۲۱] نیتِ مراقبۂ اسم الظاہر: فیض می آید از ذاتے کہ مسمّٰی است باسم الظاہر بر لطیفۂ نفس و لطائفِ خمسۂ عالمِ امرِ من است۔

marfat.com
Marfat.com

ولایتِ کبریٰ کی تکمیل یعنی مراقبۂ اسم الظاہر کے بعد ملائکۂ عظام کے مبادیٔ تعینات میں سیر واقع ہوتی ہے جو ولایتِ علیا کہلاتی ہے اور اس سیر کو اسم الباطن کی سیر کہتے ہیں اس کے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے:۔

سبقِ بست و دوم، مراقبۂ اسم الباطن

نیت: "اس ذات سے جو اسم الباطن کا مسمّٰی ہے میرے عناصرِ ثلاثہ (علاوہ عنصرِ خاک) یعنی آگ، پانی، ہوا پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشا دائرہ ولایتِ علیا ہے جو ملائکۂ عظام کی ولایت ہے"۔ یہ نیت کرکے عناصرِ ثلاثہ پر فیض حاصل کرنے کا خیال کرے ——— اثرات: اس مراقبہ میں عناصرِ ثلاثہ کو توجہ و حضور و عروج و نزول حاصل ہوتا ہے، باطن کے اندر عجیب وسعت اور ملاءِ اعلیٰ (فرشتوں کی دنیا) کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے لگیں۔ اس مقام میں ذکرِ تہلیلِ لسانی اور نفل طولِ قرات کے ساتھ بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے اور رخصت پر عمل کرنا بہتر نہیں بلکہ عزیمت پر عمل کرنے سے ترقی ہوتی ہے کیونکہ رخصت پر عمل کرنے سے سالک بشریت کی طرف کھنچ جاتا ہے اور عزیمت پر عمل کرنے سے فرشتوں کی صفت کے ساتھ مناسبت پیدا ہوتی ہے جسقدر فرشتوں کی صفت کے ساتھ مناسبت بڑھے گی اسی قدر اس ولایت میں ترقی ہوگی، کبھی یہ دائرہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اسماء و صفاتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس دائرہ کو سورج کی شعاعوں کی مانند احاطہ کرلیتی ہیں اور کبھی شعاعوں کے خطوط کے بغیر بھی یہ دائرہ ظاہر ہوتا ہے اور کمال بے رنگی ظاہر ہوتی ہے اور اس میں اسماء و صفاتِ الٰہی اپنے مسمّٰی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ اسم الظاہر و اسم الباطن کی سیر میں فرق یہ ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کے ملاحظہ کے بغیر محض تجلیاتِ صفاتی ظاہر ہوتی ہیں اور اسم الباطن کی سیر میں اگرچہ اسماء و صفات کی تجلیات بھی وارد ہوتی ہیں لیکن کبھی کبھی ذات تعالت و تقدست بھی مشہود ہوجاتی ہے اس کے اسرار بہت ہی پوشیدہ رکھنے کے لائق ہیں۔

جب اسمِ ظاہر و باطن کے دو پر سالک کو حاصل ہوگئے تو اب بات آسان ہوگئی۔ اس مقام تک سالک کی سیر ظلال یا صفات میں تھی اس کے بعد سالک کا معاملہ حضرتِ ذات تعالیٰ و تقدس کے ساتھ شروع ہوگا اور اس کی سیر تجلیٔ ذاتی دائمی میں واقع ہوگی، تجلیٔ ذاتی دائمی کے تین درجے ثابت کئے گئے ہیں مرتبۂ اول کو کمالاتِ نبوت، مرتبۂ دوم کو کمالاتِ رسالت، مرتبۂ سوم کو کمالاتِ اولوالعزم کہتے ہیں تفصیل آگے درج ہے:۔

سبقِ بست و سوم، مراقبۂ کمالاتِ نبوت

نیت: "اس ذاتِ محض سے جو منشاءِ کمالاتِ نبوت ہے میرے لطیفۂ عنصرِ خاک پر فیض آرہا ہے"۔ یہ نیت کرکے

---

[1] فیض می آید از ذاتیکہ مسمّٰی است باسم الباطن منشاءِ فیض دائرہ ولایتِ علیا است کہ ولایتِ ملائکہ ملاءِ اعلیٰ است مورد فیض عناصر

marfat.com

Marfat.com

تجلیٔ ذاتی دائمی کا فیض بے پردۂ اسماء و صفات حاصل کرے ــــ اثرات: اس مقام پر پہلے والے معارف سب مفقود ہو جاتے ہیں اور تمام سابقہ باطنی حالات بیکار اور بُرے معلوم ہونے لگتے ہیں، نسبتِ باطن میں کمال وسعت و بے رنگی و بے کیفی اور یاس و حرمان حاصل ہوتے ہیں، اور ایمانیات و عقائدِ حقّہ میں یقین قوی ہو جاتا ہے اور استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے مصداق یافت اور ادراک یہاں پر نارسائی کی علامت ہے۔ اس مقام کے معارف و حقائق انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں ہیں اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسرارِ مقطعاتِ قرآنی حاصل ہوتے ہیں اور باطن میں اسقدر وسعت ہو جاتی ہے کہ ولایاتِ صغریٰ و کبریٰ و عُلیا اس کے سامنے بالکل لاشیٔ اور محض تنگ معلوم ہوتی ہیں، ان مذکورہ تینوں ولایتوں میں البتہ ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت پائی جاتی ہے اگرچہ صورت و حقیقت کی مناسبت ہوتی ہے لیکن اس مقام میں نسبت بھی مفقود ہے ــــ سابقہ حالاتِ باطن کے مفقود ہو جانے، یاس و ناامیدی پیدا ہونے اور اپنے آپ کو قصوروار دیکھنے حتیٰ کہ اپنے آپ کو کافرِ فرنگ سے بھی بدتر جاننے کے باوجود اس کو وصلِ عریانی کی حقیقت حاصل ہو جاتی ہے، اس سے پہلے جو وصل حاصل تھا وہ دائرۂ وہم و خیال میں داخل تھا، اس جگہ وصول ہے حصول نہیں ہے اور اس مقام میں دید کی تشبیہ حاصل ہوتی ہے اگرچہ دید کا وعدہ آخرت میں ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے ــــ صفائیٔ وقت، حقیقتِ اطمینان و اتباعِ آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو کر احکامِ شرعیہ، اخبارِ غیب، وجودِ حق و صفاتِ حق سبحانہٗ، معاملۂ قبر و حشر و نشر و مافیہا و بہشت و دوزخ وغیرہ جن کی مخبرِ صادق ؐ نے خبر دی ہے اس مقام میں بدیہی اور عین الیقین کے درجہ پر حاصل ہو جاتے ہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اور ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کا بھید اس مقام میں ظاہر ہوتا ہے اور اس معاملے کی ایسی حقیقت سالک پر ظاہر ہوتی ہے کہ تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتی۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے اور متبعین کو انبیاء علیہم السلام کی متابعت و وراثت سے حاصل ہوتا ہے اس لئے اس مقام میں قرآن مجید کی تلاوت آداب و ترتیل کے ساتھ اور نمازِ نوافل کی کثرت آداب کی رعایت کے ساتھ اور حدیث شریف کے پڑھنے پڑھانے کا شغل اور اتباعِ سنّتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اذکار جو احادیث سے ثابت ہیں بہت فائدہ اور ترقی بخشتے ہیں، بلکہ یہ چیزیں حقائقِ سبعہ میں بھی جو آگے آئیں گے مفید اور موجبِ ترقی ہیں۔

سبقِ بست و چہارم، مراقبہ کمالاتِ رسالت

نیت: اس[۱] ذاتِ بحت سے جو کمالاتِ خاص رسالت کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی (مجموعہ

۱؎ یعنی [illegible] ہیئت وحدانی [illegible]

marfat.com
Marfat.com

لطائفِ عالمِ امر وخلق) پر فیض آرہا ہے۔“ یہ نیت کرکے تجلی ذاتی دائمی کا فیض حاصل کرے ــــــ
اثرات: اس مراقبہ میں بھی وہی کیفیاتِ مراقبہ نبوت یعنی بے رنگی و بے کیفی ولطافت وغیرہ مزید ترقی کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں۔ سالک کو حصولِ فنا وتصفیہ وتزکیہ لطائفِ عشرہ کے بعد عالمِ امر وخلق کے دسوں لطیفوں میں جو اعتدال پیدا ہوتا ہے اس ہیئت کو ہیئتِ وحدانی کہتے ہیں اس مقام میں اور بعد کے تمام مراقبات میں عروج ونزول وانجذاب تمام بدن کا حصہ ہے یعنی یہاں سے آخری سبق تک موردِ فیض سالک کی ہیئتِ وحدانی ہے، ان سب مقامات میں تلاوتِ قرآن مجید اور نماز بطولِ قنوت ترقی بخشتی ہے۔

سبق بست وپنجم ۲۵، مراقبہ کمالاتِ اولوالعزم

نیت: ”اس[له] ذاتِ بحت سے جو کمالاتِ اولوالعزم کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے۔“

اس نیت سے بطریق مذکور تجلیاتِ ذاتی دائمی کا فیض اخذ کرے ــــــ اثرات: اس مراقبہ میں ہر دو کمالاتِ سابقہ کی مثل فیض کے اثرات مرتب ہوتے ہیں پس ہر سہ کمالات میں تجلی ذاتی دائمی کا فیض بے پردہ اسماء وصفات حاصل ہوتا ہے نفس کے اندر کمال اضمحلال اور وسعتِ باطن ووصلِ عریاں وحضورِ بے جہت واتباعِ شریعت ومعارف وحقائق کا فیضان ہوتا ہے اور ہر مقام میں پہلے سے زیادہ وسعت و بے رنگی پیدا ہو جاتی اور اسرارِ مقطعاتِ قرآنی اور متشابہاتِ فرقانی کا انکشاف ہوتا ہے جو کسی طرح بیان وتحریر میں نہیں آسکتے اور عاشق (محب) ومعشوق (محبوب) کے رموز کہ جن کے کہنے اور سننے کی مجال نہیں ہے اس جگہ حاصل ہوتے ہیں، اس جگہ تلاوتِ قرآن مجید خاص کر نماز نوافل میں ترقی بخشتی ہے

(تنبیہ) اس دائرہ سے دائرۂ منصبِ قیومیت نکلتا ہے اور یہ دائرہ بھی داخلِ سلوک نہیں۔ اس مرتبۂ منصبِ قیومیت سے خاص انبیاء علیہم السلام اور امت میں خاص خاص اولیاء مشرف ہوئے ہیں، اس بندۂ خاص پر اسم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا فیضان نازل ہوتا ہے اور اس کی ذات سے تمام زمین وآسمان کا قیام رہتا ہے، اس کے بعد دو راستے ہیں، مرشد کامل کو اختیار ہے جس راستے سے چاہے آگے چلائے۔ ایک راستہ حقائقِ الٰہیہ کا ہے اور یہ تین دائرے ہیں (۱) حقیقتِ کعبہ ربانی (۲) حقیقتِ قرآن مجید (۳) حقیقتِ صلوٰۃ ــــ اور دوسرا حقائقِ انبیاء کا ہے اور یہ چار دائرے ہیں (۱) حقیقتِ ابراہیمی (۲) حقیقتِ موسوی (۳) حقیقتِ محمدی (۴) حقیقتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان دونوں کو ملا کر حقائقِ سبعہ کہتے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:۔

[له] فیض می آید از ذاتِ بحت کہ منشاءِ کمالاتِ اولوالعزم است موردِ فیض ہیئتِ وحدانی من۔

marfat.com
Marfat.com

سبقِ بست و ششم[۲۶]، مراقبۂ حقیقتِ کعبۂ ربانی

نیت: "[۱]اس ذات واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں اور جو حقیقتِ کعبۂ ربانی کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے" یہ نیت کرکے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور تمام ممکنات کا مسجود لہٗ ہونے کا مراقبہ کرے۔ اس مقام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی مشہود ہوتی ہے، سالک کے باطن پر ایک قسم کی ہیبت غالب ہوجاتی ہے وہ اپنے آپ کو اس شان سے متصف پاتا ہے اور ممکنات کی توجہ اپنی جانب جانتا ہے، جب اس مرتبہ پاک کی فنا و بقا حاصل ہوجائے تو مراقبۂ حقیقتِ قرآن مجید تلقین کرے۔

سبقِ بست و ہفتم[۲۷]، مراقبۂ حقیقتِ قرآن مجید

نیت: "[۲]اس کمال وسعت والی بے مثل و بے چون ذات سے جو منشاءِ حقیقتِ قرآن مجید ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ بعض اکابر نے اس مقام میں اس طرح دیکھا ہے کہ میں خانۂ کعبہ کے اوپر آگیا ہوں اور وہاں ایک زینہ رکھا ہوا ہے جس کے ذریعہ سے میں اوپر چڑھ کر حقیقتِ قرآن مجید میں داخل ہوا ہوں۔ اس مقام میں شرحِ صدر ہوجاتا ہے، وسعت و بے چونی میں احوال ظاہر ہونے لگتے ہیں، کلام الٰہی کے بطون و اسرار اس مقام میں ظاہر ہوتے ہیں اور کلام اللہ کے ہر حرف میں معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے، پند و نصائح و قصص و حکایات اور اوامر و نواہی وغیرہ کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے قرآن مجید پڑھنے کے وقت قاری کی زبان شجرۂ موسوی کا حکم حاصل کرلیتی ہے اور قاری کا تمام قالب (جسم) زبان بنجاتا ہے، قرآن مجید کے انوار کے ظاہر ہونے کی علامت غالباً عارف کے باطن کے اوپر ایک ثقل (بوجھ) کا وارد ہونا ہے بموجب آیۂ کریمہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (یعنی بیشک عنقریب ہم تجھ پر ایک بھاری قول ڈالیں گے) نسبتِ حقیقتِ کعبۂ معظمہ باوجود اس سب عظمت و کبریائی کے حقیقتِ قرآن مجید سے نیچے دکھائی دیتی ہے۔

(تنبیہ) اس دائرہ کے محاذات میں دائرہ حقیقتِ صوم واقع ہوا ہے، اس کے انوار و اسرار بھی اسی کے متعلق ہیں اور یہ دائرہ بھی داخل سلوک نہیں ہے۔

سبقِ بست و ہشتم[۲۸]، مراقبۂ حقیقتِ صلوٰۃ

نیت: "[۳]اس کمال وسعت والی بے مثل و بے چون ذات سے جو حقیقتِ صلوٰۃ کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ اثرات: اس مقام میں حضرتِ ذاتِ بیچون کی کمال درجہ کی وسعت ظاہر ہوتی ہے اور نماز کی حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے (نماز کے مدارج پہلے بیان ہوچکے ہیں) یہ مقام نہایت اعلیٰ و ارفع ہے۔

۱؎ فیض می آید از ذات بیچون که مسجود جمیع ممکنات است و منشاء حقیقت کعبۂ ربانی است بر ہیئت وحدانی من۔ ۲؎ فیض می آید از ذات بیچون حضرت ذات که منشاء حقیقت قرآن مجید است بر ہیئت وحدانی من۔ ۳؎ فیض می آید از کمال وسعتِ بیچون حضرت ذات که منشاء حقیقتِ صلوٰۃ است مورد فیض ہیئت وحدانی من۔

Marfat.com

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (ترجمہ: نماز مومنوں کے لئے معراج ہے) اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ (ترجمہ: بندہ نماز میں رب کے زیادہ نزدیک ہے) کا راز ظاہر ہوتا ہے، اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ حقیقتِ قرآن مجید اس کا ایک جزو اور حقیقتِ کعبہ اس کا دوسرا جزو ہے، سالک جب اس حقیقتِ مقدسہ سے بہرہ ور ہوتا ہے تو نماز ادا کرتے وقت اس دارِ فانی سے باہر ہو کر دارِ آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور حدیث اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ بطریقِ کمال جلوہ گر ہو جاتی ہے، سالک کو چاہیئے کہ نماز کی ادائیگی میں تمام سنن و آداب کی کما ینبغی رعایت کرے تاکہ حقیقتِ صلوٰۃ جلوہ گر ہو جائے۔ لوگ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کا ایک جمِّ غفیر اپنے اضطراب اور قبض کی تسکین و علاج راگ و نغموں کے پردے میں دیکھتے ہیں اور اپنے مطلوب کو سماع و وجد و تواجد میں تلاش کرتے ہیں اسی لئے وہ رقص و رقاصی کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں، اگر نماز کے کمالات کا ایک شمہ بھی ان پر ظاہر ہوتا تو کبھی سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے۔ ان ہر سہ حقائقِ الٰہیہ میں سالک کے تمام وجود میں اضمحلال سرایت کر جاتا ہے اور وسعتِ باطن بتدریج اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

سبقِ بست و نہم (۲۹)، مراقبہ معبودیتِ صرفہ

نیت[1]: "اس ذاتِ محض سے جو معبودیتِ صرفہ کا منشاء ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ اسی کو لاتعین بھی کہتے ہیں —— اثرات: اس دائرے میں سیرِ قدمی کو گنجائش نہیں یعنی پرواز سے اس میں پہنچ سکتا بلکہ سیرِ نظری ہی نظر یعنی فکر سے فیض لے سکتا ہے کیونکہ نظر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے، قدم صرف مقاماتِ عابدیت میں پہنچتا ہے اور یہ مقام معبودیتِ صرفہ ہے، اس جگہ عابدیت اور معبودیت میں فرق ظاہر ہوتا ہے اور اس بات کا یقینِ کامل بھی اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے کہ معبودِ حقیقی یعنی احدیتِ مجردہ کے سوا کوئی اور کسی قسم کی عبادت کا مستحق نہیں اگرچہ اسماء و صفات ہی کیوں نہ ہوں، گویا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اصل حقیقت اس جگہ منکشف ہوتی ہے کہ منتہیوں کیلئے اس کلمہ کے معنی لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ اور عابد معبود سے کما ینبغی جدا ہو جاتا ہے اور شرک یہاں جڑ بنیاد سے اکھڑ جاتا ہے۔ اس مقامِ مقدسہ میں نماز کی عبادت پر ترقی منحصر ہے۔

(فائدہ) حقائقِ الٰہیہ کی سیر یہیں تک تھی اب حقائقِ انبیاء کا بیان ہوتا اور یہ حقائقِ انبیاء جو کہ تعینِ حُبی میں واقع ہیں اصل میں ولایتِ کبریٰ میں داخل ہیں چونکہ آخر میں منکشف ہوئے ہیں اس لئے سیر و سلوک میں بھی آخر میں واقع ہوئے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ جس طرح حقائقِ الٰہیہ میں ترقی اللہ تبارک و تعالیٰ کے محض فضل پر موقوف ہے اسی طرح حقائقِ انبیاء میں ترقی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر موقوف

[1] فیض می آید از ذاتے کہ منشاءِ معبودیتِ صرفہ است موردِ فیض ہیئتِ وحدانی من۔

marfat.com
Marfat.com

جانیں جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے اسی طرح اپنی صفات وافعال کو بھی دوست رکھتا ہے، پس محبت کی دو قسمیں ہوئیں (۱) مُحِبّیت (۲) محبوبیت۔ محبیتِ ذاتیہ کے کمالات کا ظہور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوا، اور محبوبیت کی بھی دو قسمیں ہیں محبوبیت[1] ذاتی اور محبوبیت[2] صفاتی واسمائی۔ محبوبیت صفاتی واسمائی کا ظہور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیاء علیہم السلام میں متحقق ہوا، اور محبوبیتِ ذاتی کا ظہور حقیقتِ محمدی واحمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں متحقق ہوا۔ پس اول کمالاتِ صفاتی وحقیقتِ ابراہیمی میں سیر شروع ہوتی ہے پھر حقیقتِ موسوی میں پھر حقیقتِ محمدی واحمدی[3] میں سیر واقع ہوگی ہے۔ حقائق انبیاءؑ میں مراقبات کی تفصیل یہ ہے:-

سبقِ سی اُم[4] مراقبہ حقیقتِ ابراہیمی

نیت: "اس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"

اثرات: اس بلند مقام میں سالک کو حضرتِ حق سبحانہ کے ساتھ خاص انسیت اور محبوبیت ظاہر ہو کر کمالاتِ صفاتی ومحبوبیتِ اسماء کا ظہور ہوتا ہے مقامِ خُلّت اسی سے کنایہ ہے اور اس دائرہ کو دائرۂ خُلّت بھی کہتے ہیں اور یہ نہایت عجیب و کثیر البرکات مقام ہے، انبیاء علیہم السلام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں اور سید الابرار حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکمِ اتباعِ ملتِ ابراہیم حنیف[5] سے مامور فرمایا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ فرمائی جیسا کہ نماز میں پڑھتے ہیں، پس اس مقام میں درودِ ابراہیمی (نماز والا درود) پڑھنا بہت خیر وبرکت کا باعث ہے اور سالک کو ذاتِ حق سبحانہ کے ساتھ خاص اُنس وخلّت وبیخودی پیدا ہو جاتی ہے اور محبوبیتِ صفاتی جو کہ عالمِ مجاز میں خط وخال اور قد وعارض وغیرہ سے تعبیر کی جاتی ہے بطورِ عکس جلوہ گر ہوتی ہے اسی لئے سالک سوائے ذات کے کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا اگرچہ وہ اسماء وصفات ہوں یا ظلال اور مزاراتِ مشائخ کرام ہوں یا ارواحِ طیبہ وملائکہ کرامؑ، اس کو غیر اللہ سے مدد مانگنا اچھا نہیں لگتا "رَبِّي أَعْلَمُ بِحَالِي مِنْ سُؤَالِي" (ترجمہ میرا رب میرے حال کو میرے سوال سے زیادہ جانتا ہے) اس پر وارد رہتا ہے، لیکن اس مقام میں اسقدر بے رنگی نہیں ہے جتنی کہ محبوبیت ذاتی میں ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔ اس مقام میں سالک کو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خصوصیت معلوم ہوتی ہے لیکن چاہیئے کہ سوائے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی خصوصیت کے ساتھ کسی کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا طفیل سمجھے۔

[3] فیض کی ابتدا اسی جگہ سے ہوتی ہے کہ سالک کا حقیقتِ ابراہیمی کا انس ہو وہ حقیقت محبوبیت وحدانی میں۔

marfat.com
Marfat.com

سبقِ سی و یکم، نیت مراقبہ حقیقتِ موسوی [۳۱]

نیت: "اس ذات[۱] سے جو خود اپنا محب اور حقیقتِ موسوی کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے" —— اثرات: اس مقام کو دائرہ محبتِ ذاتیہ صرفہ بھی کہتے ہیں۔ اس مقام میں سالک کو کمالاتِ محبیت یعنی محبتِ ذاتی کے ظہور کے باوجود استغنا اور بے نیازی کا بھی ظہور ہوتا ہے حالانکہ یہ اجتماعِ ضدین ہے اور بعض طبیعتوں سے بعض وقت بے ساختہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (ترجمہ: اے میرے رب تو مجھے اپنی ذات کا جلوہ دکھا تاکہ میں تیری طرف دیکھوں) نکلنے لگتا ہے، بعض متحمل ہوتے ہیں اور برداشت کر لیتے ہیں اور اس عالی مقام میں ایسے کلمات کا ظہور کم ہی ہوتا ہے اور کم ہونا ہی مناسب ہے، اس مقام میں درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

سبقِ سی و دوم، مراقبہ حقیقتِ محمدی [۳۲]

نیت: "اس ذات[۲] سے جو خود اپنا ہی محب اور اپنا ہی محبوب ہے اور حقیقتِ محمدی کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے" —— اثرات اس مقام میں محبوبیتِ ذاتیہ کا محبیتِ ذاتیہ کے ساتھ مل کر ظہور ہوتا ہے اسلئے اس کو دائرہ محبوبیتِ ذاتیہ ممتزجہ کہتے ہیں اور اس کو حقیقت الحقائق اور تعینِ اول بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دوسرے انبیاء و ملائکہ کے حقائق کی اصل ہے اور دوسروں کے حقائق اس کے لئے ظل کی مانند ہیں، اس مقدس مقام میں خاص طرز پر فنا و بقا حاصل ہوتی ہے اور سرورِ دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کا اتحاد میسر ہو جاتا ہے اور رفعِ توسط جس کے اکابر اولیاء قائل ہوئے ہیں کے معنی اس مقام میں ظاہر ہوتے ہیں اور تابع (سالک) متبوع (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے رنگ میں ایسی مشابہت پیدا کر لیتا ہے گویا کہ ہر دو ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک ہی محبوب کے ہم آغوش و ہمکنار و ہم بستر ہیں اور دونوں شیر و شکر کی مانند ہیں۔ اور ان سب امور کے باوجود اس کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ محبت پیدا ہو جاتی ہے کہ امام الطریقہ حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے اس قول کے معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ "میں خدائے عزوجل کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے"۔ یہ مقام حقائقِ انبیاء اور آسمانی کتابوں کے اسرار کا جامع ہے، سالک اس مقام میں تمام جزوی و کلی دینی و دنیوی امور میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناسبت و مشابہت ہونے کو بہت ہی دوست رکھتا ہے، اس مقام کے اسرار

[۱] فیض می آید از ذاتے کہ محب خود و منشاءِ حقیقتِ موسوی است بر ہیئتِ وحدانی من۔

[۲] فیض می آید از ذاتے کہ محب خود و محبوبِ خود و منشاءِ حقیقتِ محمدی است بر ہیئتِ وحدانی من۔

Marfat.com

بے حاہیں جو نہ زبان پر لائے جاسکتے ہیں اور نہ ظاہری علم والوں کے لئے ان میں سے کوئی حصہ ہے،
اس مقام میں علمِ حدیث کی تعلیم کا شوق اور رغبت کلی حاصل ہوجاتی ہے، اس مقام میں درود شریف
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ
عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

سبقِ سی و سوم[۳۳] مراقبہ حقیقتِ احمدی

نیت: اس ذات سے جو اپنا ہی محبوب ہے اور حقیقتِ احمدی کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے" —— اثرات: یہ مقام محبوبیتِ ذاتی سے پیدا ہوا ہے اس لئے اس کو دائرۂ محبوبیتِ ذاتیہ صرفہ بھی کہتے ہیں، اسی لئے اس مقام میں استغنا اور بے نیازی کی شان زیادہ کامل ہوتی ہے اور اس مراقبہ میں نسبتِ سابقہ غلبۂ انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور عجیب غریب کیفیت حاصل ہوتی ہے کہ بیان و تحریر میں نہیں آسکتی۔ بعض سالک اس جگہ اپنے آپ کو بین یدی الرحمٰن (اللہ تعالیٰ کے سامنے) دیکھتے ہیں اور اسی خاصۂ محبوبیت کی وجہ سے حقیقتِ کعبہ بعینہٖ حقیقتِ احمدی ہے کیونکہ محبوبیت و مسجودیت دونوں حق تعالیٰ کے شیونات میں سے ہیں اور اس مقام میں محبوبیتِ ذاتی منکشف ہوتی ہے یعنی سالک ذاتِ حق سبحانہٗ کو بلا لحاظِ صفات دوست رکھتا ہے کیونکہ اس کی ذات ہی ایک ایسی ہے جو اس کے تمام نقش و نگار کی موجب ہے —— سبحان اللہ! احمد عجب اسم سامی ہے جو کلمۂ مقدسہ احد سے حلقۂ میم کے ساتھ مرکب ہے جو کہ خدائے تعالیٰ کے پوشیدہ بھیدوں میں سے ہے پس احد لاشریک لہٗ ہے اور حلقۂ میم عبودیت کا طوق ہے جو کہ بندہ کو مولیٰ سے متمیز کرتا ہے پس بندہ وہی حلقۂ میم ہے اور احد اس کی تعظیم کے لئے آیا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کو ظاہر کیا ہے۔

چو نام ایں است نام آور چہ باشد مکرم تر بود از ہر چہ باشد

ترجمہ: جب ایسا نام ہے تو صاحبِ نام مکرم اور معزز سب سے ہوگا

اس جگہ بھی درود شریف مذکورہ حقیقتِ محمدی کا وِرد مفید ہے۔ غرض حقائقِ انبیاء میں الفت و انسیتِ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور خصوصاً سردارِ دوجہاں فخرِ انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل طور پر ہوجاتی ہے —— جاننا چاہئے کہ وہ فنا و بقا جس پر ولایت موقوف ہے شہودی فنا و بقا ہے جو کہ نظر کے اعتبار سے ہے صفاتِ بشری اس فنا و بقا میں صرف پوشیدہ ہوجاتی ہیں زائل و فانی نہیں

لہ یعنی ابداً و ازلاً محبوبِ حقیقی و معشوقِ حقیقت احمدی کا منشا اور فیض ہیئتِ وحدانی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ہوتیں لیکن فنائے تعین محمدی میں صفاتِ بشری کیلئے زوالِ وجودی متحقق ہے اور جسد سے نکل کر روح کی طرف منتقل ہونا ثابت ہے اور بقا کی جانب میں بھی اگرچہ بندہ حق نہیں ہوجاتا اور بندگی سے نہیں نکلتا لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ کے بہت نزدیک ہوجاتا ہے اور معیت زیادہ تر پیدا کرلیتا ہے اور اپنے آپ سے دور تر ہوکر احکامِ بشری اس سے مسلوب ہوجاتے ہیں۔

سبق سی وچہارم، مراقبہ حُبِّ صرف ۳۴

نیت:[1] "اس ذات سے جو حُبِّ صرف کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ اس جگہ حبِ صرف ذاتی کے لحاظ سے مراقبہ کرے —— اثرات: اس مقام میں نسبتِ باطن میں کمال بلندی و بے رنگی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مرتبہ حضرتِ ذاتِ مطلق ولاتعین کے بہت قریب ہے اس لئے کہ جو چیز سب سے پہلے ظہور میں آئی وہ حُبّ ہے جو منشاءِ ظہور و مبداءِ خلق ہے اصل میں حقیقتِ محمدی یہی ہے اور جو پہلے بیان ہوئی وہ اس کا ظلّ ہے۔ — یہ مقام حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حقائق اس مقام میں ثابت نہیں ہوتے اور اس میں سیر قدمی نہیں ہے بلکہ سیر نظری ہے اور نظر بھی عاجز و درماندہ و سرگرداں ہے ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسنِ تو بسیار   گل چینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

(ترجمہ: ہماری نگاہ کا دامن تنگ ہے اور آپ کے حُسن کے پھول بے شمار ہیں، آپ کے حُسن کی بہار کے پھول چُننے والے کو دامن کی تنگی کی شکایت ہے) اس مقام میں بھی درود شریف مذکورہ حقیقتِ محمدی کا وِرد ترقی بخشتا ہے۔

سبق سی وپنجم، مراقبہ لاتعین ۳۵

نیت:[2] "اس ذاتِ بحت سے جو دائرہ لاتعین کے فیض کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"

—— اثرات: اس مقام میں حضرتِ ذات کا اطلاق ہے اور تعینِ اول یعنی حُبّی سے پہلے ہے اسی لئے لاتعین کہتے ہیں اس مقام میں اس ذات سے فیض حاصل کرنے کا مراقبہ کیا جاتا ہے جو تعینات سے پاک و مبرا ہے، یہ مقام بھی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور یہاں بھی سیر نظری بعجز و درماندگی ہے ؎

[1] فیض می آید ازاں ذات پاک کہ منشاء حب صرف است مورد فیض ہیئت وحدانی من۔ [2] فیض می آید ازاں ذات بحت کہ منشاء دائرہ لاتعین است مورد فیض ہیئت وحدانی من۔

marfat.com
Marfat.com

اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الذَّاتِ اِدْرَاکٌ ۔ وَالْقَوْلُ بِدَرْکِ الذَّاتِ اِشْرَاکٌ

(یعنی: ذاتِ حق کے ادراک سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے اور ادراک ذاتِ حق کا دعویٰ شرک ہے۔)

خلاصۂ اسباقِ نقشبندیہ مجددیہ

یہ بیان مقاماتِ طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کا انتصار و ایجاز کے طور پر ہے، اور اس تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ اول استغراق جذباتِ غائب میں حاصل ہوتے ہیں اس کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد استہلاک و اضمحلال نفس میں پیدا ہونا اور توحیدِ وجودی حاصل ہوتی ہے اس کو ولایتِ کبریٰ کہتے ہیں، پھر توحیدِ شہودی اور کمال استہلاک واضمحلال اور فنائے انانیت حاصل ہوتی ہے اس کو کمالاتِ انبیا کہتے ہیں۔ اس کے بعد تمام وجود میں اضمحلال حاصل ہوتا ہے اور بتدریج وسعتِ باطن و کمالِ وسعت حاصل ہوتا ہے اس کو حقائقِ الٰہیہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد انبیا علیہم السلام کے ساتھ انس و محبت و الفت خصوصاً سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے متبعین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور ایمانیات و عقائدِ حقہ میں بھی قوت حاصل ہو جاتی ہے اس کو حقائقِ انبیاء کہتے ہیں۔ جو شخص ان مقاماتِ عالیہ کے مراقبات میں کثرت کرتا ہے وہی ان مقامات کی ترقی و بساطت اور بیرنگی میں فرق کر سکتا ہے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَصْحَابِھِمْ وَاٰلِھِمْ اَجْمَعِیْنَ ٭

جاننا چاہئے کہ اس طریق کا ہر شخص ان تمام مقامات کو نہیں پہنچتا بلکہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے قرب کے اس درجے تک امتیاز حاصل کرتا ہے، نیز جاننا چاہئے کہ ان مقاماتِ قرب کا ہر دائرہ بے نہایت ہے اور دائرہ کا پورا ہونا اس اعتبار سے ہے کہ سالک کا جو کچھ حصہ اس وقت اس دائرہ میں مقدر تھا پورا ہونے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے ورنہ قرب کے مقامات کے دائرہ کا پورا ہونا جو کہ بے نہایت ہے کوئی معنی نہیں رکھتا اور بہت کم لوگ ہوں گے جو اپنی سیر کو آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں ورنہ ہر شخص اپنے وجدان سے اپنے احوال میں تبدیلی کے ذریعے دیکھتا ہے اور اس وجدان کو بنظرِ کشف جہل کہتے ہیں اور ان مقامات کا حصول مرشد کی توجہ سے سہل ہوتا ہے ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق ۔ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق[1]

[1] یعنی خدا اور خاصانِ خدا کی عنایت کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تصفیۂ باطن کا تیسرا طریقہ **رابطۂ شیخ** ہے، اگر مرشدِ کامل شہودِ ذاتی کا واصل ہو تو قوی النتیجہ ہو اور یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو تو اس کی توجہ سے تھوڑے زمانے میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا۔ پس طالب جب اپنے مرشد کی صحبت میں رہے تو اپنی ذات کو مرشد کی محبت کے سوا ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر دے، اس کی طرف سے فیض کا منتظر رہے، دل کی جمعیت سے اس فیض کی حفاظت کرے، آدابِ صحبتِ شیخ کی پوری پوری رعایت کرے، شیخ کی رضاجوئی کا طالب رہے شیخ کامل کی صحبت میں اس کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل کی غفلت دُور ہو جاتی ہے اور اس کی محبت کے اثرات سے مشاہدۂ الٰہی کے انوار سے دل روشن ہو جاتا ہے، اور جب شیخ کی صحبت سے دُور ہو تو اُس کی صورت کو اپنے خیال میں محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کر کے استفادہ کیا کرے اس کو رابطۂ شیخ یا تصورِ شیخ کہتے ہیں، اس سے دل کے وساوس و خطرات و خیالات دُور ہو جاتے ہیں لیکن اس میں افراط سے بچنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ صورت پرستی تک نوبت پہنچے اور شریعت کی مخالفت ہو جائے صرف اسقدر کافی ہے کہ یہ خیال کرے کہ جس طرح ذکر سیکھتے وقت شیخ کی صحبت میں بیٹھا تھا اب بھی تصور میں گویا کہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے جو فیضانِ الٰہی شیخ کے قلب میں آ رہا ہے اس کے قلب سے میرے قلب میں آ رہا ہے۔ عدمِ صحبت کے زمانہ میں بھی آداب کی رعایت اور خط و کتابت جاری رکھے۔

مرشد کو چاہئے کہ ہر سبق کے لئے توجہ خاص کے ذریعے مرید کے موردِ فیض پر فیض القا کرے اور توجہ کا طریقہ جو مشائخ میں معمول ہے یہ ہے:۔

طریقِ توجہ شیخ مرید کو اپنے سامنے بٹھا کر اور اپنے آپ کو سب کاموں اور خیالوں سے خالی کر کے اپنے نفسِ ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا ڈالنا منظور ہو متوجہ ہو، اور دل کی توجہ صرف مرید[1] کے حال پر کرے اور اپنی پوری اور قوی ہمت کے ساتھ تصور کرے کہ مجھ میں سے کیفیت و جذب و انوار و فیوض مرید میں سرایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے طالب کی لیاقت اور استعداد کے موافق اس کو انوار و برکات

[1] شیخ اپنے قلب کو مرید کے قلب پر سمجھے یا جس لطیفہ یا مقام کی توجہ دے اپنے اس لطیفہ کو مرید کے لطیفہ کے مقابل سمجھ کر غیر کے خطرہ کو اس کے قلب پر آنے سے روک کر جذبۂ قلبی کے ساتھ مرید کے دل کو اپنی طرف کھینچے تاکہ توجہ کے اثر سے مرید کے اس لطیفہ میں جنبش آئے اور ذکر جاری ہو اور ذکر کا نور قوت پکڑے۔ اسی طرح ایک ساعت یا کم زیادہ متوجہ رہے اور اس سلسلہ کے بزرگوں کی ارواحِ متبرکہ کو اپنے شاملِ حال سمجھ کر اس تصرف کو ان کی امداد سمجھے۔

marfat.com
Marfat.com

حاصل ہوں گے اور جس مقام کے فیض کو منتقل کرے گا اس کے انوار و ترقیات بفضلہ تعالیٰ ظاہر ہوں گے[1]۔ اگر مرید حاضر نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرتے ہیں اور اس کے کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں۔ بعض مشائخ اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر اسم ذات وغیرہ کی ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں کیونکہ اس سے حرارتِ قلب اور نفیٔ خواطر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو دشوار کام پیش آئے ہمتِ تصرف کر کے اللہ تعالیٰ سے اس کا حل طلب کرے انشاءاللہ سب تماشا ظاہر ہوگا اور ہمت سے مراد آرزو اور طلب کی صورت میں دل کا جمع اور ارادہ کا مضبوط ہونا ہے اس طرح پر کہ دل میں سوائے اس مراد کے اور کوئی خطرہ نہ آنے پائے اور یہ فنا و بقا کی نسبت حاصل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور یہ تصرفات اکثر اوسط درجے کے سالکوں سے واقع ہوتے ہیں اور منتہیوں سے امورِ کونیہ میں التفات نہ ہونے کی وجہ سے کم ظاہر ہوتے ہیں۔ اب چند تصرفات امورِ کونیہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سلبِ امراض اپنے نفس کو تمام خطروں سے خالی کر کے اپنے آپ کو اس بیماری میں مبتلا خیال کرے جو مریض کو ہے پس مریض کی بیماری اس شخص صاحبِ تصرف کی طرف منتقل ہو جائے گی اور یہ بات عجائباتِ قدرت اور اس کی مخلوق میں صنعتِ الٰہی سے ہے ــــ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو سامنے بٹھا کر پانچ سو سانس کی مقدار اس کے مرض کو سلب کریں اس طرح پر کہ تصور کریں کہ جو سانس اندر جاتا ہے شخصِ مقابل کی جسمانی بیماریاں اس کے جسم سے نکالی اور کھینچی ہیں اور جو سانس کہ باہر آتا ہے تصور کرے کہ وہ بیماریاں روئے زمین پر گر رہی ہیں اور سلب کرنے والے کے اندر سے باہر آرہی ہیں تاکہ سلب کرنے والا متاثر و متاذی نہ ہو اور تضرع و زاری و مناجات یا مَنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وغیرہ جنابِ کبریا میں کرنا لازمی ہے اور بعض اکابر استخارہ کے بغیر سلب تجویز نہیں فرماتے تاکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی و نامرضی معلوم ہو جائے ــــ اور یہی طریقہ امراضِ روحانی کے سلب کا بھی ہے اور سلبِ

---

[1] ازالۂ گناہ، القائے توبہ، حلِ مشکلات اور سلبِ امراض کے لئے بھی توجہ ڈالی جا سکتی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نسبت وقبض وبسط کا طریق بھی اسی طرح ہے لیکن تصورِ سلب نسبت وقبض وبسط میں ہر سانس سے جوکہ باہر آتا ہے روئے زمین پر ڈالنا لازمی نہیں ہے کیونکہ اس سے خود سلب کرنے والے کو ایذا نہیں ہوگی۔

طریق دفعِ بلا بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا طریق یہ ہے کہ اس بلا کو اس کی صورتِ مثالیہ کے ساتھ خیال کرکے ہمت اور قوت سے اس کے دفع کرنے کی طرف توجہ کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاءِ اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہوجائے تو انشاء اللہ عنقریب وہ بلا دفع ہوجائے گی۔

طریق تصرفِ قلوب بطریقِ مذکورہ قوت اور ہمت کے ساتھ طالب کے نفس سے بھڑ جائے اور اس کو اپنے نفس سے متصل کرلے پھر محبت یا جس قسم کا تصرف کرنا چاہتا ہے اس کی صورت کو خیال کرکے اپنے دل کی جمعیت سے اس کی طرف متوجہ ہو تو اس میں اثر ہوگا اور محبت ظاہر ہوجائیگی یا وہ واقعہ اس کے ذہن میں جم جائیگا

دریافتن نسبتِ اہل اللہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندہ ہے اس کے سامنے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے نفس کو ہر نسبت سے خالی کرکے درگاہِ علام الغیوب میں التجا کرے کہ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ یَا مُبِیْنُ مجھ کو خبر دے اور اس شخص کی کیفیتِ باطن سے آگاہ کر۔ اور اپنی روح کو اس کی روح سے ملادے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پائے وہی اس کی نسبت ہے۔ اور خطرہ معلوم کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

طریق کشفِ حالاتِ آئندہ بطریق معہود اپنے دل کو تمام خطروں سے پاک کرکے اور دعائے مذکور کرکے اس واقعہ کے کشف کا انتظار اس درجہ پر کرے جیسے پیاسا پانی طلب کرتا ہے جب اس کے دل سے ہر خطرہ دور ہوجائے تو اپنی روح کو ملاءِ اعلیٰ یا اسفل (ملائکہ مقربین یا ان سے نیچے درجے) کی طرف حسبِ استعداد نہایت ہمت سے متوجہ کرے پس وہ واقعہ آوازِ ہاتف سے یا خود دیکھنے سے یا خواب میں معلوم ہوجائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

نزولِ سلوک

جب سالک سلوک پورا کرلیتا ہے تو طریقۂ مجددیہ میں سالک کا نزول پھر قلب میں کیا جاتا ہے کیونکہ ارشاد قلب میں ہی جاری ہوتا ہے دوسروں کو فیض بھی قلب ہی سے ملتا ہے۔ پھر وہی سبق جو قلب میں تھا شروع کیا جاتا ہے اور اب قلب کے ذکر سے خواہ اسمِ ذات کرے یا نفی اثبات یا تہلیلِ لسانی یا درود شریف، تمام لطائف اور ولایات وحقائق کا فیضان جاری ہوجاتا ہے اور تمام مقامات کا دورہ (گردان) بھی کرتا رہے۔ یعنی مغرب کے بعد یا جس وقت فرصت ہو تمام مقامات کے فیضان کا مراقبہ کرتا رہے خصوصاً ولایتِ صغریٰ سے جہانتک ہوسکے روزمرہ بلاناغہ کیا کرے اور جو مقام رہ جائیں پھر دوسرے وقت پچھلی رات یا صبح کو پورا کرے۔

نسبت یا ولایت

نسبت یا ولایت، مقبولیت وقرب اور حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔ تمام سلسلوں میں نسبت ایک ہی ہے لیکن اس کے الوان واوصاف مختلف ہیں۔ کسی کو خشیت ہوتی ہے کسی کو محبت، کسی کو حضور مع اللہ اور اس کا ظہور سالک کی استعداد کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔ عام طور پر خاندانِ چشتیہ میں حرارت وشوق، قادریہ میں صفا ولمعان، اور نقشبندیہ اور سہروردیہ میں بیخودی و اطمینان کا ادراک ہوتا ہے اور احمدیہ مجددیہ میں تمام لطائف میں اللہ پاک کے لئے دوامی توجہ اور حضور پیدا ہوتا ہے۔ سلوک کے ہر مقام کی کیفیت کو بھی اس مقام کی نسبت کہتے ہیں۔

اصل نسبت جو حضور مع اللہ سے عبارت ہے کسی کے سلب کرنے سے سلب نہیں ہوسکتی، ہاں گناہ سے سلب ہوجائے تو یہ دوسری بات ہے، البتہ کیفیات والوان کی نسبت سلب ہوسکتی ہے، جو لوگ اس کی مشق کرتے ہیں وہ سلب کرسکتے ہیں جس طرح خوشی کے وقت اگر طبیعت میں کوئی غم پیدا ہوجائے تو خوشی کی کیفیت جاتی رہتی ہے اسی طرح تصرفِ سلب سے وہ کیفیتِ شوق جاتی رہتی ہے اور ایک قسم کی افسردگی پیدا ہوجاتی ہے لیکن پھر ذکر کی برکت سے وہ عود کر آتی ہے۔

عام مومنین میں بھی بعض تصفیۂ قلب وتزکیۂ نفس میں مشغول نہ ہونے کے باوجود صاحبِ نسبت ہوتے ہیں بلکہ بعض اُن مجاہدین سے بھی اچھے ہوتے ہیں جو سالہا سال

marfat.com
Marfat.com

ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں اور پھر بھی ناقص رہتے ہیں لیکن اتنا فرق ضرور ہوتا ہے کہ اہلِ ریاضت کو اس نسبت کا علم و حضور ہوتا ہے اور دوسرے کو اپنے صاحبِ نسبت ہونے کا علم نہیں ہوتا حالانکہ وہ بھی مثلِ اول بندہ ہوتا ہے۔ پس عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ کسی صاحبِ نسبت بزرگ سے تعلق پیدا کیے بغیر اس نسبت کا حاصل کرنا قریب ناممکن ہے۔

اقسامِ اولیاء اللہ

اس بارہ میں بزرگوں کی مختلف عبارتیں ہیں۔ انوار العارفین میں اس باب میں جو تحریر ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے بارہ گروہ ہیں۔ اقطاب، غوث، امامین، اوتاد، ابدال، اخیار، ابرار، نقباء، نجباء، عمد، مکتومان، مفردان۔ جناب مجددِ الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف (جلد اول مکتوب ۲۵۶) میں فرمایا ہے کہ غوث قطب مدار سے الگ ہے بلکہ غوث اس کے روزگار کا ممد و معاون ہے۔ قطب مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کو دخل ہے اور قطب کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار تمام قطب ہیں۔ فتوحاتِ مکیہ کے چودہویں باب میں شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ قطب یکتا جس سے نوعِ انسان کی تخلیق کے وقت سے لے کر قیامت تک تمام انبیاء و رسل اور اقطاب مسلسل فیض حاصل کرتے ہیں وہ آقائے دو جہاں باعثِ تخلیقِ کون و مکاں سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ پاک ہے۔

قطب العالم ایک ہوتا ہے اس کو قطبِ اکبر، قطب الارشاد، قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہیں اور عالمِ غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔ اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو امامین کہلاتے ہیں۔ وزیرِ یمین (دائیں) کا نام عبدالملک ہے یہ قطب کے دائیں طرف رہتا ہے اور اس کی نظر عالمِ ملکوت پر رہتی ہے اس کا رتبہ اپنے دوسرے ساتھی سے بلند ہے یہی ہے جو قطب کی خلافت سنبھالتا ہے اور اس کے وصال پر اس کا قائم مقام قطب [illegible] وزیرِ یسار [illegible] عبدالرب [illegible] کے بائیں [illegible]

marfat.com
Marfat.com

اس کی نظر ملک میں رہتی ہے۔ اِن کی ظاہری خصوصیات زہد، پرہیزگاری، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں اور باطنی خصوصیات صدق، اخلاص، حیا، اور مراقبہ ہیں اور ان (امامین) سے اللہ تعالیٰ عالمِ غیب اور عالمِ شہادت (عالمِ محسوسات) کا تحفظ فرماتے ہیں۔ اور بارہ قطب اور ہوتے ہیں سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں ان کو قطبِ اقلیم کہتے ہیں اور پانچ یمن میں، ان کو قطبِ ولایت کہتے ہیں، یہ عدد تو اقطابِ معینہ کا ہے اور غیر معین ہر قریہ اور ہر شہر میں ایک ایک قطب ہوتا ہے اسی طرح جماعتوں اور قوموں کے بھی اقطاب ہوتے ہیں غوث ایک ہوتا ہے۔ غوث کا اطلاق ایسے عظیم المرتبت انسان پر ہوتا ہے جس کے پاس لوگ اپنی حاجات لیکر جائیں، پریشانی کے عالم میں وہ لوگوں پر اہم ترین علوم کے پوشیدہ اسرار ظاہر کیا کرتا ہے۔ اس سے دعا طلب کی جاتی ہے اس لئے کہ وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے وہ اگر باری تعالیٰ کو قسم دے کر کچھ طلب کرے تو حق تعالیٰ اس کی قسم پوری فرما دیتے ہیں جیسا کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔ صحیح یہی ہے کہ وہ قطبِ مدار سے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ حضرتِ مجددِالفِ ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ مکّہ مکرمہ میں ہوتا ہے لیکن اس قول میں بھی اختلاف ہے۔

اوتاد چار ہوتے ہیں اور وہ اس عالم کی چاروں سمتوں کے چار رکن میں رہتے ہیں ان میں چار خصوصیات ظاہری ہیں: کثرتِ صیام، قیامِ لیل، کثرتِ ایثار، اور شب کے تیسرے پہر میں یعنی نصف شب کے بعد استغفار، اور باطنی خصوصیات یہ ہیں توکل، تفویض (سپردگی بخدا)، ثقہ (بھروسہ) اور تسلیم۔ ان میں سے بھی ایک اُن کا قطب ہوتا ہے جس کی یہ اقتدا کرتے ہیں۔

ابدال چالیس ہوتے ہیں بائیس یا بارہ شام میں اور اٹھارہ یا اٹھائیس عراق میں رہتے ہیں۔ یہ حضرات استقامت اور اعتدال سے بہرہ ور یعنی افراط و تفریط سے محفوظ ہوتے ہیں اور وساوس و خطرات سے پاک ہو چکے ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ تعداد میں سات ہوتے ہیں اور اُن کے سپرد ہفت اقلیم کا تحفظ ہے اور یہ ساتوں ابدال انبیاء علیہم السلام سے مدد حاصل کرتے ہیں جن کی ارواحِ طیبہ آسمانوں پر متمکن ہیں اور پھر ان ابدال کے ذریعے یہ مدد ساتوں دنوں پر وارد ہوتی ہے ہر بدل کا تعلق ہفتہ کے

marfat.com
Marfat.com

ایک مخصوص دن کے ساتھ ہے۔ علاوہ بریں انھیں سیارگان سے متعلقہ امور نیز اسرار نیزان کی حرکات اور مختلف منازل میں داخلے کا علم رہتا ہے۔ ان کو ابدال اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی شخص ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر اختیار کرتا ہے تو وہ اپنی جگہ اپنا ایک ہمشکل قائم مقام بنا جاتا ہے کہ دیکھنے والوں کے لئے امتیاز ممکن نہیں رہتا انھیں قطعاً شبہ نہیں ہوتا کہ وہ نہیں دوسرا ہی ہے بدل کی امتیازی علامت ہے، بدل ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے، یہ آٹھ صفات سے متصف ہوتے ہیں، ظاہر کے اعتبار سے خاموشی، بیداری، بھوک اور خلوت، اور باطن کے اعتبار سے تجرید، تفرید، جمع، توحید ان میں سے ایک امام ہوتا ہے اور وہ اُن کا قطب کہلاتا ہے۔

اخیار پانچ سو یا سات سو ہوتے ہیں اور اِن کو ایک جگہ قرار نہیں بلکہ وہ سیاح ہوتے ہیں اور ان کا نام حسین ہوتا ہے ___ ابرار ہی کو اکثر نے ابدال کہا ہے ___ نُقَبا تین سو ہوتے ہیں جو ملکِ مغرب میں رہتے ہیں سب کا نام علی ہوتا ہے، یہ حقائق اشیاء اور اسرار نفوس کو آشکارا کرتے ہیں ان سے دس کام وابستہ ہیں چار ظاہر سے متعلق ہیں یعنی کثرت عبادت، تحقق، زہد، تجرد عن الارادہ (ترکِ ارادہ) مع قوتِ مجاہدہ، اور باطن سے چھ کام متعلق ہیں یعنی توبہ، انابت، محاسبہ، تفکر، اعتصام اور ریاضت۔ ان تین سو کا انہی میں سے ایک امام ہے یہ سب کچھ اسی کے ذریعے سے لیتے اور اسی کی اقتدا کرتے ہیں وہی ان کا قطب ہے ___

نُجَبا باختلافِ اقوال ستر یا چالیس ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں ان سب کا نام حسن ہوتا ہے، یہ مخلوق کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور دنیا والوں کا غم کھاتے ہیں ان کی زندگی دوسروں کی مصلحت شناسی کے لئے وقف رہتی ہے وہ اپنے لئے کچھ نہیں کرتے شب و روز دوسروں کی بہبود اور خدمت میں صرف کرتے ہیں ان میں آٹھ خصوصیات ہوتی ہیں چار ظاہری یعنی جواں ہمت، متواضع، مؤدب، اور کثیر العبادت ہوتے ہیں، چار باطنی یعنی صبر، رضا، شکر اور حیا۔ اخلاقی حیثیت سے ان کا رتبہ بہت بلند ہوتا ہے ___ عُمد چار ہوتے ہیں اور وہ زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں ان سب کا نام محمد ہوتا ہے۔ اور غوث ترقی کر کے فرد ہو جاتا ہے اور فرد ترقی کر کے قطب وحدت ہو جاتا ہے اور مکتوم تو مکتوم (پوشیدہ) ہی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(ف) قطب اس وقت تک قطب نہیں ہوتا جب تک اس میں ان تمام اولیاء اللہ کی خصوصیات یکجا جمع نہ ہو جائیں جن کا ذکر مختلف طبقات کے تحت اوپر ہو چکا۔ اور یہ منصب وہبی ہے اور وراثتِ ظاہری کی طرح اس میں وراثت نہیں چلتی بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں: اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ (مزید تفصیل کتبِ فن میں ملاحظہ فرمائیں)

نقشہ کوائف حضراتِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اویسیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات سلسلۂ عالیہ	ولادت یا عمر	وفات	جائے مزار مبارک
۱	رحمۃ للعالمین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۶۳ سال	دوشنبہ ۱۱/۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	مدینہ منورہ حجرۂ عائشہ صدیقہ رض
۲	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۶۳ سال	شنبہ ۲۲/۲۳ جمادی الاخری سنہ ۱۳ھ	"
۳	" " سلمان فارسی "		۱۰ رجب سنہ ۳۳ھ	شہر مدائن
۴	" " قاسم بن محمد بن ابی بکر "		۲۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۸ یا ۱۰۶ھ	درمیان مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ
۵	" " امام جعفر صادق "	۸ رمضان سنہ ۸۰ھ	دوشنبہ ۱۵/۱۶ رجب سنہ ۱۴۸ھ	جنت البقیع قواہل بیت مقبرہ امام حسن رض
۶	حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۷۳ سال	۱۴، ۱۵، ۱۷ شعبان سنہ ۲۶۱ھ	شہر بسطام ملک فارس
۷	" خواجہ ابوالحسن خرقانی "	۷۳ سال	۱۵ رمضان سنہ ۴۲۵ھ شب عاشورہ	خرقان مضافِ بسطام
۸	" " ابوعلی فارمدی "	سنہ ۴۱۴	۴ ربیع الاول سنہ ۴۷۷ھ / ۵۱۱ھ	طوس عرف مشہد
۹	" " یوسف ہمدانی "	سنہ ۴۴۰ھ	۲۷ رجب سنہ ۵۳۵ھ	موضع مرو ملک فارس
۱۰	" " عبدالخالق غجدوانی "	.	۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۵ھ	قصبہ غجدوان ۳۰ میل از بخارا
۱۱	" " عارف ریوگری "	.	یکم شوال سنہ ۶۱۶ھ	موضع ریوگر ہیجدہ ۱۸ میل از بخارا
۱۲	" " محمود انجیر فغنوی "	.	۱۷ ربیع الاول سنہ ۷۱۵ھ	موضع انجیر فغنہ ۹ میل از بخارا
۱۳	" " عزیزان علی رامیتنی "	سنہ ۶۵۸ھ	۲۷ رمضان سنہ ۷۱۵ھ	شہر خوارزم از ملک فارس
۱۴	" " محمد بابا سماسی "	.	۱۰ جمادی الاخری سنہ ۷۵۵ھ	موضع سماس ۹ میل از بخارا
۱۵	" " سید امیر کلال "	.	۸/۱۵ جمادی الاخری سنہ ۷۷۲ھ	سوخار ۲ میل از رامیتن
۱۶	" " بہاؤالدین نقشبند بخاری "	۷۱۸ یا ۷۰۸ سنہ ھ	۳ ربیع الاول سنہ ۷۹۱ھ	قصرِ عارفان ۳ میل از بخارا

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات سلسلۂ عالیہ	ولادت یا عمر	وفات	جائے مزار مبارک
۱۷	حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۔	۲۰ رجب سنہ ۸۰۲ھ	موضع جغانیان از ماوراء النہر
۱۸	〃 〃 یعقوب چرخی 〃	۔	۵ صفر سنہ ۸۵۱ھ	موضع ہلغتون مضافات حصار از ماوراء النہر
۱۹	〃 〃 عبید اللہ الاحرار 〃	رمضان سنہ ۸۰۶ھ	۲۹ ربیع الاول سنہ ۸۹۵ھ	شہر سمرقند
۲۰	〃 〃 محمد زاہد 〃	۔	یکم ربیع الاول سنہ ۹۳۶ھ	موضع وخش از ملک حصار
۲۱	〃 〃 درویش محمد 〃	۔	۱۹ محرم سنہ ۹۷۰ھ	موضع اسقرہ متصل شہر سبز علاقہ ماوراء النہر
۲۲	〃 〃 محمد امکنگی 〃	سنہ ۹۱۸ھ	۲۲/۲۳ شعبان سنہ ۱۰۰۸ھ	قصبہ امکنہ بفاصلہ ۳ میل از بخارا
۲۳	〃 〃 محمد باقی باللہ 〃	۹۷۱ یا ۹۷۲ھ	۲۵ جمادی الاخری سنہ ۱۰۱۲ھ	قطب روڈ نزد قدم شریف دہلی
۲۴	〃 مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی 〃	سنہ ۹۷۱ھ	۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ	سرہند (پنجاب)
۲۵	〃 〃 محمد معصوم 〃	۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۷ھ	۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۹ھ	ایضاً
۲۶	〃 〃 سیف الدین مجددی 〃	سنہ ۱۰۴۹ھ	۱۹/۲۸ جمادی الاولی سنہ ۱۰۹۶ھ	ایضاً
۲۷	〃 〃 سید نور محمد بدایونی 〃	۔	۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۵ھ	بیرون کوٹلہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ دہلی
۲۸	〃 〃 مظہر جان جاناں 〃	۱۱ رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ	۱۰ محرم سنہ ۱۱۹۵ھ	شہر دہلی خانقاہ شاہ غلام علیؒ
۲۹	〃 〃 شاہ غلام علی 〃	سنہ ۱۱۵۸ھ	۲۲ صفر سنہ ۱۲۴۰ھ	ایضاً (خانقاہ خود)
۳۰	〃 〃 شاہ ابو سعید 〃	سنہ ۱۱۹۶ھ	غرہ شوال سنہ ۱۲۵۰ھ	ایضاً
۳۱	〃 〃 شاہ احمد سعید 〃	۔	۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۷ھ	مدینہ منورہ
۳۲	〃 〃 حاجی دوست محمد قندہاری 〃	سنہ ۱۲۱۶ھ	شب دوشنبہ ۲۲ شوال سنہ ۱۲۸۴ھ	موسیٰ زئی دامن کوہ کسغیر نواح ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۳۳	〃 〃 محمد عثمان 〃	سنہ ۱۲۴۴ھ	شنبہ ۲۲ شعبان سنہ ۱۳۱۴ھ	ایضاً
۳۴	〃 〃 سراج الدین 〃	۱۵ محرم سنہ ۱۲۹۷ھ	جمعہ ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ھ	ایضاً
۳۵	〃 〃 محمد فضل علی شاہ 〃	۸۴ سال	غرہ رمضان سنہ ۱۳۵۴ھ ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۳۵ء	مسکین پور تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ
۳۶	〃 〃 محمد سعید قریشی ہاشمی احمد پوری 〃	سنہ ۱۳۱۷ھ	جمعہ ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء	پانی پت متصل مزار قاری عبد الرحمنؒ

marfat.com

Marfat.com

(فائدہ) یہ نقشہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کا ہے۔ یعنی اس طریق میں بعض بزرگوں کو بعض کی ارواحِ مقدسہ سے فیض حاصل ہوا اور اجازت ہوئی ہے۔ اور شیخ عطار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اویسی وہ ہے جس کو ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہ ہو" کیونکہ اس کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہوارے میں بغیر کسی واسطے کے پرورش کرتے ہیں جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضؓ کو کیا اور یہ بہت بڑا مقام ہے: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اور اس کے لئے ارواحِ مقدسۂ بزرگان وصولِ فیضِ ربّانی وتجلیاتِ رحمانی کا وسیلہ ہوتی ہیں اور طریقِ جذبہ میں کوئی واسطہ اس کے درمیان نہیں ہوتا۔ بعض کم فہم اور ناواقف لوگ حضرات اکابرِ سلسلۂ عالیہ پر طعن کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت کی صحت من وعن عالم شہادت میں ثابت نہیں ہے اور ان بزرگوں کا اتصال بطریق صحبتِ جسمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا اس لئے غیر مستند ہے ؎

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن وقصور | حاشا للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

(یعنی: اگر کوئی کم عقل اس گروہ کے بزرگوں پر طعن کرے اور نقص نکالے تو میں ہرگز اس کی شکایت زبان پر نہیں لاؤں گا (کیونکہ وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے معذور ہے)۔

چونکہ نسبتِ اویسیہ میں واسطے کم ہوتے ہیں اور نسبت کے قوی اور صحیح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اس لئے مشائخِ کرام رحؒ عموماً اسی نسبتِ اویسیت کی سند کو بیان کرتے ہیں اور اسی کا عام رواج ہو گیا ہے (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے قول الجمیل میں نسبتِ اویسیت کو صحیح اور قوی کہا ہے اور سلسلۂ اویسیہ اور اس کی صحت کو حضرت خواجہ محمد پارسا رحؒ نے رسالۂ قدسیہ میں اور دوسرے مشائخ نے بھی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے) لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان حضرات کی صحبتِ جسمانی کا سلسلہ منقطع ہے، چنانچہ تمام بزرگوں نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابو علی فارمدیؒ کو باوجود بہت سے مشائخ کی صحبت میں رہنے کے (مثل ابو القاسم قشیری رحؒ وابو القاسم گورگانی رحؒ) حضرت شیخ ابو الحسن خرقانیؒ سے روحی فیض حاصل ہے اور ان کو حضرت

marfat.com

Marfat.com

بایزید بسطامیؒ کی روحانیت سے۔ شیخ ابوالحسنؒ کی ولادت شیخ بایزیدؒ کی وفات کے مدت بعد ہوئی ہے اسی طرح شیخ بایزیدؒ کو حضرت امام جعفر صادقؒ کی روحانیت سے تربیتِ سلوک حاصل ہے حالانکہ صحیح نقل سے ثابت ہے کہ حضرت بایزیدؒ کی ولادت حضرت امام جعفر صادقؒ کی وفات کے بعد واقع ہوئی ہے۔

خواجہ مولانا ابن روزبہان اصفہانی نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ کے وصیت نامہ کی شرح میں حضرت خواجہ ابوالحسنؒ کا سلسلہ چند واسطوں سے حضرت بایزید بسطامیؒ سے اس طرح بھی ملایا ہے خواجہ ابوالحسن خرقانی مرید ابن مظفر مولانا ترک طوسی اور وہ مرید خواجہ اعرابی بزید عشقی اور وہ مریدِ خواجہ محمد مغربی اور وہ مریدِ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

اب اس سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں کی عالمِ شہادت میں جو ملاقات بسندِ صحیح و متواتر ثابت ہے وہ بھی درج کی جاتی ہے:۔۔۔۔ جاننا چاہیئے کہ خواجہ ابوعلی فارمدیؒ کو خواجہ ابوالقاسم قشیریؒ سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاقؒ سے اُن کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادیؒ اور ابوالحسین حصریؒ سے ان دونوں کو خواجہ ابوبکر شبلیؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے ان کو شیخ سری سقطیؒ سے ان کو شیخ معروف کرخیؒ سے ان کو شیخ داؤد طائیؒ سے اُن کو خواجہ حبیب عجمیؒ سے ان کو امام الاولیا حسن بصریؒ سے ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل ہے۔

نیز ابوعلی فارمدیؒ کو ابوالقاسم گورگانیؒ سے اُن کو ابوعثمان مغربیؒ سے اُن کو ابوعلی کاتبؒ سے اُن کو ابوعلی رودباریؒ سے اُن کو حضرت جنید بغدادیؒ سے اجازت حاصل ہے۔ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ اور شیخ ابوعلی فارمدیؒ کے درمیان شیخ ابوالقاسم گورگانیؒ کا بھی ذکر کر دیتے ہیں کیونکہ شیخ ابوعلی فارمدیؒ کو شیخ ابوالقاسم گورگانیؒ سے اجازت حاصل ہے اور ان کو شیخ ابوالحسنؒ سے فیض حاصل ہے۔ حضرت علیؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست بھی اجازت حاصل ہے جس کا فیض دوسرے سلسلوں میں جاری ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی بیعت اور اجازت ہے اس نسبت کا فیض سلسلۂ نقشبندیہ میں جاری ہے جیسا کہ الہ آباد میں دریائے گنگا و جمنا کے سنگم پر دُور تک دونوں پانی الگ ممتاز معلوم ہوتے ہیں اور ایک کنارے کے لوگ گنگا کا اور دوسرے جمنا کا پانی پیتے ہیں۔

لہ بعض کے قول کی بنا پر یہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی صحبت میں رہے ہیں اور ہمارے مشائخ نے ان کا نام اپنے شجرہ میں شامل نہیں کیا، شاید ان کو شیخ ابوالحسن خرقانی سے بیعت و ارادت حاصل نہیں ہوئی۔ پس جس نے ان کا نام شامل کیا ان کی صحبت حاصل ہونے کی وجہ سے کیا اور جس نے شامل نہیں کیا اس نے عدم بیعت و ارادت کی وجہ سے نہیں کیا ولکل وجهه ونظیرہ کثیر (از رشحات عربی ص ۱۵)

marfat.com
Marfat.com

(ف۲) حضرت امام جعفر صادق رض کو اپنے والد حضرت امام محمد باقر رض سے اُن کو اپنے والد حضرت امام زین العابدین رض سے اُن کو اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اُن کو اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے بھی اجازت حاصل ہے اور اس کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ وہی ہے جو نقشہ میں مذکور ہوا یعنی اپنے نانا حضرت محمد قاسم رض سے۔

(ف۳) بعض شجروں میں حضرت خواجہ نور محمد بدایونی رح اور خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان خواجہ میر محمد محسن دہلوی رح کا اسم شریف بھی درج ہے کیونکہ حضرت خواجہ نور محمد بدایونی رح باوجود بیعتِ حضرت خواجہ سیف الدین رح کے اور ان سے اجازت نامہ ہونے کے حضرت میر محمد محسن دہلوی رح سے جو حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے خلیفہ ہیں بہت فیض حاصل کیا ہے۔ پس طریقوں کا متعدد اور کثیر ہونا راجح اور زیادہ صحیح بلکہ مستند اور قوی ہے۔ فافہم

(نکتہ) جبکہ ان بزرگوں سے فیض روحانی حاصل کیا جاتا ہے اور وہ روح کی اصلاح زندگی میں بھی اپنی روحانی برکات سے کرتے ہیں تو بعد وصال ان کی ارواح سے فیض حاصل کرنا اور ان کی ارواح سے اپنے سلسلہ کا انتساب کیونکر صحیح، قوی اور مستند نہ ہوگا۔ (احقر مؤلف)

کوائفِ بزرگانِ سلسلۂ عالیہ جن کا سلسلہ صحبتِ جسمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	وفات	جائے مزار مبارک
۱	حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ	شب دوشنبہ یا جمعہ ۱۹ یا ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف
۲	〃 سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	جمعہ ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ	کربلا
۳	〃 〃 امام زین العابدین 〃	۱۸ محرم سنہ ۹۵ یا ۹۴ھ	جنت البقیع
۴	〃 〃 امام محمد باقر 〃	دوشنبہ ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۲۵ یا ۱۱۴ھ	ایضاً
۵	〃 〃 امام جعفر صادق[1] 〃	دوشنبہ ۱۵ رجب یا ۱۲ شوال سنہ ۱۴۸ھ	ایضاً
۶	〃 〃 امام موسیٰ کاظم 〃	جمعہ ۵ یا ۱۵ یا ۲۵ رجب سنہ ۱۸۳ھ	بغداد

[1] فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	اسمائے گرامی		وفات	جائے مزار مبارک
۷	حضرت سیدنا امام علی بن موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ		جمعہ ۲۱ رمضان یا ۹ صفر ۲۰۲/۲۰۳ھ	مشہد مقدس
۸	" " شیخ معروف کرخی؂	"	جمعہ ۲ یا ۱۰ یا ۲۰ محرم ۲۰۰ھ	بغداد
۹	" " سری سقطی	"	بامداد شنبہ ۳ رمضان ۲۵۳ھ یا سلخ رجب ۲۵۸ھ	"
۱۰	" " جنید بغدادی	"	شنبہ ۶/۲۷ رجب ۲۹۷/۲۹۸ھ یا ۳۰۲ھ	"
۱۱	" " ابوبکر شبلی	"	۱۰/۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ یا ۳۳۴ھ	"
۱۲	" خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی	"	۱۱ شوال یا ۶ محرم ۳۶۷ھ یا ۳۷۳ھ	مکہ معظمہ
۱۳	" ابوعلی دقاق	"	۵ ذیقعدہ یا ۲۰ شوال ۴۰۵ھ	نیشاپور
۱۴	" " ابوالقاسم قشیری	"	۱۶ ربیع الثانی ۴۶۵ھ	"
۱۵	" " ابوعلی فارمدی؂	"	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ یا ۵۱۱ھ	طوس
۱۶	" شیخ جنید بغدادی	"	شنبہ ۶/۲۷ رجب ۲۹۷/۲۹۸ھ یا ۳۰۲ھ	بغداد
۱۷	" ابوعلی رودباری	"	۲ شوال ۳۲۱/۳۲۲ھ	مصر
۱۸	" ابوعلی کاتب	"	۲ شعبان ۳۴۰/۳۵۶ھ	"
۱۹	" " ابوعثمان مغربی	"	۹ شوال یا ۱۱ رجب یا ۲۳ صفر ۳۷۳ھ	نیشاپور
۲۰	" " ابوالقاسم گورگانی	"	۱۵ جمادی الاولیٰ یا ۱۰ رجب ۴۵۰ھ	"
۲۱	" " ابوعلی فارمدی	"	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ یا ۵۱۱ھ	طوس
۲۲	حافظ سید محمد محسن موسوی؂	"	۱۳۰۹ھ	کشمیر

؂ حضرت امام جعفر صادق کو اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر سے بھی اجازت حاصل ہے ان کو حضرت سلمان فارسیؓ سے ان کو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ درین اتصال صحبت جسمانی سلسلۂ ہذا براہ راست حضرت صدیقؓ سے ہے اور دوسرا بواسطہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اتصال ہے ——— ؂ حضرت شیخ معروف کرخیؒ کا انتساب دو طرف سے ہے (۱) امام علی بن موسیٰ رضاؓ سے ان کو امام موسیٰ کاظمؓ سے ان کو امام جعفر صادقؓ سے (۲) شیخ معروف کرخیؒ کو شیخ داؤد طائیؒ سے ان کو خواجہ حبیب عجمیؒ سے ان کو امام الاولیا حضرت حسن بصریؒ سے ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ بعض محدثین حسن بصری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات کو صحیح نہیں کہتے لیکن یہ قول غیر مقبول ہے کیونکہ قوت القلوب و تہذیب التہذیب وغیرہ کتب محققین میں ذکر ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ختم ہونے کے دو سال قبل پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی اور صحبت پائی ہے ——— ؂ حضرت ابوعلی فارمدی کو دو طرف سے انتساب ہے (۱) ابوالقاسم قشیری سے (۲) ابوالقاسم گورگانی سے

؂ حافظ سید محمد محسن خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں

؂ [illegible] محمد [illegible] نے ان کی صحبت سے بہت فیض پایا۔

marfat.com
Marfat.com

مختصر حالات حضرات عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

(۱) شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

کنیت ابوالقاسم نام نامی محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، اور والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب، ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ اسی سال واقعۂ فیل پیش آیا، اور اس وقت فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی سلطنت کا چالیسواں سال تھا۔ چالیس برس کی عمر میں نبوت ملی، اس کے تیرہ سال بعد مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور دس سال بعد دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو بعمر تریسٹھ ۶۳ سال رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم، تمام جہانوں کے لئے رحمت، تمام انسانوں اور انسانیت کے لئے کافی ووافی صرف آپؐ ہیں، صرف آپؐ ہی صاحب لولاک ہیں اور صرف آپؐ کی متابعت پر خدائے تعالیٰ کی محبت کا دارومدار ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے حمد ونعت میں ایک بے مثل فقرہ ارشاد فرمایا ہے کہ "حق سبحانہ وتعالیٰ را بواسطۂ آں دوست می دارم کہ رب محمد است" (مبدأ ومعاد) شاید ہی ایسی جامع حمد ونعت کسی زبان میں موجود ہو۔

(۲) امیر المؤمنین امام المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنیت ابوبکر، نام نامی عبداللہ لقب صدیق اور عتیق، والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ، والدہ کا نام سلمیٰ، ساتویں پشت میں آپ کا نسب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ واقعۂ فیل سے دو سال چار ماہ بعد پیدا ہوئے، سب سے پہلے ایمان لائے، خود بھی صحابی، والدین بھی صحابی، اور اولاد بھی صحابی۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں۔ مولانا رومؒ نے ایک مصرع میں کیا خوب کہا ہے

ع ثانی اسلام وغار وبدر وقبر

تبلیغ اسلام کے لئے آپ نے سب مال دیدیا اور فرمایا کہ اہل وعیال کے لئے اللہ اور رسولؐ

marfat.com
Marfat.com

کافی ہیں۔ آیاتِ قرآنیہ اور احادیث کثیرہ میں آپ کے فضائل موجود ہیں۔ مرضِ وفات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی جگہ امام نماز بنایا۔ دو برس تین مہینے نو دن کی خلافت کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۲ رجمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو وصال ہوا۔ آپ گنبدِ خضرا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

(۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنیت ابو عبد اللہ، وطن فارس، پہلے آتش پرست تھے پھر عیسائی ہوئے اور اس مذہب کے عالم ہوئے، یکے بعد دیگرے کئی عیسائی عالموں کی خدمت میں رہے، آخر ایک عالم نے ان کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قربِ بعثت اور مقام ہجرت کی خبر دی۔ چنانچہ یہ عرب کے ایک قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے تو اس قافلے نے انھیں غلام بنا کر مدینہ کے ایک یہودی کو بیچ دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو یہ وہاں موجود تھے اور وہیں مسلمان ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ (یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے) آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں، ۱۰ رجب ۳۳ھ کو شہر مدائن میں وفات پائی وہیں مزارِ مبارک ہے۔ عمر ڈھائی سو سال سے کم نہیں تھی۔

(۴) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے، زہد و تقویٰ میں ضرب المثل اور مدینہ طیبہ کے سات مشہور فقہائے تابعین میں سے تھے، ابن سعد نے آپ کے متعلق فرمایا ہے "معتبر شخص ہیں عالی مرتبہ ہیں، عالم ہیں، متقی ہیں"۔ بڑے بڑے فقہا اور صلحا مثلاً امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (جو آپ کے نواسے بھی تھے) آپ سے مستفیض ہوئے۔ ستر سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ۲۴ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۶ھ / ۱۰۱ء کو وفات پائی۔

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام محمد باقر بن زین العابدین رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے تبع تابعین میں سے ہیں۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ جیسے اکابر نے آپ سے حدیث روایت

marfat.com
Marfat.com

کی ہے۔ آپ کی والدہ اُمِ فروہؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی بھی تھیں اور نواسی بھی۔ اسی لئے آپ فرماتے تھے کہ "مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دوہری اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔" ولادت مدینۂ طیبہ میں ۸ رمضان المبارک ۸۰ھ کو اور وفات میں ۱۵/۱۶ رجب (یا شوال) ۱۴۸ھ کو ہوئی۔

۶۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

کنیت ابو یزید، نام طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم اور لقب سلطان العارفین تھا۔ آپ کے دادا آتش پرست تھے پھر مسلمان ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے فیض پایا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "راہِ توحید کے سالکوں کی انتہا بایزیدؒ کی ابتداء ہے۔" حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "اٹھارہ ہزار عالم بایزیدؒ سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں مگر بایزیدؒ ان میں نہیں ہیں" (یعنی وہ حق میں محو ہیں)۔ بعمر ۷۳ سال بسطام میں ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو وفات پائی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کی لقائے صوری بعض کتب میں اس طرح ہے کہ عن الامام علی الرضاؑ عن الامام موسیٰ الکاظمؑ عن الامام جعفر الصادقؑ۔ اسی طرح وہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے پیر بھائی ہیں۔

۷۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصلی نام علی بن جعفر ہے۔ آپ کو بطریق اویسیت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض ہوا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ اس طرح واسطہ تھا کہ آپ نے ابوالمظفر مولیٰ ترک طوسیؒ سے، انھوں نے خواجہ اعرابی یزید عشقیؒ سے، انھوں نے خواجہ محمد مغربیؒ سے اور انھوں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسبِ فیض کیا۔ منقول ہے کہ حضرت بایزیدؒ خرقان کی طرف رُخ کرتے تو فرماتے کہ یہاں سے دوست کی خوشبو آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک فعل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے نہ کہ فقط یاد کئے باتیں۔ سلطان محمود غزنوی کو آپ سے کمال عقیدت تھی۔ ابو علی ابن سینا باوجود الحاد کے اپنی کتاب شفا میں آپ کی کرامت اور

marfat.com
Marfat.com

بزرگی کا قائل ہے۔ خرقان میں ۱۵ رمضان ۴۲۵ھ کو رحلت فرمائی۔ (آپ کے بعد حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے اور بعض شجروں میں آپ کا نام مبارک نہیں بھی ہے کیونکہ حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بیعت نہ رہیں لیکن بطور اویسیت ان کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل ہوا ہے۔ حضرت ابوالقاسم علیہ الرحمہ کی وفات ۲۳ صفر ۴۵۰ھ کو ہوئی اور طوس میں دفن ہوئے۔

(۸) حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۴۳۴ھ میں اور وفات ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ کو طوس میں ہوئی وہیں مدفون ہیں۔ آپ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے لیکن بطور اویسیت کے حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض تھے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی سے بیعت اور تربیت یافتہ تھے۔

(۹) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

کنیت ابویعقوب، نام مبارک یوسف۔ علوم شرعیہ میں خصوصاً علم حدیث میں کامل دستگاہ تھی، واعظ اور مفتی تھے۔ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اکثر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ بھی آپ کے یہاں چھ ماہ رہے۔ آپ اپنے وقت کے غوث اور پانچویں صدی کے مجدد تھے۔ بغداد، اصفہان، سمرقند، بخارا وغیرہ کے لوگ بہت مستفید ہوئے۔ ولادت ۴۴۰ھ میں اور وفات رجب ۵۳۵ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک مرو میں ہے۔

(۱۰) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

لقب خواجہ جہان ہے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پیر تعلیم ہیں اور حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پیر صحبت و خرقہ ہیں۔ کمال درجہ متبع سنت تھے اور بدعت سے سخت متنفر، کم کھانے، کم سونے، کم بولنے اور کم ملنے کی خصوصیت سے وصیت فرمائی ہے۔ وہ آٹھ کلمات جن پر طریقۂ نقشبندیہ کی بنیاد ہے آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں یعنی ہوش دردم، نظر بر قدم، سفر در وطن

marfat.com
Marfat.com

خلوت در انجمن ۔ یادکرد۔ بازگشت۔ نگاہ داشت اور یادداشت ۔ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو غجدوان (بکسرِ غین) میں وفات ہوئی، جو بخارا کے قریب ہے

(۱۱) حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

مولد اور مدفن قصبۂ ریوگر ہے جو بخارا سے اٹھارہ میل ہے۔

متابعتِ سنّت علم و حلم اور زہد و تقویٰ میں یگانۂ روزگار تھے۔ تصوف میں عارف نامہ آپ کا ایک رسالہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) میں موجود ہے۔ یکم شوال ۶۱۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۲) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

انجیر فغنہ (جو شہر بخارا سے نو میل پر ہے) وطن ہے، پیشہ گلکاری تھا، آپ کا فیض عام تھا کسی وقتی مصلحت سے آپ نے ذکرِ جہر کی تعلیم دی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں ذکرِ جہر کا رواج ہو گیا لیکن جب حضرت امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو علمائے بخارا کو آپ نے حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمہ سے رجوع کرایا اور جب علما نے ذکرِ جہر کو بدعت[۲] قرار دیا تو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کی خدمت میں لائے تاکہ وہ ان کو ذکرِ جہر سے منع کر دیں چنانچہ علمائے کرام نے حضرت امیر قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ ذکرِ جہر بدعت ہے آپ ایسا نہ کیا کریں، انھوں نے جواب میں فرمایا کہ ہم آئندہ نہیں کریں گے[۳]۔ اس کے بعد سے بدستورِ قدیم ذکرِ خفی کی تعلیم ہونے لگی۔ ۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ کو وفات ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق سالِ وفات ۷۱۷ھ ہے۔

(۱۳) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

بخارا سے دو میل پر قصبہ رامیتن میں پیدا ہوئے لیکن آخر عمر میں بخارا آ گئے تھے۔ آپ اپنے نفسِ مبارک کو عزیزان کہا کرتے تھے اس لئے آپ کا

[۱] حضرات القدس میں آپ کا سالِ وفات ۶۱۶ھ یا ۶۱۷ھ درج ہے۔
[۲] اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ذکرِ جہر جائز ہے جبکہ شرائط کا لحاظ رکھے اور جہرِ مفرط کو قربت مقصودہ نہ سمجھے بلکہ جو مصلحتیں مشائخ نے بتائی ہیں ان کی بناء پر بغرضِ علاج کرے۔ اور بدعت سے ان حضرات کی مراد غالباً بدعتِ طریقت ہو گی۔ (مؤلف) [۳] مکتوباتِ حضرت مجدد الفِ ثانی قدس مکتوب ۲۶۶ دفتر اول۔

marfat.com
Marfat.com

یہی لقب مشہور ہوا۔ آپ کی یہ رباعی مشہور ہے:

با ہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت
وز تو نہ رمید زحمتِ آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش
ورنہ نکند روحِ عزیزاں بحلت

تصوف پر آپ کا ایک رسالہ بھی ملتا ہے۔ سالک آپ کی صحبت سے ایک روز میں حقیقت کو پہنچ جاتا اور سنورِ قلب ادراک واپس جاتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عمل کر کے اس کو نہ کیا ہوا خیال نہ کرنا چاہئے اور خود کو قصور وار خیال کر کے از سر نو اپنا عمل شروع کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ مرد وہ ہے جس کو تجارت اور خرید فروخت خدائے تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر سکے، آدھا مرد وہی جس کے شغل میں ذکرِ الٰہی کی بھی لذت آتی ہو مگر وہ صرف اسی پر قناعت کرے یعنی جب تک ذکر کرے لذت وصل ہو اور جب چھوڑ دے تو دل بھی ذکر سے باز رہ جائے اور نامرد وہ ہے جو منافق ہو یعنی ذکر کرے مگر خدا کے لئے نہ کرے۔ ایک سو تیس سال کی عمر میں ۲۱ ذیقعدہ ۷۱۵ھ کو وفات پائی۔ مرقد خوارزم میں ہے۔

(۱۴) حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

علاقہ رامیتن میں قریہ سماس آپ کا مولد و مدفن ہے جو بخارا سے تین میل پر ہے۔ جذبات اور وارداتِ الٰہی کے غلبے سے اکثر وارفتگی طاری ہو جاتی تھی جب آپ کا گزر قصر ہندواں پر ہوتا جو حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کا مولد تھا تو فرماتے کہ "زود باشد کہ ایں قصر ہندواں قصرِ عارفاں گردد"۔ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کو آپ نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا تھا اور ان کے متعلق یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدا ہو گا۔ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ کو وصال ہوا۔

(۱۵) حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

عالی نسب سید تھے آپ کا پیشہ زراعت تھا۔ مولد و مدفن آپ کا قریہ سوخار ہے جو بخارا سے چھ میل کے قریب ہے۔ جب آپ اپنی والدۂ ماجدہ کے بطن میں تھے اگر اتفاقاً کوئی مشتبہ لقمہ اُن کے حلق سے اُتر جاتا تو ان کو دردِ شکم ہو جاتا تھا نوجوانی میں کشتی کا شوق تھا۔ ایک مرتبہ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا گذر اُن کے

marfat.com
Marfat.com

اکھاڑے سے ہوا آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اس معرکہ میں یہ ایک مرد ہے جس سے بندگانِ خدا کو فیض پہنچے گا۔ میں اسی کے شکار کیلئے کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحب بہت متاثر ہوئے اور حضرت بابا صاحب کی خدمت میں بیس سال رہے پنجشنبہ ۸ جمادی الاخریٰ ۷۷۲ھ کو انتقال فرمایا۔

(۱۶) حضرت امام الشریعۃ والطریقۃ خواجۂ خواجگان سید بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اس طریقے کے امام ہیں، آپ ہی کی وجہ سے اس طریقے کو نقشبندیہ کہتے ہیں۔ کمخواب بافی کے پیشے کی وجہ سے، یا اللہ کا نقش دلوں پر بٹھانے کی وجہ سے آپ نقشبند مشہور ہوئے۔ بظاہر حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا لیکن بطریقِ اویسیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے طریقے کے مطابق نقشبندیہ طریقہ جو سہل بھی ہے آپ پر فائض ہوا۔ مولانا جامی نے کیا خوب کہا ہے :-

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند　　نوبتِ آخر بہ بخارا زدند

از خطِ آں سکہ نہ شد بہرہ مند　　جز دلِ بے نقش شہ نقشبند

آپ کے کلمات میں سے ہے کہ "ما مرادانیم، ما فضلیانیم، ما نہایت را در بدایت مندرج ساختیم، در طریقِ ما محرومی نیست"۔ تصوف کے مقصودِ اصلی کے متعلق فرمایا کہ "اجمالی تفصیلی گردد و استدلالی کشفی شود"۔ بخارا سے تین میل کے قریب قصبہ قصرِ ہندوان میں آپ کی ولادت محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی اور وہیں شبِ دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وفات پائی۔ حضرت بابا سماسی علیہ الرحمہ نے آپ کی ولادت کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی کہ "یہ قصبہ قصرِ ہندواں عنقریب قصرِ عارفاں بن جائے گا"۔ قصرِ عرفاں کے اعداد سے سالِ وصال برآمد ہوتا ہے۔ (۷۹۱)

(۱۷) حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے اجل خلفا میں سے ہیں اور آپ کے خلیفۂ اول اور داماد ہیں۔ لڑکپن سے حضرت خواجہ کی نظرِ عنایت اُن پر تھی اپنے سامنے ہی طالبانِ حق کی تعلیم آپ کے متعلق کر دی تھی۔ علمِ شریعت میں بھی کامل تھے اور اتباعِ سنت اور عمل پر عزیمت میں تو ایک خاص شان رکھتے تھے۔ علامہ سید شریف جرجانی جو جامع علومِ عقلیۂ

marfat.com
Marfat.com

نقلیہ کے تھے جن کی تصانیف ہر علم و فن میں موجود ہیں اور لوگ ان سے مستفیض ہو رہے ہیں وہ فرماتے ہیں: وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُ الْحَقَّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی کَمَا یَنْبَغِیْ مَالَمْ اَصِلْ اِلٰی خِدْمَةِ الْعَطَّارِ الْبُخَارِیِّ (یعنی: اللہ کی قسم میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جیسا چاہیے نہیں پہچانا تھا جب تک کہ میں حضرت علاء الدین عطار بخاریؒ کی خدمت میں نہیں پہنچا) ۲۰ رجب ۸۰۲ھ کو یوم چہارشنبہ بوقتِ شب وفات ہوئی۔ مزار مبارک دنبہ جغانیاں از ماوراء النہر میں ہے ؎

حبذا قومے کہ دید حق بود دیدار شاں محو باشد در شہود سر حق اسرار شاں

(۱۸) حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

طریقۂ نقشبندیہ کے ایک بڑے رکن تھے اور آپ سے طریقے کی اشاعت بہت ہوئی۔ آپ کو بیعت و اجازت حضرت شاہ نقشبندؒ سے ہے مگر تکمیل آپ کی حضرت عطارؒ سے ہوئی۔ آپ سے فیوضِ باطنی کے علاوہ فیوضِ علمی بھی لوگوں کو حاصل ہوئے۔ علمِ تفسیر اور دوسرے علومِ دینیہ میں بھی آپ کی تصانیف ہیں ۵ صفر ۸۵۱ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ چرخ کے رہنے والے ہیں جو ولایتِ غزنی میں ایک گاؤں ہے۔ مزار مبارک ہلغتون مضافات حصار از ماوراء النہر میں ہے۔

(۱۹) حضرت مولانا عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے اجل خلفا میں ہیں، دوسرے مشائخ سے بھی فیضِ صحبت حاصل کیا۔ آپ اس صدی کے مجدد تھے۔ بادشاہِ وقت آپ کا مرید تھا حضرت مولانا جامیؒ جو آپ کے خلفاء میں ہیں اسی مضمون کی طرف اس شعر میں اشارہ کرتے ہیں ؎

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد بہ تدبیر عبید اللہی آمد

مگر باوجود اس کے آپ نے ہمیشہ کاشتکاری کے پیشہ پر اپنی گذر بسر رکھی۔ آپ کے حالات و اوصاف حد سے زیادہ اور کرامات و خرقِ عادات بیشمار ہیں۔ آپ طریقۂ نقشبندیہ کے اماموں میں سے ہیں، آپ کے بعد طریقۂ نقشبندیہ کے منتسبین اپنے کو احراری کہتے تھے، فرمایا کرتے تھے "مرا برائے ترویجِ شریعت و توہینِ بدعت مامور ساختہ اند"۔ واقعی شریعت اور طریقت کو آپ کے زمانے میں بہت زیادہ ترقی ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ بعض اکابر کی

marfat.com
Marfat.com

صحبت میں مجھ کو یہ بات حاصل ہوئی کہ جو کچھ میں لکھوں وہ جدید ہوگا قدیم نہ ہوگا اور جو کچھ کہوں گا قبول ہوگا مردود نہ ہوگا۔ آپ کے پاس دنیاوی مال و اسباب بہت تھا چنانچہ گھوڑوں کے باندھنے کی میخیں سونے یا چاندی کی تھیں لیکن ان سے تعلق بال برابر بھی نہ تھا ــــ آپ فرماتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔ آپ کی ولادت ماہِ رمضان المبارک ۸۰۶ھ باغستان علاقہ تاشقند میں ہوئی اور وفات شبِ شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک سمرقند میں ہے آپ کے کئی فارسی رسالے مشہور ہیں۔

(۲۰) حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ احرارؒ کے اجل خلفا میں سے ہیں۔ آپ کا سلوک دفعۃً ایک ہی مجلس میں تمام ہو گیا۔ بہت بندگانِ خدا کو آپ سے فیض پہنچا۔ آپ کی وفات غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک موضع دخش از ملکِ حصار میں ہے۔

(۲۱) حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد زاہد کے بھانجے یعنی ہمشیر زادے ہیں اور ان کے اعظم خلفا میں سے ہیں۔ اپنے زمانے میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کے زمانے میں ایک بزرگ حضرت خوارزمی تھے جو اس زمانے کے مشائخ میں تھے ان کی عادت تھی کہ جب کوئی درویش اُن کے شہر میں آتا اس کی نسبت سلب کر لیتے۔ ایک مرتبہ وہ (حضرت خوارزمی) آپ کے شہر میں آئے آپ نے ان کی نسبت سلب فرمالی وہ نہایت عاجزی کرنے لگے تو آپ نے واپس کر دی۔ آپ کی وفات ۱۹ محرم ۹۷۰ھ میں ہوئی مزار مبارک موضع اسفرہ متصل شہر سبز علاقہ ماوراء النہر میں ہے

(۲۲) حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا درویش محمد کے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ ہیں اصل طریقہ نقشبندیہ کی بہت سختی سے پابندی فرماتے تھے اور کچھ نئی باتیں جو اس وقت بعض نقشبندیوں میں پیدا ہو گئی تھیں مثل ذکر بالجہر اور جماعتِ نمازِ تہجد، ان چیزوں سے پرہیز کرتے تھے حضرت شاہِ نقشبندؒ کے بالکل قدم بقدم تھے۔ ولادت ۹۱۸ھ اور وفات ۱۰۰۸ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک بموضع امکنہ بخارا سے تین میل پر واقع ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(ف) ہندوستان کی سرزمین کو سب سے زیادہ آپ کا احسانمند ہونا چاہیئے کہ آپ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو ہندوستان بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو سرزمینِ ہند اور یہاں کے مسلمانوں کی طرف سے جزائے نیک عطا فرماتے۔ والحمدللہ

(۲۳) حضرت خواجہ بیرنگ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل وطن سمرقند تھا اور ولادت آپ کی کابل میں ہوئی۔ ہندوستان کی سرزمین طریقۂ نقشبندیہ سے ناآشنا اور اس طریقۂ مبارکہ کی برکات سے محروم تھی۔ آپ اس طریقے کے پہلے بزرگ ہیں جو ہندوستان تشریف لائے کچھ دنوں لاہور میں رہے اس کے بعد دہلی تشریف لے آئے اور وہیں قیام کیا، چالیس سال کی عمر میں وہیں وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ دو تین سال کے عرصہ ہی میں آپ کا طریقہ بالواسطہ یا بلاواسطہ سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ صاحبِ تصانیف ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جو سلسلۂ قادریہ میں ہیں اور علم شریعت وطریقت دونوں میں بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں، آپ سے مستفید ہوئے اور بالآخر انھوں نے اپنے رسالہ موصل المریدالی المراد میں تصریح فرمائی کہ نسبت فنا و بقا حاصل کرنے کیلئے طریقۂ نقشبندیہ سے بہتر کوئی طریقہ نہیں اور یہ کہ طریقۂ نقشبندیہ اوفق بالسنۃ ہے۔ آپ کے کمالات کی زبردست شہادت اور آپ کی عظیم الشان منقبت کے لئے یہی کافی ہے کہ حضرتِ امام ربانی مجددِ الفِ ثانیؒ آپ کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ اخیر عمر میں جب کسی کے مرنے کی خبر سنتے تو فرماتے کہ قید خانے سے خوب رہائی پائی۔ اس جملہ سے موت کا اشتیاق کما حقہٗ ظاہر ہوتا ہے ۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ کو وفات پائی۔

(۲۴) امام ربانی محرم اسرارِ سبع المثانی محبوبِ صمدانی حضرتِ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد الفاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نسب شریف اٹھائیسویں ۲۸ اور بعض کے نزدیک تیسویں ۳۰ پشت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ ولادت شریف ۹۷۱ھ میں ہوئی اور ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں موافق عمر شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم، دارالبقا کا سفر اختیار کیا۔ مزار مبارک سرہند شریف میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں

marfat.com
Marfat.com

قرآن شریف حفظ کرلیا اور علوم ظاہری کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دیگر علمائے سرہند شریف سے کی، پھر سیالکوٹ جاکر علمِ معقول کی چند کتابیں مولانا کمال کشمیری سے اور حدیث کی کتابیں شیخ یعقوب کشمیری سے پڑھیں. سلسلۂ کبرویہ کی اجازت بھی آپ سے حاصل کی. کتب تصوف مثلاً عوارف و فصوص الحکم وغیرہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں اور اکثر سلاسلِ صوفیہ مثلاً چشتیہ قادریہ سہروردیہ وکبرویہ وغیرہ کی اجازت اپنے والد ماجد سے حاصل کی. نیز قادریہ سلسلہ کی نسبت اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر قدس سرہ کا خرقہ بواسطہ شاہ کمال کیتھلی حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے حاصل کیا. والد ماجد کے وصال کے بعد آپ حج کے ارادہ سے روانہ ہوکر دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچکر بیعت سے مشرف ہوئے اور نقشبندیہ نسبت جس سے مراد دوام آگاہی وحضور و توجہ ہے بطریقِ اکمل حاصل کی اور اس درجہ پر فائز ہوئے کہ حضرت خواجہ موصوف قدس سرہ آپ کے متعلق فرماتے تھے "شیخ احمدؒ آفتابے است کہ مثلِ ما ہزاراں ستارہ ہا در سایۂ او گم اند" (یعنی: گویا شیخ احمدؒ ایک آفتاب ہے کہ جس کے سایے میں ہمارے جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں) اور فرمایا "مثلِ این درین وقت زیرِ فلک نیست" (یعنی: اس زمانے میں ان کی مانند آسمان کے نیچے کوئی دوسرا شخص نہیں ہے)۔

آپ کے خوارق وکرامات بیشمار ہیں۔ اتباعِ سنت اور بدعت سے پرہیز اور عزیمت پر عمل آپ کے طریقے کی بنیاد ہے، آپ کی ذاتِ گرامی علمِ شریعت اور علمِ احسان دونوں کی جامع تھی اور آپ کی مجددیت بھی دونوں شعبوں پر حاوی ہے۔ احادیث میں ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر صدی کے آغاز میں میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو دین کی تجدید کرینگے"۔ یعنی جو بدعتیں رائج ہوں گی ان کو مٹائیں گے اور جو سنتیں متروک ہوجائیں گی ان کو پھر رائج کریں گے چنانچہ اس ارشاد کے مطابق ہر صدی میں مجدد ہوتے رہے۔ اسی سلسلے میں گیارہویں صدی کے آغاز میں حضرتِ مجددِ الفِ ثانی قدس سرہٗ ظاہر ہوئے علمائے وقت مثلاً مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہ نے تسلیم کیا اور ہر زمانے کے علما مثلاً شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر آج تک سب ہی آپ کو مجددِ الفِ ثانی مانتے رہے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

خود آپ کے کارنامے اس کی بہترین شہادت ہیں۔ ابتدا ہی سے آپ کا غیر معمولی دینی شغف اور فراست مشہور تھی، فیضی نے اپنی بے نقط تفسیر سواطع الالہام میں آپ سے مدد لی تھی، ابوالفضل بھی آپ کا قائل تھا لیکن اکبری عہد میں کفر و الحاد اور رفض وغیرہ کا زور ہوا تو آپ نے اس کا مقابلہ کیا۔ جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چل رہا تھا وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سجدۂ تعظیمی کرانا چاہتا تھا لیکن آپ نے انکار کر دیا چنانچہ آپ کو گوالیار کے قلعے میں قید کر دیا گیا۔ اگرچہ اس وقت تک اکثر امراء مثلاً خان خاناں، سید صدر جہاں، خان اعظم، خان جہاں، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں، سکندر خاں، دریا خاں، مرتضیٰ خاں وغیرہ آپ سے بیعت ہو چکے تھے وہ لوگ آپ کے قید ہونے پر جہانگیر سے بغاوت کرنا چاہتے تھے لیکن آپ نے روک دیا۔ پھر جہانگیر کو خواب میں تنبیہ ہوئی تو اس نے آپ کو قید سے رہا کیا اور مرید بھی ہو گیا۔ اس کے بعد سجدۂ تعظیمی موقوف ہوا، گاؤ کشی میں آزادی دی گئی، جو مسجدیں تباہ کر دی گئی تھیں دوبارہ بنوائی گئیں اور جس قدر خلافِ شرع قانون تھے وہ سب منسوخ کیے گئے۔ جہانگیر نے قریب تین سال تک سفر اور حضر میں آپ کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھا۔

آپ کے خلفاء بکثرت ہوئے ہیں جو آپ کی حیات ہی میں مختلف بلادِ اسلامیہ میں پہنچ گئے تھے۔ آپ کے سب صاحبزادے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے ہیں۔

(۲۵) حضرت مجد الدین ابوالمکارم خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے فرزندِ ثالث ہیں،

آپ کے حالات عجیب و غریب ہیں، ایک ماہ میں حفظِ قرآن مجید فرمایا اور سولہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ گیارہ سال کی عمر میں ذکر و مراقبہ کا طریقہ اپنے والد بزرگوار سے سیکھ کر اس پر مواظبت شروع کی۔ اور طریقت میں وہ کمال حاصل کیا جو کم کسی کو ہوا ہوگا۔ حضرت امام ربانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم کا حال تحصیلِ طریقت میں صاحبِ شرح وقایہ کے مثل ہے کہ جو کچھ ان کے دادا روزانہ تصنیف کرتے وہ ہر روز اس کو حفظ کر لیتے تھے۔ حضرتِ مجددِ الفِ ثانیؒ ان سے فرماتے تھے ؎

تو یک نقطہ زیں لوح نگذاشتی
ہر آنچہ نہادم تو بر داشتی

marfat.com
Marfat.com

اتباعِ سنت، عمل بعزیمت، تقوی وغیرہ میں حضرتِ مجدد علیہ الرحمہ کے قدم بقدم تھے، ولایتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے حامل تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرید اور خلیفہ ہوئے اور دہلی کی سلطنت آپ ہی کے تصرف سے انھیں حاصل ہوئی طریقہ کی ترویج آپ سے جسقدر ہوئی کسی سے نہیں ہوئی۔ نو لاکھ کی تعداد آپ کے مریدوں کی بتائی جاتی ہے جن میں سے تقریباً سات ہزار مرتبۂ خلافت پر پہنچے۔ آپ کی ولادت ۱۰۰۷ھ میں اور وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں ہوئی۔ مزارِ مبارک سرہند میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

(۲۶) حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان کے خلیفہ ہیں

تحصیلِ طریقہ اپنے والد ماجد سے کیا۔ نہایت قوی التوجہ اور صاحبِ تصرف تھے۔ اورنگ زیب بادشاہِ دہلی کے شاہزادے آپ کے مرید تھے آپ کا قیام دہلی میں رہتا تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں آپ کی خاص شان تھی۔ کوئی امر خلافِ شریعت بادشاہ کے یہاں دیکھتے تو ذرا رعایت نہ کرتے اور بہت سختی سے اُسے روکتے، اس بات سے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ کی خانقاہ سے دونوں وقت ہزار ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو کھانا ملتا تھا۔ آپ کی ولادت ۱۰۴۹ھ میں اور وفات ۹ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک سرہند شریف میں ہے۔

(۲۷) حضرت مولانا سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفا میں سے ہیں۔

کچھ دنوں حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی رہے تھے۔ آپ کا استغراق بہت بڑھا ہوا تھا۔ پندرہ برس تک یہ حال رہا کہ سوائے نماز کے اوقات کے آپ کو ہوش نہیں آتا تھا۔ اکلِ حلال میں بڑا اہتمام فرماتے تھے اور دنیاداروں سے بہت پرہیز رکھتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک دہلی میں حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ سے کچھ فاصلے پر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۲۸) حضرت قیوم زمانی قطب جہانی شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

سادات علوی سے ہیں اور حضرت سید نور محمد بدایونی کے اجل خلفا میں سے ہیں۔ ان کے بعد حضرت شیخ محمد زاہدؒ اور دوسرے مشائخ سے بھی کسب فیض کیا۔ اپنے زمانے میں یکتائے روزگار تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ آپ کے بے نظیر کمالات کے معترف تھے اور آپ کو نفس زکیہ، قیم طریقہ احمدیہ لکھا کرتے تھے بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو انہی نے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ بڑے صاحب فیض و صاحب تصرف تھے۔ آپ کے حالات میں آپ کے خلفاء کی لکھی ہوئی مستقل تصانیف ہیں۔ آپ کی ولادت بعہد اورنگزیبؒ ۱۱۱۱ھ میں ہوئی اور شب عاشورہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ایک رافضی نے آپ کو شہید کیا۔ "عاش حمیداً و مات شہیداً" مادۂ تاریخ ہے۔ یعنی ۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ

(۲۹) مجدد مائۃ ثالث عشر حضرت مولانا عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی جائے ولادت بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں دہلی آئے اور حضرت مرزا صاحب شہیدؒ کی خدمت میں پندرہ سال رہ کر کمالات نادرہ حاصل کئے۔ آپ سے اسقدر فیض ہوا کہ اس کی مثال متقدمین میں بھی کم ملتی ہے۔ مولانا خالد رومیؒ جو اس وقت کے اعلم العلما تھے کردستان سے آپ کے پاس آئے اور نو مہینے آپ کی خدمت میں رہ کر امام طریقت بن کر واپس گئے اور بلاد اسلامیہ میں علماء و فضلاء کا آپ کی طرف اس قدر رجوع ہوا کہ آپ کے نام سے طریقۂ خالدیہ مشہور ہوگیا۔ مولانا خالدؒ نے عربی و فارسی میں متعدد قصائد آپ کی شان میں لکھے۔ ایک مدحیہ قصیدہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے پیر کی تلاش میں ساری دنیا چھان ڈالی مگر آپ کا مثل نہ پایا فرماتے ہیں:۔

زاقصائے خطا تا غایت مغرب زمیں امروز نباشد ہیچ کس مانند او ازنوع انسانی
نہ شد با طوبیٰ صحبت زاولیائے یثرب و بطحا میسر آنچہ ازوے شد مرا نادیدہ ارزانی

مولانا خالد کے حالات میں علامہ شامی شارح درمختار نے ایک مستقل رسالہ

marfat.com
Marfat.com

تالیف کیا جس کا نام "سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی" ہے۔ سرسید نے بھی آپ کی بے حد تعریف لکھی ہے۔ ولادت شریف ۱۱۵۸ھ میں اور وفات ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ کو ہوئی اور خانقاہ مظہریہ میں اپنے مرشد حضرت شہید کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

(۳۰) شیخ الطریقت والحقیقت مولانا الشیخ ابو سعید زکی القدر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں اور حضرت خواجہ محمد معصوم رح کی نسل سے ہیں۔ آپ کی ولادت شہر رامپور میں یکم ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ کو ہوئی حفظ قرآن مجید و مشق تجوید و تحصیل علوم سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی جو مشائخ مجدّدیہ زبیریہ میں سے تھے۔ تکمیل نسبت کے بعد اجازت و خلافت سے ممتاز ہوئے اور مرجع خلائق بنے۔ اس مرتبہ پر پہنچنے کے بعد حضرت شاہ غلام علیؒ کی طرف رجوع کیا اور حضرت ممدوح نے باصرار تمام آپ کو اپنا جانشین بنایا۔ آپ نے سلوک پر ایک نفیس رسالہ "ہدایت الطالبین"[1] نامی لکھا ہے جس کا ترجمہ متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اپنے مرشد کی وفات کے دس سال بعد سفر حج سے واپسی پر عین عید الفطر کے دن ۱۲۵۰ھ ٹونک میں رحلت فرمائی۔ نعش مبارک دہلی لائی گئی اور اپنے پیر و مرشد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ مادہ تاریخ: ع ستونِ محکم دینِ نبی فتادہ زپا

(۳۱) حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں، غدر کے وقت آپ کی مقبولیت کی وجہ سے حکومت کو شبہات پیدا ہوئے تو آپ اپنی خانقاہ و تسبیح خانہ وغیرہ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کر کے عازم حرمین شریفین ہو گئے۔ ماہ صفر ۱۲۷۰ھ میں مکہ معظمہ پہنچے چار ماہ وہاں قیام کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے وہاں سے تحریر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی سے میں نے مدینہ منورہ کی اقامت اختیار کر لی ہے۔ آپ کے فیض سے حرمین شریفین کے لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور روزانہ تین مرتبہ حلقہ، مراقبہ، اور ختم شریف کا سلسلہ جاری کیا۔ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ کو مدینہ منورہ میں آپ نے وفات پائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

[1] ہدایت الطالبین فارسی متن مع اردو ترجمہ ادارہ مجددیہ ناظم آباد ۳ ۔ کراچی ۱۸ سے طلب فرمائیں

Marfat.com

(۳۲) حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت ۱۲۱۶ھ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ پر فقر کی محبت غالب تھی۔ ویسے تحصیل علوم ظاہری میں مشغول تھے۔ ایک بار شہر کابل میں آپ اچانک بیہوش ہو گئے اور تیرہ ۱۳ دن تک بیہوش رہے۔ پھر پشاور روانہ ہوئے اور وہاں سے بغداد، کردستان، بصرہ وغیرہ شہر بہ شہر تلاشِ مرشد میں روانہ ہوئے اور قلات (بلوچستان) ہوتے ہوئے بمبئی پہنچے اور وہاں شیخ الشیوخ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر آپ نے بیعت کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں حج کے لئے جا رہا ہوں، آپ یا تو یہیں ٹھہریں یا دہلی جا کر میرے فرزند احمد سعیدؒ سے توجہات حاصل کریں چنانچہ آپ دہلی روانہ ہو گئے اور حضرت شاہ احمد سعیدؒ کی خدمتِ اقدس میں تقریباً سوا سال رہے اور اجازت طریقہ نقشبندیہ، قادریہ و چشتیہ حاصل کی، اس کے بعد اپنے شیخ کے ایماء سے خراسان روانہ ہو گئے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ آپ پر خاص عنایت فرمایا کرتے تھے چنانچہ متعدد خطوط انھوں نے آپ کی طرف ارسال کئے جو "تحفہ زواریہ" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی وفات شب شنبہ ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ کو ہوئی۔ مزار پر انوار موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) میں ہے۔

(۳۳) حضرت امام الاولیاء خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۴۴ھ بمقام لونی تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں) ہوئی۔ قبیلہ اچکزئی کے ابراہیم خیل سے تعلق ہے۔ صرف و نحو، فقہ اور اصولِ تفسیر وغیرہ سے فارغ ہوئے تو ایک دن اپنے ماموں مولانا نظام الدین کا سلام و پیام پہنچانے کے لئے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے، وہاں پہنچتے ہی عجب کیفیت طاری ہو گئی آخر جمعہ ۸ جمادی الاخری ۱۲۶۶ھ کو بیعت ہوئے اور اپنے شیخ ہی سے صحاح ستّہ اور علوم سیر و تصوف وغیرہ کی تحصیل کی، ان کی خدمت میں ہر وقت ساتھ رہنے اور رشد و ہدایت کے لئے ان کے حکم کے بموجب موسیٰ زئی سے ڈیرہ اسمٰعیل خاں (قریب چالیس میل) ہر روز کئی ماہ تک آتے جاتے رہے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ کو خلافت اور جانشینی حاصل ہوئی۔ ۱۲۸۷ھ میں حج کیا اور مدینہ منورہ میں معدہ کو خالی

marfat.com
Marfat.com

رکھنے کے لئے خورد و نوش ترک کیا۔ مسترشدین کی تربیت بنفسِ نفیس فرماتے اور تہجد کے لئے بیدار فرمادیتے۔ آخر عمر میں ضیق النفس، فالج، رعشہ وغیرہ امراض میں مبتلا رہے۔ سہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ کو وصال ہوا۔ مولانا محمود شیرازی نے تاریخ وصال کہی ؏

"مہر سپہرِ عالمِ دیں در محاق شد" (۱۳۱۴ھ)

(۳۴) حضرت سراج الاولیا زبدۃ الاصفیا خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دو شنبہ ۱۵ محرم ۱۲۹۷ھ کو موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے نثر و نظم، صرف و نحو، عقائد، علم تجوید و قرارت، مطول، شرح وقایہ، جلالین، مشکوٰۃ و ابن ماجہ وغیرہ مولوی محمود شیرازی سے پڑھیں اور بقیہ کتابیں حامی سے آخر تک مولوی حسین علی سے پڑھیں۔ پھر کتب تصوف اپنے والد ماجد حضرت عثمان دامانیؒ سے پڑھیں۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو حلقہ شریف کے لئے مامور ہوئے اور نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، قلندریہ، شطاریہ، مداریہ اور کبرویہ سلاسل میں مجاز ہوئے۔ والد ماجد کی ضعیفی کی وجہ سے خود ان کی حیات میں حلقہ کراتے تھے۔ خراسان، ہرات، بخارا، عرب و ہند کے بکثرت لوگ مستفیض ہوئے جمعہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ کو وصال ہوا۔

(۳۵) حضرت تاج الاولیا غریب نواز خواجہ محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اصلی وطن ضلع میانوالی ہے آبا و اجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ میں آئے اور وہاں سے ضلع میانوالی میں آکر آباد ہوگئے اور داؤد پوترے ہونے کی وجہ سے ان کی بستی کا نام داؤد خیل پڑ گیا۔ وہیں ۱۲۷۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۱۸۹۶ء کے قریب حضرتؒ نے مع اہل و عیال حجاز مقدس کا ارادہ کیا چونکہ اس وقت ریل گاڑی نہ تھی اس لئے کشتی تیار کی اور دریائے سندھ کے راستے روانہ ہوئے جب موضع جتوئی (ضلع مظفر گڑھ) پہنچے تو حسب معمول رات گذارنے کیلئے دریا کے کنارے قیام کیا اسی شب کو وہ کشتی چوری ہوگئی چنانچہ دریا کے قریب جھلار مولوی غوث بخش میں قیام فرمایا حسبۃً للہ بچوں کو پڑھانے اور کاشتکاری کرنے لگے۔ پھر جتوئی کے قریب ایک جگہ فقیر پور کے نام سے آباد کی لیکن وہاں تک پہنچنے میں لوگوں کو سخت دشواری ہوتی تھی اس لئے شہر سلطان سے

marfat.com
Marfat.com

تقریباً چار میل کے فاصلے پر زمین خرید کر مسکین پور آباد کیا اور وہیں کاشتکاری بھی فرمانے لگے داؤد خیل کے قیام کے زمانے میں حضرت خواجہ عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے لیکن اسوقت حضرت بہت ضعیف تھے اسلئے آپ کے خلیفہ حضرت لعل شاہ دندوی علیہ الرحمہ سے بیعت کی اور بہت سے مدارج سلوک طے کئے اور جب حضرت شاہ صاحبؒ کا وصال ہوگیا تو حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیلِ سلوک کی۔

عربی و فارسی اور دینیات کی تعلیم کی تکمیل حاصل تھی دورۂ حدیث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے پڑھا تھا، آپ کا خط بہت پاکیزہ تھا کھیت میں ہل چلاتے ہوئے اسم ذات کا ذکر بھی فرماتے جاتے تھے زہد و تقویٰ میں کمال حاصل تھا اور مشکوک غذا سے سخت پرہیز تھا، مروجہ نذرانے سے سخت نفرت تھی) آپ کے حرمِ اول سے تین لڑکے آٹھ لڑکیاں اور حرمِ دوم سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

دہلی کے تبلیغی سفر میں آپ کو فالج ہوگیا، اسی حالت میں مسکین پور واپس ہوئے اور بروز پنجشنبہ رمضان المبارک کی چاند رات کو ۸۴ سال کی عمر میں ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو وصال ہوا۔

آپ کے تفصیلی حالات مقاماتِ فضلیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۶) حضرت قطبِ زماں خواجۂ خواجگاں الحاج خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ[۱]

۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں بمقام احمد پور شرقیہ (ریاست بھاولپور) پیدا ہوئے سلسلۂ نسب حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اور فارسی کی متداول کتابیں وطن میں پڑھیں، والدین ماجدین کا سایہ نوعمری میں اٹھ جانے کی وجہ سے سلسلۂ تعلیم ختم کرنا پڑا اور گھر کے کاروبار اور بھائی بہنوں کی تربیت میں مشغول ہوگئے۔ مزارعین کی طرح سخت جفاکشی سے زراعت کرتے تھے شروع ہی سے اتباعِ سنت کا شغف تھا اور عجیب و غریب کیفیات طاری رہتی تھیں، چنانچہ آپ حضرت غریب نواز محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے یکم فروری ۱۹۲۴ء (جمعہ ۲۵ جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ) کو بیعت ہوئے اور ۲۳ شوال ۱۳۴۳ھ کو بمقام فقیر پور (ضلع مظفر گڈھ) خلافت سے سرفراز ہوئے۔ نقشبندیہ مجددیہ طریقے کے علاوہ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ طریقے بھی حاصل کئے۔

[۱] آپ کے مفصل حالات "حیاتِ سعیدیہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com
Marfat.com

خلافت کے بعد آپ کو دہلی میں تبلیغ کرنے کا حکم ملا چنانچہ آپ نے دہلی، رہتک، کرنال، پانی پت، کیتھل، تھانیسر وغیرہ کا سفر کیا، بکثرت لوگ بیعت ہوئے بلکہ بعض اجنہ بھی داخل سلسلہ ہوئے آپ علمِ لدنی سے بہرہ مند تھے۔ زہد و تقویٰ، ایثار و سخاوت، مہمان نوازی، توکل، اخلاص، تسلیم و رضا وغیرہ اوصاف میں یگانہ تھے۔ کشف، تصرفات اور کرامات میں بھی بے مثل تھے بیشمار متوسلین اور بکثرت خلفاء آپ کی اولادِ معنوی ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی یادگار ہیں۔

ریاحی تکالیف اور دردِ گردہ کی شکایت تھی۔ سفر میں تکلیف زیادہ ہوئی اور پانی پت میں بروزِ جمعہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ (۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء) کو وصال ہوا اور حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن ہوئے۔ وصال کی تاریخ اس شعر سے برآمد ہوتی ہے ؎

قطبِ دوراں روحِ عرفاں سعد دیں خواجہ سعید * دل ہو انور اس قریشی پارسا کے واسطے

مناجاتِ منوّر

طالبِ مولا کو چاہئے کہ رات کو تہجد کے بعد جو کہ قبولیتِ خاص کا وقت ہے مندرجۂ ذیل مناجات نہایت عجز و نیاز اور حضورِ دل کے ساتھ پڑھے: **بارِ خدایا!** اپنی جان پر کھیل جانے والے عاشقوں کی عزت کے واسطے جنھوں نے محبت کے قمار خانے میں دونوں جہان کو ہار دیا مجھے اپنی محبت کے نشہ سے مست کر، تاکہ غیروں کی محبت میرے دل میں ہرگز نہ رہے۔ **بارِ خدایا!** علی الصباح بیدار ہونے والے عاشقوں اور آنسو برسانے والے دردمندوں کی عزت کے واسطے عشق کے شراب خانے سے مجھے محبت کی شراب پلا، تاکہ اس کی مستی سے اپنی ہستی پر کھیل جاؤں۔ **بارِ خدایا!** اپنی پاک ذات کے دیدار کے مشتاقوں کی عزت کے واسطے جو تیرے عشق میں جانبازی کرتے ہیں میری روح کی بلبل کو اپنے جمال کے باغ پر والہ و شیدا کر، تاکہ تیرے ذوق و شوق میں اپنی ذات سے بےخود اور مست ہو جاؤں۔ **بارِ خدایا!** اسیر رفتار عاشقوں کی عزت کے واسطے جو دونوں جہانوں سے بےفکر ہیں اپنی محبت کے قید خانے میں محبوس کر اور اپنے شوق کا طوق میری گردن میں ڈال۔ **بارِ خدایا!** اپنے پاکباز مردوں کی عزت کے واسطے، جنھوں نے اپنے دلوں کو تیرے غیر سے پاک کر دیا ہے میرے دل کو ماسوا سے ہٹا لے، تاکہ کوئی سانس بھی تیری یاد اور تیرے حضور کے بغیر نہ لے سکوں۔ **بارِ خدایا!** گوشہ نشین عابدوں کی عزت کے واسطے جو کسی وقت بھی تیری عبادت سے فارغ نہیں ہیں اور اپنے قصوروں سے سر بھی نہیں اٹھا سکتے اس مفلس بیمار کو رات دن اپنی طاعت میں

marfat.com
Marfat.com

مشغول رکھ تاکہ کسی وقت بھی کسی اور کام میں نہ لگوں۔ **بارِ خدایا!** اہلِ معرفت عارفوں کی عزت کے واسطے جو اپنے دل کے شیشے کو ماسوائے گرد و غبار اور غفلت کی کدورت سے صاف و شفاف رکھتے ہیں غفلت کے پردے کو میری بصیرت کی آنکھ سے دور رکھ اور ہر ایک چیز کی حقیقت جس طرح پر کہ فی الواقع ہے مجھے دکھا۔ **بارِ خدایا!** اپنے مقربین کی عزت کے واسطے جن کا دل تجلیات کے انوار سے روشن ہے اپنی معرفت کے نور سے میرے باطن کو منور بنا اور میرے دل کے فانوس کو تجلیات کی شمع سے روشن فرما تاکہ بیہودہ خیالوں اور باطل فکروں سے محفوظ رہ سکوں۔ **بارِ خدایا!** عاشقوں کی سرد آہ اور تیرے فراق میں جلے ہوؤں کے سینے کے نور کی عزت کے واسطے جو وصال کے ذوق و شوق کے غلبوں سے لذتیں لیتے اور خوش ہوتے ہیں غفلت کے سمندر میں ڈوبے ہوؤں کو اپنے کرم و عنایت کے شراب خانے سے محبت کا ایک گھونٹ پلا تاکہ تیری مغفرت کے دریا سے تر و تازہ اور غفلت کی نیند سے بیدار ہوں۔ **بارِ خدایا!** نہ کوئی میرا عمل ایسا ہے کہ تیری بزرگ اور برتر درگاہ کے قابل ہو نہ میری اور کوئی بات ایسی ہے کہ اس درگاہ میں قبولیت کا شرف پا سکے۔ **بارِ خدایا!** مجھے ایسا دل عطا کر جس میں سوائے تیرے اور کچھ نہ سما سکے اور جو تیرا غیر ہے اس میں ایک جوہر بھی نہ ٹکے۔ **بارِ خدایا!** مجھے وہ زبان عطا فرما کہ ہر دم تیرا ہی شکر اور حمد و ثنا کہے اور ایسا نفس عطا کر جو کلمۂ طیبہ کے ساتھ تیری طرف بھاگے **اے خدا!** تو وہی تو ہے جو اپنی رحمت اور کرم کے دریا سے اپنے بندوں کو تر و تازہ کرتا رہتا ہے تو وہی تو ہے جو گنہگاروں کو اپنے کمال فضل و کرم سے منزلِ مقصود پر سلامتی کے ساتھ پہنچاتا ہے۔ **اے خدا!** ہماری بے نصیبی اور محرومی ہماری اپنی ہی خودی کی بدولت ہے اپنے فضل و کرم سے ہم کو اس سے رہائی دے اور اپنے ساتھ آشنائی **بارِ خدایا!** عنایت کی ایک نظر مجھ ناچیز کے حال پر فرما کہ میں سخت درماندہ ہوں اور اپنی طرف کا راستہ دکھا کہ تیرے در پر کھڑا ہوں۔ **بارِ خدایا!** اپنے کرم و احسان کے دواخانہ سے مجھے شربت پلا کہ میں غفلت کی بیماری سے لاچار ہوں اور عشق کے شراب خانے سے شوق کا ایک پیالہ انعام فرما کہ ماسوا میں گرفتار ہو جانے کے ادبار میں پڑا ہوں۔ **بارِ خدایا!** ہماری زبان کو ان باتوں سے جن میں ہمارا نقصان ہے تو ہی خاموش رکھ اور ہمارے دلوں کو ان خیالات سے جن میں ہماری خواری ہے تو ہی فراموش رکھ۔ **بارِ خدایا!** ہمیں ایسا وقت عنایت کر کہ ہم اپنے گذشتہ دکھ درد دل سے لے جائیں اور ایسی حالت عطا کر کہ ناشدنی رنج کو اپنی گردن پر نہ لے جائیں۔ **بارِ خدایا!** جو تحفے اور سوغاتیں تو نے ہمیں انعام کئے ہیں ہماری بے ادبیوں کے باعث ہم سے واپس نہ لے۔ **بارِ خدایا!** تجھ پر کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے پس ہماری بد اعمالیوں پر

marfat.com
Marfat.com

تو ہی پردہ ڈال اور جبکہ تجھ پر کچھ بھی مخفی نہیں ہے تو ہم کو ہماری برائیوں کی رسوائی سے نجات دے۔ **بارِ خدایا!** ہم مفلس قلاش بیشک بہت بڑے عاصی اور گنہگار ہیں لیکن تیری رحمت کے امیدوار ہیں اپنے کمال کرم سے ہم کو مقبولوں کی جماعت میں داخل کر۔ **بارِ خدایا!** ہماری برائیوں کو بخش دے اور ہماری بدکرداریوں کی طرف نہ دیکھ۔ ابیات

بے نیازا! بر نیازِ ما ببخش ۔۔۔ گرچہ غفلت کردہ ایم آنرا ببخش

پائے در گل ماندگاں را دستگیر ۔۔۔ عذرِ ناہموار ما را در پذیر

باطنِ سرگشتگاں را رہ نما ۔۔۔ از بروں افتادگاں را در کشا

بارِ خدایا! ہمارے زخموں کے آنگن کو پریشان تفکرات کی خس و خاشاک سے خالی کر اور ہماری ناقص اور سست فہموں کو اپنے عشق و محبت کے ادراک سے بزرگی بخش۔ **بارِ خدایا!** اپنے بے نہایت کرم اور بے غایت فضل کی عزت کے واسطے ہم کو اپنی درگاہ سے محروم نہ کر اور آخر دم ہیں کہ زندگی کی امید منقطع ہے ہمارے کانوں کو لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کی آواز سے مشرف کر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و عزت اور اس کی آل و اصحاب کے واسطے۔ اشعار

دستگیری کیجیو میرے خدا ۔۔۔ تا کوئی دم ہوں نہیں تجھ سے جُدا

دمبدم ہوتا رہوں تجھ پر فدا ۔۔۔ آرزو تجھ سے یہی ہے اے خدا

ہو زباں پر ذکر دل میں ہو حضور ۔۔۔ ماسوا تیرے یہ دل ہو سب سے دُور

بے حضورِ دل نہ لوں میں تیرا نام ۔۔۔ جب کہ لوں میں ہو حضورِ دل تمام

ہر گھڑی ہر لحظہ ہو تیرا حضور ۔۔۔ بے جہت بے کیف مجھ کو لے غفور

التجا کس سے کروں تیرے سوا ۔۔۔ کون بر لائے گا میرا مدعا

نورِ وحدت کر دے مجھ پر آشکار ۔۔۔ بس یہی ہے مدعا پروردگار

یہ دعا عاجز کی ہے کیجو قبول ۔۔۔ از برائے آل و اصحابِ رسول

اَللّٰهُمَّ اَحْرِقْ عَوَارِضَ نَفْسِيْ بِنَارِ عِشْقِكَ وَازْدُدْ شَوْقِيْ اِلٰى جَمَالِكَ وَمَحَبَّتِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ وَاقْطَعْ حِجَابًا مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ آمین۔

marfat.com
Marfat.com

تعویذات وعملیات

چند ایسے عملیات و تعویذات درج کئے جاتے ہیں جو بزرگوں کے معمول ہیں ہیں اور شرع شریف کے خلاف نہیں ہیں تاکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے نام کی برکت سے شفا بھی ہو اور دین بھی بچا رہے اور مال و آبرو کا نقصان بھی نہ ہو۔ لیکن سالک کو چاہئے کہ بلا اجازتِ شیخ اس کام میں مشغول نہ ہو کیونکہ اس میں سراسر نقصان ہے ہاں کبھی کبھار کسی خاص ضرورت کے وقت کوئی تعویذ وغیرہ لکھ کر خود استعمال کرنا یا کسی کو دینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا ہے۔

تعویذ لکھتے وقت ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید کی آیت بے وضو نہ لکھیں، نہانے کی ضرورت میں بھی نہ پڑھیں اور جس کاغذ پر قرآن مجید کی آیت لکھ کر تعویذ بنائیں اس پر ایک اور سادہ کاغذ لپیٹ دیں تاکہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہو اور چینی کی تشتری بھی آیت لکھ کر بے وضو کے ہاتھ میں نہ دیں بلکہ آپ خود پانی میں گھول دیں اور جب تعویذ کی ضرورت نہ رہے تو اس کو پانی میں گھول کر کسی ندی، نہر یا کنوئیں میں چھوڑ دیں۔

بعض لوگ خون سے تعویذ لکھتے ہیں سو شریعت میں بہنے والا خون مثل پیشاب کے ناپاک ہے اس سے تعویذ لکھنا ناجائز اور بہت بری بات ہے اور ایسا تعویذ اگر بازو پر بندھا ہو یا جیب میں پڑا ہو تو نماز بھی درست نہ ہوگی، اسی طرح بعضے تعویذات و عملیات میں تصویریں بنائی جاتی ہیں، بعضے قرآن مجید الٹا پڑھتے ہیں، بعضے قرآن مجید کے اندر اور عبارتیں اس طور سے داخل کر دیتے ہیں کہ قرآن پاک کی ترتیب و نظم میں خلل واقع ہو جاتا ہے یہ سب حرام اور معصیت ہے۔ بعض تعویذوں کا استعمال اس طرح کیا جاتا ہے کہ جس سے ان کی بے ادبی ہوتی ہے مثلاً کوئی تعویذ کسی کے آنے جانے کی جگہ دفن کیا جاتا ہے تاکہ اس کے اوپر کو آمد و رفت ہو، یا اور جس طریقے سے بھی بے حرمتی و بے تعظیمی ہوتی ہو سب ناجائز ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تعویذ اور جھاڑ پھونک تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے ایک[1] یہ کہ تعویذ اور افسوں کلام اللہ اور اس کے صفات سے ہو اور دوسری[2] یہ کہ عربی زبان میں ہو، یا اس زبان میں جس کے معنی معلوم ہوں۔ تیسری[3] یہ کہ یہ اعتقاد ہو کہ افسوں بالذات مؤثر نہیں بلکہ بتقدیر الٰہی اثر کرتا ہے۔

اور افسوں (منتر وغیرہ) تین قسم کا ہے ایک[1] وہ کہ جس کا مطلب اور معنی معلوم نہیں تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے کہ مبادا اس میں شرک ہو، دوسری[2] یہ کہ بکلام الٰہی اور بصفاتِ ربانی ہو تو جائز ہے پھر اگر احادیث میں منقول ہے تو وہ مستحب ہے۔ تیسری[3] قسم یہ کہ اسمارِ ربانی کے سوا فرشتہ یا ولی یا جلیل القدر مخلوقات چنانچہ عرش کے نام سے ہو تو اس سے پرہیز واجب نہیں اور اگر شرع میں اس کی اجازت نہیں تو اس کا ترک کرنا بہتر ہے مگر جبکہ متضمن تعظیم ہو جیسا کہ غیر اللہ کا حلف تو اب پرہیز کرنا لائق ہے (غایۃ الاوطار) جو تعویذ جداگانہ غلاف میں ہو یعنی تعویذ پر مڑھا ہوا نہ ہو تو اس کا پاخانہ میں لیجانا مکروہِ تحریمی نہیں اور پرہیز کرنا یعنی باہر رکھ جانا بہتر ہے (از غایۃ الاوطار)

تعویذات و عملیات کو مؤثرِ حقیقی نہ سمجھے بلکہ اس کا اثر خدائے تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اگر کسی کافر کو تعویذ دینا ہو تو بہتر ہے کہ آیاتِ قرآنی نہ لکھے بلکہ یا تو وہ حروف جدا جدا لکھدے یا ان حروف کے ہندسے لکھدے یا اور کچھ جائز عبارت لکھدے۔

(۱) برائے[1] محافظت از جمیع آفات و بلیاتِ ارضی و سماوی۔ معمول: سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی، چہار قل پڑھ کر دم کرنا ازحد مفید ہے۔

(۲) برائے دفعِ سحر و جادو و برائے دفعِ زہر گزیدنِ مار (سانپ کے کاٹے کے لئے) مندرجہ بالا معمول نمک پر پڑھ کر کھلانا اور زخم پر لگانا نہایت مفید اور مجرب ہے۔ (دفعِ سحر و جادو کیلئے) روزانہ تین مرتبہ یہی معمول پڑھ کر تمام وجود پر دم کرے۔

(۳) اگر کسی کو دیوانہ کتا کاٹ لے تو سورۂ فاتحہ اور چہار قل پڑھ کر دم کرے ازحد مجرب ہے۔

(۴) برائے جمیع امراض و اسقام و آلام و دفعِ جن و آسیب و بدنظر وغیرہ ازحد مفید ہے۔ معمول یہ ہے: سورۂ فاتحہ، چاروں قل، آیہ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

[1] منقول از فوائد عثمانی ص۱۲۶

marfat.com

Marfat.com

لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قَدَّسَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِسِرِّہِ الْاَقْدَسِ اَللّٰھُمَّ اشْفِ بِصَاحِبِ ھٰذَا الْمَرَضِ بِحَوْلِکَ وَقُدْرَتِکَ وَجَبَرُوْتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اس تمام مجموعہ کو پڑھ کر دم کریں اور پلائیں۔

(۵) برائے سخت امراض: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الْھَامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الْھَامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ یَا شَافِیْ یَا شَافِیْ یَا شَافِیْ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ لکھ کر بازو یا گردن پر باندھے اگر تمام وجود یا اعضا میں کسی جگہ درد ہو تو اس تعویذ کو کاغذ پر لکھ کر پانی میں حل کر کے اکثر اس پانی کو پلائیں اور کسی قدر پانی بچا کر روغن تلخ میں ڈال کر اس جگہ کو اس روغن ... سے چرب کریں بفضلہ تعالیٰ خیر ہو جائے گی۔

(۶) تعویذ برائے حفظ طفل از جمیع آفات: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ[1] کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اس تعویذ کو لکھ کر گلے میں ڈالے۔ یہ عمل جن و آسیب کیلئے بھی مفید ہے۔

(۷) برائے محافظتِ زراعت: کاغذ پر لکھ کر کورے سفالہ میں بند کر کے اس کو زراعت کے تختہ میں دفن کر دے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یَا رَزَّاقَ الْعِبَادِ یَا خَلَّاقَ الْخَلَائِقِ یَا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ یَا مُنْبِتَ الزَّرْعِ فِی الْاَرْضِ وَالنَّبَاتِ وَیَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ

[1] بعض نسخوں میں یہ اس طرح ہے: مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ الخ

marfat.com
Marfat.com

اِدْفَعْ مِنْ هٰذَا الزَّرْعِ شَرَّ الْهَوَامِّ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْفَارَةِ وَالْخَنَازِيْرِ الْمُفْسِدَةِ وَ ارْزُقْنَا رِزْقًا حَسَنًا ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

(۸) **تعویذ اسماءِ اصحابِ کہفؑ برائے برکت وامان از غرق وحرق وسرق و غارت وغیرہ ذالک از امراض وحاجات۔** ان اسماء کو لکھ کر مکان، کشتی یا متاع میں یا اپنے پاس رکھے امانِ الٰہی میں رہے گا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الٰہی بحرمت یملیخا مکسلمینا میلسنا مرنونش دبد نوش شادنوش مرطونس اسم کلبھم قطمیر۔ ۱۲

(۹) **تعویذ برائے شفا ہر درد۔** اس آیہ شریفہ کو تین روز متواتر کاغذ پر لکھ کر پانی میں حل کر کے اس پانی کو پلائیں اور درد کی جگہ مالش کریں انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا:—
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔ يَا شَافِيْ يَا شَافِيْ يَا شَافِيْ ۔

(۱۰) **تعویذ برائے حاملہ ہونے عورت کے اور جننے فرزند نرینہ کے:** اسم يَا مُبْدِئُ کو نو ٹکڑے کاغذ پر لکھیں جس وقت عورت حیض سے فارغ ہو، اول مہینے میں تین رات مجامعت کریں اور صبح کو ہر روز ایک ایک تعویذ پئیں۔ اس ترکیب سے تین ماہ میں یہ نو عدد تعویذ نوش کریں۔ اور اس آیہ شریفہ کو لکھ کر عورت کو دیں کہ وہ گلے میں اس طرح لٹکائے کہ وہ تعویذ آیہ شریفہ کا دو انگشت زیر ناف آویزاں رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عورت حاملہ ہو کر فرزند نرینہ جنے گی۔ وہ آیہ شریفہ یہ ہے: اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۔ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۔ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۔ بحق مریم وعیسیٰ ابنا صالحا طویل العمر بحق محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

(۱۱) **تعویذ برائے حمل خشک شدہ** جس عورت کا حمل خشک ہو گیا ہو اس کے لئے یہ تعویذ چینی کے برتن میں لکھے، چالیس روز بلا ناغہ اس کو یہ تعویذ پلائے بفضلہ تعالیٰ

ؔ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رح سے مروی ہے کہ اسمائے اصحاب کہف کتابوں میں چند طریقوں سے لکھے ہیں لیکن مجھے اپنے پیر و مرشد سے اسی طریق پر پہنچے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حمل تو حاصل کر کے ظاہر ہوگا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(۱۲) **تعویذ برائے دفع تپ ہر قسم**: کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ۔ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ لکھ کر گردن میں باندھیں اور تین تعویذ یا محیط اللہ کا غذ پر لکھ کر تین روز ایک ایک کر کے پلائیں۔ انشاء اللہ تپ رفع ہوگی۔

(۱۳) **تعویذ برائے تپ سوم**: اول تپ کے شروع ہونے میں بروز نوبت اول و آخر درود شریف اور ایک بار سورۂ رعد پڑھ کر دم کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔ پس چاہئے کہ سہ نوبت کو دم تمام کرے اگرچہ اول یا دوسری نوبت پر آرام ہو جائے۔ اگر تینوں نوبت پر دم نہ کریں گے تو چند روز بعد بخار پھر عود کر آئے گا۔

(۱۴) **تعویذ برائے دفع بواسیر ہر قسم**: یَا رَحِیْمَ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ وَّغِیَاثَہٗ وَمَعَاذَہٗ یَا رَحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ لکھ کر کمر میں باندھیں۔

(۱۵) **ایضاً**۔ اگر صبح و شام سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ ہفت بار پڑھتا رہے تو بہتر ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو صرف بسم اللہ شریف صبح و شام پڑھ کر اپنے جسم پر ناف سے زانو تک آگے پیچھے ہاتھ پھیر کر دم کرے۔

(۱۶) **برائے دفع درد باؤ**۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْبَاعِثُ وَاَنَا الْمَبْعُوْثُ وَمَنْ یَّدَعُ الْمَبْعُوْثَ اِلَّا الْبَاعِثَ یَا رَبِّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ لکھ کر درد کی جگہ باندھیں۔

(۱۷) **تعویذ برائے زود فروشی مال**: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ لکھ کر مال و متاع میں رکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۸) برائے تیزیٔ ذہن و کشائشِ مطالعہ: اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ بِطَاعَتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔ قبل از شروعِ سبق ہفت بار پڑھ کر اپنے وجود پر دم کریں۔

(۱۹) تعویذ برائے گریۂ کودک: ططططططط ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین لکھ کر گلو میں باندھیں۔

(۲۰) تعویذ برائے دفع طحال: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ ؕ اِنَّہٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۔ یا طحال ارجع الی مکانک بحق ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھ کر طحال کی جگہ پر باندھیں۔

(۲۱) ایضاً: ہفت پارچہ کرپاس نیل کچے پانی سے تر کر کے طحال پر رکھیں اور اُس کرپاس پر خزف نو آب نارسیدہ رکھ کر اس خزف میں آگ کی چنگاری رکھ کر اس دائرہ تعویذ ۷۸۶ کو رکھیں انشاء اللہ طحال زائل ہو جائے گی۔

(۲۲) ایضاً: بروز یکشنبہ ایک قرص گلِ طحال کے برابر بنا کر طحال کی جگہ پر رکھیں۔ دستِ راست میں چاقو لیکر ایک بار سورۃ الم نشرح با تسمیہ پڑھ کر چاقو سے اس قرص کو کاٹیں اور اس طرح سات دفعہ کریں لیکن اول وآخر درود شریف زیادہ کریں۔ اس معمول کو تین یکشنبہ کریں انشاء اللہ طحال کٹ جائیگی۔

(۲۳) معمول برائے کاٹنے یرقان کے: بروز یکشنبہ چند برگ کلاں سبز گھاس کے لا کر ایک طرف مریضِ یرقان کے ہاتھ میں دیں کہ وہ پکڑلے اور دوسری طرف خود بائیں ہاتھ میں لیکر اپنے داہنے ہاتھ میں چاقو لیکر ایک دفعہ سورۃ القریش با تسمیہ پڑھ کر چاقو سے اس گھاس کو کاٹیں اس طرح سات دفعہ کریں لیکن اول وآخر میں درود شریف زیادہ کریں۔ اس معمول کو بھی تین اتوار عمل میں لائیں انشاء اللہ یرقان رفع ہو جائے گا۔

(۲۴) ذکر طریق کیفیتِ ختم حضرتِ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ برائے حصولِ جمیع مقاصد وحلِ مشکلات دینی ودنیاوی مجرب ہے۔ اول وآخر درود شریف سو سو مرتبہ درمیان میں حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ صرف پانچ سو مرتبہ روزانہ پڑھنا چاہیے حتیٰ کہ مقصد حاصل ہو جائے اور مشکلات حل ہو جائیں۔ اس ختم کا ثواب بروحِ پُرفتوحِ حضرتِ ممدوح بخش کر اپنی حاجات کیلئے بواسطہ جنابِ ایشاں بارگاہِ الٰہی جل شانہٗ سے استدعا کرے انشاء اللہ مطالب سرانجام پائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

(۲۵) **معمول برائے خیر و برکت، امورات دین و کشائش و فراخی معاش و ترقی رزق** کے لئے ہزار بار بلا ناغہ رات دن میں پڑھیں بہت مفید اور نہایت مجرب ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔

(۲۶) **تعویذ برائے حُب**: دائیں بازو پر باندھ کر اس پر عطر و خوشبو لگائیں۔ اس تعویذ کی اجازت مخالفتِ زوجین کے لئے ہے اس کے بغیر اجازت نہیں اگر کوئی شخص سوائے زوجین کے کسی دوسری جگہ پر اس کا عمل کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ بجائے نفع کے نقصان اٹھائے گا۔

۸ ۱۱ ۷۸۶ ۱۴ ۱

یحبونھم کحب اللہ یا غفار	والذین امنوا اشد حبا للہ یا کریم	والقیت علیک محبۃ منی یا کریم	انہ لحب الخیر لشدید یا ودود
انہ لحب الخیر لشدید یا ودود ۱۲	والقیت علیک محبۃ منی یا کریم ۷	والذین امنوا اشد حبا للہ یا رحیم ۲	یحبونھم کحب اللہ یا لطیف ۱۳
والذین امنوا اشد حبا للہ یا لطیف ۶	یحبونھم کحب اللہ یا رحمٰن ۹	انہ لحب الخیر لشدید یا رحیم ۱۶	والقیت علیک محبۃ منی یا رحمٰن ۳
والقیت علیک محبۃ منی یا رحمٰن ۱۵	انہ لحب الخیر لشدید عکہ	یحبونھم کحب اللہ یا کریم ۵	والذین امنوا اشد حبا للہ یا رحیم ۱۰

(۲۷) **تعویذ لِکُلِّ شَیئٍ** (ہر مقصد کے لئے)

حم حم حم حم حم حم حم اللہ اللہ ثم لا ینصرون جاء النصر فعلینا الا ینصرون۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(۲۸) **تعویذ برائے بقائے حمل**

یا قابض	یا قابض	یا قابض
یا قابض	یا قابض	یا قابض
یا قابض	یا قابض	یا قابض

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَّاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ۝ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

marfat.com
Marfat.com

(۲۹) تعویذ برائے دردِ سر

یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح	یابدوح

یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح یاروح

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین ط

(۳۰) تعویذ برائے دفعِ دردِ چشم

یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح

یاروح یاروح یاروح
یاروح یاروح یاروح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ فَکَشَفۡنَا عَنۡکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الۡیَوۡمَ حَدِیۡدٌ ط

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین ط

(۳۱) تعویذ برائے بجا شدنِ ناف

الٰہی بحرمت حضرت ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

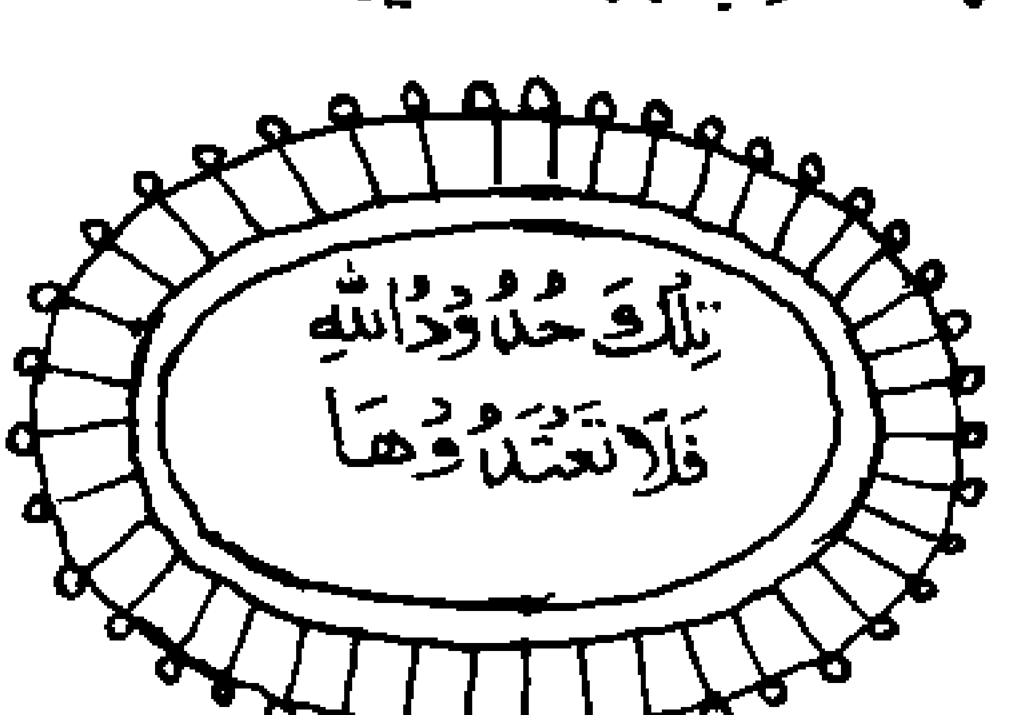

الٰہی بحرمت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible]

(۳۲) تعویذ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ حضرت

marfat.com
Marfat.com

خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص اس طلسم کو اپنے پاس رکھے وہ سحر و بلا و امراض سے حفظِ خدائے تعالیٰ میں رہے گا۔ باعزت و آبرو رہے گا۔ فتوحات غیبی و فیوضات لاریبی اس پر متوجہ ہونگے

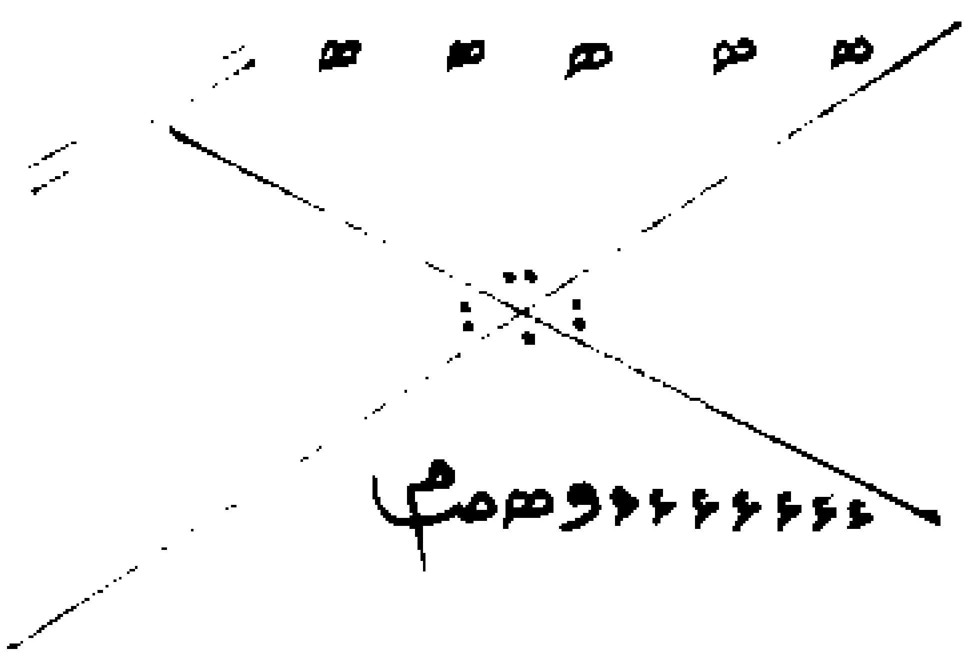

خمس ہاءات وخط فوق خط ؛ وصلیبٌ حولہ سبعُ نقط
ثم ہمزاتٌ اذا عُددتہا ؛ فہی سبعٌ لایُری فیہا الغلط
ثم واو ثم ہاء بعدہٗ ؛ ثم صاد ثم میم فی الوسط
وبہا یدفع عن حاملہا ؛ کل سحر و بلاءٍ سخط
یشتفی الاسقام والداء الذی ؛ عجزت عنہ الاطباء النمط

(۳۳)[ف] **سر اور دانت کے درد اور ریاح کے لئے**: ایک پاک تختی پر ریت بچھا کر ایک میخ سے اس پر یہ لکھو ابجد ھوز حطی اور میخ کو زور سے الف پر دباؤ اور درد والا اپنی انگلی زور سے درد کی جگہ رکھے اور تم ایک دفعہ الحمد پڑھو اور اس سے درد کا حال پوچھو، اگر اب بھی درد ہو تو اسی طرح ب کو دباؤ غرض ایک ایک حرف پر اسی طرح عمل کرو انشاء اللہ حروف ختم نہ ہونے پائیں گے کہ درد جاتا رہے گا۔

(۳۴) **ہر قسم کے درد کیلئے خواہ کہیں ہو**۔ یہ آیت مع بسم اللہ تین مرتبہ پڑھ کر دم کریں یا کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں یا با وضو لکھ کر باندھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

(۳۵) **دماغ کا کمزور ہو جانا**۔ پانچوں نمازوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ مرتبہ یَا قَوِیُّ پڑھیں۔

(۳۶) **نگاہ کی کمزوری کے لئے**۔ پانچوں نمازوں کے بعد یَا نُوْرُ گیارہ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کرکے آنکھوں پر پھیرلیں۔

(۳۷) **زبان میں ہکلاپن یا ذہن کم ہونا**۔ فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس بار پڑھیں۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ۔ اور روزانہ ایک بسکٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لکھ کر چالیس روز کھلانے سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔

[ف] اس سے آگے کے تعویذات بہشتی زیور و القول الجمیل وغیرہ سے منقول ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(۳۸) **برائے ہول دلی**۔ یہ آیت مع بسم اللہ لکھ کر گلے میں باندھیں ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے اور دل بائیں طرف ہوتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

(۳۹) **پیٹ کے درد کے لئے**۔ یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلائیں یا لکھ کر پیٹ پر باندھیں۔ لَا فِیْھَا غَوْلٌ وَّلَا ھُمْ عَنْھَا یُنْزَفُوْنَ ۝

(۴۰) **ہیضہ اور ہر قسم کی وبا، طاعون وغیرہ کے لئے**۔ ایسے دنوں میں جو چیزیں کھائیں پئیں اُن پر پہلے تین بار سورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ پڑھ کر دم کر لیا کریں انشاء اللہ حفاظت رہے گی اور جس کو ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلائیں پلائیں انشاء اللہ شفا ہوگی۔

(۴۱) **تلی بڑھ جانا**۔ یہ آیت مع بسم اللہ لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں: ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ۔

(۴۲) **ناف ٹل جانا**۔ یہ آیت مع بسم اللہ لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں ناف اپنی جگہ آجائیگی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝

(۴۳) **برائے بخار**۔ اگر بغیر جاڑے کے بخار ہو تو یہ آیت لکھ کر باندھیں اور اسی کو پڑھ کر دم کریں قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۝ اور اگر جاڑے سے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں یا بازو پر باندھیں: بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(۴۴) **پھوڑا پھنسی یا ورم**۔ پاک مٹی پنڈول وغیرہ چاہے ثابت ڈھیلا چاہے پسی ہوئی مٹی لیکر اُس پر یہ دعا تین بار پڑھ کر تھوک دے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔ اور اس پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی کی جگہ یا اس کے آس پاس دن میں دو چار بار ملا کرے۔

(۴۵) **سانپ بچھو اور بھڑ وغیرہ کا کاٹ لینا**۔ ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جائیں اور قُلْ یٰٓاَ پوری سورت پڑھ کر دم کرتے جائیں بہت دیر تک ایسا ہی کریں۔

(۴۶) **سانپ کا گھر میں نکلنا یا آسیب ہونا**۔ چار کیلیں لوہے کی لیکر ایک ایک پر

marfat.com

Marfat.com

یہ آیت پچیس پچیس بار دم کرکے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہ رہے گا اور اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔ وہ آیت یہ ہے۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

(۴۷) **باؤلے کتے کا کاٹ لینا**۔ یہی آیت جو اوپر لکھی گئی ہے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ سے رُوَيْدًا تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا ہر روز اس شخص کو کھلائیں انشاء اللہ تعالیٰ ہڑک نہ ہوگی۔

(۴۸) **بانجھ ہونا**۔ چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے اور جس دن عورت پاکی کا غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روزانہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پیے اور کبھی کبھی میاں کے پاس بیٹھے اٹھے، آیت یہ ہے: اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔

(۴۹) **حمل گر جانا**۔ ایک تاگا کسم کا رنگا ہوا عورت کے قد کی برابر اس میں نو گرہ لگائے اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گرے گا۔ اور اگر کسی وقت تاگا نہ ملے تو کاغذ پر لکھ کر پیٹ پر باندھیں آیت یہ ہے: وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

(۵۰) **برائے مسان و بخار**۔ جس بچہ کو مسان کی بیماری ہو تو اس پر الحمد اکتالیس مرتبہ ساتھ وصل میم بسم اللہ کے الحمد کے ساتھ پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا وہ مرض جاتا رہے گا اور اگر فرصت نہ ہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے۔ نیز الحمد شریف چالیس بار پڑھ کر دم کرکے بخار والے کے منھ پر چھینٹے مارنا مفید ہے۔

(۵۱) **بچہ زندہ نہ رہنا**۔ اجوائن اور کالی مرچ آدھ آدھ پاؤ لیکر پیر کے دن دوپہر کے وقت چالیس بار سورۂ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف پڑھے اور جب چالیس بار ہو جائے پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کرے اور شروع سے یا جب سے خیال ہوا ہو دودھ چھڑانے تک روزانہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھالیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اولاد زندہ رہے گی۔

marfat.com
Marfat.com

(۵۲) **ہمیشہ لڑکی ہونا۔** اس عورت کا خاوند یا کوئی دوسری عورت اس کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یعنی دائرہ ستر بار بنائے اور ہر دفعہ میں یَا مَتِیْنُ کہے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔

(۵۳) **بچے کو نظر لگ جانا یا رونا یا سوتے میں ڈرنا یا کمیڑہ وغیرہ۔** قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس، تین تین بار پڑھ کر اس پر دم کرے اور یہ دعا لکھ کر گلے میں ڈال دے: اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

(۵۴) **چیچک۔** ایک نیلا گنڈہ سات تار کا لیکر اس پر سورۂ رحمٰن جو ستائیسویں پارہ میں ہے پڑھے، اور جب اس آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچے اس پر دم کر کے ایک گرہ لگائے۔ سورۃ کے ختم ہونے تک اکتالیس گرہیں ہو جائیں گی پھر وہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دے۔ اگر چیچک سے پہلے ڈالدیں تو انشاء اللہ تعالیٰ چیچک سے حفاظت رہے گی اور چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہوگی۔

(۵۵) **ہر طرح کی بیماری کے لئے۔** چینی کی تشتری پر سورۃ الحمد اور یہ آیتیں لکھ کر روزانہ مریض کو پلایا کریں بہت ہی تاثیر کی چیز ہے۔ آیات شریفہ یہ ہیں: وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ، وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ، وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا، قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ۔

(۵۶) **محتاج اور غریب ہونا۔** بعد نماز عشاء اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح یَا مُعِزُّ پڑھ کر دعا کیا کرے اور چاہے یہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کرے، بعد نماز عشا اول و آخر سات سات مرتبہ درود شریف اور درمیان میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے یَا وَھَّابُ پڑھ کر دعا کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہوگی۔

(۵۷) **آسیب لپٹ جانا۔** ان آیتوں کو بیمار کے کان میں پڑھ کر دم کرے اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلائے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ اور سورۃ والسماء والطارق سات بار پڑھ کر کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر اقامت کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

(۵۸) کسی طرح کا کام اٹکنا۔ بارہ روز تک اس دعا کو بارہ سو دفعہ[1] پڑھ کر ہر روز دعا کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیسا ہی مشکل کام ہو پورا ہو جائیگا۔ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ۔

(۵۹) دیو کا شبہ ہو جانا۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلائیں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس میں نہلائیں اور یہ دعا چالیس روز تک چینی کی تشتری پر لکھ کر پلائیں: یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ انشاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ اور یہ دعا ہر بیمار کے لئے مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دیدیا ہو۔

(۶۰) خاوند کا ناراض یا بے پروا رہنا۔ بعد نماز عشا کے گیارہ دانے سیاہ مرچ کے لیکر اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ کی پڑھیں اور خاوند کے مہربان ہونے کا خیال رکھیں جب سب پڑھ چکیں تو ان مرچوں پر دم کر کے تیز آگ میں ڈالدیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہوگا اور کم سے کم چالیس روز کریں۔

(۶۱) دودھ کم ہونا۔ یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر ماش کی دال میں کھلائیں۔ پہلی آیت: وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ: دوسری آیت وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔ دوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر پڑھ کر گائے بھینس کو کھلائیں تو خوب دودھ دیتی ہے۔

(۶۲) حفاظتِ حمل: اگر کسی عورت کا حمل اکثر گر جاتا ہو یا کسی صدمہ کی وجہ سے کسی مرتبہ ایسا خطرہ ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر حاملہ کے گلے میں اس طرح ڈالدیں کہ وہ تعویذ پیٹ پر پڑا رہے آیات یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَلَا تَکُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ۝ رَبِّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

(۶۳) نظر بد۔ اگر نظر بد کا احتمال ہو تو آیاتِ ذیل لکھ کر گلے میں ڈال دیں۔

[1] بعض کے نزدیک سورۂ فاتحہ زیادہ کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

تا آخر سورۂ بقر (۶) شَهِدَ اللّٰهُ اٰيَة الابد (سورۂ آل عمران ۲) (۷) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ الآیۃ (سورۃ الاعراف ع ۷) (۸) فَتَعَالَى اللّٰهُ تا ختم سورۂ مومنون (۹) آیات شروع صافات تا لازب (۱۰) تین آیات آخر سورۂ حشر (۱۱) وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا الخ سورۂ جن (۱۲) قل ہو اللہ احد پوری (۱۳) سورۂ فلق پوری۔ (۱۴) سورۃ الناس پوری۔

(۶۹) **ایضاً برائے آسیب**۔ کلماتِ ذیل کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے (اس عمل کا نام حرزِ ابی دجانہ ہے) نہایت مجرب ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُّقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّا مُّبْطِلًا هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اس کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔

(۷۰) **ایضاً**۔ اگر آسیب کا اثر گھر میں معلوم ہو تو آیات ذیل پچیس بار کیلوں پر پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں میں گاڑ دیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔

(۷۱) **ایضاً**۔ اس نقش کو مع عبارتِ زیریں کے تین تعویذ لکھیں اور اس کو اس طرح فتیلہ بنائیں کہ دو کا ہندسہ نیچے رہے اور آٹھ کا ہندسہ اوپر رہے پھر پاک روئی میں لپیٹ کر کورے چراغ میں کڑوا تیل ڈال کر مریض کے پاس اوپر کی طرف سے یعنی ہندسہ (۸) کی طرف سے روشن کریں اول روز ایک فتیلہ جلائیں پھر ایک دن ناغہ کر کے دوسرا پھر ایک دن ناغہ کر کے تیسرا۔

٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤

فرعون قارون ہامان شداد نمرود ابلیس علیہم اللعنۃ واتباع ایشاں اگر نگریزند سوختہ شوند۔

marfat.com
Marfat.com

(۷۲) **برائے دفعِ سحر:** آیاتِ ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈالدیں اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلائیں۔ اگر نہلانا نقصان نہ کرتا ہو تو انہی آیات کو پانی پر پڑھ کر اس سے مریض کو نہلائیں۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ط اور سورۃ فلق پوری اور سورۃ الناس پوری۔

(۷۳) **برائے دفعِ مرگی۔** ان آیات کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ٥ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ٥ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ ٥

(۷۴) **ردِّ غائب۔** اگر کسی کا لڑکا یا اور کوئی لاپتہ کہیں چلا گیا ہو تو اس کے واپس آنے کے لئے آیاتِ ذیل لکھ کر اس تعویذ کو کالے یا نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں جو کوٹھڑی زیادہ تاریک ہو اس میں دو پتھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جائے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ پتھر نہ ہوں تو چکی کے دو پاٹوں میں دبا دیں اور لفظ فلاں بن فلانہ کی جگہ اس لاپتہ کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھیں۔ پہلے سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی لکھ کر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِيْهِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا وَمَا عَلٰى عَبْدِكَ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَضْيَقَ مِنْ خَلْقِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ پھر لکھے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ سے فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ تک وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ پھر لکھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاٰيٰتِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط

دیگر برائے ردِّ غائب: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ

marfat.com
Marfat.com

اَکْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ يَا هَادِيَ الضَّالِّ وَيَا رَادَّ الضَّالَّةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ فُلَانٍ۔ لفظ فلاں کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں۔

(۷۵) پیشاب رک جانا یا پتھری ہو جانا کلمات ذیل کو لکھ کر ناف پر باندھ دیا جائے۔ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اِسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ۔

(۷۶) برائے غنا یَا وَھَّابُ بعد نماز عشا اس طرح پڑھے کہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے اور درمیان میں چودہ سو چودہ ۱۴۱۴ بار اسم مذکور اور بعد میں یہ دعا پڑھے۔ يَا وَهَّابُ هَبْ لِيْ مِنْ نِّعْمَةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (اس عمل کا نام حضرت مولانا محمد یعقوب "کیمیائے درویشاں" فرمایا کرتے تھے)۔

(۷۷) انجاح حاجت۔ تمام مشکلات کے حل کے لئے اسم یَا لَطِیْفُ بعد نماز عشا گیارہ سو ۱۱۱۱ گیارہ مرتبہ پڑھے اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے اور پھر دعا کرے۔

(۷۸) برائے تپ و لرزہ ہر قسم

اس نقش کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں انشاء اللہ ہر قسم کا تپ و لرزہ دفع ہوگا۔ نقش یہ ہے:۔

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
اللہ	الرحمن	الرحیم	بسم
الرحمن	الرحیم	بسم	اللہ
الرحیم	بسم	اللہ	الرحمن

(۷۹) ایام ماہواری کی کمی۔ اگر ایام ماہواری میں کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔

marfat.com
Marfat.com

بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

(۸۴) **برائے آسیب زدہ** (از قطبِ عالم مولانا گنگوہیؒ) اسمائے اصحابِ کہف بعبارتِ ذیل کاغذ پر لکھ کر جس مکان میں مریض یا مریضہ ہو اس کی دیواروں پر جگہ جگہ چسپاں کر دیئے جائیں اور جیسں کا مندرجہ ذیل نقش ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کو دکھایا جائے۔ وہ دیکھنے سے گھبرائے اور انکار کرے گا مگر زبردستی اس کی نظر اس پر ڈلوائی جائے اور جبرًا نقش کو تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

اسمائے اصحابِ کہف یہ ہیں: اِلٰهِىْ بِحُرْمَةِ يَمْلِيْخَا۔ مَكْسَلْمِيْنَا۔ كَشْفُوْطَطْ۔ طَبْيُوْنُسْ۔ كَشْنَا فَطْيُوْنُسْ۔ اٰذَرْ فَطْيُوْنُسْ۔ يُوَانِسْ بُوْسْ وَكَلْبُهُمْ قِطْمِيْرٌ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(۸۵) **گنڈا برائے مسان**۔ (از حضرت مولانا خلیل احمدؒ) نیلے تاگے کے اکتالیس تار عورت کے قد کی برابر لے لیکر اس پر سورۃ الحمد مع بسم اللہ اکتالیس بار پڑھے اور ہر دفعہ اس تاگے پر دم کر کے ایک گرہ لگاتا رہے۔ حمل کے زمانے میں ماں کے پیٹ پر اس گنڈہ کو باندھ دے اور بعد پیدا ہونے کے بچہ کے گلے میں ڈال دے اور اگر حمل کے وقت نہ باندھ سکے تو بچہ ہی کے گلے میں ڈالنے سے بھی انشاء اللہ وہی فائدہ ہوگا۔

(۸۶) **گنڈا برائے آسیب زدہ**۔ گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت کچا ڈیڑھ گز لمبا لیکر اکتالیس بار آیتِ ذیل پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر اس کے اندر دم کر کے بند کر دیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

(۸۷) **گنڈا برائے سہولتِ دنداں**۔ سات تار کا بارہ گرہ لمبا کچا سوت نیلا یا سیاہ لے کر سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پوری سات بار پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر حسب معمول دم کریں پھر ہر گرہ پر جدھر ختم کر کے گرہ لگائی ہے اس کے اوپر سے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ایک ایک بار دم کرتے چلے جائیں پھر ایک ایک بار اس طرف سے جہاں اب ختم کیا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری سورت دم کرتے ہوئے چلے آئیں۔

marfat.com
Marfat.com

(۸۸) **گنڈا برائے حفاظتِ حمل**۔ گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت ڈیڑھ گز لمبا لے کر سورۂ یٰسٓ پوری پڑھیں اور ہر مبین پر ایک گرہ لگا کر دم کریں پھر اس کو حاملہ کے پیٹ پر باندھ دیں (کل سات گرہ ہوں گی) حمل اسقاط سے محفوظ رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(۸۹) **جھاڑ برائے اورسا** (جس کو میٹھا اور پسلی چلنا بھی کہتے ہیں) چاقو سے پاک زمین پر سات لکیریں اس طرح کھینچکر ||||||| اور بچہ کا پیٹ اپنی طرف کرکے کپڑا اٹھا کر دائیں ہاتھ میں چاقو لے کر بچہ کے پیٹ کی طرف سے اشارہ کرکے ان لکیروں پر لاتا رہے اور سات بار یہ آیت پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اور بچہ کے پیٹ اور سینہ پر دم کرے اور کبھی کبھی چاقو کو آہستہ سے اس کی پسلی سے چھواتا ہوا (جو چل رہی ہے) اور پیٹ کو چھواتا ہوا زمین تک لائے سات دفعہ دعا پڑھ کر ایک لکیر سے ان ساتوں لکیروں کو کاٹ دے۔ پھر اسی طرح سات دفعہ پڑھے اور دوسری لکیر سے کاٹ دے اسی طرح ہر سات دفعہ پر ایک لکیر سے کاٹتا رہے۔ جب سات لکیریں ہو جائیں بس دم کرکے بچہ کو اٹھا دیا جائے اور بچہ کو پیشاب کرادیں صبح و شام تین روز تک جھاڑا جائے باذن اللہ مرض دفع ہو جائے گا۔

(۹۰) **برائے دورۂ کمیڑہ**۔ جب بچہ کو مسان کا دورہ پڑ رہا ہو تو سات بار الحمد پوری اور سات بار اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ پوری اور سات بار درود شریف نماز والا پڑھ کر دم کرے اور پڑھتے ہوئے داہنے ہاتھ کی انگشتِ شہادت کو سینہ اور پیٹ پر پھیرتا رہے۔

(۹۱) **برائے اختلاجِ قلب**۔ آیاتِ ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ قلب پر پڑی رہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ۝ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ ۝

(۹۲) **گنڈا برائے بواسیر خونی**۔ کچا سوت سرخ رنگ ڈیڑھ گز لمبا اکیس تار لے کر سورۂ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ پوری اکیس بار پڑھ کر گرہ لگاتا اور دم کرتا رہے پھر الٹی طرف سے ہر گرہ پر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ایک بار دم کردے پھر سیدھی طرف سے ایک بار ہر گرہ پر دم کرے

marfat.com
Marfat.com

يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ دم کرتا چلا آوے اور بواسیر والے کی کمر پر باندھ دیا جائے۔ باذن اللہ بہت جلد آرام ہو جائے گا۔

(۹۳) حفاظت از مار و کژدم وغیرہ موذی جانوروں کے لئے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۔ گیارہ بار صبح وشام، اول وآخر درود شریف گیارہ بار پڑھا جائے۔ اعتقاد کامل ہو۔

(۹۴) ایضاً ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ تین بار صبح وشام

(۹۵) برائے عقیمہ ۔ ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۔ پھر اس تعویذ کو عورت کی گردن میں باندھے۔

(۹۶) ایضاً برائے حمل ۔ اول الحمد شریف بعدہٗ اسمائے اصحاب کہف (جو صفحہ ۱۹۴ پر درج ہیں) تین تین بار پڑھ کر چھ عدد چھوہاروں پر دم کریں اور دیدیں اور ہدایت کریں کہ بعد غسلِ حیض ایک عدد چھوہارہ روزانہ بیوی کھائے اور ایک عدد چھوہارا خاوند بھی کھائے اور رات کو ہمبستری کرے انشاء اللہ حمل ہو جائے گا۔

(۹۷) برائے خنازیر ۔ جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو تانت پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَنَظْرِ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ ۔ پھر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔

(۹۸) ہر بیماری کے لئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ان آیتوں کا پڑھنا ثابت ہے اور فرمایا کہ آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت جب یہ آیات پڑھی جائیں تو بیماری

marfat.com
Marfat.com

خدا کے فضل سے دور ہو۔ وہ آیات یہ ہیں: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ سے جَمِیْعًا تک اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ سے وَلَا اَمْتًا تک اور وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ سے خَشْیَةِ اللّٰهِ تک۔

اور ہر آیت کے بعد یہ کہتا جائے کہ فَکَیْفَ اَنْتَ یَا اَیَّتُهَا الْعِلَّةُ۔

(۹۹) جو بچہ کسی طرح نہ چلتا ہو۔

بن	ت	م	ال
۳۹	۳۲	۵۹	۴۰۱
۳۳	۴۲	۳۹۸	۵۸
۳۹۹	۵۷	۳۴	۴۱

اگر یہ نقش لکھ کر اور کسی خوشبو کی دھونی دیکر اس بچہ کے گلے میں ڈالدیں تو انشاء اللہ چلنے لگے گا۔ اسی طرح اگر سفر میں جائے تو اپنے بازو پر باندھ لے انشاء اللہ تکان نہ ہوگا۔

(۱۰۰) جس حاملہ کے بچہ نہ پیدا ہوتا ہو تو یہ آیات اور دعا اور نقش سکوری پر لکھکر

د	ط	ب
۷.	ه	ز
۷	ا	و

پانی سے دھو کر پلائیں انشاء اللہ پیدائش فوراً ہوگی وہ دعا اور آیات اور نقش یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ سے الْعَظِیْمُ تک۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ

(۱۰۱)[1] برائے غنائے دلی وکشائش ظاہری و باطنی۔ ہر روز گیارہ مرتبہ یَا مُغْنِیُ اور سورۂ مزمل شریف چالیس بار پڑھنے پر ہمیشگی کرے اگر چالیس بار نہ ہو سکے تو گیارہ بار پڑھے۔ بعض بزرگوں سے مزمل شریف کا اکتالیس بار پڑھنا منقول ہے اور بعض سے عشا کی نماز کے بعد دو رکعتوں میں اکتالیس بار اس طرح کہ پہلی رکعت میں اکیس بار اور دوسری میں بیس بار پڑھے اور ایک یہ کہ سنت فجر کے بعد ایک بار اور پانچوں نمازوں کے بعد دو دو بار کہ شب و روز میں گیارہ بار ہو جائے۔ یہ سب طریقے مجرب ہیں۔

(۱۰۲) برائے فاقہ جو شخص سورۂ واقعہ کو ہر رات پڑھے اس کو فاقہ نہیں ہوتا۔

(۱۰۳) ایضاً۔ فاقہ کے لئے ہر روز سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا مفید ہے۔

(۱۰۴) رات کو جاگنے کے لئے۔ جو شخص اپنے سوتے وقت سورۂ کہف کی آخری آیتیں پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اس کو جگادے جس وقت کا ارادہ کرے تو حق تعالیٰ

[1] تعویذات منقول از القول الجمیل۔

marfat.com

Marfat.com

اس کو اسی وقت جگادے گا۔ وہ آیات یہ ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۝ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا ۝

(۱۰۵) **برائے خوف حاکم**۔ جو شخص کسی صاحب حکومت سے ڈرے اس کو چاہئے کہ یوں کہے کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ اور کٓھٰیٰعٓصٓ کے کہتے وقت ہر حرف کے تلفظ پر داہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے یعنی کاف کہتے وقت سب سے چھوٹی انگلی بند کرے ھا پر دوسری یا پر تیسری عین پر چوتھی اور صٓ پر انگوٹھا بند کرے اور حٰمٓعٓسٓقٓ کے ہر حرف پر بائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو بند کئے ہوئے اس حاکم کے سامنے جا کر کھول دے انشاءاللہ مہربان ہوگا۔

(۱۰۶) **گم شدہ چیز کے لئے**۔ جس کی کوئی چیز کھوئی جائے تو وہ یَا حَفِیْظُ ایک سو انیس بار ۱۱۹ بغیر کمی زیادتی کے پڑھے پھر یہ آیت یٰبُنَیَّ اِنَّھَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ ایک سو انیس بار پڑھے حق تعالی اس کی گم ہوئی چیز کو اس کے پاس پھیر لائے گا۔

(۱۰۷) **ایضاً** کسی کی چیز یا لڑکے وغیرہ کے گم ہونے پر درود شریف لکھ کر دیا جائے کہ اونچی جگہ درخت یا کھونٹی وغیرہ پر لٹکائے۔

(۱۰۸) **برائے حاجت روائی**۔ حاجت روائی کے لئے سورۂ فاتحہ اس طرح پڑھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام سے ملادے۔ اتوار کے دن فجر کی سنت اور فرض کے درمیانی وقفہ میں شروع کرے۔ پہلے دن ستر بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار، اسی طرح ہر روز دس بار کم کرتا جائے یہاں تک کہ ہفتہ کے دن دس بار پڑھے۔

(۱۰۹) **نماز حاجات**۔ مشکل حاجتوں کے بر لانے کے لئے چار رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے

marfat.com
Marfat.com

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ سو بار پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ
وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے
قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کر رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ
سو بار پڑھے اور اپنی حاجت کی دعا کرے انشاء اللہ العزیز قبول ہووے۔

(۱۱۰) **برائے بخار**۔ خصوصاً پرانے بخار کے لئے یہ افسوں ایک کاغذ پر لکھ کر بازو پر باندھ دے
انشاء اللہ جلد اچھا ہو جائے گا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ
اِلٰٓی اُمِّ مِلْدَمٍ نِ الَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَھْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَآ اُمَّ مِلْدَمٍ
اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَۃً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتِ یَھُوْدِیَّۃً فَبِحَقِّ
مُوْسٰی کَلِیْمِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّۃً فَبِحَقِّ الْمَسِیْحِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ
عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّآ اَکَلْتِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ لَحْمًا وَّلَا شَرِبْتِ لَہٗ دَمًا وَّلَا ھَشَمْتِ
لَہٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِیْ عَنْہُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ
وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْٓئَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہُ تَعَالٰی بَرِیْٓئٌ مِّنْکِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ
الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (فلاں بن فلانہ کی جگہ مریض کا اور اس کی ماں کا نام لکھے)۔

(۱۱۱) **ایضاً**۔ بخار والے پر ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۃ مجادلہ تین بار پڑھے۔

(۱۱۲) **برائے سرخ بادہ**۔ جس کے بدن پر سرخ بادہ ظاہر ہو اس دعا سے سات بار
جھاڑے اور پڑھتے وقت چھری سے اشارہ کرتا جائے۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْحَکِیْمِ
الْکَرِیْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ وَسُلْطَانِہٖ
اَیَّتُھَا الْحُمْرَۃُ جَآءَتْکِ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَیْمٰنُ اَیَّتُھَا الرِّیْحُ اَجِیْبِیْ
دَاعِیَ اللّٰہِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَمَا لَہٗ مِنْ مَّلْجَاٍ وَّمَا لَہٗ مِنْ ظَھِیْرٍ
بِسْمِ اللّٰہِ وَبِالثَّنَآءِ الطَّیِّبِ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰہُ یَکْفِیْکَ وَاللّٰہُ یَشْفِیْکَ مِنْ کُلِّ
دَآءٍ یُّؤْذِیْکَ وَمِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ تَعْتَرِیْکَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

marfat.com
Marfat.com

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔

(۱۱۳) **برائے اسقاطِ جنین:** جو عورت بچہ اسقاط کردیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا ہوا اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگائے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھے اور دم کرے۔

(۱۱۴) **دنبل اور پھوڑے وغیرہ کے لئے:** اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ نو بار اول و آخر درود شریف پڑھ کر ملتانی مٹی پر دم کر کے لگائیں۔

(۱۱۵) **جس کو پیشاب میں ریگ آتی ہو:** اس کو یہ آیت لکھ کر پلائیں وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۔ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۔ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۔

(۱۱۶) **فتیلہ برائے آسیب زدہ۔** یہ فتیلہ اسی حالت میں دیا جائے جبکہ جن یا آسیب کسی طرح نہ جاتا ہو۔ املیخ۳ قملیخ۳ تملیخ۳ یا املیخ۳ تملیخ۳ فملیخ۳ کاغذ پر لکھ کر اس کاغذ کو لمبائی کی صورت میں تہ کر کے نیچے کالے کپڑے کا ٹکڑا رکھ کر قدرے حرمل (کالا دانہ) اور ہینگ رکھ کر اوپر ڈورا لگایا جائے۔

(۱۱۷) **برائے معمولی دنبل۔** اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف درمیان میں گیارہ مرتبہ سورۃ الم نشرح پڑھ کر دم کرے۔

(۱۱۸) **خراب اور بڑے دنبل کے لئے۔** اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف درمیان میں اکتالیس ۴۱ مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر دم کریں اور مکھن وغیرہ پر دم کر کے لگائیں۔

(۱۱۹) **تعویذ برائے عام امراض**[1]

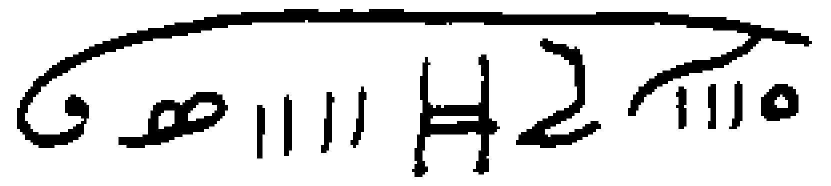

لکھ کر گلے میں ڈالدیں۔

[1] منقول از بیاض حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ مکتوب حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ

(جو بیشتر قواعد و رموز تصوف پر مشتمل ہے بغرض افادہ طالبانِ راہِ حق ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ سالکوں کو چاہئے کہ اس کے مطابق اپنے اعمال خالص اللہ کے لئے کریں۔)

برادرم شمس الدین سلمہ اللہ تعالیٰ۔ واضح ہو کہ حج ایک ایسی عبادت ہے جو کہ بدنی بھی ہے اور مالی بھی۔ اس گروہ (یعنی صوفیوں) کو حج کے اندر کئی باتیں غور کرنی چاہئیں۔ فی الحقیقت کعبۂ معظم کی زیارت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی کی زیارت کرنے والا ہوتا ہے یعنی مکان کی زیارت سے مکین کی زیارت حاصل ہوتی ہے، اور زیارت کرنے والے کی بزرگی اس کا کرم عمیم ہے اور طالبانِ صادق کا مقصود حج خانہ سے کعبہ کا مالک (خدائے تعالیٰ) ہے۔ ہاں بیچ میں خانۂ کعبہ کو ایک بہانہ بنا لیا ہے ورنہ حقیقتاً کعبہ کی عمارت مقصود نہیں ہے بلکہ وہ خود مقصود ہی جس کا کہ کعبہ ہے۔

سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب میں پہلی دفعہ حرم محترم پہنچا اور کعبۂ معظمہ کی زیارت کی تو میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے اس جیسے ہزاروں مکان دیکھے ہیں مجھے تو مالکِ مکان درکار ہے۔ اور یہ کہہ کر وہاں سے واپس آگیا۔ دوسرے سال پھر گیا اور میرے دل کی آنکھ کھلی تو میں نے مکان و مکین دونوں کو دیکھا اور دل میں کہا کہ عالمِ الوہیت میں مشارکت نہ ہونی چاہیے اور عالمِ وحدانیت میں دوئی نہ ہونی چاہئے۔ محبوب، مکان اور میں تین تین ہوں خدا کی پناہ۔ جو شخص اس راہ میں دو بھی تصور کرے وہ کافر ہے، جب میں دو چھوڑ تین تین متصور کر رہا ہوں تو کیسے کافر نہ ہوں گا۔ یہ کہہ کر وہاں سے واپس آگیا۔ تیسرے سال پھر گیا حرم محترم میں پہنچا تو محبوب کی مہربانی نے مجھ کو اپنی بغل میں لے لیا اور سارے حجابات میری دل کی آنکھ سے دور کر دیئے، معرفت کی شمع میرے دل میں روشن کی اور میری ہستی کو تجلی کے انوار سے روشن کیا اور میرے لطیفہ سِر میں اس طرح خطاب کیا کہ اَنْتَ زَائِرِیْ حَقًّا فَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ اَنْ يُّكْرِمَ زَائِرَهٗ (یعنی تو میری زیارت کرنے والا ہے تو جس کی زیارت کی جائے اس کا یہ فرض ہے کہ اپنے زائر کی عزت کرے) سے

marfat.com
Marfat.com

تا چشم برکشادم نورِ رخِ تو دیدم　　　تا گوش برکشودم آوازِ تو شنیدم

(یعنی جب میں نے آنکھ کھولی تو تیرے رُخ کا نور دیکھا۔ جب کان کھولے تو تیری ہی آواز سُنی)

جب سچی محبت کرنے والوں نے دیکھا کہ یہ مکان (بیت اللہ) محبوبِ بے نشان کا ایک نشان ہے اگر اس سے بھی اپنے کو تسلی نہ دیں تو کیا کریں جیسا کہ مقولہ ہے: مَنْ مُنِعَ عَنِ النَّظَرِ یَتَسَلّٰی بِالْاَثَرِ (یعنی وہ شخص جو جمالِ دوست سے روک دیا گیا ہو دوست کے نشان ہی سے اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے)۔ مجنوں کا حال سُنا ہوگا۔ وہ دن رات لیلیٰ کے مکان کے اِرد گِرد پھرتا اور در و دیوار کی خاک کو چومتا اور کہتا تھا ؎

اَطُوْفُ عَلٰی جِدَارِ دِیَارِ لَیْلٰی　　　اُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارَ وَذَاالْجِدَارَا

(یعنی لیلیٰ کے مکانوں کی دیواروں کا طواف کرتا ہوں۔ کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو)

وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ　　　وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

(میرے دل میں ان گھروں کی محبت کا غلبہ نہیں ہے بلکہ اس کی محبت میں سرشار ہوں کہ جو ان گھروں میں رہتا ہے)

خانۂ کعبہ کے زائرین اپنی جبینِ نیاز اس آستانہ کی خاک پر غایتِ محبت سے ملتے ہیں اور دردِ دل سے نالہ کرتے ہیں اور اس امید میں رہتے ہیں کہ شاید گھر (کعبۂ معظمہ) دیکھتے دیکھتے صاحبِ خانہ (حق سبحانہ وتعالیٰ) کی زیارت بھی ہو جائے اور نشان کو دیکھ کر مقصود حاصل ہو جائے — اکابرین نے کہا ہے کہ جب محب کو اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے کہ اس در سے اس کا مقصود حاصل ہو جائے گا اور اس کا محبوب اس کی بغل میں آ جائے گا تو پھر وہاں سے ٹلے نہیں ٹلتا اگر مدت العمر میں ایک لمحہ کے لئے بھی گھبرا کر وہاں سے اٹھ جائے تو ندا آئے گی کہ جس کے در پر چاہو جاؤ اور جس کی طرف چاہو دوڑو، مجھ سے الگ ہو کر اگر کلیم اللہؑ کے قدموں پر سر رکھو گے تو وہ بھی قبول نہ کرے گا، اگر روح اللہؑ کے پاؤں پر گر پڑے تو وہ بھی ہاتھ نہ پکڑے گا۔ لہٰذا جس شخص کو جان کی سلامتی منظور ہو وہ اسی کے در پر پڑا رہے اور جس کو جہان کی ضرورت ہے وہ بھی اسی کے در کو لازم پکڑے۔ اسی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حَجَّۃٌ مَّبْرُوْرَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (یعنی حج مبرور ایک ایسی عبادت ہے کہ جو دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے) کیوں نہ ہو حَوَالَیْہِ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ؎

marfat.com
Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ: یَا رَحِیْمُ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ وَّغِیَاثَہٗ وَمَعَاذَہٗ یَا رَحِیْمُ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار — (۷) ختم حضرت شاہ عبداللہ غلام علی مجدد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار۔ اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ پڑھے — (۸) ختم حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار۔ اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ پڑھے — (۹) ختم حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار۔ اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ پڑھے — (۱۰) ختم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار۔ (۱۱) ختم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار۔ اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھے — (۱۲) ختم حضرت خواجہ شاہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار — (۱۳) ختم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پنجصد بار اول و آخر درود شریف یکصد بار۔ اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھے —

(۱۴) ختم حضرت خیر الخلق سید الاولین والآخرین سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہ صد و سیزدہ بار (۳۱۳)۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

marfat.com
Marfat.com

(نوٹ) ان میں سے ہر ختم شریف کے پڑھتے وقت اول ہاتھ اٹھا کر سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر کہے کہ یہ ختم شریف فلاں بزرگ کا ہے یا اللہ اس کو قبول فرما لے اور اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچا دے پھر ختم شریف پڑھے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے کہ اس ختم کا ثواب اپنے فضل و کرم سے فلاں بزرگ کو اور ان کے پیرانِ طریقت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ان کے خلفاء و خدام کو پہنچا دے۔ اس کے بعد ان بزرگ کے وسیلے سے جو دعا چاہے مانگے۔

(ف) ان سب ختموں کے پڑھتے وقت تھوڑا سا پانی کسی ظرف میں رکھ لیا جائے اور بعد ختم کے تمام شرکا ختم اس پر دم کریں۔ یہ پانی شفائے امراض کیلئے عجیب چیز ہے۔

اعتذار

کتاب عمدۃ السلوک حصہ اول و دوم میں اس عاجز نے تقریباً تمام مضامین نہایت معتبر اور مقبول مشائخ کی کتابوں سے لئے ہیں جن کا حوالہ بعض اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے دینے سے قاصر رہا ہوں اور زمانہ حاضرہ کے مطابق آسان اور عام فہم کرنے کی غرض سے اپنی سمجھ کے مطابق اکثر جگہ تصرف و تغیر و تبدل بھی کیا ہے۔ اس کے بعد دوسرے ایڈیشن میں کافی اضافے کر کے مزید مفید بنانے کی کوشش کی۔ اب چوتھے ایڈیشن میں مزید نظر ثانی کر کے بہتر بنانے کی کوشش کی ہے جس کی بیں ان حضرات قدس اسرارہم کی ارواح سے معذرت و معافی چاہتا ہوں۔

نیز قارئین کرام سے اس بات کا طالب ہوں کہ اگر اس کتاب کو مفید پائیں تو اس کی اشاعت کی کوشش میں ہر قسم کی سعیٔ بلیغ فرمائیں اور جہاں کہیں اس عاجز سے کوئی لغزش ہوئی ہو اس کو میری کم علمی پر محمول فرما کر اصلاح فرمائیں اور اعتراض کا نشانہ نہ بنا کر اس عاجز کیلئے دعائے حصول سعادت دارین فرماتے رہیں۔ ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندۂ گنہگارم

عاجز زوّار حسین سعدی مجددی غفرلہٗ

طبع اول: نومبر ۱۹۴۵ء   طبع ثانی ستمبر ۱۹۶۰ء   طبع ثالث ۱۹۶۸ء

marfat.com
Marfat.com

marfat.com